

اشرف المصنفين

في تاريخ

السلطنة

في القرن

اے امام سید والا نسب  
دودمانت فخر اشرف عرب  
(اقبال)

# اشراف عرب



سید نجم الحسن فضلی

ناشر

جانبیری الیدمی

آستانہ سادات سافحہ

۱۰۸ ای جہانگیر روڈ غربی کراچی ۷۴۸۰۰

فون 4925970



جلد حقوق، بحق مستف معظا ہیں

نام کتاب

نام مؤلف

کتابت

ترتیب و پیشنگ

ناشر

صفحات

ہدیہ

اشاعت

اشراف عرب

سید محمد نجم الحسن

تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پرائنٹ کراچی

شفا حوت الرسول بھٹی

جاہیزی اکیڈمی

۷۲۰

۱۵۰ روپے

۱۴۱۳ ۱۹۹۳ء



میں اپنے کتاب "اشراف عرب" نامی مختصر سیدہ سارہ  
خاتون مرحومہ اور نانا محترم سید عبدالرحمن تیگوردی مرحوم کے نام  
منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے میری پرورش  
و پرداخت کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج یہ کتاب ضبط  
تحریر میں لاسکا۔

حقیر پر تقصیر

سید محمد نجم الحسن نجم منگھیری

۱۰۰۸ ای جی ایچ روڈ مغربی کراچی ۷۴۸۰۰

۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء



# ہرست ایک نظریں

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	<b>حصہ اول</b>				
۱	اسرار الحسنی	۳۹	۲۳	مشائخ انصاری	۵۲۷
۲	غفار راشدین	۵۵	۲۴	اولاد امام اعظم	۵۴۳
۳	ائمہ سادات	۶۱	۲۵	اولاد اصحاب رسول	۵۴۶
۴	ائمہ اربعہ	۷۳	۲۶	اولاد نو شروال عادل	۵۴۷
۵	سادات حسنی	۸۱	۲۷	اولاد امیر تیمور	۵۵۷
۶	سادات حسینی	۱۲۷	۲۸	قائم خانی راجپوت	۵۶۱
۷	سادات باقری	۱۳۷	۲۹	شجرہ شاہیر عالم	۵۶۶
۸	سادات جعفری	۱۵۱	۳۰	پٹھان یا فاتحان	۵۶۷
۹	سادات کاظمی	۱۶۹		<b>حصہ دوم</b>	
۱۰	سادات رضوی	۲۰۱	۳۱	تابع تابعین	۵۹۵
۱۱	سادات تقوی	۲۲۱	۳۲	چند اکابر صوفیاء	۵۹۹
۱۲	سادات نقوی	۲۳۵	۳۳	چند مشاہیر بنگال	۷۰۹
۱۳	سادات عسکری	۲۷۰	۳۴	چند علماء اہل سنت	۷۱۷
۱۴	سادات زیدی واسطی جاجیزی	۲۷۷	۳۵	منظوم شجرے	۷۳۳
۱۵	مشائخ علوی	۳۱۰	۳۶	شعراء تربت	۷۳۹
۱۶	مشائخ عباسی	۳۱۷	۳۷	قدیم افغانستان	۷۵۳
۱۷	مشائخ زبیری مکی ہاشمی	۳۲۰	۳۸	مبتان	۷۵۹
۱۸	مشائخ جعفری زینبی	۳۳۹	۳۹	دادی بالان	۷۶۴
۱۹	مشائخ ہاشمی	۳۵۵	۴۰	متفرقات	۷۶۸
۲۰	مشائخ سیدی	۳۵۸		تاکمیں الاسامیہ	۷۸۳
۲۱	مشائخ فاروقی	۳۸۷		اشاریہ مقامات	۷۹۹
۲۲	مشائخ عثمانی	۵۱۵			

# ہرست

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۳	انتساب	۳			
۵	ہرست	۵			
۱۸	کتابیات	۱۸			
۲۵	معنی ایک نظریں	۲۵			
۲۶	کچھ پختہ آت پاکستان کے بارے میں	۲۶			
"	ڈاکٹر جے گلبر (دیوین لے)	"			
"	سید الامین میرنگری	"			
۲۷	سید عباسی بدایونی	۲۷			
۲۸	غفار روتی	۲۸			
۲۹	سید احمد (دشرف آباد)	۲۹			
۳۱	عرض حال	۳۱			
۳۲	تعارف از مصباح الہدیٰ دیسنوی	۳۲			
۳۷	تقریظ	۳۷			
"	حکیم سید شاہ برہان الدین بٹالائی	"			
۳۸	علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی	۳۸			
۳۹	اسرار الحسنی	۳۹			
۴۰	اسرار النبی الکریم	۴۰			
۴۱	شجرہ انبیاء کرام	۴۱			
۴۲	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۴۲			
۴۵	تبصرہ	۴۵			
۴۶	اولاد عدنان	۴۶			
۴۷	شجرہ اولاد قسطنطین کلاب	۴۷			
۴۸	شجرہ اولاد اسد بن عبد العزیز	۴۸			
۴۹	خالدوہ بنو ہاشم	۴۹			
۵۱	سیرت پاک امام الانبیاء	۵۱			
۵۲	نعت شریف	۵۲			
۵۴	ازواج مطہرات و اولاد رسول	۵۴			
۵۵	خلفاء راشدین	۵۵			
۵۵	حضرت ابو بکر صدیق	۵۵			
۵۶	حضرت عمر فاروق	۵۶			
۵۷	حضرت عثمان ذوالنورین	۵۷			
۵۸	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۵۸			
۶۰	حضرت علی کے چودہ خلفاء	۶۰			
۶۱	ائمہ سادات	۶۱			
"	حضرت امام حسن	"			
۶۲	حضرت امام حسین	۶۲			
۶۳	پنچمن کی منظوم تاریخ وفات	۶۳			
۶۴	حضرت امام زین العابدین	۶۴			
۶۶	حضرت امام باقر	۶۶			
۶۷	حضرت امام جعفر صادق	۶۷			
۶۸	حضرت امام موسیٰ کاظم	۶۸			
۶۹	حضرت امام علی رضا	۶۹			
۷۰	حضرت امام تقی الجواد	۷۰			
۷۱	حضرت امام ہادی تقی	۷۱			
۷۲	حضرت امام حسن عسکری	۷۲			



باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۴	انتمہ اربعہ	۷۳		سید موسیٰ پاک شہید (ملتان)	۱۰۵
	امام ابو حنیفہؒ	"		سید شاہ قمیص قادری (ساجد و پنجاب)	۱۰۶
	امام مالکؒ	۷۵		سید فضل اللہ گوسائیںؒ (بہار)	۱۰۷
	امام شافعیؒ	۷۷		شجرہ اولاد سید فضل اللہ گوسائیںؒ	۱۰۸
	امام احمد بن حنبلؒ	۷۹		سید علم اللہ قطبی حسنی	۱۰۹
۵	سادات حسنی	۸۱		سید احمد شہید بالاکوٹ	"
	شجرہ سادات حسنی	"		مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۱۱۰
	عبد اللہ شاہ غازی الاشتر گلشن کراچی	۹۱		سید احمد دہلوی، بارہ (دو ٹکیر)	۱۱۳
	عبد اللہ شاہ غازی کی شہادت	۹۲		حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ	۱۱۹
	سید ابو الحسن علی، جویریؒ (لاہور)	۹۳		سید علی مروان شاہ، سندھ	"
	غوث پاک سید عبدالقادر جیلانیؒ	۹۴		امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ نمائی کشمیرؒ	۱۲۰
	مناجات غوث پاکؒ	۹۵		سید حسن بدر الدینؒ (پنجاب)	۱۲۱
	سید عبداللہ شاہ اسماعیلیؒ (مکی)	۹۶		سید احمد علی شاہؒ (میرپور خاص)	"
	سید ابراہیم ملک بیاد (بہار)	"		سید احمد اللہ منیریؒ (بہار)	۱۲۲
	مزار پرکنہ اشعار	۹۷		(مصنف مسلم شعراء بہار)	"
	مشرقی دروازہ	۹۸		السید عبدالقادر الکیلانی شیخ کمال الدین	۱۲۳
	جنوبی دروازہ	"		(سیر عراق، گلشن اقبال، کراچی)	"
	قاضی ملک محب اللہ بہاری	۹۹		مولانا سید ابوالحسن ندوی (لڑپل)	۱۲۵
	سید نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ	۱۰۰	۶	سادات حسینی	۱۲۷
	حاجی سید عبداللہ سیاح پھلواوی خیر آبادیؒ	۱۰۱		شجرہ سادات حسینی	"
	مخدوم سید شاہ درویش انشقی (دینوگیا)	۱۰۲		سید ابوالفرح واسطیؒ	۱۳۳
	شجرہ اولاد شاہ درویش و ملک بیادؒ	۱۰۴		میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کتھیؒ	۱۳۴

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	مناجات کمالیہ	۱۳۷		سید اشرف جہانگیر سمنانی	۱۴۳
	سید محمد شریف جرجانیؒ	۱۳۷		کچھ شریف بنیض آباد (لڑپل)	"
	سید امیر علی کبیر محمدانیؒ (کشمیر)	۱۳۸		مولانا سید شاہ شہباز بھگلپوری (بہار)	۱۴۴
	سید محمد بنہ نواز گیسو دراز (گلبرگر کن)	۱۳۹		شاہ شہباز مطاہن ڈاکٹر عبدالغفار	۱۴۵
	مخدوم سید شاہ تیمم اللہ سفید باز (بہار)	۱۴۰		شجرہ اولاد شاہ شہباز بھگلپوریؒ	۱۴۷
	سید ابوالعلا اکبر آبادیؒ (لڑپل)	۱۴۱		سید شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ (بہار)	۱۴۸
	سید شاہ وارث رسولنا باریؒ (لڑپل)	۱۴۲	۹	سادات کاظمی	۱۴۹
	شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ (لڑپل)	۱۴۳		شجرہ سادات کاظمی	"
	سید حبیب احمد سادات سوانہ گلپورؒ	۱۴۵		سید شمس بابا کاظمیؒ	۱۷۴
۷	سادات باقری	۱۴۷		شجرہ اولاد سید شمس بابا کاظمیؒ	۱۷۶
	شجرہ سادات باقری	"		خواجہ حسین الدین چشتیؒ (اجیر شریف)	۱۷۷
	سید شاہ عطاء حسین غانی عبدالرزاقؒ	۱۵۹		سید شاہ طالب علی شطاری ستلپوریؒ	۱۷۹
	(دانا پور، بہار)	"		سید صدر الدین شاہ صدرؒ (سندھ)	۱۸۰
۸	سادات جعفری	۱۵۱		سید شمس الدین مشہدیؒ (بہار)	۱۸۲
	شجرہ سادات جعفری	"		مخدوم سید احمد چربوشؒ (بہار)	"
	سید عثمان مروندی لعل شہباز قلندرؒ	۱۵۸		سید محمد جونپوریؒ	۱۸۴
	(سیہون شریف، سندھ)	"		سید شاہ عبدالکریم بلہڑی والے (سندھ)	۱۸۵
	مخدوم سید عطاء الدین احمد صابر کبیر شریفؒ	۱۵۹		سید شاہ عبداللطیف بھٹائی سائیںؒ	۱۸۶
	(لڑپل)	"		(سندھ)	"
	مناجات صابر کبیری	۱۶۰		منقبت (فارسی)	۱۸۸
	سید فرید الدین عطارؒ	۱۶۱		سید محمد بقاؒ (سندھ)	۱۸۹
	سید شہاب الدین سہروردی پیر جگجوتؒ	۱۶۲		پیر محمد راشد روضہ دھنیؒ (سندھ)	۱۹۰
	(بہار)	"			"

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۲۷۵	منقبت	۲۵۶	مستے مبارک		
۲۷۶	سید حسن انوری محمد عظیم بریاء دہلوی	"	مشاہیر و علماء		
۲۷۷	سادات زیدی واسطی جاجیزی	۲۵۷	سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری		
"	واسطی	"	(بڑی بلیا، مونگیر، بہار)		
"	جانبیز	۲۵۸	سید شاہ میر الدین حسن بخاری		
۲۷۸	حضرت زید شہید	"	(بڑی بلیا، مونگیر، بہار)		
۲۸۱	حضرت زید شہید کی شبیر	۲۵۹	سید وارث علی شاہ (دیہ شریف، یوپی)		
"	سید یحییٰ بن زید شہید	"	سید ثمن سرکار (دنگریو، بدین، سندھ)		
"	سید عیسیٰ ابوبکر	۲۶۱	نواب صدیق حسن خاں والی بہر پال		
۲۸۲	محمد بن عیسیٰ	۲۶۲	مولانا سید شاہ احمد جمال عابدین بخاری		
۲۸۳	سادات کاسرہ سے مادی تعلیق	"	(راپور)		
۲۸۵	اقتباسات	۲۶۳	سید ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور)		
۲۸۶	شہرق روایتیں	۲۶۵	شجرہ نسب		
"	مولف کا تبصرہ	۲۶۶	مولانا عبدالسلام نیازی (دہلی)		
۲۸۷	شجرہ زیدی واسطی جانبیزی	۲۶۷	علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمس (بہار)		
۲۹۲	سادات زیدی، نہپور (یوپی)	۲۶۹	سید اللہ پیر شاہ بخاری، بالاسر		
۲۹۵	سید ابوالفراس	۲۷۰	سادات عسکری	۱۳	
۲۹۶	دوغازیان جانبیز	"	شجرہ سادات عسکری		
۲۹۹	سید احمد جانبیزی کا سراپا	۲۷۲	شجرہ اولاد سید علی اکبر پیر بابا ترندی		
"	شجرہ سادات زیدی واسطی پتھرہ	"	(پنیر)		
۳۰۲	دی شجرے مع تبصرے	۲۷۳	سید جمال الدین افغانی		
۳۰۸	ایک غلطی کا ازالہ	۲۷۴	بابا تاج الدین اولیاء (ناگپور)		

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۱۹۲	سید احمد کبیر رفائی	۲۳۱	سید ابوالہیثم (یوپی)		
۱۹۳	نواب سید امیر علی موسوی (بارہ پٹنہ)	۲۳۲	سید احمد خاں (علیکٹر)		
۲۰۰	سید آدم بنوری (پنجاب)	۲۳۳	پیر حکیم سید شاہ برہن الدین بھٹائی		
"	سید یوسف بنوری (کراچی)	"	(کراچی)		
۲۰۱	سادات رضوی	۲۳۵	سادات تقوی	۱۲	
"	شجرہ سادات رضوی	"	شجرہ سادات تقوی		
۲۰۸	خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی (دہلی)	۲۳۵	حضرت سید نظام الدین لولیا (دہلی)		
۲۰۹	سید منہاج راسنی پھلوا روئی (بہار)	۲۳۷	مخدوم سید شاہ جلال الدین حیدر جہانپان		
۲۱۰	سید شاہ شوق رضوی عداو پوری (بہار)	"	چھان گشت (اوپر شریف، ملتان)		
۲۱۱	بیر سید عبدالعزیز، پٹنہ، (بہار)	۲۳۸	سید شاہ صدیق الدین راجو قتال		
"	سید رحیم الدین، ایڈیٹر البیچ، (پٹنہ)	"	اوپر شریف ملتان		
۲۱۲	جسٹس سید میر علی کلکتہ (بنگال)	۲۳۹	سید محمد حسین شیرازی پیر مراد (ملکی ٹھٹھا)		
۲۱۵	سید فضل علی رہوی (بہار)	۲۴۰	سید یحییٰ بنوری (لاڈلوی سندھ)		
۲۱۶	سید لطیف آنگوی (بہار)	۲۴۱	شاہ بندر کاپس منظر		
۲۱۷	علامہ سید سلیمان ندوی دہلی (بہار)	"	تواریخ		
۲۱۸	پروفیسر سید مجتبیٰ رضوی، جامعہ کراچی	۲۴۲	جغرافیہ		
۲۲۰	سید صبیح حسن دہلی (کراچی)	"	آفات سادی		
۲۲۱	سلوات تقوی	"	آب و ہوا		
"	شجرہ سادات تقوی	"	پیداوار		
۲۲۸	میران سید حسین خٹکوار شہید (جمیر)	"	تعلیم		
۲۲۹	سید وحید الدین چک کش (بہار)	"	صنعت		
۲۳۰	سید شاہ ابوالمعالی (لاہور)	۲۵۶	اولیاء و مشائخ		

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	شجرہ سادات زیدی نواز پور پنجاب،	۳۲۰		پروفیسر شمس العنقی، جامعہ کراچی	۳۶۹
	سید محمد صفیری واسطی، فاتحہ کلام،	۳۱۳		علامہ حکیم محمد احمد بکاتی	۳۷۱
	مولانا سید غلام علی واسطی بکراچی،	۳۱۴		سادات سانحہ	۳۷۲
	غزل (فارسی)	۳۱۵		شجرہ اولاد سید شاہ برہان الدین	۳۷۳
	سید شاہ برکت اللہ، ماہرہ ترفیع، یوپی	۳۱۶		میر سید شاہ جلال الدین خاں برہی بہار،	۳۷۵
	سید شاہ ابوالحسن احمد زوی میاں بکاتی،	۳۱۸		گنگ شکست	۳۷۶
	شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ	۳۱۹		چراگاہوں کی تلاش	۳۷۷
	(ماہرہ ترفیع)			عہد بلبن کے سادات	۳۷۸
	شجرہ اولاد سید محمود جاجنیری،	۳۲۰		سادات جاجنیر	۳۷۹
	سید مصباح الہدیٰ دیسوی	۳۲۱		فیروز شاہ تغلق کی اہل بیت سے محبت	۳۸۰
	شجرہ اولاد سید احمد جاجنیری،	۳۲۲		سید شاہ معین الدین (سامحہ، مونگیر)	۳۸۱
	مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پور،	۳۵۰		مولانا سید محمد عیسیٰ ندوی (سامحہ، مونگیر)	۳۸۲
	بی بی معصومہ،	۳۵۱		شجرہ اولاد سید شاہ معین الدین (سامحہ)	۳۸۳
	مولانا حکیم سید برکات احمد ٹوٹی ٹوٹی،	۳۵۲		شجرہ اولاد سید شاہ محمد الدین (سورج پور)	۳۸۴
	علامہ سید مناظر احسن گیلانی، مونگیر	۳۵۳		شجرہ سادات بارہ، برونی	۳۸۵
	شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین دہلوی،	۳۵۹		سید وزارت حسین ممتاز ٹیکھو، مونگیر	۳۸۶
	(مولانا ٹوٹی ٹوٹی)			شجرہ اشرف تیکھو	۳۸۷
	سر علی امام بیرٹر (پٹنہ، بہار)	۳۹۲		سید محمد محمود بانوی	۳۹۸
	مثنوی علامہ اقبال،	۳۹۳		پروفیسر آغا محمد الدین (ٹی ٹی ٹی ناظم آباد)	۳۹۹
	سر علی امام کے نسب نامہ پر تبصرہ	۳۹۴	۱۵	مشائخ علوی	۴۱۰
	سر سلطان احمد بیرٹر (بہار)	۳۹۶		شجرہ مشائخ علوی	۴۱۱
	سید شہاب الدین رحمت اللہ بیرٹر (بہار)	۳۹۷		شاہ سالار مسعود غازی بہرائچ، یوپی،	۴۱۲

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۱۶	شاہ نیاز احمد علوی بریلی (بریلی)	۴۱۶	۱۸	علامہ عبدالقدوس ہاشمی (بہار)	۴۳۸
	مشائخ عباسی	۴۱۷		مشائخ جعفری زینی	۴۳۹
	شجرہ مشائخ عباسی	۴۱۸		شجرہ اولاد حضرت جعفر طیار،	۴۴۱
	شیخ آسموں و شیخ ارزانی (بہار)	۴۱۹		شجرہ طریقت پھلاری شریف، بہار	۴۴۲
	خواجہ فضل علی قریشی (ملتان)	۴۲۰		تذکرہ پھلاری شریف	۴۴۳
	شجرہ طریقت صوفی ملیب	۴۲۱		مولانا عماد الدین عماد پھلاری،	۴۴۴
	(ڈگری میر پور خاص)	۴۲۲		حضرت بی بی ولیہ	۴۴۵
۱۷	مشائخ زبیری مکی ہاشمی	۴۲۳		شاہ مجیب اللہ و شمس الدین پھلاری،	۴۴۶
	شجرہ اولاد امام تاج فقیر، بہار	۴۲۴		شاہ امان علی جعفری (بہار)	۴۴۷
	شیخ عیسیٰ منیری (بہار)	۴۲۵		شاہ سلیمان پھلاری (بہار)	۴۴۸
	نجیب فردوسی	۴۲۶		مولانا شاہ جعفر پھلاری (بہار)	۴۴۹
	مخدوم الملک شیخ شرف الدین عیسیٰ منیری	۴۲۷		سلام سلیمانی	۴۵۰
	(بہار)	۴۲۸		شاہ قمر الدین پھلاری،	۴۵۱
	نمونہ کلام	۴۲۹		شاہ فی الدین تنہا،	۴۵۲
	مولانا ولایت علی (صاف پور پٹنہ، بہار)	۴۳۰	۱۹	مشائخ ہاشمی	۴۵۳
	شاہ اسفیل (میترا، بہار)	۴۳۱		حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتان،	۴۵۴
	شیخ علا بکالی	۴۳۲		حضرت شیخ صدر الدین عارف،	۴۵۵
	شیخ قاضی شطاری	۴۳۳		حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم،	۴۵۶
	شیخ ہدایت اللہ سرمست	۴۳۴		(ملتان پنجاب)	۴۵۷
	مولانا عبد الشکور منیری	۴۳۵	۲۰	مشائخ صدیقی	۴۵۸
	شاہ عبدالعزیز	۴۳۶		شجرہ اولاد حضرت ابوبکر صدیق،	۴۵۹
	مخدوم شیخ شعیب (شیخ پور، مونگیر)	۴۳۷		شیخ شہاب الدین سہروردی،	۴۶۰

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۲۶۸	شیخ جلال الدین دہلویؒ	۲۶۸	۲۶۸	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (دہلی)	۲۶۸
۲۶۹	پیر بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ (بہار)	۲۶۹	۲۶۹	شجرہ اولاد شیخ عبدالحق محدثؒ	۲۶۹
۲۷۰	مخدوم نوح ہالائیؒ (سندھ)	۲۷۰	۲۷۰	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد ربیعؒ (پنجاب)	۲۷۰
۲۷۱	شاہ سلطان کھیمینویؒ موئیکر، (بہار)	۲۷۱	۲۷۱	کلام ربانی	۲۷۱
۲۷۲	مخدوم آدم نقشبندیؒ (سندھ)	۲۷۲	۲۷۲	شاہ منعم پاکباز پچھنہ (بہار)	۲۷۲
۲۷۳	خواجہ محمد زمان (لاری شریف، بدین سندھ)	۲۷۳	۲۷۳	غلقار	۲۷۳
۲۷۴	شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ (دہلی)	۲۷۴	۲۷۴	خواجہ رکن الدین عشقؒ	۲۷۴
۲۷۵	مولانا قاسم نانوتویؒ (دہلی)	۲۷۵	۲۷۵	خلیفہ سلاسل طریقت منغیر	۲۷۵
۲۷۶	شاہ نعمت اللہ صدیقیؒ سیران، بہار	۲۷۶	۲۷۶	شاہ عطا حسینؒ	۲۷۶
۲۷۷	شجرہ اولاد رستم سیرانیؒ سیران، بہار	۲۷۷	۲۷۷	تصفیات	۲۷۷
۲۷۸	مولانا الیاسؒ بانی تبلیغ جماعت، دہلی	۲۷۸	۲۷۸	اردو رسالے	۲۷۸
۲۷۹	مولانا یوسف کاندھلویؒ (دہلی)	۲۷۹	۲۷۹	شاہ عبد الرحیم محدثؒ (دہلی)	۲۷۹
۲۸۰	شیخ الحدیث مولانا ذکریاؒ (دہلی)	۲۸۰	۲۸۰	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (دہلی)	۲۸۰
۲۸۱	مولانا عبد العظیم صدیقی مبلغ اسلام، دہلی	۲۸۱	۲۸۱	میاں سید مسرتؒ (سندھ)	۲۸۱
۲۸۲	علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (دکڑی)	۲۸۲	۲۸۲	شاہ عبدالعزیزؒ (دہلی)	۲۸۲
۲۸۳	مشائخ فاروقی	۲۸۳	۲۸۳	شاہ اسماعیل دہلویؒ (دہلی)	۲۸۳
۲۸۴	شجرہ اولاد حضرت عمر فاروقؒ	۲۸۴	۲۸۴	حاجی امداد اللہ بجاہرکیؒ	۲۸۴
۲۸۵	شیخ مسعود فرید گنج شکرؒ پاک پٹنہ، پنجاب	۲۸۵	۲۸۵	مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا	۲۸۵
۲۸۶	خواجہ حسام الحق مانچھریؒ (الہ آباد)	۲۸۶	۲۸۶	مولانا اشرف علی تھانویؒ	۲۸۶
۲۸۷	شیخ سلیم چشتیؒ (فتح پور سیکری)	۲۸۷	۲۸۷	حدیث جنی کی اجازت	۲۸۷
۲۸۸	میاں میر لاہوریؒ (لاہور)	۲۸۸	۲۸۸	مشائخ عثمانی	۲۸۸
۲۸۹	حضرت سلطان بابو (پنجاب)	۲۸۹	۲۸۹		۲۸۹

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۵۱۵	شجرہ اولاد حضرت عثمانؒ	۵۱۵	۲۲	اولاد امام اعظمؒ	۵۱۵
۵۱۶	بندگی شاہ نظام الدینؒ ایسی شریف	۵۱۶	۲۳	حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتیؒ	۵۱۶
۵۱۷	شیخ فرید الدین فروغیؒ دہمن، بہار	۵۱۷	۲۴	شیخ برہان الدین غریبؒ	۵۱۷
۵۱۸	مفتی سلطان حسن خاں احسن (دہلی)	۵۱۸	۲۵	اولاد حضرت ابو ہریرہؒ	۵۱۸
۵۱۹	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (دہلی)	۵۱۹	۲۶	شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ	۵۱۹
۵۲۰	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (دہلی)	۵۲۰	۲۷	اولاد نوشیرواں عادل	۵۲۰
۵۲۱	لطیف صدیقی فرشتی (دہلی)	۵۲۱	۲۸	شجرہ اولاد نوشیرواں عادل	۵۲۱
۵۲۲	شجرہ اولاد لطیف صدیقی	۵۲۲	۲۹	سلطان محمود غزنویؒ	۵۲۲
۵۲۳	مشائخ انصاری	۵۲۳	۳۰	فتح ننگوٹ، تھر پارکر (سندھ)	۵۲۳
۵۲۴	شجرہ مشائخ انصاری	۵۲۴	۳۱	سلطنت بہمن، دکن	۵۲۴
۵۲۵	حضرت ابو الیہ خالد انصاریؒ	۵۲۵	۳۲	محمد شاہ بہمن	۵۲۵
۵۲۶	حضرت کاخواب	۵۲۶	۳۳	فیروز شاہ بہمن	۵۲۶
۵۲۷	اقتباس از زیور اخلاق	۵۲۷	۳۴	محمود گادان	۵۲۷
۵۲۸	بادشاہ بہمن کا خط حضرت اکرمؒ کے نام	۵۲۸	۳۵	اولاد امیر تیمور	۵۲۸
۵۲۹	حضرت یمن عارف مونیؒ مین، تھر شریف	۵۲۹	۳۶	شجرہ اولاد امیر تیمور	۵۲۹
۵۳۰	(بہار)	۵۳۰	۳۷	بہادر شاہ ظفر آخری نسل بادشاہ، دہلی	۵۳۰
۵۳۱	خانوادہ فرنگی علی کھنڈ اور نظام الدین	۵۳۱	۳۸	قائم خانی راجپوت	۵۳۱
۵۳۲	سہاویؒ	۵۳۲	۳۹	شجرہ قائم خاں راجپوت	۵۳۲
۵۳۳	مولانا عبد الباری فرنگی علی کھنڈ	۵۳۳	۴۰	نواب قائم خاں شہید	۵۳۳
۵۳۴	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (دہلی)	۵۳۴	۴۱	سید خضر خاں اور نواب قائم خاں	۵۳۴
۵۳۵	مولانا امجد علی انصاریؒ صدر الشریعہ	۵۳۵	۴۲	شجرہ شاہ میر عالم	۵۳۵
۵۳۶	(مصنف بہار شریعت، د اعظم گڑھ)	۵۳۶	۴۳	پٹھان یا فاتحان	۵۳۶

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	نسل طالوت	۵۶۷		اقتباس از تذکرۃ القریش والاغقان	۵۸۴
	افغان کی وجہ تسمیہ	"		القریش والاغقان	۵۸۵
	سیلمانی وجہ تسمیہ	۵۶۸		روہیکہ نثار اور روہیلہ افغان	۵۸۷
	روہیلہ	"		شجرہ نسب	"
	پٹھان کی وجہ تسمیہ	"		حافظہ صحت خاں	۵۸۸
	سرمن کی اولاد	۵۶۹		شجرہ نسب خاندان روہیلہ	۵۹۰
	بن کی اولاد	"		مولانا محمد رضا خاں	۵۹۱
	غرغشت کی اولاد	۵۷۰		مولانا محمد لقی خاں	"
	افغان کے دخیل	"		مولانا احمد رضا خاں بریلوی	"
	بنگش اور کاغزنی	"		وصال	۵۹۲
	شجرہ نسب شاہ حسین	۵۷۱		صاحبزادگان	۵۹۳
	پروفیسر عبدالرؤف کا تبصرہ	"		صاحبزادیاں	"
	شجرہ افغانی پٹھان	۵۷۲		خلفاء	"
	اقتباس از تاریخ افغانان	۵۷۳		مشہور خلفا پاک و ہند	"
	اقتباس از تاریخ افغانستان	۵۷۴		مولانا کے حلقہ احباب کے متعارف علماء و فضلاء	"
	قدیم افغانستان	۵۷۵		حصہ دوم	۵۹۴
	امیر کرور سدی پہلوان	۵۷۶	۳۱	تبع تابعین و دیگر صوفیاء گرام	۵۹۵
	امیر کرور کے رزمیہ اشعار	"		حضرت حاجی تالاب (رحمہ)	"
	شیر شاہ سوری	۵۷۷		حضرت عبدالرحمن ہاشمی قریشی (رحمہ)	"
	کارہائے نمایاں	"		شیخ ابو حفص ربیع صبیح سدی بصری	"
	شیر شاہ کے معمولات	"		مجموعہ (رحمہ)	"
	کارہائے فلاح و بہبود	۵۷۸		شیخ کبیر الرحمن سندی	۵۹۶

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	شیخ احمد بن عبداللہ دیلی سندی	۵۹۶		شیخ علامہ الدین علامہ الحق چندی بنگال	۶۱۰
	شیخ بایزید بسطامی	"		مخدوم شیخ جلال الدین تبریزی	۶۱۱
	سرمد شہید (دہلی)	"		(گوہاٹی آسام)	"
	امام محمد اسماعیل بخاری	۵۹۸		ملک یونس باریٹ لا (پٹنہ، بہار)	۶۱۳
۳۲	چند اکابر صوفیاء و علماء	۵۹۹		حسین شہید بہاروی (ملکٹہ، بنگال)	۶۱۵
	حسین بن منصور جلال	"		خان بہادر چودھری محمد بخش رئیس کٹیہار	۶۱۶
	حضرت شمس تبریزی	۶۰۰		(پورنیہ، بہار)	"
	نمونہ کلام	۶۰۱	۳۳	چند علماء مابہل سنت	۶۱۷
	حضرت امیر خسرو	۶۰۲		پیر سید جماعت علی شاہ علی پور سیدان	"
	خواجہ یحییٰ کبیر غزنوی (بلوچستان)	۶۰۳		(پنجاب)	"
	خواجہ باقی باللہ (دہلی)	۶۰۴		مولانا سید دیدار علی شاہ (اور)	۶۱۸
	حضرت علی ترندی پیر بابا (لنیر)	"		پیر سید مہر علی، گواٹہ شریف	۶۱۹
	شیخ عبداللہ شطاری مدنی (دہلی)	۶۰۵		راولپنڈی (پنجاب)	"
	شاہ بلاول (پنجاب)	"		پروفیسر سلیمان اشرف (بہار)	۶۲۰
	شاہ ابوالبرکات	"		مولانا ظفر الدین (بہار)	"
	سلطان سخی سرور (پنجاب)	۶۰۶		سدر الاناضل سید محمد نعیم الدین	۶۲۲
	علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (پنجاب)	۶۰۷		مراد آبادی (دہلی)	"
	مولانا نور شاہ کاشمیری (کشمیر)	۶۰۸		علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی	۶۲۳
۳۳	چند مشاہیر صوفیاء بنگال و بہار	۶۰۹		علامہ سید احمد کاظمی (مراد آباد)	"
	شیخ جلال سلہٹی	"		مولانا مفتی سید محمد افضل حسین	۶۲۴
	مولانا شرف الدین تواتر	"		آرہ (بہار)	"
	شاہ علی بغدادی میرپور (ٹھاکر)	"		چند مشہور تلامذہ	۶۲۵

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	اولاد	۶۲۵		حیرت باری	۶۲۳
	سید شاہ نعمت اللہ علیہ السلام	۶۲۶		ساغر باروی	//
	شاہ نعمت اللہ کی پیشین گوئیاں	//		قرین گھری	۶۲۶
۳۵	مفقوم شجرے	۶۳۳		حافظ بخکی پوری	//
	علامہ عبد الجلیل بلگرامی	//		خلیل بیگ سرائی	۶۳۷
	سید سرفراز علی خاں شاکر	۶۳۴		حسرت نعمانی	۶۳۸
	منظوم شجرہ نسب و طریقت	۶۳۵		نورۃ کلام	//
	سلاسل اشرافیہ (کچھ شجرہ فیض آباد)	//		مظہر کاظمی	//
	سید محمد نجم الحسن نجم منگیری (مؤلف)	۶۳۶		عاجز مدیقی	۶۵۰
	مولانا محمد علیل انصاری، مدرس	۶۳۸		نورۃ کلام	//
	(مدرسہ عالیہ، کلکتہ)			عامی پھیری	//
۳۶	شعرا برتریت	۶۳۹		سید محمد حسن بخاری بلیادی	۶۵۱
	شعرا و کھمینیہ	//		نورۃ کلام	۶۵۲
	بسم اللکھینیوی	//	۳۷	قدیم افغانستان	۶۵۳
	بدر لکھینیوی	//		فاصیان	۶۵۴
	مضطر لکھینیوی	۶۴۰		ہولے سنگ	//
	ناشاد لکھینیوی	//		فتوحات اسلامی	۶۵۵
	شاعر ساجد	۶۴۲		فتح قدسار و نجارا	۶۵۶
	سید محمد نجم الحسن نجم منگیری	//		راجہ راتے سہاسی	//
	نورۃ کلام	۶۴۳		خوارج بلوچستان	۶۵۷
	شعرا و یارو	۶۴۴	۳۸	ملتان	۶۵۹
	عزیز باری	//		تذکرہ ملتان	//

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	نظم	۶۶۱		خود بخاری	۶۷۰
	فتح ملتان	۶۶۲		پهلوانی کی جنگ	۶۷۱
	ایک دلچسپ قصہ	//		سراج الدولہ کو نصیحت	۶۷۲
	سید شاہ یرسف گردیزی	۶۶۳		روزانہ کے معمولات	//
۳۹	دادی بالان	۶۶۴		اجناس کی قیمتیں	۶۷۳
	بہار	//		صنعتی ترقی	//
	جین مت	//		سادات بارہ کے بارے میں میر تقی میر کا تبصرہ	۶۷۴
	گوتم بدھ	//		مرزا بید کے اشار کا جواب	//
	چامیہ کوٹلیہ	//		علامہ سید مناظر احسن گیلانی اور ڈاکٹر	۶۷۶
	مسلم بہار	۶۶۵		سید صفدر حسین بلگرامی	
	مونگیر	//		راجہ رام نرائن مخزوں	۶۷۷
	متھلا (درجہ سنگ)	//		فہرست اولیا بہار	۶۷۹
	علماء بہار	//		فہرست مراعات سادات جامعہ	۶۸۱
	دادی بالان	۶۶۷		قاموس الاسماء	۶۸۳
	دریائے گندک	//		اشاریہ (مقامات)	۶۹۹
	دریائے باگتی	//			
	دریائے کوسی	//			
۴۰	متفرقات	۶۶۸			
	نادر شاہ اور سید نہایت علی خاں کے	//			
	دریانہ مکالمہ				
	علی وردی خاں	۶۶۹			
	چکواروں سے جنگ	//			

# کتابیات

## فہرست کتب جن سے استفادہ کیا گیا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۱	اذکار تاج الاولیاء	فرید الدین شاہ تاجی کریم بابا	اردو
۲	ایکھ اینڈ لائف آف سید امیر علی	جی اے نیپے سن اینڈ کمپنی مدراس	انگریزی
۳	اعیان وطن	عظیم سید شعیب پھلواڑی	اردو
۴	اعجاز خسروں	امیر خسرو	فارسی
۵	الصلوة	مفتی خلیل خاں بکاتی	"
۶	القریش والافغان	رحم علی خاں	"
۷	امیر نامہ	نواب سید امیر علی	فارسی
۸	انوار بندگی	مولانا شاہ محمد سراج عطاسلونی	اردو
۹	انڈین دی کواری	سر ولیم میور	انگریزی
۱۰	انوار السادات	سید ظفر یاب حسین ترمذی	اردو
۱۱	انوار الصفا	محمد خصلت حسین صابری	"
۱۲	اولیاء لاری شریف	ڈاکٹر ہمت محمد مونس چنگر نیشالی	سندی
۱۳	اے کپڑے سید سہری آف بہار	ڈاکٹر سید حسن عسکری	انگریزی
۱۴	آبشار اولیاء	ڈاکٹر ظہیر الرحمن شارب	اردو
۱۵	آثار مدینہ منورہ	عبد القدوس انصاری	عربی
۱۶	آداب السالکین	سید شاہ آمل احمد اچھے میاں مارہروی	اردو
۱۷	آستانہ دانا پور	حبیب الرحمن دانا پوری	"
۱۸	آئینہ تربیت (تواریخ الفضل)	نشی بہاری لال قطرت دیکل بہار سرائے دھنکڑا ملو لکھنؤ	"
۱۹	بزم جاناں	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	"
۲۰	بزم شمال	شادان فاروقی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۲۱	بزم صوفیہ	سید صباح الرحمن دیسوی	اردو
۲۲	بہاریں ابوالعلائی فیضان	سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	"
۲۳	بہاریں اردو ادب کا ارتقا	پروفیسر اختر انیسوی	"
۲۴	بہاریں بڑے مسلمان	عبدالرشید ارشد	"
۲۵	پندرہ	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	فارسی
۲۶	تاریخ افغان	سید جمال الدین افغانی	فارسی
۲۷	تاریخ افغانستان	آغا سید عبدالحی حبیبی	فارسی
۲۸	تاریخ الشرفار	سید عبدالحی (دادا آفر کسمری راسا و مؤلف)	"
۲۹	تاریخ بارہ گیاں	پروفیسر حبیب الرحمن	اردو
۳۰	تاریخ حسن	سید جواد حسین گیلوی	"
۳۱	تاریخ روہیلکھنڈ	عبدالعزیز خاں بریلوی	"
۳۲	تاریخ سادات باہرہ	خان بہادر سید مظفر علی خاں شاکر	"
۳۳	تاریخ سندھ	غلام رسول مہر	"
۳۴	تاریخ موقیہ گجرات	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	"
۳۵	تاریخ فیروز شاہی	منیا الدین برنی	"
۳۶	تاریخ قائم خانیان (حصہ اول)	قرالماں خاں ناشر تاج ویدل میٹھو کوٹ	"
۳۷	تاریخ نامری	منہاج سراج	"
۳۸	تاریخ وئی کامل	مولانا محمد جمیل انصاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ	"
۳۹	تحفۃ الکرام	شیر قانع ٹھٹھوی	فارسی
۴۰	تحقیق الاقوام	سید افضل حسین فخری شیرپوری	"
۴۱	تخلیق البیان	عموی عثمانی	اردو
۴۲	تذکرۃ الاولیاء سندھ	مولانا محمد اقبال نعیمی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۴۳	تذکرۃ اکابر اہل سنت	محمد عبدالحکیم شرف قادری	اردو
۴۴	تذکرۃ اولیاء کرام نقشبندیہ لاری شریف	چوہدری ششاد علی دارثی	"
۴۵	تذکرۃ اولیاء لاہور	دارث کمال	"
۴۶	تذکرۃ الاولیاء	سید فرید الدین عطار	"
۴۷	تذکرۃ جلال نیری	حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	"
۴۸	تذکرۃ شہید	محمد خالد یوسف	"
۴۹	تذکرۃ صوفیائے سندھ	اعجاز الحق قدوسی	"
۵۰	تذکرۃ صوفیائے بنگال	اعجاز الحق قدوسی	"
۵۱	تذکرۃ سید عطاء حسین منعمی	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	"
۵۲	تذکرۃ صادق	مولانا عبدالرحیم صادق پوری (تقریباً از مولانا ابوالکلام آزاد)	عربی
۵۳	تذکرۃ المحدثین	غلام رسول سعیدی	اردو
۵۴	تذکرۃ مسلم شعراء بہار	سید احمد اللہ ندوی	"
۵۵	تذکرۃ مشائخ کرام	محمد قاسم فرشتہ	فارسی
۵۶	تذکرۃ المعنفین و درسی نظامی	پروفیسر اختر راہی	اردو
۵۷	تذکرۃ النجاة		عربی
۵۸	تعارف علماء اہل سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	اردو
۵۹	جامع العلوم تناعمدی	انیس الرحمن	"
۶۰	چار انواع	سید شاہ برکت اللہ	"
۶۱	حالات زندگی سید علامہ الدین بخاری شطاری	محمد ہاشم شطاری	"
۶۲	مدیقۃ الانساب	سید جلیل اختر میٹھو کوٹ مظفر پور	"
۶۳	حیات بعد المات	فضل حسین بہاری	"
۶۴	حیات ثبات	محمد روم نجم الدین فردوسی	فارسی



نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۶۵	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ	ڈاکٹر مسود احمد	اردو
۶۶	خواجه گلشن چشتؒ	مولوی محمد منیر لکھنوی	"
۶۷	ریاض الانساب	سید مقصود علی نقوی	"
۶۸	ذیور اخلاق	کامل اورنگ آبادی	"
۶۹	سادات بارہ کی تاریخ کا جائزہ	سید سلیمان علی خاں	"
۷۰	سادات نواز پورہ	سید افضل حسین زیدی	"
۷۱	سبح سناہیل	میر سید عبد الواحد بالگرامیؒ	"
۷۲	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ	"
۷۳	سکینۃ الاولیاء	داراشکوہ	"
۷۴	تہذیب چشت	فیض حسین الدین احمد شعیب ابوالخلائؒ	"
۷۵	سندھ کا تعارف	سندھ ادبی بورڈ، حیدر آباد	سندھی
۷۶	سیدان بادشاہ گر	محمد فیض بخش کاکوروی	اردو
۷۷	سید سالار غازی	شیخ طفیل احمد مسودی، حیدر آباد	"
۷۸	سید تاریخ	سید روشن علی	"
۷۹	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانی	"
۸۰	شاہ یحییٰؒ	محمد صدیق مہمن	"
۸۱	شجرۂ سادات	سید ذریعہ حسن زیدی	"
۸۲	شجرۂ سادات بالگرامی	سادات بگرام	"
۸۳	شجرۂ سندھ	سادات سندھ	"
۸۴	شجرۂ سادات ہنود (یوپی)	مولانا سید عبدالرشید ہنودی	"
۸۵	شواہد النبوت	علامہ عبد الرحمن جامیؒ	"
۸۶	صغیر بالگرامی	پروفیسر ڈاکٹر ظفر ادکانوی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۸۷	صوفیائے بہار اور اردو	پروفیسر معین دروانی ایم اے علیگ	اردو
۸۸	طبقات نامری	منہاج سراج	فارسی
۸۹	عربی النسل مسلمان	ایوب القاسم عبدالسلام حسینی، مسوی	اردو
۹۰	فرہنگ آصفیہ	سید احمد باروی دہلوی	"
۹۱	فائدہ خورشیدی	سید افضل الدین احمد	"
۹۲	کتاب الانساب	عبدالودود عثمانی	فارسی
۹۳	کنز الانساب	سید علاء الدین عبدالرزاق دانا پوریؒ	"
۹۴	کوس نامہ مولانا نگر	سادات جامینی	"
۹۵	کلیات نعمت	شاہ نعمت اللہ مدنیؒ	اردو
۹۶	گلزار ابرار	محمد غوثی شطاری ماٹویؒ	"
۹۷	لطائف اشرفی	حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سنائیؒ	فارسی
۹۸	محمد الف ثانیؒ	نظام الدین مجددی	اردو
۹۹	محدث سورتی	خواجہ ربیع حیدر	"
۱۰۰	مقدمہ محال الدین حیدر جہانیاں جہان گشتؒ	پروفیسر ایوب قادری	"
۱۰۱	مخزن الانساب	سید کریم الدین احمد حسینی جعفری میرادی	فارسی
۱۰۲	مراۃ الانساب	سید منیر الدین احمد علوی	"
۱۰۳	مصطفیٰ اے حیدر حسن تنک	سید آل حسین میاں قادری برکاتی	اردو
۱۰۴	مناہین مولانا گیلانی	ڈاکٹر مظفر گیلانی وائس چانسلر بھاجپور یونیورسٹی	"
۱۰۵	معارف مشنوی	مولانا حکیم محمد اختر	"
۱۰۶	مقالات سعیدی	علامہ غلام رسول سعیدی	"
۱۰۷	مقامات فضیلہ	مولانا سید وار حسین شاہ	"
۱۰۸	مکتوبات سلیمانی	عبدالماجد دریابادی	"

## مُصَنَّف ایک نظر میں

- نام ————— سید محمد سلیم الحسن  
تخلص ————— نجم منگیری  
ولدیت ————— سید محمد بدر الحسن  
جائے پیدائش ————— موضع سانچہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر  
پیشہ ————— سرکاری ملازمت  
موجودہ عہدہ ————— آرٹس آفیسر محکمہ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد۔ (فی الحال اکاؤنٹس آفیسر کینیڈا ٹوٹن کرچی)  
مقابلہ امتحان ————— ایس اے ایس کا امتحان ۱۹۴۵ء میں پاس کیا۔  
اعلیٰ تربیت ————— پاکستان دیوے اکاؤنٹس اکیڈمی کونسل سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔  
اساتذہ کرام ————— پانچری اسکول احمد گنج، سید وسیم الدین، پنڈت فیروہ لال گرو جی۔  
شہادت اسکول میں سنگھ، سید حسنین رضا، سید حفیظ، مہربان خاں اعظمی، پروفیسر سیکھی ادھی  
رکتانہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ، سید حفیظ الرحمن، سید مصباح الہدی دینوی،  
مولانا سید احمد ندوی، محمد کلیم، سید حسنین رضا و شمس الدین احمد اشرفی  
ڈھاکہ کالج، پروفیسر شاہ نجم الحسن، پروفیسر سید اقبال عظیم، پروفیسر سعد منیر  
قائد اعظم کالج، پروفیسر سید عقیل احمد، پروفیسر سید عبدالرؤف غامی  
ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈاکٹر پروفیسر عنایت شاہ دانی  
ادبی سرگرمیاں ————— سابق جوائنٹ سیکریٹری، بزم ادب جہانگیر روڈ، کراچی  
تعاریف ————— (۱) پدم بھارت پاکستان (انگریزی تقویم کا مجموعہ) مطبوعہ ۱۹۸۷ء  
(۲) اشرف عرب (زیب نظر)  
(۳) گل و گلستان (اردو و فارسی کا مجموعہ کلام) زیر طبع  
(۴) این انسائیکلو پیڈیا آف انیسٹری زیر طبع  
موجودہ پتہ ————— ۱۰۸ ای جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۱۰۹	مکتوبات صدی	مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ	فارسی
۱۱۰	مقام و نشان	منشی عبدالرحمن خاں	اردو
۱۱۱	مونس آخرت	فقیر سید حسین الدین احمد منشی ابو العلائی	"
۱۱۲	نسب نامہ سادات و ملوک دلیہ	سید نجم الہدی دینوی	"
۱۱۳	نشان منزل	سید عبدالجلیل تنگمروی	"
۱۱۴	نور علی نور	سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں	"
۱۱۵	وسیلہ شرف و ترقی و دولت	ابو محمد جلیل الدین حسین عرف سید شاہ فرزند علی مرقی نیریؒ	فارسی
۱۱۶	رسالہ استیلا	دہلی	اردو
۱۱۷	المحبیب	پھلواری شریف، پٹنہ، بہار	"
۱۱۸	رسالہ قدردانہ و محمود الف ثانی	ماہنامہ لاہور	"
۱۱۹	روحانی ڈائجسٹ	جنوری ۱۹۸۹ء	"
۱۲۰	ندیم	گیا، صوبہ بہار	"
۱۲۱	الملک (مجلد)	بدر الحسن ملک النور سوسائٹی، کراچی	"
۱۲۲	دوز نامہ جسارت (مردودی نمبر)	۱۹۸۰ء	"

## کچھ پوئمز آف پاکستان اور گل و گلستان کے بارے میں

سید نجم الحسن

ڈٹرسید

آپ کی انگریزی نظموں کا حیران کن اور دیدہ زیب مجموعہ کلام نظر نواز ہوا۔  
بہت بہت شکریہ!

نیازمند

جے گلیسر، ایم ایس پی ایچ ڈی

اسوسی ایٹ پروفیسر آف بیامیٹری و کمپیوٹر سائنس

یونیورسٹی آف ٹیکساس، ہیلڈ سائنس سینٹر ایٹ

ہوسٹن، امریکہ (دیوین او)

مکمل و گلستان کی طباعت و اشاعت میرے لیے دلی مسرت کا باعث ہے۔ صاحب ”گل و گلستان“ میرے ان رفقاء میں ہیں جن کا ذوق و شوق اور دلولہ قابلِ تقلید ہے۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جو کاوشیں کی ہیں وہ اہل علم کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔

سندھ کی سرزمین میں مافظ شیخ عبدالوہاب المعروف سچل سرمست جٹا حرمہفت زبان گزے ہیں اور میسوریں مدی میں اسی سرزمین سے سید نجم الحسن نجم شاعر سر زبان کی حیثیت میں ابھر رہے ہیں۔ ابھی ان کا قلم اور ذہن جوان اور تازہ دم ہے۔ کاوان شعر و ادب کو ان سے بے شمار توقعات ہیں اور انشاء اللہ العزیز یہ ان توقعات پر بفضلہ تعالیٰ پورا اتریں گے۔

”ایں دعا از من فر از ہلہ جہاں آمین باد“

سید الامین میرنگری۔ شرف آباد، کراچی

یکم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

## سعید الزماں عباسی بدایونی

تصانیف

۱۔ ابرنگ (مجموعہ غزلیات)

۲۔ حرفِ عجز (مجموعہ نعت)

۳۔ خواب رنگ (شعری مجموعہ)

پتہ:- ۱۲/ای جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۷۵

عزیزی نجم الحسن نجم کی شاعری پر تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضرور دیکھنا اور سوچنا پڑتا ہے کہ موصوف کا رجحان نہ صرف اردو غزل و نظم کی طرف ہے بلکہ وہ انگریزی شاعری بھی اسی روانی و برستگی سے کہہ سہے ہیں جس کے لئے برسوں کی محنت کاوش و کلام ہوتا ہے۔ مختلف اصنافِ شاعری میں ان کا دخل ان کے وجدان کا پتا دیتا ہے اور مجھے تو ی امید ہے کہ اگر ان کا قلم اسی طرح فکری منازل طے کرتا رہا تو ایک دن جو ظاہری ظاہر باں اردو لغت کے تناظر میں نظر آتی ہیں خود بخود مفقود ہو جائیں گی اور ان کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتی اور سمجھتی جائے گی۔

سعید عباسی

۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء



نثار فاروقی

مصنف: ۱- ناکشیدہ

۲- آتش غم

۳- پیمان کر بلا

پتہ: جہانگیر ویسٹ، کراچی ۷۵

محترم جناب سید نجم الحسن صاحب کی تخلیق ”پوٹمز آف پاکستان“ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ شاعری صرف اہل زبان کا ہی حق نہیں ہے اور زبان کسی کی بھی میراث نہیں۔ انہوں نے انتہائی مہارت چابکدستی اور کمال فن سے اپنے تاثرات و جذبات قالب شعری میں ڈھال دیے ہیں۔ زبان میں روانی اور سلاست ہے جس سے ان کی شاعری کا پتہ چلتا ہے۔

نثار فاروقی

ڈاکٹر سید نجم الحسن

پہلے تو آپ میری دلی مبارکباد قبول کیجیے کہ آپ نے اپنی خوبصورت انگریزی نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ میں نے آپ کی کتاب ”پوٹمز آف پاکستان“ کا مطالعہ کیا ہے آپ نے بڑی مہارت اور چابکدستی سے حب الوطنی کے پیغامات سادہ اور سلیس زبان میں قارئین کو کام تک پہنچا کر ایک مستحسن فرض انجام دیا ہے جو قابل قدر و ستائش ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ مشق جاری رکھیں اور دعا گو ہوں کہ رب العزت آپ کی کاوشوں کو بار آور کرے۔ آمین!

نیا زمند

نیا زمند

محمد ارشاد راجپوت

۱۱۶- جہانگیر ویسٹ کراچی ۷۵

۱۰ نومبر ۱۹۸۷ء

سید احمد

۲۹۳/۱۸ شرف آباد کراچی فون نمبر ۴۲۲۷۳۹

۲۹ نومبر ۱۹۸۷ء

پیارے نجم السلام وعلیکم

پچھلی شام کو میں نے اپنی میز پر ایک کتاب رکھی دیکھی جس کا عنوان تھا ”پوٹمز آف پاکستان“ میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھا گیا دلچسپی بڑھتی گئی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ میں کوئی ادیب، شاعر یا دانشور نہیں ہوں لیکن شاعر نے اس کتاب میں اپنے احساسات اور جذبات جس انداز میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے اس سے میں متاثر ہوئے بغیر ذرا سکا۔ حیات مستعار کے مختلف گوشوں پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور الفاظ و خیالات کا ایک سمندر موجزن ہے جو تمھنے کا نام نہیں لیتا۔ موضوعات کا انتخاب دلچسپی و گرسے ہٹ کر اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ معاشرتی، عمرانی، حُسنِ فطرت، قومی ترقی، آفاقی حُسنِ ماضی کی یادیں اور پیشہ ورانہ موضوعات پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔

میں شاعر کو اس خوبصورت کاوش پر بے اختیار مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

”گر قبول افتد زہے عز و شرف“

مجھے امید ہے کہ آپ نئی جہتوں کو بھی روشن کریں گے اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے آس پاس کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی موضوعِ قلم بنائیں گے۔

نیا زمند

سید احمد

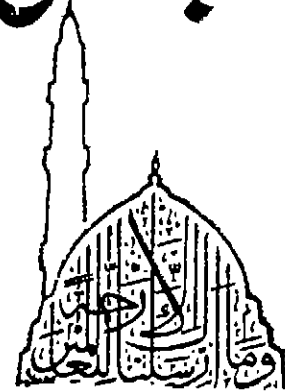
داماد سید احمد ندوی

مصنف: ”مسلم شہرائے بہار“

شرف آباد، کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا صاحبِ اعمالِ یاسین  
من فی حبک المنیر نور القمر  
لا یمکن الیش شنائکما کان حقہ  
بعد از حد بزرگ تو فی قصہ مختصر



## عرضِ حال

رہتا قلم سے نام قیامت تک ہے فوق  
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

شجرہ میں اولاد کے پشت در پشت نام درج ہوتے ہیں۔ توارث اور ماحول انسانی کو دار کی تعمیر ہیں ہر دو عناصر فیصلہ کن طود پر کار فرما ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے توارث کو ماحول پر زیادہ فوقیت دی ہے۔ شجرہ کو نسب نامہ اور کرمی نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے مرتب کرنے کی ریت بہت پرانی ہے۔ اہل عرب گھوڑوں اور اونٹوں تک کے شجرے تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاکہ ان کی اس نسل کا سراغ لگانے میں آسانی ہو جبکہ اپنے قبیلوں اور خاندانوں کا شجرہ تیار کرنا تو ان کے لیے از بس ضروری تھا۔ عربوں کا شمار علم الانساب کے بہترین ماہروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد بزرگوار خطابؓ اپنے وقت کے عرب کے مشہور "نساب" تھے یہاں تک کہ عرب قبائل اپنے نسب ناموں پر ان کی ہر تصدیق ضروری خیال کرتے تھے اور یہ رواج بہت پرانا تھا۔

اگرچہ خاندانی اعزاز اور شرافت انسانی ایک طرہ امتیاز ہے مگر فخر و مباہات فرومایہ کے سرمایہ ہیں۔ فضیلت کا معیار تو تقویٰ کی اقدار پر ہے۔ حسب و نسب کی تاریخ ہماری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ اپنی اولاد کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کا حامل بنانے کے لیے اسلاف سے آگہی ضروری ہے اس لیے یہ فن زمانہ کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ خاص طود پر عرب علم الانساب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شجروں کا مرتب کرنا ایک نہایت کٹھن کام ہے اس لیے کہ اس میں پشت در پشت کڑیاں ملانی پڑتی ہیں جو جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس قسم کے موضوعات میں ازراہ بشریت ہر کا امکان ہے چونکہ تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس لیے آئندہ اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس قسم کی جرأت اس لیے

کی گئی تاکہ آنے والے نئے معتقدین کو دعوتِ فکر دی جائے اور وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ مزید برآں انہیں کچھ آسانیاں فراہم ہو جائیں۔

سیر و سوانح و شجرۃ الانساب کی تصنیف و تالیف ایک نہایت دقیق اور مشکل کام ہے زیر نظر کتاب ”اشراف عرب“ میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، ائمہ کرام، اصحاب رسول، بزرگن دین، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا شجرۃ نسب و شجرۃ طریقت مع مختصر حالات زندگی کے ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ خرقہ پوش، باوہ پیا اور صحرانورد بزرگ ہیں جنہوں نے انسانوں کی تقدیریں بدل دی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نویں صدی ہجری میں صوفیائے اسلام کے روحانی نظریات اور عقاید تصوف کو فروغ ملا۔ صوفیاء و مشائخ کی تعلیمات نے شاہان وقت کو بھی متاثر کیا۔ تیموری فاتحین تو مشائخ کی تعلیمات سے اتنے متاثر تھے کہ کسی بہم پر نکلنے والے بزرگوں سے حصول دعا و منوری خیال کرتے کسی شہر کو فتح کرنے کے بعد بقیۃ السیف میں سے اہل اللہ کی تلاش ہوتی اور مزارات اور خانقاہوں پر حاضر ہو کر سر تسلیم خم کرتے۔ دراصل ان فاتحین کی فتوحات میں اولیاء اللہ کی روحانی قوتیں ساتھ ہوتی تھیں۔

چونکہ یہ کتاب مزوری معلومات پر مبنی ہے اور اختصار سے لکھی گئی ہے اس لیے معجزات و کشف و کرامات اور دیگر تفصیلات سے کتاب کی مٹھامت کے پیش نظر اجتناب کیا گیا ہے۔

”گر قبول اقتداز ہے عز و شرف“

اس کام کا آغاز "تاریخ حسن"، مصنف سید جواد حسین گکادی سے ہوا جس میں صفحہ ۱۷ پر مجھے اپنے مورث اعلیٰ سید شاہ برہان الدینؒ بن سید احمد جاجنیریؒ مدفون موضع سانخہ پر گنتہ بلیا تحصیل بگڑے سرٹے ضلع مونگیر کا حوالہ ملا۔ یہ نایاب کتاب فارسی زبان میں ہے۔ مجھے یہ کتاب سید عبدالقیوم چیماروی صاحب نے بہ کمال مہربانی عنایت فرما کر دست تعاون بڑھایا۔ اس کے بعد سید وزیر حسن زیدی الواسطی مصنف شجرہٴ سادات باہرہ نے میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بہت سارے شجرے اور کتابیں بخند الطلب فرما کر مجھے شکریہ کا موقع دیا۔ جناب سید مصباح الہدیٰ صاحب دلیسنوی میرے بزرگ استاد ہیں اور معاصر حاضر کے معروف ادیب اور اسکالر

ہیں۔ انہوں نے نسب نامہ سادہ و ملوک و دینہ عنایت فرما کر مجھے سرفراز کیا۔ حضرت بندگان شاہ سید برہان الدین بقا نظامی صاحب شاعر و حکیم صاف و اور عصر حاضر کے راہِ طریقت کے شہسوار ہیں انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور اپنے بصیرت افروز مشوروں سے مجھے سرفراز فرمایا بلکہ مقدمہ تحریر کرنے کا وعدہ کر کے میرے جوش جنوں کو اور آگے بڑھایا۔

خصوصاً سید محمد ظفر الحسن صاحب سکونت شرف آباد، کراچی، انچارج بیڈل لائبریری،  
شرق آباد کلب سے مجھے بڑی مدد ملی جنہوں نے ازراہ کرم ڈھونڈ ڈھونڈ کر نایاب اور قدیم  
کتابیں فراہم کئے اور میرے کام میں بے حد دلچسپی لی۔ ظفر الحسن صاحب کتابوں کی دیکھ بھال، صدق  
گروانی اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ نئی نئی کتابیں اور سارے لاکھ  
بیڈل لائبریری کو مالا مال کر رہے ہیں۔ قدیم نسخوں کا حاصل کرنا ان پر تحقیق کرنا اور انہیں منظر  
عام پر لانے کا شوق ان کو جنون کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔ یہ وصف  
مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری مدد کر کے انہیں یک گونہ خوشی حاصل  
ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی مدد کے بغیر میں اس کتاب کی تالیف کے بارے میں سوچ  
سہی نہیں کر سکتا تھا۔ میں تمام معاونین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ بزرگ  
وہ تمام نیک کام میں معاونت کے لیے انہیں اجر عاجل عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں سید عالم تبریز صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے  
 کتاب کی سعادت کا فرض سمرانجام دے کر میری کامیابی کو ممکن بنایا۔

نام نیک رفتگاں ضائع ممکن

تابخاند نام نیکت برقرار

احمر العباد

سید نجم الحسن نجم

مشاد م از زندگی خویش کہ کار سے کروم (مؤلف)

ماشاء اللہ وہ اس وقت وفاقی حکومت کے محکمہ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد میں آڈٹ آفیسر ہیں۔ حسابات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومے پھرے اور مقامی زبانیں نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں شعر کہنے لگے۔ انگریزی، اردو اور فارسی ادب کا ذوق تو بہت پہلے ہی پروان چڑھ چکا تھا۔ وہ پہلے انگریزی، اردو اور فارسی تین زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔ مرز میں سندھ کے مختلف علاقوں میں گھومنے پھرنے اور لوگوں سے قریبی تعلقی پیدا کرنے کے بعد سندھی زبان میں بھی شعر کہنے لگے۔ نئی زبان سیکھنے اور پھر اس میں اشعار کہنے میں ان کو بڑی ہمارت حاصل ہے۔ دنیا میں چند ہی ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی مادری زبان بلکہ دوسری کئی زبانوں میں شاعری کی اور ان کے اشعار زبان زد خاص و عام ہوئے۔ آج سے چند سال پہلے ان کی پہلی تصنیف انگریزی زبان میں "دی پوٹرنز آف پاکستان" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ اس میں ان کی کئی انگریزی نظمیں ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں یہ کتاب انگریزی ادب کے شائقین تک پہنچی اور قدر کی نظروں سے دیکھی گئی۔ اردو اور فارسی زبان میں ان کے شعری مجموعے طبعیت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہیں۔ سندھی اشعار بھی یکجا کیے جا رہے ہیں۔

اس دوران میں ان کی مخفی تحقیقی صلاحیتیں اپنے اظہار کے لیے انہیں بیقرار کرنے لگیں اور انہوں نے ایک کٹھن ادیب آرزو کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے خلفائے راشدین سے لے کر درجہ حاضر کے سادات، مشائخ اور عالمی مشاہیر کے سلسلہ نسب اور دیگر کوائف یکجا کرنے کے لیے سبک لائبریری، انفرادی اور ذاتی کتب خانوں، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نگارشات کا سراغ لگایا اور دن رات کی محنت شاقہ کے بعد ایک بڑی ضخیم اور نادرو معلومات پر مبنی کتاب مرتب کی۔ یہ کام جو بارہ سال میں ہوتا انہوں نے بارہ ماہ میں مکمل کر دیا۔ متنہ معلومات جمع کرنے، ان کی چھان بھٹک کرنے اور ان کی صحت کو یقینی بنانے کے لیے جو تنگ و دو انہیں کرنی پڑی اس کا اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کا نام انہوں نے "اشراف عرب" رکھا ہے جو بہت ہی موزوں ہے۔

شجرہ نسب کے بغیر تذکرہ نگاری مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک ہی کتاب میں شجرہ نسب اسیر و سوانح یکجا کر کے انہوں نے واقعتاً ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں شجرہ نسب کا احاطہ آدم تا ایں دم کیا ہے جو اصول فطرت کے عین مطابق ہے اور دنیا کے تمام خاندانوں پر محیط ہے۔ اس نوعیت کی کوئی کتاب اس سے قبل منظر عام پر نہیں آئی۔ اپنی کتاب میں مزید دلچسپی پیدا

## تعارف

میدنجم الحسن اس صدی کے پانچویں عشرے میں سابق مشرقی پاکستان کے دارالحکومت ڈھاکہ کے ایک مشہور اسکول "رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول" میں طالب علم تھے۔ یہ اسکول قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ڈھاکہ کے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید شہاب الدین رحمت اللہ کے نام پر اور ان کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بانیوں میں دو شخصیتیں نمایاں تھیں۔ ایک ڈپٹی کمشنر مرحوم، دوسرے سید حفیظ الرحمن صاحب۔ یہ مشرقی پاکستان کا پہلا اردو میڈیم اسکول تھا۔ اس اسکول سے کئی طلباء نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکول کا نام اوجھار کیا۔ اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر سید محمد حکیم تھے اساتذہ میں، عبدالستار، مولانا سید احمد ندوی، ظہور الحسن، سکرٹری، جہانگیر صاحب، عبدالرشاد سوم، سید حفیظ الرحمن دوم، فضل الرحمن صاحب، سید صاحب، فروغ احمد اور اتمام الحروف شامل تھے۔ اسکول کا نظم و نسق، تعلیمی ماحول اور تربیتی انداز منفرد تھا۔ طلباء اپنے اساتذہ کا پورا ادب و احترام کرتے اور اساتذہ، مشیتِ نبوی جذبہ سے درس دیتے اور سب سے زیادہ زور کردار کی تعمیر پر دیا جاتا تھا۔ یہاں ہر سال اپریل کو یومِ اقبال منایا جاتا ہے۔ سچے علامہ اقبال کے اقوال و اشعار پر مشتمل مکالمے اور ڈرامے اساتذہ کی نگرانی میں کرتے رہے۔ اس اسکول سے ماہنامہ "شاہین"، شائع ہوتا تھا جس کی مقبولیت پورے مشرقی پاکستان میں ہوئی۔ اساتذہ میں دو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے ایک سکرٹری اور دوسرے فروغ احمد صاحب۔ سارے اساتذہ اردو ادب کے شیدا تھے۔ طلباء عبدالستار صاحب کو بابائے انگلش اور سکرٹری کو بابائے اردو کہتے تھے۔ اس اسکول میں اس وقت کے گورنر ملک فیروز خان فون، بابائے اردو مولوی عبدالحق، شام کے سفارتکار پروفیسر احمد اجملا اور کئی دیگر مشاہیر آئے اور اسکول کی کارکردگی سے متاثر ہوئے۔ نجم الحسن نے اسی مائے ناز اسکول میں تعلیم و تربیت پائی۔ شعر و ادب کا ذوق بھی وہیں پیدا ہوا۔ اس اسکول سے فارغ ہونے کے بعد نجم الحسن نے گورنمنٹ کالج ڈھاکہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہ اچھلتی کا بہترین کالج تھا بلکہ مشرقی بنگال کا سب سے پہلا کالج تھا جو ڈھاکہ یونیورسٹی سے بھی پہلے قائم ہوا تھا۔

## تقریظ

حکیم سید شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی

سہ شکر الحمد للہ کہ اس خیر کہ غلطی خواست اسخرا آمد کہ پس پردہ تقدیر پدید  
اس افراتفری کے دہر میں جب کہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہے اور زندگی قیامت مغری  
کا نمونہ بنی ہوئی ہے ایسے دیوانے بھی ہیں جو بیے غرض اور بے لوث علمی خدمت انجام دے رہے ہیں جناب  
سید نجم الحسن جاجیزی ایک علم دوست شخص ہیں۔ میری ان سے تقریباً دس پندرہ سال کی ملاقات ہے۔ فقیر  
نے ان کی علم دوستی کا پچھتم خود شاہد کیا ہے۔ ان کی طبیعت تحقیق کے ادق مضمون سے مانوس ہے۔  
ان کی پہلی تالیف ”دی پوٹرنز آف پاکستان“، بزبان انگریزی اہل علم میں وقیع نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔  
لیکن ان کا سب سے وقیع کام ان کی حالیہ تالیف ”اشراف عرب“ ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔  
ماہرین علم الانساب ہی اس کتاب کی صحیح قدر قیمت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کتاب کی تالیف کے لیے بیس  
سال بھی کم تھے لیکن مولف نے صرف ایک سال کے اندر اس کتاب کو مکمل کر کے اپنے والہانہ جذبات  
اور خدمت علمی کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں سیکڑوں خاندانوں کا اجمال ذکر موجود ہے۔ نصف ہزار سے زائد شعروں کی  
پہچان پٹک، ان کی سمت اور سیاق و سباق کے ساتھ ان کا اندراج کوئی آسان کام نہیں تھی الامکان کوشش  
یہ کی گئی ہے کہ صحت بیان متاثر نہ ہو۔ غلو سے بھی دامن بچایا گیا ہے۔ بہر حال میں اس کتاب کی تالیف  
پر جناب سید نجم الحسن جاجیزی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور علم دوست حضرات سے اپیل کرتا ہوں  
کہ اس کتاب سے استفادہ کریں اس لیے کہ یہ کتاب ماہرین علم الانساب کے لیے گائیڈ بک کی حیثیت  
رکھتی ہے۔ ”اشراف عرب“، عہد حاضر کی ایک مایہ ناز تالیف ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کو پسند  
آئے گی۔ اور دن بدن اس کی قدر قیمت بڑھتی جائے گی۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ،

حکیم سید بندگی شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی ۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۹۲ء  
مصنف ۱۔ نقشباق ۲۔ مہلے بقا ۳۔ مکتوب بقا ۴۔ مطلوب القلوب ۵۔ میرا بنگ ۶۔ محرمات درویشی،  
۷۔ شہپر جبرئیل ۸۔ محرم راز ۹۔ چشم دا۔

کونے کے لیے مولف نے جابجا اولیاء و دانش اور بزرگوں کا نمونہ کلام بھی درج کیا ہے جس سے  
کتاب کی اہمیت دو بالا ہو گئی ہے۔ اس میں وحدت اسلامی کا درس بھی دیا گیا ہے جو مستحسن قدم ہے  
لیکن یہ کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک ادارہ یا انجمن درکار ہے۔

شجرہ نسب کی غلطیوں کے ازالے کے لیے بھی انہوں نے جابجا اپنے تبرعے درج کر کے اپنی  
ازلی تحقیقی صلاحیتوں کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ مولف نے بہار اور موبہ بہار کے اشراف خاندانوں پر  
اپنی توجہ مرکوز کر کے دہان کے گناہ گوشتوں کو اجاگر کرنے کا فرض بھی سرانجام دیا ہے۔ اب اس  
کتاب کے بارے میں کراچی کے چند مشاہیر کی آراء بھی ملاحظہ فرمائیے:

حکیم حاذق پیرانا سید شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی فرماتے ہیں:

”مولف نے ”اشراف عرب“ تالیف کر کے مردوں کے ذکر کو زندہ کر دیا ہے“

جامعہ کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی رقمطراز ہیں:

”مولف نے (اسپیڈ ورک) کیا ہے اس سے پہلے اس مضمون پر کسی نے اتنی

محنت نہیں کی۔ یہ کتاب بہت جلد (ریفرنس بک) بن جائے گی اور جو بھی آئے گا اسی

کتاب کو (کوٹ) کرے گا“

اورنگی کے نابینا مولانا افتخار احمد خالقاہ پھلواڑی شریف کے تربیت یافتہ اور شاہ فرالدین پھلواڑی

کے مرید فرماتے ہیں:

”پانچ سو برس کے بعد اللہ پھر کی ایسی شخصیت کو پیدا کرے جو اس کام کو وہیں سے آگے بڑھائے

لہذا میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ بلاشبہ ”اشراف عرب“، مولف کی معرکتہ آلا رات تصنیف ثابت ہوگی۔

مجھے اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز ہے۔ عا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس میں

زیادہ سے زیادہ مقبول کرے۔ آمین

سید مصباح الہدیٰ دیسوی

حیدری، کراچی ۱۸ جولائی ۱۹۹۲ء



علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی سجادہ نشین

میرا بھی ارادہ تھا کہ میں اس طرح کا کچھ کام کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو اس کام کے لیے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ کچھ خاص لوگوں میں کچھ خاص صلاحیتیں ودیعت کرتا ہے تاکہ خاص مضمون پر خاص توجہ مرکوز ہو سکے۔ دنیا کے تمام خالوادوں کا بیسہ وسوانح اور شجرہ نسب کے اعتبار سے احاطہ کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ مؤلف نے اپنی محنت شاقہ اور دن رات کی لگن سے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کی اس معرکتہ آلا راز تالیف سے متاثر ہوئے بغیر نہ سکا میں ان کو اس حیرت انگیز تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی حیرت ہوئی کہ موصوف نے ”اشراف عرب“ کا نہ صرف جلد دوم کے لیے مواد تیار کر رکھا ہے بلکہ دونوں جلدوں کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں کر چکے ہیں۔ مزید برآں اس کتاب میں ”کتابیات“، ”قاموس الاسماء“ اور ”اشاریہ مقامات“ شامل کر کے مؤلف نے نہ صرف عصر جدید کے تقاضوں کو پورا کیا ہے بلکہ اس کی فادیت بدرجہا بڑھادی ہے۔

خدا کرے ان کی تمام تالیفات زیرِ طاعت سے آراستہ ہو کر جلد منظرِ عام پر آجائیں تاکہ علم دوست حضرات کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ میں مؤلف کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں۔ ”ایں سعادت بزورِ بازو نیست“

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی بہتم مدرسہ قرۃ العلوم فریدیہ رضویہ، ماری پور روڈ، کراچی

مصنف

## ۱۔ اسلام میں عورت کی حکمرانی

۲۔ مغربی پارلیمانی طریق، انتخابِ علماءِ اُمت کی نظر میں۔

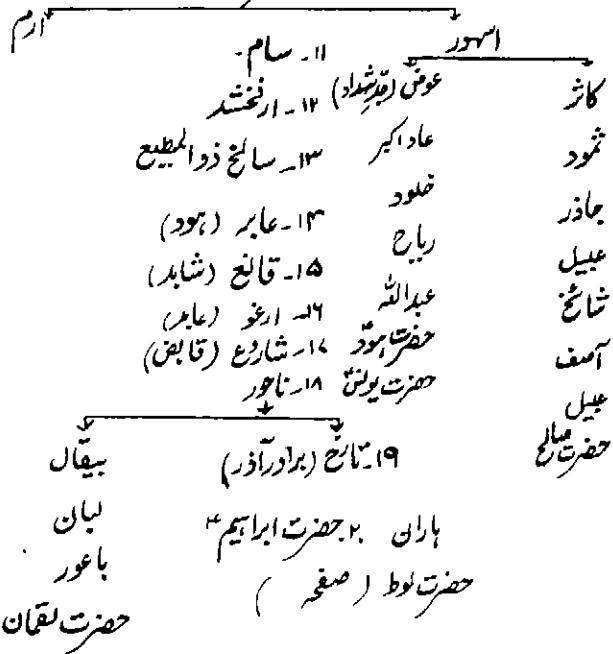
# السماء الكبرى



## حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ

شجره ۴۲

۲. حضرت شیثؑ
۳. حضرت انوشؑ
۴. حضرت قینانؑ
۵. حضرت مہللؑ
۶. حضرت بیاردؑ
۷. اخنوع (اخنوع) حضرت ادریشؑ
۸. متوشلح
۹. لمک
۱۰. حضرت نوحؑ



اولاد حضرت ابراہیم ؑ

[illegible]

## حضرت اسماعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پشتوں پر بھرے

علامہ سیلی مصنف "روض الاف" نے بہت سے تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ عدنان سے حضرت اسماعیلؑ تک چالیس پشتوں کا ناصہ ہے۔ (صفحہ ۱۵۲ سیرت النبی جلد اول از شبلی نعمانی)

علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے تھے اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے تھے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی البتہ کچھ ناموں میں فرق تھا۔ (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۵۵ از شبلی نعمانی)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سن ولادت ۱۹۱۰ ق م تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۱۵۸ (ریاض الانساب صفحہ ۵۸ از سید مقصود نقوی)

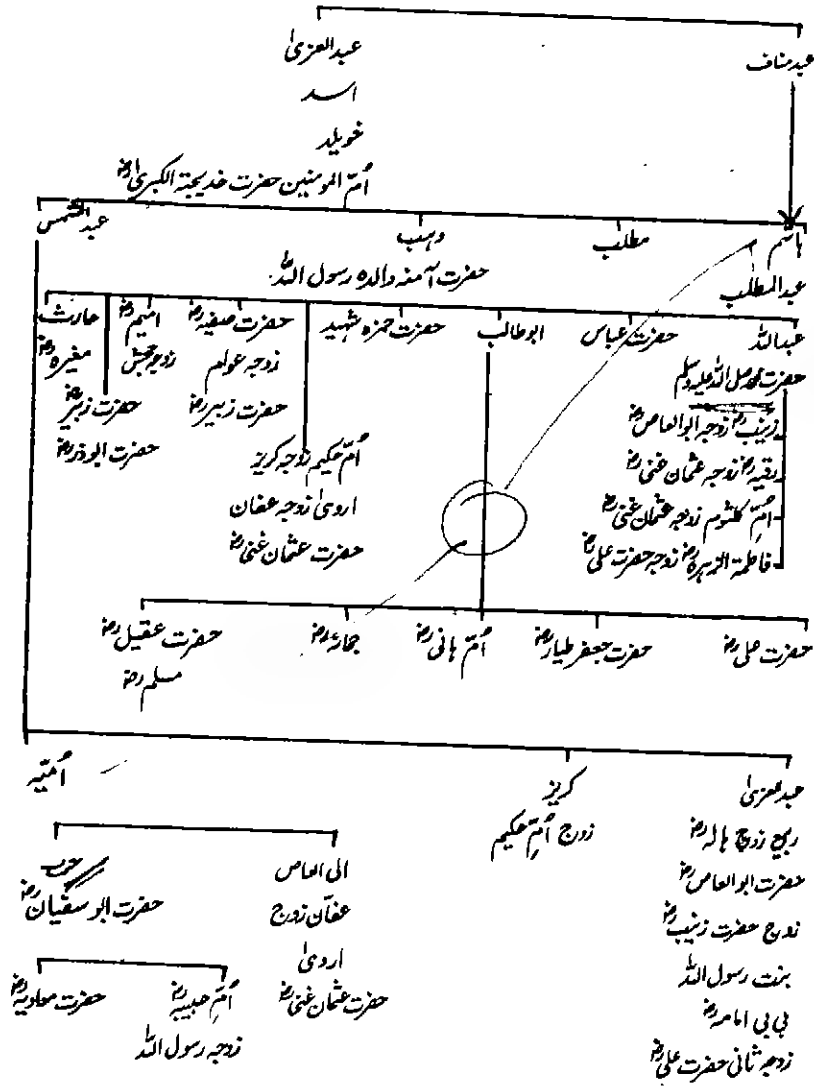
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن ولادت ۵۷۰ھ (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۶۲ از شبلی نعمانی)

دونوں ولادتوں کا سال مجموعہ: (۵۷۰ + ۱۹۱۰) = ۲۴۸۱ سال اگر اس زمانہ میں ایک نسل کی عمر ۳۶ سال فرض کر لیا جائے تو درمیان میں (۲۴۸۱ ÷ ۳۶) = ۶۹ یا ۷۰ پشتیں بنتی ہیں۔ علم عمرانیات کی رو سے ایک پشت کا فرق نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے میں نے ۷۰ پشتوں کو درست خیال کرتے ہوئے ریاض الانساب صفحہ ۵۷ پر درج اسمائے گرامی من وعن نقل کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ آنے والے محققین کے لیے مزید تحقیق کچھ آسان ہو جائے۔

نوٹ:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں میں کم نام درج ہونے کے سبب عیسائی مؤرخوں کو ایسی برائت ہوئی کہ انہوں نے حضرت کے نسب ناموں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۵۵)

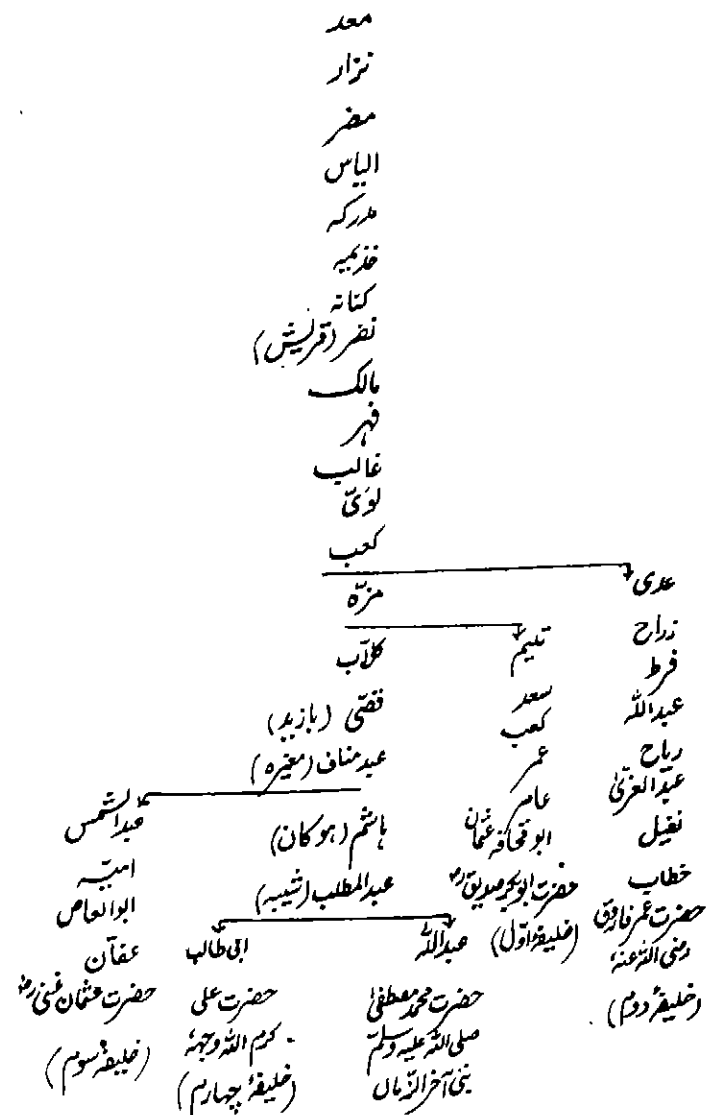
نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۹	بدلان	۵۰	معد دوم
۳۰	یلداہم	۵۱	نزار
۳۱	حرا	۵۲	مضر
۳۲	ناسل	۵۳	ایاس
۳۳	ابی العوام	۵۴	مدکہ
۳۴	ہنساویل (نسایل)	۵۵	خزیمہ
۳۵	برد	۵۶	کنانہ
۳۶	عوص دوم	۵۷	نضر
۳۷	سلیمان اول	۵۸	مالک
۳۸	الہبیس اول	۵۹	فہر
۳۹	ادوا اول	۶۰	غالب (سیلائل)
۴۰	عدنان اول (سلسلہ ق م)	۶۱	لوی
۴۱	معد اول (سلسلہ ق م)	۶۲	کعب
۴۲	حمل	۶۳	مرہ
۴۳	ثابت	۶۴	کلاب
۴۴	سلیمان دوم	۶۵	قصی (بازیر)
۴۵	الہبیس دوم	۶۶	عبد مناف (مغیرہ)
۴۶	الیسع	۶۷	ہاشم (ہوکان)
۴۷	اود دوم	۶۸	عبد المطلب (شعبہ الحمد)
۴۸	آد	۶۹	عبد اللہ
۴۹	عدنان دوم	۷۰	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی آخر الزماں)

شجرہ اولاد قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب



(کتاب المائتساب از عبدودود عثمانی ص ۲۱، ۲۲)

اولادِ عدنان (پشت نمبر ۶۹) (صفحہ ۱)





آمنہؑ تھا جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت آمنہؑ اس وقت اپنے گئے چچا وہب بن عبد مناف کے پاس رہتی تھیں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کے لیے حضرت آمنہؑ کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا چنانچہ نکاح ہو گیا۔ حضرت عبد المطلب نے خود بھی وہیب کی دختر ہالہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت حمزہؑ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہؑ اور ہالہ آپس میں حقیقی چچا زاد بہنیں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت عبد اللہ تین دن تک سسرال میں رہے پھر گھر چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت عبد اللہ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی میں مدینہ میں ٹھہرے اور یہیں وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عبد المطلب کو جب بیٹے کی علالت کی اطلاع ملی تو اپنے بڑے بیٹے عمارت کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ جب عمارت مدینہ پہنچا تو عبد اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ چونکہ حضرت عبد اللہ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے اس لیے تمام خاندان کو سخت مدم پڑا۔

سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۵۵ تا ۱۶۱  
سیرت ابن ہشام (برہان شیعہ زاد النعادی، جلد اول)

## امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مختصر احوال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ختم مرسلین ۲۰ اپریل ۵۷۰ء میں مالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے۔

رضاعت سب سے پہلے آنحضرتؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؑ نے اور دو تین روز کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابوہب کی لونڈی تھی۔ ثویبہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؑ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ شہر کے دوسرا اور شرفاء شیر خوار بچوں کو قصبات اور دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت کے جوہر پیدا کر سکیں۔

حضرت آمنہؑ کی وفات آنحضرتؐ کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر مدینہ گئیں۔ ایک ماہ تک قیام کیا واپسی میں مقام ابواء پر ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ امّ ایمنؑ آنحضرتؐ کو لے کر مکہ میں آئیں۔

عبد المطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آنحضرتؐ کے دادا حضرت عبد المطلب نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبد المطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور چھوٹوں میں مدفون ہوئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک ۸ برس کی تھی۔ آپ اپنے دادا جان کے انتقال کے بعد اپنے گئے چچا حضرت ابو طالب کی کفالت میں چلے گئے۔

شغل تجارت آنحضرتؐ کے جد اعلیٰ ہاشمؑ کے زمانہ ہی سے خاندانی پیشہ تجارت تھا حضرت ابو طالب خود تاجر تھے بلکہ حضورؐ نے کئی بار اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر بھی اختیار کیا تھا جو تجارت کی غرض سے تھا۔ اس لیے آپ بھی تجارت کرنے لگے۔ جب آپ پچیس برس کے مصر کے مشہور ہیئت وال عالم محمود پاشا غلکی کے رسالہ کے مطابق (سیرت النبی)

جلد اول صفحہ ۱۶۳

لے ماہنامہ برہان دہلی اور الحیب پھلوری کے مطابق اس ولادت باسعادت ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔

کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کا رشتہ مناکحت ہوا۔

مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا جسے حرا کہتے ہیں آپ مہینوں وہاں جا کر قیام فرماتے اور عبادت و غور و فکر میں مشغول رہتے۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور حضورؐ منصب رسالت پر فائز ہوئے اشاعت اسلام میں حضورؐ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور بڑوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے۔ رفتہ رفتہ اعلانِ دعوت کا کام ہونے لگا تو اہل قریش بہت بدظن ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے مجبور ہو کر حضورؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ ششہ نبویؐ میں پیش آیا۔ اہل مکہ کی اذہارسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپؐ کو اور آپ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا اور ناکہ بندی کر دی گئی تاکہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ مل سکے۔

**عام الحزن** آنحضرتؐ ابھی شعب ابی طالب سے نکلے ہی تھے کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس سے آپؐ کو بہت مدہم پہنچا اس لیے حضورؐ نے اس سال کو **عام الحزن** فرمایا۔

**ہجرت** جب نبوت کا تیرہواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینہ پہنچ چکے تو وحی الہی کے مطابق آنحضرتؐ نے مدینہ کا سفر کیا اور حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم پلنگ پر سو رہو اور صبح سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا ۱۱ رات کو قدرت نے دشمنوں کو بے خبر کر دیا حضورؐ ان کے حصار سے نکل آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں تین راتیں گذاریں۔ چوتھے دن آپؐ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن انتظار تھا۔ آپ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو قبا کے مقام پر مسجد کی تعمیر کی۔ قبا میں آپ کا داخلہ ۸ ربیع الاول ۳ سنہ نبویؐ (مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء) کو ہوا۔ چودہ دن قبا میں رہ کر جمعہ کو آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔

**غزوہ بدر** ۱۲ رمضان ۳ء کو آپؐ تقریباً تین سو جان نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے اور ۱۸ رمضان کو بدر کے مقام پر پہنچے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل ہوئیں۔ اس

جنگ میں کفار مکہ کے دو بڑے سالار ابوجہل اور امیہؓ کام آئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار مکہ ہزیمت سے دوچار ہوئے۔

ذی الحجہ ۳ء میں حضرت فاطمہ الزہراءؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔  
**غزوہ احد** ۳ء میں غزوہ اُمدیش آیا۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

۴ء میں شعبان مہینے میں حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

۵ء میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔

۶ء میں غزوہ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

۷ء میں غزوہ موتہ ہوا۔

رمضان ۸ء مطابق جنوری ۳۳ء میں مکہ فتح ہوا اور عام معافی کا اعلان ہوا۔

جب ۹ء میں غزوہ تبوک پیش آیا۔

۱۲ ربیع الاول ۵ء میں حضورؐ کا وصال ہوا۔ حضورؐ کا روضہ مبارک مسجد نبویؐ، مدینہ منورہ میں ہے۔

### نعت شریف

شیع اوار خدا ذات محمدؐ	ایں ارض و سماوات معجزات محمدؐ
نازل شود قرآن کہ جبریل رسانید	آیات خداوند کہ آیات محمدؐ
بر عرض خدا صاحب معراج چل آید	دیدارشاد بود مدار است محمدؐ
چہ وصل خدا بود در معراج نبوت	وجہ شہد ہر روز ملاقات محمدؐ
نازل شود نہجے کہ بہ توفیق الہی	بدست می سراید کہ نعت محمدؐ



## ازواجِ مطہراتؓ اولادِ رسولؐ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلدؓ	۱	حضرت قاسمؓ
۲	حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ	۲	حضرت عبداللہؓ
۳	حضرت رطلہ بنت ابوسفیانؓ	۳	حضرت زینبؓ
۴	حضرت صفیہ بنت حضرت عمرؓ غنم	۴	حضرت رقیہؓ
۵	اُمّ الساکین حضرت زینبؓ	۵	حضرت فاطمہؓ
۶	حضرت ہندہ اُمّ سلمیٰؓ	۶	حضرت اُمّ کلثومؓ
۷	حضرت زینبؓ زوجہ یحییٰ زادینؓ	۷	حضرت ابراہیمؓ
۸	حضرت جویریہؓ		(والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ)
۹	حضرت صفیہ بنت واراؓ		
۱۰	حضرت ماریہ قبطیہؓ		
۱۱	حضرت سودہ بنت زمعہؓ		

حضرت اُمّ حبیبہؓ حضرت رطلہ بنت ابوسفیان کی کنیت ہے۔ (مولف)

## باب تذکرہ و شجرۂ خلفائے راشدین

### حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہِ اولؓ

پشت نمبر	شجرۂ نسب	مختصر حالات
۱	حضرت ابوبکرؓ	اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والدہ کی کنیت ابوقحافہ اور نام عثمان بن عامر ابوقحافہ عثمان تھا۔ والدہ کی کنیت اُمّ الخیر تھی اور نام سلمیٰ بنت محضر بن عامر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ یعنی سن ولادت ۵۷۴ء ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی تالیف "صدیق اکبر" میں حضرت ابوبکرؓ کی روایت بیان کی ہے کہ شبِ معراج میں حضرت جبریلؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ زمین پر اس واقعہ کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں۔
۲	عامر	مرض الموت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا تھا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آگیا۔
۳	عمر	۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء پیر کو
۴	کعب	سورج غروب ہونے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اور اسی رات
۵	سعد	دفن کیے گئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔
۶	نیم	اُسی چار پائی پر حضرت کا جنازہ رکھا گیا جس پر حضور مقبول حضرت
۷	مرقہ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وصال جسم اطہر رکھا گیا تھا۔ نمازِ جنازہ
۸	کعب	خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔
۹	لوی	آپ کو متفقہ طور پر مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ کے
۱۰	عالم	پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی مدتِ خلافت دو سال چار ماہ دس
۱۱	خند	دن تک ہے۔
۱۲	مالک	
۱۳	نضر (قریش)	
۱۴	کنانہ	
۱۵	خنزیرہ	
۱۶	مدکرکہ	
۱۷	الیاس	
۱۸	مصر	
۱۹		

## حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم

پشت نمبر	اسماء گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے وصال کے بعد آپ امیر المومنین ہوئے
۲	خطاب	اس طرح آپ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ نظم تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں شجاعت، تدبیر اور عدل کا
۳	نفیل	وصف نمایاں تھا۔ آپ کے عہد خلافت میں ملک فارس فتح ہوا
۴	عبد العزیٰ	آپ کے عہد خلافت میں بہت سارے ملک فتح ہوئے۔ دولت
۵	ریاح	اور مالی فہمیت کا انبار دیکھ کر آپ زار زار روتے تھے کہ
۶	عبداللہ	کہیں دولت کی فراوانی سے عرب گمراہ نہ ہو جائیں آپ ہی
۷	فرط	کے عہد میں بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ آپ نے پہلی بار
۸	زراج	عرب میں حساب و کتاب کا حکمہ قائم کیا اور بیت المال قائم
۹	عدی	کیا۔ دنیا میں پہلی بار عدل اسلامی قائم ہوا۔
۱۰	کعب	حسب و نسب حضرت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ
۱۱	لوی	بن زراح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن
۱۲	غالب	لوی بن غالب بن فہر بن مالک
۱۳	فہر	وفات ۲۶ ذی الحجہ ۳۳ھ مطابق ۶۴۴ء کو آپ کو
۱۴	مالک	ایرانی غلام البرکات نے شہید کر دیا۔ آپ کی کل مدت
۱۵	نضر (قریش)	خلافت ۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
۱۶	کفانہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت سے آپ کو حرم نبوی میں
۱۷	خنزیرہ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن
۱۸	مدد کہ	کیا گیا۔
۱۹	الیاس	

## حضرت عثمان بن عفانؓ ذو النورینؓ خلیفہ سوم

پشت نمبر	اسماء گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عثمانؓ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم کی شہادت
۲	عفان	کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید
۳	الوالعاس	خلافت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تیسرے
۴	امیہ	خلیفہ راشد تھے۔ آپ کو ذو النورین کہتے ہیں اس لیے کہ
۵	عبد الشمس	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
۶	عبد مناف	آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمان آپ کا اسم گرامی، ابو عبد اللہ
۷	قصی (بانید)	اور ابو عمر آپ کی کنیت اور ذو النورین آپ کا لقب تھا۔
۸	کلاب	آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال تولد ہوئے۔ ۲۴ سال
۹	مرہ	کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے میں آپ کا نمبر
۱۰	کعب	سینتیسواں ہے۔ آپ اصحاب عشرہ مبشرہ میں ہیں۔
۱۱	لوی	غزوہ بدر اور احد میں آپ شریک ہیں۔ آپ صاحب
۱۲	غالب	بیعت الرضوان بھی ہیں۔ آپ کا تب وحی بھی تھی۔
۱۳	فہر	آپ ۲۳ھ مطابق ۶۴۳ء میں خلیفہ نامزد ہوئے
۱۴	مالک	۲۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں مفسدوں نے آپ کو شہید
۱۵	نضر (قریش)	کر دیا۔
۱۶	کفانہ	آپ سے ۱۴۶ حدیثیں مروی ہیں۔ آپ شرم و حیا
۱۷	خنزیرہ	کے پتکے تھے۔



آپ کی اولاد امانت جو مختلف ازواج سے ہیں اُمّ ولد ہیں :-  
 اُمّ ہانی، میمونہ، زینب صفری، رطلہ صفری، اُمّ کلثوم صفری، فاطمہ المہدی،  
 خدیجہ، اُمّ الکلام، اُمّ سلمیٰ، اُمّ جعفر، حمانہ اور نفیسہ ہیں۔ جملہ اولاد جناب  
 علی مرتضیٰ پروردہ فرزندان اور سترہ دختران ہیں۔ ان میں سے سلسلہ نسل  
 صرف پانچ ماجزادوں سے ہے۔ حضرت حسینؑ، محمد بن حنفیہ، عباس اور  
 عمر اکبر نقیبہ۔ وقت شہادت تیرہ فرزندان و دختر تھیں جو وارث ہوئے۔ ان  
 میں سے چھ فرزند معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔  
 چودہ یا پندرہ معاب حضرت علیؑ کے فیض یافتہ خلفاء تھے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت عبداللہ بن عباسؑ	۹	حضرت اویس قرنیؑ
۲	حضرت عبداللہ بن عمرؑ	۱۰	حضرت امام حسنؑ
۳	حضرت عبداللہ بن مسعودؑ	۱۱	حضرت امام حسینؑ
۴	حضرت عبدالرحمن بن عوفؑ	۱۲	حضرت حسن بصریؑ
۵	حضرت جابر بن عبداللہؑ	۱۳	حضرت کیل بن زیادؑ
۶	حضرت انس بن مالکؑ	۱۴	قاضی عبدالقدامؑ
۷	حضرت ابو ہریرہؑ	۱۵	شریح بن ہانیؑ بن زید الحارثی
۸	حضرت محمد بن ابی بکرؑ		

(باب ۲۱ ائمہ سادات)

## حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علیؑ

آپ کی ولادت ۱۵ رمضان ۳۰ھ میں ہوئی اور کیم ربیع الاول ۳۹ھ یا ۲۸ھ صفر ۳۰ھ  
 میں آپ کی شہادت نہر خروانی سے ہوئی۔ آپ نے نوے عقد کیے۔ صغوة میں ہے کہ آپ کے پندرہ  
 لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن الوراعی ابو بکر احمد کا قول ہے کہ آپ کے گیارہ بیٹے اور ایک  
 بیٹی ہوئی نام یہ ہیں ۱۔ عبداللہ ۲۔ قاسم ۳۔ حسن مثنیٰ ۴۔ زید ۵۔ عمرو ۶۔ عبداللہ ۷۔ عبدالرحمن  
 ۸۔ احمد ۹۔ اسماعیل ۱۰۔ حسین ۱۱۔ ائیم ۱۲۔ عقیل

دختران :- ۱۔ اُمّ الحسن۔ بروایت ذخائر عقیب آپ نے پانچ فرزند چھوڑے ۱۔ حسن  
 ۲۔ عبداللہ ۳۔ عمرو ۴۔ زید ۵۔ ابراہیم مخمقر جامع کے مطابق ۱۔ حسن ۲۔ زید ۳۔ عمرو ۴۔ حسین  
 ۵۔ طلحہ ۶۔ عبدالرحمن ۷۔ قاسم ۸۔ ابو بکر ۹۔ عبداللہ۔ تین موقوفہ ذکر کربلا میں شہید ہوئے۔  
 سلسلہ اولاد کا حسن مثنیٰ اور زید صرف دو ماجزادوں سے ہے۔ آپ کی اولاد کو سادات حسنی کہتے ہیں۔  
 امام حسنؑ کا سراپا جسم اہل سفید مائل بر سرخی چشم سیاہ و فراخ، رخسار بیار ملائم از سینہ تاناف  
 یک خط کشیدہ مائل بر سیاہی، ریش مبارک بسیار، گیسو دراز تا دوش، جملہ اعصاب و فرجہ، سینہ فراخ و  
 وسیع، قامت میانہ، خضاب و ستم رادوست داشتے۔

## امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ

آپ لشید کربلا ہیں۔ ولادت ۵ شعبان ۴۰ھ کو ہوئی۔ ۱۰ عمر الحرام ۶۰ھ میں میدان کربلا میں شہادت پائی۔ جسم اطہر میدان کربلا میں اور سر مبارک جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ کے پانچ پسران (۱) علی اکبر (۲) جعفر (۳) عبد اللہ (۴) علی اصغر (۵) زین العابدین ہوئے۔ اور ایک دختر سکینہ میدان کربلا سے صرف حضرت زین العابدین زندہ ہوئے۔ سلسلہ اولاد حضرت زین العابدین سے ہے۔ آپ کی اولاد سادات حسینی کہلاتی ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے چند رجزیہ اشعار یہ ہیں۔

أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الطَّهْرَيْنِ أَلْهَاشِمِ  
وَجَدِّي رَسُولُ اللَّهِ أَكْرَمُ مَنْ مَشَى  
وَفَاطِمَةُ أُمِّي سَلَالَةُ أَحْمَدٍ  
وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ أَنْزَلَ صَادِقًا  
كَفَانِي بِهَذَا مَخْرَجِيْنَ أَخْرَجُوا  
وَنَحْنُ سِرَاجُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يَرْفَعُهُ  
وَنَحْنُ سَيِّدُ عِزِّ دَوْلَتِنَا حِينَ جَعَلَهُ  
وَفِينَا الْهَدْيُ وَالْوَحْيُ وَالْخَيْرُ يُذَكِّرُ

میں حضرت علیؑ کا پاکیزہ فرزند آل ہاشم سے ہوں۔ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے۔ اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سب سے اکرم ہیں اور ہم خدا کی پراخ زمین میں روشن ہیں اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محنت مگر ہیں۔ اور میرے چچا جعفرؑ کا لایا کے لقب سے مشہور ہیں۔ ہم میں سچی کتاب قرآن، نازل کی گئی۔ اور ہم ہی میں ہدایت اور وحی اور خیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## پنجتن پاک کی تاریخ وفات

رستم بیا رخ فکر دیدم بہ ہوشم  
از ہر چہ سیدن گل تاریخ پنجتن  
ہر غنچہ را کشودم و جستم بہ ہر گل  
تا کہ مدلتے بلبل آمد بگوشتن  
احمد و فاطمہ حسین و علی حسن  
تاریخ فوت شاں مجر لا زیا حسن  
اول دو حرف بہر محمد و فاطمہ  
بانی سہ حرف بہر حسین و علی حسنؑ

نام حرف مع عدد  
یا حسن:

ی : ۱ : ۱۰۰ وفات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم  
ا : ۱ : ۱۰۰ وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
س : ۶۰ : ۶۰ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
م : ۴۰ : ۴۰ شہادت امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ن : ۵۰ : ۵۰ شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ: واقعہ کربلا ۱۰ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ ۱۰ھ میں صرف دس دن گزرے تھے اس لیے ۶۰ھ زیادہ مشہور ہوا۔

(۲) یہ ایران کے مشہور شاعر ابوالکلام ہے جسے ایک انگریز مٹریکسن نے پٹنہ میں اپنے نام سے شائع کر دیا لہذا اس غلطی کا ازالہ ہو جانا چاہیے۔ (مرف)

## حضرت زین العابدینؑ بن امام حسینؑ

آپ کا نام علی لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ کنیت ابو محمد و ابو الحسن ہے۔ بعض جگہوں پر ابو بکر بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہر بانو تھا جو یزدجرد شاہ ایران کی دختر تھیں جن کا اصلی نام سلاقہ تھا اور انہیں داسدیر، یعنی سندھ بھی کہتے تھے بقول امام زہریؒ ان کی والدہ محترمہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ میں ہوئی۔ بعضوں نے ۳۲ھ اور ۳۸ھ بھی لکھا ہے۔ ۱۳ محرم الحرام ۹۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے دس فرزندان اور چھ دختر تھیں۔ چھ فرزندانوں سے سلسلہ نسب جاری ہوا۔

فرزندان (۱) سید عمر الاشرف (۲) سید حسین اکبر (۳) سید سلیمان (۴) سید عبداللہ (۵) سید حسن امغر (۶) سید حسین امغر (۷) سید زید شہید (۸) سید حسن اکبر (۹) سید محمد امغر (۱۰) سید علی امغر (۱۱) امام باقر۔

### منقبت

هَذَا ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ جَاهِلُهُ  
هَذَا ابْنُ فَاطِمَةَ أَسَدِ اللَّهِ وَالِإِدَّةِ  
هَذَا إِذَا جَاءَ الْقُرَيْشُ قَالَ قَاتِلُهُمْ  
إِنْ عُدَّتْ أَهْلُ التَّغْيِ فَهُمْ أَيْمَتُهُمْ  
أَلْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحَجَلُ وَالْحَرَمُ  
يَجِدُهُ أَنْبَاءُ اللَّهِ وَتَدَّ حَمَمُوا  
إِلَى مَكَارِمِ هَذَا الْفَقِي يَنْتَهِي الْكُرَمُ  
وَأَنْ قِيلَ مِنْ خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ قِيلَ هُمْ

شعر عرب میں سے فرزدق شاعر نے ایک لمبا قصیدہ مناقب میں آواز بلند پڑھا اس قصیدہ کا چار شعر یہ ہیں۔

یہ علی زین العابدینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو بیت اللہ محل درم پہناتے ہیں اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو اس پہچان لے کہ، یہ حضرت فاطمہ الزہراؑ اور شیر خداؑ کے فرزند ہیں۔ ان کے

سے مدلیقہ الانساب جلد اول ص ۱۵

سے مرآۃ الانساب ص ۱۵

نام پاک پر انبسیار کا سلسلہ ختم ہوا، یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان ہی کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس جوان کے مکام و فضائل پر کرم کی انتہا ہے۔ اگر تو اسے مخاطب اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ ان کے امام ہیں اور اگر خلق اللہ میں سے سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

ہشام نے جب یہ قصیدہ منو شاعر کو قید کروا دیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ جراثنا تو بارہ ہزار درم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ وہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔ فرزدق نے وہ درہم واپس کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسولؐ کی رضا کے لیے کہے ہیں کہ ظالم کے دُور ہو کر ملحق کہنا مومن غفلت کا شعار ہے۔ امامؑ نے دوبارہ وہ درہم اس کے پاس ارسال فرما دیئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری نیت خیر پر جزا دے۔ بے شک یہ کلمات و اشعار تو نے طبع اور انعام کے لیے نہیں کہے تھے لیکن ہم بھی ایسے خاندان سے نہیں ہیں کہ اپنے عطیات اور ہبہ کو واپس لے لیں۔ اس پر فرزدق نے وہ درہم قبول کر لیے۔

اللہ محمد علیہ وسلم  
ابن حسینؑ

## شجرہ و تذکرہ حضرت ابو جعفر محمد باقرؑ

پشت نمبر اسماء

۱	حضرت ابو جعفر باقرؑ	آپ کا اسم گرامی محمد باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ کی تاریخ
۲	حضرت زین العابدینؑ	ولادت ۲ صفر بروز جمعہ ۵۴۰ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ زہراؑ بنت
۳	حضرت امام حسینؑ	امام حسنؑ ہیں آپ کی وفات ۱۳۳ھ یا ۱۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ
۴	حضرت علیؑ	جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
۵	ابوطالب	آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔
۶	عبد المطلب	(۱) سید ابو تراب علی
۷	ہاشم	(۲) سید محمد ابراہیم
۸	عبد الناف	(۳) سید جعفر صادقؑ
		(۴) سید عبداللہ اکرم حسن
		(۵) سید زید

۱۵۰ حدیقۃ الانساب جلد اول ص ۱۵۰

## شجرہ و تذکرہ حضرت جعفر صادقؑ

پشت نمبر اسماء

۱	حضرت جعفر صادقؑ	آپ کا اسم گرامی سید محمد جعفر تھا اور لقب "صادق" آپ کی کنیت
۲	حضرت ابو جعفر باقرؑ	ابو عبداللہ اور اسماعیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی اُمّ
۳	حضرت زین العابدینؑ	فروا تھا جو قاسم کی بیٹی محمد کی پوتی اور حضرت ابوبکر صدیقؑ کی
۴	حضرت امام حسینؑ	پر پوتی تھیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۳ھ یا ۸۵ھ میں تولد ہوئے
۵	حضرت علیؑ	اور وہیں ۱۵ رجب ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔ آپ جنت البقیع
۶	ابوطالب	میں مدفون ہیں۔
۷	عبد المطلب	آپ کے سات فرزند تھے۔
۸	ہاشم	(۱) سید محمد تاج المامون
۹	عبد مناف	(۲) سید محمد علی عربی
		(۳) سید ابو الحسن موسیٰ کاظمؑ
		(۴) سید محمد عبداللہ
		(۵) سید محمد علی
		(۶) سید محمد عباس
		(۷) سید محمد اسحق موسیٰ

۱۵۱ مرآۃ الانساب ص ۱۵۱

## شجرہ و تذکرہ حضرت موسیٰ کاظمؑ

### اسماء

حضرت موسیٰ کاظمؑ  
حضرت جعفر صادقؑ  
حضرت محمد باقرؑ  
حضرت زین العابدینؑ  
حضرت امام حسینؑ  
حضرت علیؑ  
ابو طالب  
عبد المطلب  
اشتم  
عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد موسیٰ تھا اور لقب کاظم تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابراہیم ہے۔ آپ مکہ معظمہ میں ۷ صفر بروز یک شنبہ تولد ہوئے۔ ہارون الرشید نے آپ کو سیاسی، ملکی مصلحتوں کی بنا پر زندان میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے قید ہی کی حالت میں محمد عادی الثانی ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کے ۲۵ یا ۲۹ فرزند اور ۱۹ دختران تھیں۔

(۱) سید حمزہ (۲) سید محمد ہارون (۳) سید محمد ابراہیم (۴) سید محمد العابد (۵) سید محمد جعفر (۶) سید محمد عباس (۷) سید محمد علی رضا (۸) سید احمد (۹) سید عبداللہ (۱۰) سید اسمعیل (۱۱) سید اسحاق (۱۲) سید حسن (۱۳) سید حسین۔

مرآۃ الانساب کے مطابق :-

(۱۴) سید علی اکبر (۱۵) سید محمد الادیس (۱۶) سید محمد ہارون۔

سلسلہ حلیقۃ الانساب جلد اول مکہ

سکے ریاض الانساب ص ۷۷

## شجرہ و تذکرہ حضرت علی رضاؑ

آپ کا اسم گرامی سید محمد علی موسیٰ تھا اور لقب رضا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات طوس میں ۲۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے پانچ فرزند اور ایک دختر تولد ہوئے۔

(۱) سید ابراہیم (۲) سید جعفر

(۳) سید تقی الجواد

(۴) سید حسن (۵) سید علی

مرآۃ الانساب کے مطابق صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) سید ابراہیم

(۲) سید حسن ابو جعفر

(۳) سید ہادی

(۴) سید تقی الجواد

### پشت نمبر اسماء گرامی

حضرت علی رضاؑ

حضرت موسیٰ کاظمؑ

حضرت جعفر صادقؑ

حضرت باقرؑ

حضرت امام زین العابدینؑ

حضرت امام حسینؑ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ابو طالب

عبد المطلب

ہاشم

عبد مناف

سلسلہ مرآۃ الانساب و ریاض الانساب ص ۷۷



## شجرہ و تذکرہ حضرت تقی الجوادؑ

پشت نمبر	اسمائے گرامی	آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور لقب تقی الجواد۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ثانی ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات ۴ شعبان ۶۰ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو ہوئی۔
۸	حضرت تقی الجوادؑ	آپ کے چار فرزند تھے :
۷	حضرت علی رضاؑ	(۱) سید جعفر (۲) امام تقیؑ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؑ	(۳) موسیٰ البرقع (۴) سید ابراہیم
۵	حضرت جعفر صادقؑ	مرآۃ الانساب کے مطابق آپ کے چھ فرزند تھے :
۴	حضرت باقرؑ	(۱) عبداللہ جعفر (۲) امام علی ہادی تقی (۳) موسیٰ البرقع
۳	حضرت زین العابدینؑ	(۴) سید ابو الحسن (۵) سید ابوطالب (۶) سید زید
۲	حضرت امام حسینؑ	
۱	حضرت علیؑ	
	ابوطالب	
	عبدالمطلب	
	ہاشم	
	عبدمناف	



وَأْمُرَ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کر اور بُرائی سے منع کر۔ (القرآن)

## شجرہ و تذکرہ حضرت علی ہادی تقیؑ

پشت نمبر	اسمائے گرامی	آپ کا اسم گرامی علی تھا، لقب ہادی و تقی اور کنیت ابو جعفر تھی
۹	حضرت علی ہادی تقیؑ	آپ مدینہ منورہ میں بروز عرفہ ۲۱۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات ۸ شوال ۷۰ھ کے مقام پر ہوئی۔ "شتر من راء" بغداد کے نواح میں واقع ہے۔ سال وفات ۲۵۴ھ ہے۔ اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ تھا۔ آپ کے ۵ پسر تولد ہوئے :
۸	حضرت تقی الجوادؑ	(۱) عبداللہ جعفر
۷	حضرت علی رضاؑ	(۲) امام حسن عسکری
۶	حضرت موسیٰ کاظمؑ	(۳) سید حسن
۵	حضرت جعفر صادقؑ	(۴) سید حسین
۴	حضرت باقرؑ	(۵) سید ابونید موسیٰ
۳	حضرت زین العابدینؑ	
۲	حضرت امام حسینؑ	
۱	حضرت علیؑ	

## شجرہ و تذکرہ حضرت امام محمد سید حسن عسکریؑ

(باب ۱۰۰۰۰۰)

## امام ابو حنیفہ (امام اعظمؒ)

(شجرہ نسب ۵۴)

مشہور مورخ ابن خلدون کے مطابق تقریباً پورا مشرق ہمیشہ حنفی مسلک سے منسلک رہا ہے تمام مسلمانوں کو معروف تاریخ معظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، مولانا آزاد اللہ تھانویؒ، مہاجر مکی اور شاہ احمد رضا بریلویؒ وغیرہ فقہ حنفی ہی کے پیروکار تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی کشف المحجوب میں حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے حوالے سے مرقوم ہے کہ وہ ایک بار ملک شام میں حضرت بلالؒ کے مزار کے سر جانے سو گئے تھے خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت ہوئی کہ آپؐ بنی شیبہ سے تشریف لارہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ بزرگ کون ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ نے ملت اسلامیہ کو ۴ مکاتیب فکر کی لڑی میں منسلک کر کے ملت کو انتشار سے بچایا۔

ایک بار حضرت حمادؒ اپنے قابل فخر شاگرد رشید ابو حنیفہ کے ہمراہ مجلس مناظرہ میں پہنچے جہاں ایک عیسائی پادری چند مشکل سوالوں کے جواب کا منتظر تھا اور ان سوالوں کے جواب کسی سے بھی نہیں پڑے تھے۔ پادری منبر پر بیٹھ کر اپنے اعتراضات پیش کرنے شروع کیے۔ پہلا سوال تھا خدا سے پہلے کیا تھا؟ امام ابو حنیفہ نے پادری سے دریافت کیا ایک سے پہلے کیا عدد ہے؟ پادری نے جواب دیا اس سے پہلے کوئی عدد نہیں ہے۔ امام نے ثابت کیا کہ جب واحد مجازی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے کچھ نہیں تھا صرف خدا تھا۔ دوسرا سوال تھا کہ ہر شے کا کوئی نہ کوئی سمت ہے پھر خدا کس سمت میں ہے؟ امام ابو حنیفہ نے ایک شیعہ جلائی اور پادری سے کہا اس کا سمت متعین کرے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی روشنی ہر طرف ہے اس کا سمت متعین نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ جب نور مجازی کا رخ متعین نہیں کیا جاسکتا تو نور حقیقی کا رخ کیسے متعین ہو سکتا ہے وہ ہر طرف ہے۔ اب پادری نے تیسرا سوال کیا کہ خدا اس وقت کہاں ہے؟ امام صاحب دودھ نگو کہ پادری سے کہا دودھ میں

نمبر شمار	اسمائے گرامی	آپ کا اسم گرامی حسن بن علی لقب عسکری و ہادی
۱۰	حضرت امام حسن عسکریؑ	کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۳۲۹ھ بروز جمعہ ۱۰ ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خاتون تھا۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کو خلیفہ وقت معتز عباسی نے قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۳۲۹ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں سامروہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد کے بارے میں سخت اختلافات پائے جلتے ہیں۔
۹	حضرت امام علی ہادی نقیؑ	مرآۃ الانساب کے مطابق سید محمد ابوالقاسم بن امام حسن عسکریؑ شعبان ۲۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کے تہر خلتے ہیں اترے آپ کی والدہ غمطیا بزرگس آپ کو
۸	حضرت امام تقی ابوالوہابؑ	
۷	حضرت امام علی رضاؑ	
۶	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	
۵	حضرت امام جعفر صادقؑ	
۴	حضرت امام باقرؑ	
۳	حضرت امام زین العابدینؑ	
۲	حضرت امام حسینؑ	
۱	حضرت علیؑ	

دیکھتی رہیں لیکن آپ واپس نہیں آئے۔ یہ واقعہ ۲۷۵ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی۔ روایت ہے کہ وہیں سے غائب ہو گئے یا تقیہ کر لیا۔ ”واللہ اعلم بالصواب“

## امام مالکؒ

امام مالک کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاموی ہے۔ ان کے پردادا ابو عامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک کے تلمیذ یحییٰ بن بکیر کے مطابق امام مالک کا سال ولادت ۹۲ھ ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں معمول کے خلاف تین سال تک رہے۔

**اساتذہ** تابع تابعین میں ابن شہاب زہریؒ، یحییٰ بن سعید انصاریؒ، زبید بن اسلمؒ، ربیعہ اور ابو زناد وغیرہ کا زمانہ تھا جنہوں نے تابعین کی میراث کو سنبھالا اسی علمی فضا میں امام مالک نے ہوش سنبھالا۔ یہی وہ حضرات تھے جو علم کو تابعین اودھ صحابہ کرامؓ سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آ رہے تھے۔ صفحات قرطاس پر محفوظ کر لیا۔ امام مالک کے اساتذہ اور شاخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگان دین شامل تھے جن کی تعداد علامہ زرقانیؒ کے مطابق نو سو سے زیادہ تھی۔ بے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔

**شخصیت** امام مالک کا قد دراز بدن فربہ اور رنگ سفید زردی مائل تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں۔ ناک بلند اور سر پر بڑے نام بال تھے۔ مونچھیں بطور سبالہ تھیں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر پائی مگر دماغی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ سن، عمر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت اور سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ حلقہ لگاتے اور سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ نگ کا گینز ہوتا تھا جس پر ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ کندہ کر لیا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔

امام مالکؒ کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ وہ بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ امام زرقانیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ انہوں نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدیس کی ابتدا کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے قبل غسل کرتے عموماً اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکاری سے بیٹھتے اور درس جاری رکھتے۔ انگلی

گئی کہاں ہے پادری نے جواب دیا کہ گھی تو دودھ کے ہر قطرہ میں ہے یعنی ہر جگہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے تیسرے سوال کا یہ جواب دیا کہ خدا بھی ہر جگہ ہے اور اس کی حاکمیت ہر جگہ پر محیط ہے۔ پادری نے چوتھا اور آخری سوال پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں اتنی دیر سے کھڑا ہوں کہ سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ اخلاقی طور پر میری جگہ سوال کرنے والے کو کھڑا ہونا چاہیے۔ سن کر پادری منبر سے اترا اور امام ابو حنیفہؒ کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ امام ابو حنیفہؒ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پادری کو سوال دہرانے کو کہا پادری نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا کہ میں نے مجھے منبر پر بٹھا کر عزت بخشی اور تجھے میری جگہ پر کھڑا کر کے ذلیل و خوار کیا۔ یہ سن کر پادری نے اعتزاز شکست کر لیا۔ یہ تھے امام ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ کے ذہین ترین انسان جنہوں نے فتنہ اور منطلق کی دنیا میں ہلچل سی مچا دی۔



وَاتَعَبُوا زَعَمًا لِلَّهِ لَا تَخْصُوها

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ کرو (القرآن)



میں عود اور لبان ڈالتے رہتے اور درس کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے۔

**اوصاف** | امام ذہبیؒ کے مطابق امام مالکؒ متعدد اوصاف کے حامل تھے:-

(۱) آپ نے طویل عمر پائی (۲) وسعت علم میں لاثانی تھے (۳) تقویٰ اور اتباع سنت میں انتہا درجے کو پہنچے ہوئے تھے۔ (۴) فقہ اور فتویٰ میں سب سے مقدم تھے۔

آپ نے وفات سے پہلے فرمایا کہ:-

کسی کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور دینی مسائل کو حل کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے بلکہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام نے کوئی بات نہیں کی اور اربعہ الاولیاءؓ کو روحِ نقی عنقریب سے پرواز کر گئی۔

**تصانیف** | امام مالکؒ نے خلیفہ منصور عباسی کی فرمائش پر ۴۴ سال کی مدت میں "موطا"، کی تالیف کی۔ مدینہ منورہ کے مشہور فقہاء نے اس کتاب کی موافقت کی۔



فَافْوَضْ اَمْرِي اِلَى اللَّهِ  
اِنَّ اللَّهَ بِصِيْرَةِ الْعَمَلِ خَبِيرٌ



## شجرہ و تذکرہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعیؒ ایک عظیم امام اور مجتہد تھے۔ آپ کا قلعن دوسری صدی ہجری سے چھا آپ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اس سن میں امام ابو حنیفہؒ نے وفات پائی بعض راویوں کے مطابق آپ کی جلے پیدائش قصبہ غنمرہ ہے۔ لیکن ایسی بھی روایت ہے کہ آپ کی ولادت عسقلان میں ہوئی عسقلان اور غنمرہ دونوں مقامات ملک شام میں واقع ہیں اور ان میں فاصلہ تقریباً نو میل کا ہے۔ امام شافعیؒ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ان کا سلسلہ نسب رسول کریمؐ سے جاملتا ہے۔ حافظ ابو نعیم نے سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے:-

”ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبید بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف“

امام شافعیؒ کا زمانہ علم و عرفان کا زمانہ تھا ہر علم و حکمت کا دور دورہ تھا بچپن میں آپ کو حصول علم کا شوق تھا چنانچہ پورا قرآن مجید آپ نے سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ ابتدائی تعلیم مسلم بن زنجانی سے حاصل کی۔ بچپن ہی سے تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ جانے لگے جہاں ان کا مکان شعب منیف میں تھا۔ ربیع ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت مالک بن انسؒ مفتی امام تھے۔ دوران ملاقات مالک بن انسؒ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اس کو مصیبت سے زائل نہ کرنا۔ امام شافعیؒ حصول علم کے لیے مدینہ میں رہنے لگے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی فن حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا جو امام اعظمؒ کے شاگرد تھے۔ امام شافعیؒ کو ان پر بڑا ناز تھا۔ اسی طرح استاد بھی شاگرد کی بہت تکریم کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طبعاً بڑے فیاض، غیور اور خود دار تھے۔ جس وقت امام مالکؒ کا انتقال ہوا وہ بہت ہی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن انہوں نے کبھی حرم و طمع نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے خلق اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں امام شافعیؒ کی

عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رمضان کے فرائض میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرتے۔ رات کے تین حصہ کرتے۔ پہلے حصہ میں تصنیف و تالیف فرماتے۔ دوسرے میں فرائض پڑھتے اور تیسرے میں آرام فرماتے۔ معر شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ مدت دراز تک جامعہ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لیے مخصوص رہا۔ امام شافعی کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔ وہ فن لغت، فقہ اور حدیث کے متبر عالم تھے۔ بہت ہی فصیح البیان بھی تھے۔ آپ کا مذہب حنفی اور مالکی کے بین میں تھا۔ آپ کتاب السنن اجماع اور قیاس چاروں مصادر سے استنباط مسائل کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طلباء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علم کی طلب غفلت نماز سے بہتر ہے۔ جو مجزوا انکساری سے علم حاصل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔ علماء کے بارے میں فرمایا۔ تواضع بلند کرو اور لوگوں کی صفت ہے اور تجربہ خلق لوگوں کا طریقہ ہے۔ اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں اس لیے کہ اللہ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا، ۵۴ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک مصر کے شہر قراقرتہ میں ہے۔



وَلِلَّهِ الْعِبَادَةُ وَلِلَّهِ تَسْبِيحُ الشَّيْءِ

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرو  
القرآن



## امام احمد بن حنبلؒ

آپ کا پورا نام امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی ہے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں بغداد میں تولد ہوئے۔ آپ تیس پندرہ سال کی عمر میں احادیث کا سماع شروع کیا اور ۲۴۹ھ میں شیخ ہشیمؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن اور جزیرہ کے مشائخ وقت سے حدیث میں درس لیا۔ حاتم بن حمر عسقلانی اور علامہ ذہبیؒ نے آپ کے پندرہ اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے اور عبادات میں راسخ تھے۔ آپ دن اور رات میں تین سو فرائض پڑھا کرتے تھے۔ آپ سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے کسی کو آپ کی تلاش ہوتی تو وہ مسجد نماز جنازہ یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں ملتے۔ امام کے پاس حضورؐ کا ایک موئے مبارک تھا جسے وہ بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو پانی میں ڈال کر پیٹے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ ۱۰۰ مستجاب الدعوات تھے۔ کثرت سے لوگ ان کے پاس دعا کرنے کے لیے آتے تھے۔ خلق قرآن کے عقیدہ کے نہ ملنے پر غلیف ہارون الرشید نے آپ کو موت کی سزا تجویز کی تھی۔ جس وقت آپ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے جایا جاتا تھا اسی وقت خلیفہ کے وفات کی خبر ملتی۔ ۲۴۱ھ میں مامون وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے ۲۴۲ھ میں امام کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ طویل مناظرہ ہوا۔ امام کی عمر اس وقت ۵۶ سال کی ہو چکی تھی۔ شباب و رخصت ہو چکا تھا لیکن اصحاب فواد کی طرح مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے زیادہ راسخ تھی۔ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حادث نہیں۔ علمائے قتل کا فتویٰ دیا۔ خلیفہ نے جلا دو حکم دیا کہ کوڑے مارو۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ کوڑے کھاتے رہے۔ آپ کو دس لاکھ تک احادیث زبانی یاد تھیں۔

تصانیف | منہ نام حنبل کتاب الزہد، التاریخ، کتاب الاثر، کتاب المناسک، الکبیر، المنسک، الصغیر، حدیث شعبہ، فضائل الصواب، مناقب الصدیق والحسین، التاریخ، کتاب الاثر، کتاب المناسک۔

کوڑے کھانے کی اذیت آخر عمر تک رہی۔ بالآخر آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں اللہ کو پیار ہو گئے۔



مَوْلَاے صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

(باب ۵ سادات حسنی) حضرت امام حسنؑ

سید حسن متقی  
سید عبد اللہ المحض  
سید زید  
سید حسن مفر  
سید ابوالحسن علی  
سید شجاع  
سید عبد الرحمن  
سید علی  
سید عثمان  
سید ابوالحسن علی بجزیری (لاہور)

سید یحییٰ زاید  
سید عبد اللہ یحییٰ  
سید ابوالحسن جنگی دوست  
سید عبدالقادر حبیلانی

سید عبد الجبار  
سید عبد الجلیل  
سید علی  
سید حمید الدین  
سید ابونعمان  
سید حسین  
سید عبدالقادر  
سید جعفر  
سید احمد  
سید یونس  
سید محمد اعجازی بکھی

سید عبد الرزاق  
(مر)

سید عبد العزیز عالم  
(مر)

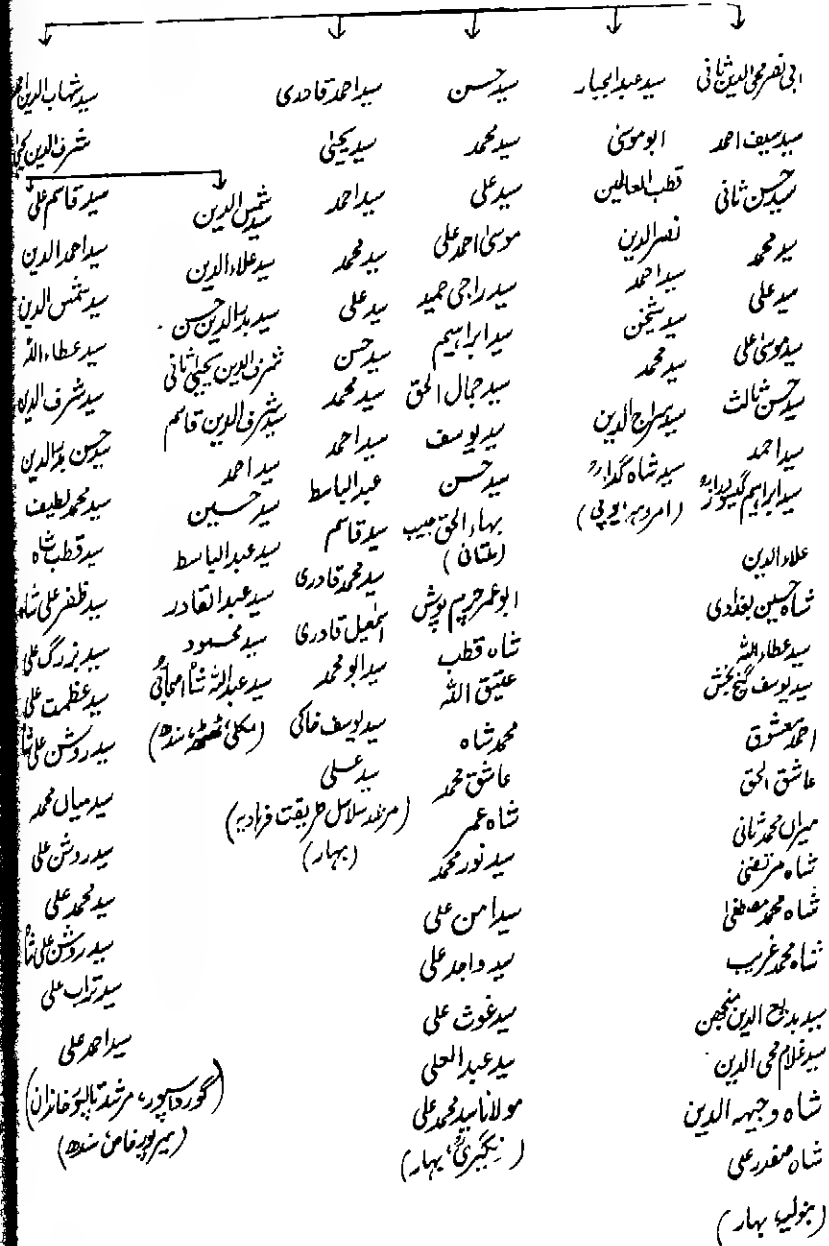
سید عبد الغفار بخاری  
سید عطاء اللہ شاہ اول  
سید لغت اللہ  
سید بہار الدین  
سید محمد شاہ  
سید نور شاہ  
سید ضیاء الدین  
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کشمیری  
عربی النسل مسلمان (مر ۲۵)

سید عبد الوہاب  
ابو منصور عبد السلام  
سید محمد فاروق  
سید قاسم عبد اللہ  
سید ابوبکر  
سید ابراہیم ملک بٹیا  
(بہار)

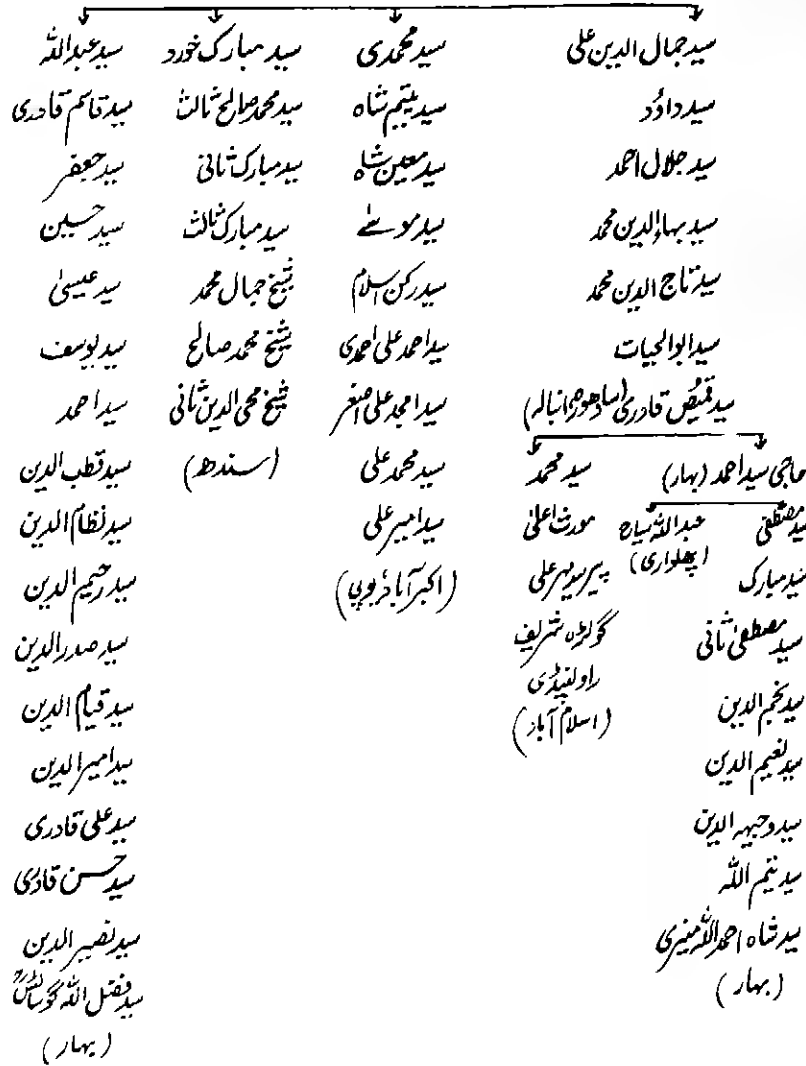
سید صفی الدین  
سید احمد  
سید مسعود  
سید علی  
سید شاہ امیر  
شیخ محمد امینی (دوبئی شریف)  
عبد القادر رسانی  
عبد الرزاق  
سید حامد  
سید موسیٰ  
سید داؤد  
غیاث الدین احمد کبیر  
بی بی یارسا  
سید عبد المنان (بہار)  
تذکرہ خانی (مر ۶۱۰۸)  
(مختار الانساب مر ۶۶)

## اولاد سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانی

سید ابوصالح نصر



## اولاد سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی

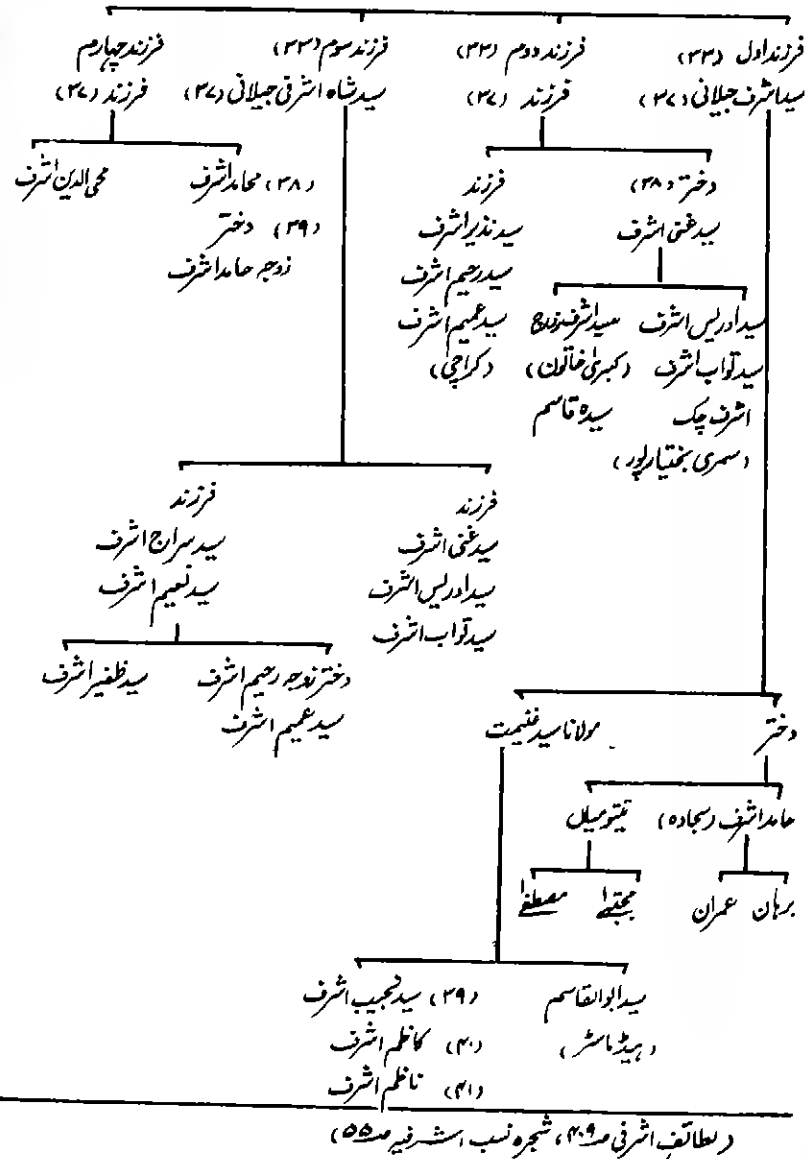






شجرہ اولاد مخدوم سید شاہ صادق اشرف جیلانی (کچھوچھو شریف، فیض آباد  
پٹی)

مخدوم سید شاہ علاء الدین اشرفی جیلانی (سجادہ) مدفون بنسی ٹیکو، منشی، سہرابہار،



## اولاد سید الغریزہ عالم بن شیخ عبدالقادر جیلانی

سید محمد المناک	سید عبدالفتاح
سید شمس الدین	سید ذکریا بغدادی
سید شرف الدین	سید شاہ سیماں
سید زین الدین	سید شاہ محمد
سید ولی الدین	سید عبداللطیف
سید نور الدین	سید شاہ احمد قادری
سید حسین الدین	سید شاہ جن بغدادی
سید محمد درویش	سید شاہ علی ہمدان
سید زین الدین	سید عبداللہ بیابانی
سید مصطفیٰ	سید عبدالغریزہ مناکانی
سید سیماں	سید رکن الدین بندہ نواز
سید علی	سید شاہ عبدالمنان قادری
سید عبداللہ	(بہار)
سید عبدالقادر جیلانی	سید سیماں
(گلشن اقبال کراچی)	سید مصطفیٰ
	سید سیف الدین
	سید ابراہیم بغدادی



## اولاد سید ابی محمد عبداللہ الاشتر کلفٹن کراچی (شجرہ صفحہ)

پشت نمبر اسماء	پشت اسماء
۴ - ۵ - سید محمد ثانی	۲۷ - سید علاء الدین
۸ - ۸ - سید حسین بنواد نقیب (کوفہ)	۲۸ - قاضی سید محمود
۹ - ۹ - سید ابی عبداللہ	۲۹ - سید اعظم
۱۰ - ۱۰ - سید محمد قاسم	۳۰ - سید محمد معظم
۱۱ - ۱۱ - سید ابی جعفر	۳۱ - سید محمد طفیل
۱۲ - ۱۲ - سید ابوالحسن	۳۲ - سید شاہ عالم اللہ قطبی
۱۳ - ۱۳ - سید حسن	۳۳ - سید محمد فضیل
۱۴ - ۱۴ - سید عیسیٰ	۳۴ - سید محمد معظم
۱۵ - ۱۵ - سید یوسف	۳۵ - سید محمد اسحاق
۱۶ - ۱۶ - سید رشید احمد غزنوی	۳۶ - سید ہدایت اللہ
۱۷ - ۱۷ - امیر کبیر سید قطب محمدی	۳۷ - سید عبدالرحیم شہید (بالاکوٹ سرحد)
۱۸ - ۱۸ - امیر سید نظام الدین	۳۸ - سید محمد نفی
۱۹ - ۱۹ - قاضی سید رکن الدین	۳۹ - سید اکبر شاہ
۲۰ - ۲۰ - سید صدر الدین	۴۰ - سید علی محمد
۲۱ - ۲۱ - سید قیام الدین	۴۱ - سید علی نصیر آبادی
۲۲ - ۲۲ - سید علی	۴۲ - مولانا حکیم فخر الدین
۲۳ - ۲۳ - سید احمد	۴۳ - مولانا سید حکیم عبدالحمید
۲۴ - ۲۴ - سید زین الدین	۴۴ - مولانا ابوالحسن ندوی
۲۵ - ۲۵ - سید صدر الدین ثانی	
۲۶ - ۲۶ - سید قطب الدین محمد ثانی	

## شجرہ سید النور علی شاہ (راغبی)

پشت نبر اسمائے گرامی	پشت نبر اسمائے گرامی	اولاد مولانا سراج الدین (پشت ۳۵)
۱۔ حضرت علی رضا	۲۳۔ سید محمد	سید منصور
۲۔ امام حسن رضا	۲۴۔ سید تاج الدین	سید شاہ فی الدین
۳۔ سید حسن شہید	۲۵۔ سید عثمان الدین	سید تاج الدین
۴۔ سید ابراہیم	۲۶۔ سید تاج الدین	سید امام الدین راغبی
۵۔ سید اسماعیل بیابان	۲۷۔ سید محمود	اولاد سید غلام حیدر (پشت ۴۰)
۶۔ سید حسن شیخ	۲۸۔ سید احمد	سید قادری
۷۔ سید علی	۲۹۔ سید عبداللہ	سید فیض علی
۸۔ سید حسین	۳۰۔ سید جعفر	سید لاولد
۹۔ سید علی	۳۱۔ سید جواد شہید	سید پیر محمد حسن
۱۰۔ سید حسن اقوی	۳۲۔ سید علی مجتبیٰ	الطاف حسین
۱۱۔ سید محمد	۳۳۔ سید شاہ الدین دانشمند	سید بہار حسین
۱۲۔ سید بہیرہ	۳۴۔ سید شاہ محمد	سید غلام علی
۱۳۔ سید حسن ثانی	۳۵۔ مولانا سید سراج الدین	سید بخش
۱۴۔ سید محسن	۳۶۔ سید شاہ منصور راغبی	سید جہد علی
۱۵۔ سید احمد	۳۷۔ سید شاہ اللہ داد	سید ممتاز علی
۱۶۔ سید حسن	۳۸۔ سید شاہ مغاوی راغبی	سید انور علی
۱۷۔ سید علی	۳۹۔ سید شاہ عبدالرحمن	سید معین الدین حسن
۱۸۔ سید فی الدین	۴۰۔ سید شاہ غلام حیدر راغبی	سید شرف الدین
۱۹۔ سید تقی (عالم)	۴۱۔ سید شاہ غلام علی میر جٹ	چار دختران (لاولد)
۲۰۔ سید ابو محمد	۴۲۔ سید شاہ واحد علی	سید معین الدین حسن
۲۱۔ سید محمد فریدی	۴۳۔ سید ممتاز علی	سید شرف الدین
۲۲۔ سید خیر الدین	۴۴۔ سید نور علی راغبی	

(بہار)

محقق الزوام سنہ ۱۴۶۱ھ

## حضرت عبداللہ شاہ غازی الاشتر البہمان کلہٹن کراچی

(شجرہ نسب)

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر تبع تابعین میں سے تھے اور آپ حسنی و حسینی سید تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت ۹۱۲ھ میں ہوئی۔

۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء کے لگ بھگ آپ تبلیغ کی غرض سے عازم سندھ ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ مغربی سیدنا امام حسینؑ کی پوتی تھیں۔ آپ سادات کرام کی پہلی شخصیت ہیں جو سندھ میں داخل ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد معظم سید محمد نفس زکیہؒ نے کی۔ آپ علم حدیث میں ملکہ نامہ رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں کیا جاتا ہے۔

### سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر کی شہادت

خلیفہ منصور عباسی نے ایک عرب سردار عمر بن حفص کو عقبہ بن مسلم کے ساتھ ۱۱۳۲ھ میں سندھ بھیجا۔ اسی زمانہ میں سید عبداللہ الاشتر علویؒ عباسیوں کے مقابلے میں مدعی خلافت تھے۔ عمرو سے سندھ آئے۔ سندھ کے مقامی راہبر نے ہزار افراد ان کی مدد کے لیے پیش کیے۔ اسی دور میں سندھ میں شیعہ تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ انہی دنوں سندھ کے حکمران کی طرف سے ایک ہزار فوج افریقہ بھیجی گئی تھی۔ یہی فوج تھا جب ہشام بن عمرو ثعلبی منصور آئے۔ یہ بھی عمر بن حفص کی طرح ہوا خواہان دو ملان ہوئی تھے۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ اور دیگر علویوں کا اثر و رسوخ بڑھا۔ اسی سال عقبہ بن مسلم نے اپنے بھائی شقیق کو علویوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ جس نے سید عبداللہ الاشتر علویؒ کو کراچی میں ساحل سمندر پر شکار گاہ میں گھیر لیا۔ سید عبداللہ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ تھے جو شکار کے لیے ان کے ساتھ آئے تھے۔ بہر حال مقابلہ ہوا اور سید عبداللہ الاشتر جنگ کرتے

۱۱۸۰ھ تک کہ اولیاء سندھ، صفحہ ۲۳ مخدوم جہانیاں جہاں گشت از پروفیسر الیوب قادری

## شجرہ و تذکرہ

### حضرت سید ابوالحسن علی ہجویری و انا گنج بخش لاہوی

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے۔ ہجویر اور حلاب میں قیام کیا اس لیے ہجویری اور حلابی کہلائے۔ آخر میں لاہوری مشہور ہوئے۔ شیخ ابوالعباس، محمد الاشفاق، ان کے بزرگ استاد تھے۔ شیخ ابوجعفر محمد بن المصباح الصیدلانی، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القسری اور شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ المکرگانی بھی دانا گنج بخش کے استاد تھے۔

جنید یہ سلاسل کے خلیفہ ابوالفضل محمد بن الحسن خلی سے تعلیم طاعت پائی۔ روحانی کسب کے لیے بارہ بلا واسطہ کی سیاحت کی اور تین سو سے زائد مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ چالیس سال تک مسلسل سفر میں رہے لیکن حجت کی نماز میں کبھی تاخیر نہیں کیا۔ شیخ حسین زنجانی اور شیخ علی ہجویری ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اول الذکر لاہوری میں تھے کہ پیر نے لاہور جانے کا حکم دیا حکم کی تعمیل میں جب لاہور پہنچے تو رات تھی۔ صبح کو شیخ حسین زنجانی کا جنازہ لایا گیا۔ دانا گنج بخش ۳۳۷ھ میں تولد ہوئے اور ۴۶۵ھ میں رحلت فرمائی۔ لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلعت ہے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری نے بھی ان کی قبر پر چلے کیا تھا اور شصت ہونے پر یہ شعر پڑھا:

گنج بخش فیض عالم نظم نور خدا ناقص را پیر کامل کا ملال را رہنما

تصانیف: ۱۔ کشف المحجوب، ۲۔ مہاج الدین، ۳۔ کتاب الفتاویٰ،

۴۔ کتاب البیان والایمان، ۵۔ بحر القلوب، ۶۔ الرعاۃ العتوق اللہ،

نوٹ: بد تحقیق کی مدد سے دانا گنج بخش رضی اللہ عنہ میں (مؤلف

سے بزم صوفیا صفحہ ۳۴ سے فوائد الفوائد صفحہ ۳۴) (بمطابق فوائد الفوائد صفحہ ۳۵)

پخت نمبر	اساتذہ گرامی
۱۱	سید ابوالحسن علی ہجویری
۱۰	سید عثمان
۹	سید علی
۸	سید عبدالرحمن
۷	سید شاہ شجاع
۶	سید ابوالحسن علی
۵	سید حسن اصغر
۴	سید زید شہید
۳	امام زین العابدین
۲	امام حسین
۱	حضرت علی
۱۰	بطلانی بزم بزرگوار
۹	سید ابوالحسن علی ہجویری
۸	سید عثمان
۷	سید علی
۶	سید عبدالرحمن
۵	سید شاہ شجاع
۴	سید ابوالحسن علی
۳	سید حسن اصغر
۲	سید زید
۱	امام حسن
۱	حضرت علی

ہوئے شاہ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی ساحل سمندر کفٹن پر مرجع خلعت ہے۔ امام سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر حضرت امام حسن کے پوتے کے پوتے تھے۔

(ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۸۳ طبری جلد ۲ ص ۲۹۰)

(تاریخ افغانستان ص ۴۸)

## پیران پیر و تکیہ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ النخیر ہے۔ اور لقب امّہ الجبار سیدہ فاطمہ بنت شیخ عبدالقادر موسیٰؒ آپ کے نانا گیلان میں ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت سن ۷۴۷ھ یا ۷۴۸ھ میں جیلان یا گیلان میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۹۰ سال ۷ ماہ نو دن تھی۔ روایت کے مطابق ۸۹ سال ۷ ماہ نو دن ہے مزار مقدس عراق کے شہر بغداد میں مرجع خلافت ہے۔ آپ کا خاندان آپ کے چار فرزندوں سے جاری ہوا۔ ۱۔ سید عبدالعزیزؒ ۲۔ سید عبدالوہابؒ ۳۔ سید عبدالرزاقؒ ۴۔ سید عبدالرشیدؒ

**شجرہ پر تبصرہ** سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پوری نسب کی رو سے حضرت علیؑ کی تیرہویں پشت میں ہیں لیکن ماوری نسب نامہ کی رو سے سولہویں پشت میں ہیں۔ لہذا تین پشتوں کا فرق تحقیق طلب ہے درود

نسب پوری اسماء	نسب ماوری اسماء	نسب ماوری اسماء
۱۳ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۱۲ ابوصالح موسیٰ اجنگی دوست	سیدہ اُمّ النخیر	عارفہ اُمّ النخیر
۱۱ سید عبداللہ یحییٰ	سید عبداللہ موسیٰ	ابو عبداللہ موسیٰؒ
۱۰ سید یحییٰ زاہد	سید علی	سید ابو الجہال
۹ سید محمد زکریا شمس الدین	سید احمد	سید ابو محمد
۸ امیر داؤد محمد گھر	سید عبدالرحیم	سید احمد طاہر
۷ سید موسیٰ انانیؒ	سید کمال الدین	سید عبداللہ
۶ سید ابوصالح رضاؒ	سید جمال الدین	سید کمال الدین
۵ سید موسیٰ الجونؒ	سید نور الدین عمر	سید علی
۴ سید عبداللہ الحنفیؒ	سید محمد الدین الطہر	سید علی عرفی
۳ سید حسن مثنیٰؒ	سید عباس	سید عطاء الدین
۲ امام حسنؒ	امام جعفر صادقؒ	امام جعفر صادقؒ
(مطابق) سفینۃ الاولیاء از دارالاشکرہ	(مطابق) سفینۃ الاولیاء از دارالاشکرہ	(مطابق) کنز الانساب صفحہ ۶۶

## مناجات از غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ

قادر! قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی  
مردہ را جاں می دہی و زندہ راے جاں کنی  
آسمان را بے ستوں برآ تو کردی لے حکیم!  
ابر را بہ طراوت بر زمین گسریاں کنی  
صد ہزار ذہاں حیران۔ سماند برودرت  
کار صد بے چارہ را از فضل خود آسان کنی  
گہہ گدا را ملک بخشی گہہ شہر را چوں گدا  
از برائے نیم جاں تو در بدر حیراں کنی  
بر سر زکریا تو بنادی آ رہ محکم قضا  
از ترن ایوبؑ ما بر طعمہ کسریاں کنی  
جملہ عالم سے بسرمانز شوند در روز خشر  
نامہ اعمال شاں ہر عطرہ میزاں کنی  
گہہ خلیل اللہ را از آتش بستاں کنی  
گہہ خلیل خویش را از نارتو بستاں کنی  
بر پل مرا از موسیٰ بار یک است می یار گزشت  
بر کسے ہوارہ سازی بر کسے پیچاں کنی  
زہ قاتل ہم جلیق آں حقؑ کردی نعیم  
بر حسینؑ ابن علیؑ تیغ ازل فرماں کنی  
ہست محی الدین بندہ در گہت لے شاہ ما  
از تو زید بہر کہ را حاکم فسرماں کنی

## عبداللہ شاہ صحابی احسن بغدادی ٹھٹھوی

(شجرہ نسب ۸۴)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد داماد سے ہیں اس لیے آپ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ شیخ محمد غوث پٹاوری لاہوری فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے داماد سید عبداللہ جب بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لائے اور کسی سید گھرانے میں شادی کی تو فقیر کے والد وہیں پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام اجداد اپنے اپنے والد ہی کے مرید ہوتے چلے آئے سلسلہ بیعت لعینہ سلسلہ نسب ہے۔ حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابی ۸۰ سال وفات بقول سید غلام صاحب ۱۲۶۰ھ ہے۔ مزار شریف مکی پر مرجع خلافت ہے۔ آپ مرزا شاہ ارغون کے زمانہ میں اپنے دوست سید منیرؒ، سید کمالؒ اور سید قاضی شکر اللہؒ کے ساتھ مکی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (تحفۃ العاشرین صفحہ ۲۷)

## سید ابراہیم ملک بیہار

(شجرہ نسب ۸۵)

آپ کے آباء واجداد بغداد سے غزنی آئے۔ سید ابراہیم سلطان تغلق کے عہد میں ہندوستان اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی کے عہد میں آپ فوج کے سالار تھے آپ کی سرکردگی میں صوبہ بہار فتح ہوا۔ ۱۳ رذی الحج ۸۵۶ھ کو دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ شہر بہار شریف سے ایک میں دور بہار پر مدفون ہیں۔ بادشاہ نے ایک عظیم الشان گنبد آپ کی قبر پر تعمیر کرایا جو فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ سید ابراہیم کے مقبرہ کا سنگ بنیاد حضرت مخدوم الملک شرف الدین بھٹی منیری بہاریؒ مخدوم سید محمد چربوشؒ اور مخدوم شاہ احمد سیستانیؒ نے رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت شاہ ارشد جوہری کے قلمی ملفوظات گنج ارشدیؒ واضح رہے کہ سلطان محمد تغلق نے بہار کی فتح کے بعد سید ابراہیم سپ سالار کو خوش ہرک "ملک بیا" کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے فرزندوں کی تعداد آٹھ ہیں (۱) ملک داؤد (۲) ملک محمد الیاس (۳) ملک بدر الدین (۴) ملک صدر الدین (۵) ملک محمد محسن (۶) ملک عثمان (۷) ملک سلیمان۔

سے تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۸۹ تا ۹۴ و تذکرہ صوفیاء سندھ صفحہ ۱۳

سے تاریخ بارہ گیاں از پروفیسر مجیب الرحمن صفحہ ۲۱ تا ۲۱

## مزار حضرت سید ابراہیم ملک بیہار کے مشرقی دروازہ کے کتبہ پر

درج ذیل چھ اشعار کندہ ہیں

ایں مقطعہ بہار ملک سیف دولت است

کز سہم تیغ او سپر افگندہ آفتاب

بت راہمی شکست چو بہنام خویش تا

در عالم بقاش بود بت شکن خطاب

مضار صف شکن چو صف آراستے بہ حرب

رستم بہرتب فتاویٰ وہیں شد مجتاب

خوشید اگرچہ لشکر یارہ راشکست

آخر زکوہ ساخت سراپردہ حجاب

تاریخ آفتاب کہ یکشنبہ از جہاں

چول لعل رفت در دل سنگ از برائے خوا

بود از مہ معظم ذی الحجہ سینزدہ

از سال بود ہفت صد و پنجاہ سہ و حنا

(تاریخ ملک از عبد العظیم خواجہ پوری)

بشکر یہ ملک بدر الحسن بدر مدیر اعلیٰ مجلہ الملک ۱۹۹۰ء لندن کراچی

## قاضی ملک محبت اللہ بہاری

قاضی محبت اللہ بہاری موضع کڑا، بہار شریف کے چشمہ و چراغ تھے۔ ان کے والد کا نام ملک عبد اللہ تھا۔ ابتدائی تعلیم ملائید قطب الدین شمس آبادی امٹھری سے حاصل کی۔ تقسیم سے فارغ ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر نے سامی ملازمت میں لے لیا۔ وہ کھنوا اور حیدر آباد میں قاضی مقرر ہوئے کچھ عرصہ شہزادہ رفیع القدر بن شہزادہ مظہم کے اتالیق بھی رہے۔ شاہ عالم کے عہد میں ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عطا ہوا اور قاضی خاں کا خطاب ملا۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ محلہ چاند پورہ بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

**علمی مقام** ملا ملک محبت اللہ بہاری کو بے مثال شہرت نصیب ہوئی۔ مولوی رحمان علی ان کی ذہانت، لطافت اور جلالت علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”بحر سے بود از بحر، علم بدر سے بود بین النجوم“

ان کی کتابوں میں ایرانی فضلا میرا قمر دلا داد اور صدر الدین شیرازی کے زیر اثر ادبی و علمی نمایاں ہے۔  
**تصنیفات** (۱) مسلم العلوم۔ یہ منطق کی اذوق اور مشکل ترین کتاب ہے جسے عالمگیر مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جو آج تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے بارے میں ملک محبت اللہ بہاری نے دیباچہ میں خود لکھا ہے۔

”میری خواہش ہے کہ مسلم درسی کتابوں میں اس طرح کے جیسے تصانیف میں چاند“ اس پر بہت سی شرحیں لکھی گئیں مثلاً

(۱) شرح قاضی مبارک (۲) شرح مولانا ندوی (۳) شرح ملا احمد عبد الحق فرنگی علی (۴) شرح جلالین (۵) شرح ملا مسافر۔

(۲) مسلم الثبوت (فقہ)؛ یہ اصول فقہ کی معروف درسی کتاب ہے جو ۱۱۰۹ھ میں لکھی گئی۔

(۳) البحر الفرد (۴) مغالط عامۃ الورد

(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۲۳، ۲۴ تاریخ بارہ گاہ ص ۲۱۱، ۲۱۲)

## ملک بیاض کے مقبرہ کے جنوبی دروازہ کے سیاہ پتھر پر کندہ چھ اشعار

دریں گنبد کہ ہست از دوائے معنی	بقدر از گنبد افلاک برتر
نہفت است شیر موی کز بہ بیتش	نہفتے شیر اندر بطن شپیر
مدار ملک ابراہیم ابو بکر	کر تیغ از بہر حق می زد چو جید
چنین لشکر کے کشتہ کشتے	نہ خیز و دم اند ہفت کشتہ
کنوں چوں بردت افتادہ یارب	ز بارہ لطف خود بکشتا بود
بر ملک رحمت و کافور رحمت	کئی دیوار خاکش را منظر

## مشرقی دروازہ کے سامنے کے دروازے کے کتبہ پر کندہ چھ اشعار

بعہد دولت شاہ جہانگیر	کہ باد در بہار ملک فروز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطان	کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز
ملک سیرت ملک ابو ابراہیم	کہ بد در دیں چو ابراہیم گین توڑ
بجاء ذی الحجۃ کیش نہ از دہر	بدست چوں سیزدہ از مہر دریں روز
بد بجزت ہفت مدہ پنجہ سہ تاریخ	مسا فرشتہ ملک در بخت ایں روز
خداوند از فضل خویش بروے	کئی آساں حساب آخرین روز

(تحفہ بہار از مولانا مفتی محمد عبد المتین ص ۲۷ تا ۲۸)

## خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ

آپ کا اسم گرامی محمود تھا اور نصیر الدین محمود گنج اور چراغ دہلی القاب تھے۔ آپ کے جد بزرگوار شیخ عبداللطیف یزدی خراسان سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمود بھی لاہور میں پیدا ہوئے تھے مگر بڑے ہو کر اودھ منتقل ہوئے۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی ولادت اودھ ہی میں ہوئی تھی جسے اجداد یا بارہ بھی کہتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ اودھ میں بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ سادات حسنی تھے۔ آپ نے ہندوی قاضی محی الدین کاشانی سے پڑھی تھی اور مولانا عبدالکریم شیرانی سے ہدایہ پڑھا تھا۔ آپ نے ۴۲ سال کی عمر میں محبوب الہی سے بیعت کی۔ والدہ کی وفات کے بعد دہلی آگئے۔ محبوب الہی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ شیخ مکہ سے آپ کو چراغ دہلی کا لقب ملا۔ ان پر قلندر تراب نے قاتلانہ حملہ کیا تین سال تک زندہ رہے پھر ۱۸ رمضان شہب ۱۱۵۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ تمام عمر مجرور رہے۔

**ملفوظات** (۱) خیر المباحس (۲) مفارح العاشقین مرتبہ مولانا محب الدہلوی۔

**خلفاء** (۱) سید محمد بن جعفر الہیؒ (۲) سید محمد گیسو درازؒ

(۳) خواجہ کمال الدینؒ (احمد آباد ۴۸) شیخ دانیالؒ (دستکھ)

(۵) شیخ صدر الدینؒ (۶) مولانا خواجگیؒ (دکاپی)

(۷) شیخ احمد تھانیسریؒ (۸) شیخ محمد متوکل کنٹوریؒ (دہراچ)

(۹) شیخ قوام الدین (لکھنؤ)

(تاریخ سرفائے گجرات ص ۲۹)

## حاجی سید عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیر آبادی

(شجرہ نسب ۱۱۵)

سید حاجی عبداللہ سیاح پھلواروی خیر آبادی قادریہ قیسیہ سلاسل کے معززین شخص تھے۔ حضرت مخدوم بدر عالم شہباز پوری ان کے مرشد تھے۔ مرنے شہباز پور پھلواروی شریف کے متعل واقع ہے۔ حاجی سید عبداللہ سیاحؒ کے دو مشہور خلفاء مولانا صفت اللہ محدث خیر آبادی اور حضرت پیر محمد لکھنوی کے خلیفہ آپ کا فیضان جاری ہوا۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور حاجی عبداللہ سیاحؒ آپ کا لقب ہے۔ وطن پھلواروی شریف تھا مگر ساری عمر سیر و سفر میں گزار دی اس لیے سیاح لقب پڑ گیا۔ سلسلہ نسب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ آخر میں اپنے مرید غلام حاجی صفت اللہ کے یہاں خیر آباد میں قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت باسعادت مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ کے دور میں ہوئی۔ ۱۱۵۵ھ میں وفات پا گئے۔ آپ کی عمر شریف دو سو اکتیس سال ہوئی۔ بعض نے عمر تین سو سال بتائی ہے۔ "نغات عینریہ" میں سن ولادت ۸۸۴ھ تحریر ہے۔ ۱۱۵۵ھ سن وفات متفق علیہ ہے۔ سلاسل طریقت میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری سے بیعت تھے۔ آپ بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے اور تصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ تمام اہل عصر میں فائق تھے۔ آپ نے ساری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ متاہلانہ زندگی پسند فرمائی اور نہ کسب معاش کی طرف توجہ دی۔ زندگی بھر متوکل رہے آپ شیخ دانیال کے بھی مرید تھے۔

**تبرکات** (۱) کلڑی کے سدا نون کی تسبیح (۲) روٹی دار ٹوپ۔

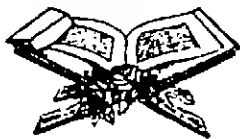
(۳) میت کو غسل دینے کا تختہ جو ایک ہی درخت کا بے جڑ ٹکڑا ہے۔

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ نے خیر آباد اگر حاجی صفت اللہ کو فرزند ہی میں لیا۔ جب حاجی صفت اللہ معقولات و منقولات میں ماہر ہو گئے تو بیعت فرما کر پٹنہ واپس آگئے۔ دوبار خیر آباد شریف لے گئے اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد دہلی میں ذی علم تھے۔ لیکن خلافت مولانا صفت اللہ ہی کو عطا کی۔ ۲۶ جمادی اول ۱۱۵۵ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

۱۹۶۱ء صفر ۲۳ تا ۲۵



**RESEARCH DESIGN**



(شجرہ نسب ۸۴)

مخدوم درویشؒ کی شادی بی بی جان ملک بنت شاہ سلطان علی (شاہ بہا) ساکن  
میر شریف ضلع ٹینہ سے ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

۵۰ نقش درویش از میر قمر بیهقی ص ۵۰

## اولادِ مخدوم سید شاہ درویش بیہقو شریف (گیا بہار)

سید شاہ محمد اشرف	(سجادہ)	اولاد سید ابراہیم ملک بیا
سید شاہ علی اشرف	(سجادہ)	ملک داؤد
سید شاہ محمد اسماعیل	(سجادہ)	علاء الملک
سید شاہ حافظ اشرف	(سجادہ)	خطاب الملک
سید شاہ عبدالہاشم	(سجادہ)	ملک گدن
سید شاہ غلام مبارک	(سجادہ)	اللہ داد سید باگھ
سید شاہ غلام مصطفیٰ	(سجادہ)	محمد اسماعیل
سید شاہ غلام رسول	(سجادہ)	بیہ الدین
سید شاہ نواز شمس رسول	(سجادہ)	ملک تاتار
سید شاہ عمر دراز اشرف	(سجادہ)	احمد اللہ
سید شاہ ابوالحاکم اشرف	(سجادہ)	ملک سدا
سید شاہ زاہد حسین اشرف	(سجادہ)	ملک مصوم
سید شاہ شام حسین اشرف	(سجادہ)	غلام نبی
		غلام نبی
		ملک بخت
		جمال الدین
		طفیل اللہ
		نام علی
		امام بخش

(نقش درویش از میر قمر بیہقو سر ۳۱، ۳۲ سید اکبریم ملک محمد نعیم رہنمائی دیہار)

(نقش درویش از میر قمر بیہقو، تاریخ بارہ گیاں ص ۲۳)

## سید موسیٰ پاک شہید ملتانی

ملتان میں سادات حسنی قادری کی بنیاد ۹۸۵ھ میں مخدوم سید موسیٰ پاک گیلانی نے رکھی جو غوث پاک کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے موروث اعلیٰ مخدوم محمد غوث بنگلہ سے براستہ ایران، خراسان ہند و قندھار اور اوج شریف میں متوطن ہوئے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر سکندر لودھی (متوفی ۹۲۲ھ) آپ کا معتقد ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید عبدالقادر ثانی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے تمام جہانوں اور جاگیر بادشاہ کو واپس کر دیں اور متوکلاۃ زندگی گزارنے لگے۔ آپ کی وفات ۹۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم سید عبدالرزاق نے سجادگی سنبھالی۔ یہ وہی بزرگ تھے جن کے دستِ حق پرست پر ملتان میں قائد اعظم محمد علی جناح کا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا تھا جو ملتان کے قدیم لوہانی راجپوت تھے اور بعد میں گجرات نقل مکانی کی۔ سید عبدالرزاق کی وفات کے بعد ان کے فرزند مخدوم سید حامد جہاں بخش سجادہ نشین ہوئے۔ جو سید موسیٰ پاک شہید کے والد ماجد تھے۔ سید موسیٰ ۹۵۲ھ میں اوج شریف میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی آپ نے علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو میں دستگاہ حاصل کی اور خوشنویسی کا شوق بھی پورا کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب نے آپ کو خزانہ سجادہ، تسبیح اور انگوٹھی مرحمت فرمائی اور بیعت کی عام اجازت دے دی۔ آپ کچھ عرصہ تک دکن، فتح پور سیکری اور آگرہ میں رہ کر دہلی تشریف لائے جہاں ۹۸۵ھ میں اپنے والد کی ایما پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ملتان لوٹ آئے جہاں آپ نے مستقل قیام کیا۔ مریدین کا سلسلہ بلخ، بخارا، توران، ایران، افغانستان اور ہندوستان تک پہنچا۔ آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ درویش پر حصولِ علم لازم ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید حامد بخش (۲) سید جان محمد (۳) سید علی (۴) سید یحییٰ۔

## سید شاہ قمیص

شجرہ نسب ۸۲

سید تاج الدین محمود سب سے پہلے بغداد سے ہندوستان ہوئے۔ آپ کو رشید ہدایت اور تبلیغ کے لیے بنگال بھیجا گیا۔ اس وقت سید حسین شاہ بنگال کا حکمران تھا۔ بلو شاہ نے حقیقتاً اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے اپنے فرزند سید ابوالحیات کو بغداد سے بلا کر بادشاہ کی دختر سے نکاح کر دیا جن سے سید شاہ قمیص تولد ہوئے۔ شاہ قمیص کی شادی اپنے ماموں سید نعیم شاہ کی دختر سے ہوئی۔ آپ راج سے واپسی پر موضع سادھورہ مشرقی پنجاب پہنچے جہاں سید نصر اللہ واسطی کی دختر سے دوسرا نکاح کیا اور سادھورہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں شیخ عبدالرزاق عرف شیخ بہلول آپ کے مرید ہوئے۔ سادھورہ سے بنگال تشریف لے گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ تدفین سادھورہ میں ہوئی میت بہار شریف میں محلہ گڑھ میں عارضی طور پر قبر کے پیر کی گئی تھی جہاں آج بھی قبر بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات ۹۹۲ھ ہے۔ سید شاہ قمیص کی بی بی عائشہ بنت سید نصر اللہ واسطی سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) سید شاہ محمد قمیص (۲) شاہ احمد قمیص (۳) سید شاہ ابوالکلام۔ آپ کے خلفاء میں محمود بدر عالم شہباز پوری اور شیخ عبدالرزاق بہلول بہت مشہور ہیں۔

آپ کے فرزند اکبر سید شاہ محمد قمیص کی ذریت گولڑا شریف پہنچی اور سید پر مہر علی شاہ انہیں کی اولاد میں ہیں۔ سید شاہ احمد قمیص عرف احمد حاجی کی اولاد میر شریف پٹنہ بہار میں پھیلی۔ سید شاہ احمد اللہ عرف شاہ میر سی انہیں کی اولاد ہیں۔ سید شاہ ابوالکلام کے پوتے شاہ محمد فاضل شریف پور سادھوری ہیں ان کے فرزند شاہ مجتاز تندر ہیں جن کا سلسلہ چند واسطوں سے مخدوم قطب بینائے دل جو نپوری تک پہنچتا ہے۔

پھلواری شریف پٹنہ بہار کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ عماد الدین پھلواری سید شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔

۱۰ ماہ رسالہ المحیوب پھلواری شریف برائے ماہ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۹

## سید فضل اللہ گوسائیں قادری بہار

(شجرہ نسب ۸۳)

سید فضل اللہ گوسائیں کا مزار بارہ دی عظیم آباد میں واقع ہے۔ سید فضل اللہ گوسائیں کے دو فرزند تھے:-

(۱) سید احمد عرف سید بڑے۔ وہ بہار سے نقل مکانی کر کے کوٹہ چلے گئے اور ان کی اولاد بھی اسی مقام پر آباد ہیں۔

(۲) سید منیر الدین محمود بہار شریف پٹنہ میں آباد ہوتے اور اپنے والد گرامی کے مسند نشین اور سجادہ ہوئے۔ ان کے بیٹے سید نصیر الدین تھے جنہوں نے دو شادیاں کیں۔ محل اولیٰ سے تین فرزند تولد ہوئے اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) سید تقی الدین سجادہ نشین

(۲) سید صفی الدین

(۳) سید زین الدین

سید تقی الدین سجادہ نشین موضع شیخوپورہ ضلع موگیہ بہار میں آباد ہوئے۔ ان کے ایک فرزند میر مظفر حسین تولد ہوئے۔ جن کے بیٹے میر امید علی ہیں جن سے میر سعادت علی نواسر سید شاہ احمد علی بہاری تولد ہوئے۔

سید صفی الدین کے دو فرزند تھے:-

(۱) سید رکن الدین (۲) سید صابر علی

سید رکن الدین کے بھی دو فرزند تھے:-

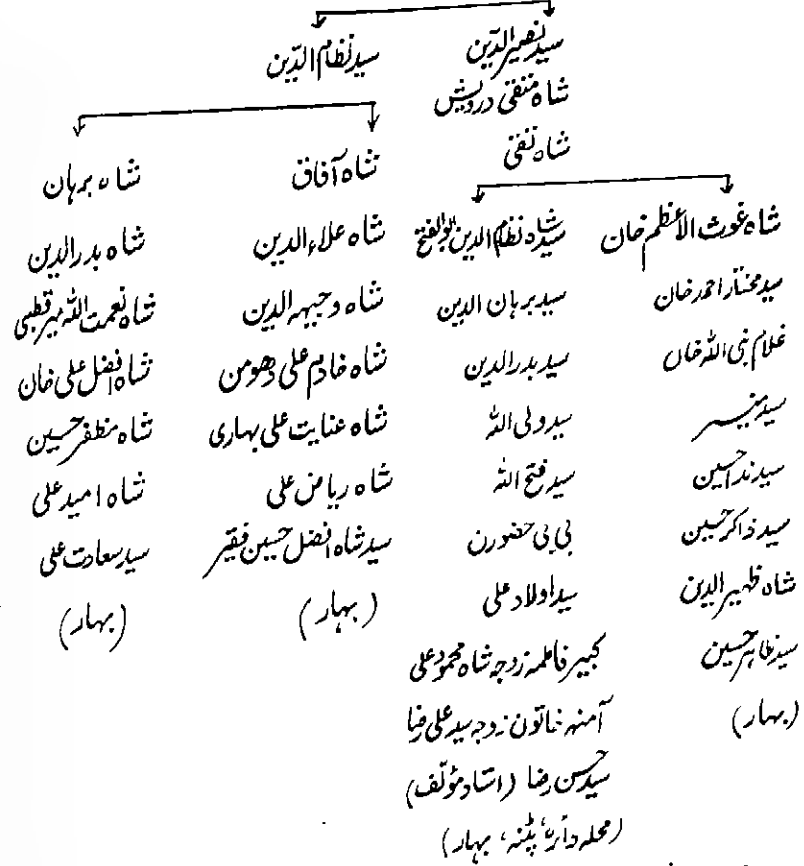
(۱) سید تاج الدین

(۲) سید منہاج الدین

۱۰ تاریخ حسن صفحہ ۱۰۹

## اولاد سید فضل اللہ گوسائے (نجر منہ)

سید محمود



صاوت پورین غزالہ سالار بخت سید حامد رضا سید خالد رضا رضوانہ رضاء طاہرہ

## سید علم اللہ قطبی حسنی و سید احمد شہید

بالاکوٹ رائے بریلی نصیر آباد یو۔ پی

سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی مدنی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں نصیر آباد، یو۔ پی میں تولد ہوئے۔ آپ کی کم سنی ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے ماموں سید ابو محمد نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سید ابو محمد امرائے شاہجہانی میں سے تھے۔ سید شاہ علم اللہ نے تعلیم اپنے چچا زاد بھائی دیوان خواجہ احمد سے حاصل کی۔ دو سال تک لشکر گاہ میں محنت و مشقت کی بعد ازاں سید شاہ آدم ہندی نقشبندی سے بیعت ہو کر کمالات حاصل کیے اور غلات و نیابت سے سرفراز کئے گئے۔ سید آدم ہندی نے اپنا عمار اور حضرت مجدد الف ثانی کی دستار عنایت کی اور وطن رخصت کیا۔ سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر حجاز کے سفر کی نیت سے نصیر آباد سے نکل کر رائے بریلی پہنچے تو ایک بزرگ شاہ عبدالشکور مجنوب کے اہرام پر رائے بریلی ہی میں قیام فرمایا۔

۱۹۶۶ھ میں مجدد عالمگیری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

سید شاہ علم اللہ کے ۵ فرزند تھے۔

(۱) سید آیت اللہ (۲) سید محمد ہدی (۳) سید ابو حنیفہ (۴) سید حسنی (۵) سید محمد فقیل۔

سید علم اللہ کے پوتے سید محمد نور بن سید محمد ہدی کے پوتے سید احمد شہید بالاکوٹ تھے۔

سید شاہ علم اللہ کے فرزند سید محمد فقیل کی گیارہویں پشت میں مولانا سید ابو الحسن ہندی تولد ہوئے۔

## مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

شجرہ نسب ص ۸۲

در دست نہ تیرا ست نہ در دست کلان است  
ایں سادگی اوست کہ بسمل دو جهان است  
در مدسہ از جنبش مسل تو حکایت  
در میکده از مستی چشتم تو نشان است

مولانا کا سلسلہ نسب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ پہنچتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں شاہ بہاؤ الحق مخدوم حبیب طہانی دسویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء میں ہیں جن کے نامور فرزند شاہ ابوبکر چرمپوش طمان سے منتقل ہو کر مظفرنگر آئے اور موضع کھتولی میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری نسل ولایت سے خالی نہیں رہے گی۔ آپ کا منزار کھتولی (مظفرنگر) میں مرجع خلافت ہے۔ اسی خانوادے میں شاہ کمال بزرگ تھے جن کے دو فرزند تھے (۱) شاہ سالوے (۲) شاہ عنایت اسی خانوادے میں ایک بزرگ شاہ علی بھی تھے۔ فرخ بے راد شاہ ان کے کمالات سے متاثر ہو کر ۲۶ بگھ اراضی جاگیر میں عطا کی تھی۔ جسے محی الدین نگر (محی الدین پور) کہتے ہیں۔ اس خاندان کی دوسری شاخ میں شاہ غلام مصطفیٰ آکر رہے ہیں جو شاہ محمد نصیب بن شاہ محمد عاشق کے پوتے ہیں یہ لوگ وہاں سے کانپور منتقل ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے جد امجد سید شاہ غوث علی کی ولایت کی تصدیق مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے فرمائی ہے۔ سو سال قبل سید شاہ غوث علی مظفرنگر سے کانپور منتقل ہوئے اور شاہ غلام مصطفیٰ کے جانشین ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے اولین اجداد بخارا میں تھے وہاں سے طمان آئے طمان سے مظفرنگر آئے پھر یوپی اور بہار کو سفر اڑا کیا۔ مولانا محمد علی مونگیری کی ولادت ۲ شعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں ہوئی۔ مولانا نے اپنے چچا سے قرآن پڑھا اور فارسی عبدالواحد بلگرامی سے پڑھی۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مفتی عنایت اللہ کاکوروی سے کی۔ جب عمر ۲۲ سال ہوئی تو محی الدین پور میں آپ کا نکاح

ہو گیا۔ حافظ محمد صاحب سے اسم ذات کی تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ کرامت قادری کا دامن پکڑا جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور مولانا اسماعیل شہید کے ساتھ کھیلے تھے وہ کانپور میں مدفون ہیں۔ آخر میں مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی روحانی تربیت نے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور حصین حصین کی اجازت حاصل کی اور خرقہ خلافت پایا۔ ایک دفعہ مولانا آبل احمد محدث پھلواروی (مدفون مدینہ منورہ متوفی ۱۲۹۶ھ) کانپور تشریف لائے اور دواہ تک مولانا محمد علی مونگیری کے یہاں رہے اور مولانا محمد علی کو حدیث کی سند عطا کی تاریخ ہر کہ مولانا آبل احمد محدث پھلواروی نے شیخ عابد سندھی سے حدیث کا درس لیا تھا۔

۱۳۳۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کا جلسہ دستار بندی کے موقع پر علماء کی ایک مجلس شادرت قائم ہوئی جس میں ملک بھر کے جید اور سار کا بر علماء شریک مجلس ہوئے جس کے نتیجہ میں ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا سید محمد علی مونگیری اس کے پہلے ہتم مقرر ہوئے۔ چند جید علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

- (۱) مولانا محمود حسن دیوبندی (۲) مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی (۴) مولانا سید محمد علی مونگیری (۵) مولانا لطف اللہ علی گڑھی (۶) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۷) مولانا نور محمد پنجابی (۸) مولانا احمد حسن کانپوری (۹) مولانا شاہ سلیمان پھلواروی (۱۰) مولانا شاہ تجمل حبیب دیوبندی۔

۱۳۱۸ھ میں مولانا حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد ۱۳۱۹ھ میں واپس مونگیری آئے۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مولانا ندوہ کی نظامت سے سبکدوش ہو گئے اور شعبہ تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے دوسرے حج کے موقع پر چاروں سلاسل کی اجازت دی تھی۔

مولانا سید محمد علی مونگیری دوسرے مونگیری کے پیہم اصرار پر اور خاص کر اس شعر سے متاثر ہو کر مونگیری میں قیام پذیر ہونا منظور فرمایا جو مونگیری سے خط میں لکھ کر بھیجوا یا گیا تھا

ہمہ دہا گرفتارت ہمہ جاہا خریدارت  
ہمہ مشتاق دیدارت کہ روزے جلوہ فرمائی

کمالاتِ روحانی کے مصنف کے مطابق مولانا سید محمد علی نوگیری کے مریدوں کی تعداد ۴۰ لاکھ تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار محلہ دلاور پور / مخصوص پور شہر نوگیری میں مرجع خلافت ہے۔

**معاصر اکابرین** | خواجہ محمد سلیمان تونسوی (متوفی ۱۸۱۴ء) مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۸۹۵ء) حاجی امداد اللہ ہاجر کی (متوفی ۱۳۱۷ھ) اور مولانا رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۳۳ھ)

**معاصر رؤسائے بہار** | خان بہادر مولوی سید نعیم الدین، خان بہادر مولوی سید امیر الدین۔  
**تعیینات در ردّ قادیانیت** | فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، چیلنج محمدیہ، میاں صداقت میاں الیخ، آئینہ کمالات مرزا، نامہ حقانی وغیرہ، مولانا کی کل تعیینات پچاس ہیں۔

**اولاد** | مولانا نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد محی الدین پور میں میرا مان علی کی دختر سے ہوا جن کے بطن سے دو دختر اور تین فرزند تولد ہوئے۔ سید احمد علی، سید محبوب علی اور سید معصوم علی دختر کے نام امّ سلمہ اور امّ سکونم ہیں۔ آخری دو بیٹے کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا سید احمد علی عالم، عابد و زاہد تھے وہ ۱۳۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے فرزند مولانا فضل اللہ عبید آبادی عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے صدر تھے۔ ان کی تعریف عربی زبان میں مصرع میں طبع ہوئی۔ دوسرا نکاح مولانا نے کانپور میں ایک بیوہ سے کیا جو ولدہ انتقال کر گئیں۔ تیسرا نکاح سیکری (مظفرنگر) میں ہوا جن سے ایک دختر اور ۵ فرزند تولد ہوئے۔ عتیق اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا لطف اللہ سجادہ نشین ہوئے۔ بطح اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا نور اللہ اور مولانا منت اللہ رحمانی۔ مولانا لطف اللہ کا انتقال ۱۳۳۲ھ میں ہوا۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولانا منت اللہ رحمانی نے چار سال تک نمود میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عارف ہر سنگپوری سے استفادہ کیا اور علی طور پر سیاست میں بھی حصہ لیا اور اسیری کی صعوبتیں جھیلیں۔ مولانا محمد علی نوگیری کی پوتی بی بی عائشہ کا نکاح مولانا سید محمد عیسیٰ بن سید محمد فاضل سے موضع سانہر ضلع نوگیری میں ہوا جو مولف کے رشتہ میں بھائی ہیں۔

### مولانا محمد علی کے خلفاء

مکہ معظمہ :- شیخ محمد جعفر مطوف، شیخ ابو بکر حماد

مبائر :- حاجی ابراہیم ان کے دست پر سات سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے فرزند کا نام حاجی محمد ہے۔

مولانا حافظ شاہ رحمت اللہ مظفر پوری، مولانا شاہ حبیب اللہ، مولانا حافظ عبد المجید مظفر پوری، مولانا عبدالرشید، دانی ساگر آ رہ، مولانا محمد علی حسن موضع پٹریا ضلع نوگیری۔

### مولانا محمد عارف ہر سنگپوری دست پر جنگ

مولانا نوگیری کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ مولانا گنج مراد آبادی سے بیعت تھے لیکن روحانی تربیت مولانا نوگیری سے پائی اور فرقہ خلافت بھی پایا۔ ۳۰ سال تک شب و روز مولانا نوگیری کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ مدرسہ رحمانیہ سولہول نہیں کی یادگار ہے۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ بہار میں ان کی کاوشوں سے تعزیر داری ختم ہوئی۔ ان کی کوششوں سے تربت میں نکاح بیوگان رائج ہوا۔ امر المعروف و نہی منکر پر سختی سے عمل کیا۔ مولانا عارف ۹ صفر ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ داخل بحق ہوئے۔ مولانا عبدالرحمن ان کے فرزند تھے۔

مولانا عبدالرحیم گوگری نوگیری | جاکپور اور نوگیری کے علاقہ میں ردّ قادیانیت کی تحریک میں بڑے چڑھ کر حصہ لیا۔

مولانا شاہ رحمت اللہ مظفر پوری | مولانا کے والد کا اسم گرامی مولانا احمد اللہ تھا جو سید احمد شہید اور مولانا اسلمیل شہید کے خلیفہ تھے۔ درجہ میں ان کے بہت سے مریدین تھے۔

مولانا محمد علی حسن پٹریا نوگیری | کمالات محمدیہ کے مصنف تھے جو مولانا محمد علی نوگیری کی سیرت ہے اور ۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے بڑا ماخذ ہے۔ مدرسہ امدادیہ درجہ میں فارسی کے استاد تھے۔

کی ہیں ان کے چھوٹے بھائی سید حسین پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں ان کے والد سید عبدالرحمن فوجدار خاں رئیس سید اشرف علی کے خاندان کے بچوں کو پڑھانے اور تالیق پر مقرر ہوئے تھے۔ وہ مبارک بخش کی خاتونہ میں پیش امام بھی مقرر کئے گئے تھے۔ سید احمد دہلوی کے نانہالی بزرگ عرب سرائے دہلی کے رہنے والے تھے جنہیں نواب حاجی بیگم زوجہ بادشاہ بہاول نے ۹۶۸ھ مطابق ۱۷۶۸ء میں حضرت دین سے بلوا کر دہلی میں بٹایا تھا۔ یہ عرب حضرت دین کے نجیب العطرین سید تھے اور مشائخ کالمین کا درجہ رکھتے تھے جن کی تعداد تین سو سے کم نہ تھی۔ انہیں بادشاہ بہاول کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ حضرت موت کے درج ذیل قبائل سے تعلق رکھتے تھے (۱) بالفقیہ (۲) باحسن (۳) باطلہ (۴) حمل السیل (۵) سقاف۔ انہیں کے نام پر بستی کا نام عرب سرائے رکھا گیا۔

سید احمد دہلوی کے دادیہالی بزرگوں میں بارو کے سید شیر علی مشہور پہلوان گزرے ہیں۔ سید فیض علی ایک صوفی بزرگ تھے جنہوں نے سندھ میں بھی تبلیغ کی تھی۔ سید روشن علی مالہ (دبکال) میں انگریزوں کے سجادہ نشین تھے۔ آخر اودار میں سید احمد دہلوی کے والد بزرگوار سید عبدالرحمن بارو کے حقیقی چچا مولوی سید نعمت علی مونگیر شہر میں متارکاری کے فرائض انجام دیتے تھے جن کے فرزند ابو محمد سید اشرف حسین مدد سے کچھ پہلے دہلی آئے اور نسر نوسی خوش نوسی اور مطلب میں بغض شناسی سیکھی پھر انبیاء کرام اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کو نکل کھڑے ہوئے واپس آکر وہاں کے عجیب و غریب واقعات بیان کئے۔ انہوں نے قرآن شریف اور دیگر تبرکات سید احمد دہلوی کی دفتر کے نذر کئے۔ انہوں نے ۱۸۸۸ء میں رحلت فرمائی اس وقت سید احمد دہلوی شعلہ میں ملازم تھے۔ سید احمد دہلوی کے سگے ماموں سید عبداللہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۴ء نوبر ۱۹۱۲ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ بہاولپور کے قریب مدفون ہوئے۔ وہ کوہستانی ریاستوں کی عدالت میں میٹرنشی تھے۔ اپنی مہمان نوازی فیض رسانی اور نگر پوری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید محمد (۲) سید عبدالغفور (۳) سید عبدالغنی (۴) سید عبدالعزیز اس خاندان کا شجرہ نسب تبرکاً سید عبدالغفور کے پاس محفوظ تھا۔ سید محمد مجاہدوں میں بڑے تھے۔ اور سید احمد دہلوی کے ماموں بھائی ہوتے تھے ان کے تین فرزند تھے (۱) سید احمد (۲) سید محمود (۳) سید حامد سید احمد تینوں مجاہدوں میں بڑے تھے اور سید احمد دہلوی باندی کے داماد تھے۔ یہ جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب تھے جن

## سید احمد دہلوی باروی مونگیری مصنف فرہنگ آصفیہ و سید عبداللہ بخاری

### امام جامع مسجد دہلی

سید احمد دہلوی باروی کے مورث اعلیٰ حاجی سید شاہ سیلمان رئیس باند پگرنہ ملکی ضلع مونگیر بہار کے حنفی حسیبی سید تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے ان کے بزرگوں میں کثرت سے علماء گزرے ہیں جن کا تعلق سادات بخاری سے تھا سید شاہ سیلمان کی آٹھویں پشت میں سید احمد دہلوی تولد ہوئے۔ ان کے والد محترم سید عبدالرحمن باروی عالم شباب میں اپنی جائداد سے دستبردار ہوئے۔ وطن چھوڑا اور عازم دہلی ہوئے۔ دہلی میں عرب سرائے کے سادات بخاری کے خاندانہ میں شادی کی جو امام جعفر صادقؒ کی اولاد میں تھے اہل مستقل دہلی کے ہر سب سے سید احمد شہید بالا کوٹ اہل اسماعیل شہید دہلوی کے ساتھ سوات و بنیر سینے اور جنگ اسمیلا (سوات) میں شرکت کی۔ دونوں بزرگوں کی شہادت کے بعد ٹونک ہوتے ہوئے دہلی واپس آئے۔ سید احمد دہلوی بلاقی بگیہ کے کوچے اردو بازار میں ۸ جنوری ۱۸۳۶ء کو تولد ہوئے۔ بعد ازاں ان کے والد نے مبارک بخش کے باغ واقع فیض بازار میں ۱۸۴۶ء میں ذاتی مکان خرید کر لودہاں اشعار

پشت نمبر	اساتذہ کرامی	نسب پدیری
۴۵	امام سید عبداللہ بخاری	امام سید عبداللہ بخاری
۴۴	امام سید عبدالحمید بخاری	امام سید عبدالحمید بخاری
۴۳	زوجہ سید احمد بخاری	سید احمد بخاری امام
۴۲	سید احمد دہلوی باروی	سید محمد
۴۱	سید عبدالرحمن باروی	سید عبداللہ
۴۰	سید خواجہ علی دارو	سید محمد
۳۹	سید کرم علی	سید محمد شالم
۳۸	سید طوط علی	سید علوی
۳۷	سید امدان علی	سید بالفقیہہ القدرم
۳۶	سید عمر علی	سید محمد
۳۵	حاجی سید شاہ سیلمان رئیس بہار	سید احمد
۳۴	اولاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	سید عبداللہ
۳۳	سید محمد	سید عبدالرحمن
۳۲	سید محمد	سید محمد
۳۱	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۳۰	سید سالم	سید سالم
۲۹	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۲۸	سید سالم	سید سالم
۲۷	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۲۶	سید حسن	سید حسن
۲۵	سید محمد بالفقیہہ	سید محمد بالفقیہہ

امام جعفر صادقؒ اور شاہ علی حضرتین

کے فرزند ارشد سید عبدالحیہ کو ۲۲ فروری ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد دہلی کی سرمدی امامت و خطابت کا منصب عطا ہوا۔ جس سے اللہ نے اس خاندان کو معاشی طور پر خود کفیل بنادیا۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء میں احمد دہلوی باری کی بیٹی زوجہ سید احمد ہماری امام جامع مسجد دہلی والدہ سید عبدالحیہ کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے تین ماہ پیشتر ۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ایک پرورد و وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے خاندان امام سید احمد سے دستخط کر کے والدہ کے پاس رکھی گئی تھیں نانی نے اپنی بیٹی کی نشانی کو چھاتی سے لگایا۔ مرحومہ بیٹی کا مدبرہ برداشت کر کے اپنے فواسق کو پال پوس کر بٹا کیا کبھی آنکھوں سے اور کبھی نہ ہونے دیا۔ باپ نے بھی دل میلان کیا اور بیٹے کو شفقت کی نظر سے دیکھا۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور قرأت سیکھی۔ باپ نے امامت کی قابلیت پیدا کرانے کے لیے عربی فارسی، دینیات حدیث، فقہ، منطق اور لغات میں طاق بنادیا۔ شعور کو پہنچنے کے بعد دستار امامت سے مفتخر کیا۔ روزانہ اہل علم کا کام لیتے رہے جب جوان صالح کو ہر طرح کامل پایا تو محمد کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اوداع کی نماز بھی پڑھوائی جس میں دو درود سے ہزاروں افراد شرکت کیا کرتے تھے پھر عیدین کی نمازوں میں اس کو امام بنایا اور خود مقتدی رہے بلکہ غلغلت امامت بھی اپنے سلسلے فرزند کو دلوائی۔ سید احمد کا یہ نواسہ تراویح میں دواغیز لکھی سے سامعین کو مسرور کرتا تھا سید احمد دہلوی باری کو ہمیشہ ناز ہا کر میری بیٹی نے ایسا نیک بخت پیدا کر چھوڑا۔ انہیں کے فرزند موجودہ امام جامع مسجد دہلی سید عبد اللہ بخاری ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے قائد بھی ہیں اور اپنے بزرگوں کا نام روشن کر رہے ہیں۔

### مولوی سید احمد دہلوی کی ادبی سرگرمیاں

مولوی صاحب اپنی شہرہ معروف اردو لغت ”فرہنگ آصفیہ“ کی تصنیف کے سبب کافی شہرت کے مالک ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم نائل اسکول دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ اپنی فطری طباع کے تحت بچپن ہی میں ایک نظم ”طفلی نامہ“ اور ایک کتاب ”تقویر الصبایان“ لکھ کر ۱۸۹۹ء میں ان کی ایک کتاب ”کنز الفوائد“ طبع ہوئی جس پر سرکارِ برطانوی سے انعام ملا۔ ۱۸۹۸ء سے فرہنگ آصفیہ کی تصنیف شروع کی۔ ۱۸۹۷ء میں ان کی دوسری کتاب ”دقائق در دینہ“ شائع ہوئی جس پر ڈیڑھ ہزار روپے انعام میں ملے۔ اسی زمانہ میں ”ڈاکٹر فیلی“ ان کے مدرس مرید بہار نے ان کو انگریزی کی لغت کی تیاری کے لیے بلا بھیجا جو انہوں نے دانا پور میں وکرات برس میں

تیار کی اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ۱۸۸۸ء میں بہار راجہ اور کا سفر نامہ بھی مرتب کیا۔ حکومتِ برطانیہ نے خاں صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور محقق بھی رہے۔ ۱۹۱۱ء میں ”در بار تاجپوشی“ کے دوران ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے سید دربار احمد رکھا جن کا حال ہی میں عزیز آباد کراچی میں انتقال ہوا ہے۔ اسی دوران ان کے گھر میں آگ لگ گئی جس سے سارا کتب خانہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ مولوی سید احمد دہلوی ۱۹۱۹ء میں وصال فرما گئے۔

### تصانیف

- (۱) سفر نامہ بہار راجہ اور (۲) ہادی النساء (۳) تکمیل الکلام (۴) تحقیق الکلام (۵) قواعد اردو (۶) لغات النساء (۷) تحریر النساء (۸) علم النساء (۹) رسوم دہلی (۱۰) فرہنگ آصفیہ (۱۱) طفلی نامہ (۱۲) تقویر الصبایان (۱۳) کنز الفوائد (۱۴) وقائع درویش (۱۵) انگریزی لغت۔

### سید احمد دہلوی کی تصنیفات پر تبصرہ

سید احمد دہلوی کی مشہور زمانہ لغت ”فرہنگ آصفیہ“ ۱۸۹۸ء میں شروع ہوئی اور ۲۴ سالوں کی محنت شاقہ کے بعد ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس تصنیف پر دولت آصفیہ سے ۵ ہزار روپے انعام میں ملے اور ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کام پر ۵۰ روپے انعام میں عطا کئے اور ایک ہزار روپے کی کتابیں خریدیں۔ اس کی تالیف سے دو سال قبل اس سے زیادہ ضخیم مکمل اور مستند فرہنگ اردو میں موجود نہ تھی۔ انہوں نے ۴ جلدوں میں ۵۵ ہزار الفاظ، محاورات، تحقیق و تشریح، سند و حوالہ کے ساتھ درج کئے ہیں۔ یہ کتاب اب نایاب ہے صرف پہلی اور دوسری جلد دستیاب ہے۔ مؤلف ”لذات اللغات“ امیر احمد دہلوی اور نور الحسن کاوردی نے تیس سال بعد لفظ ”بات“ اور ”آنکھ“ اعلان کے مشغلات کی جو بہر نقل بطور نمونہ شائع کی جو سرقہ کے زمرے میں آتا ہے (دیباچہ)۔

سید صاحب نے اپنی تصنیفات میں دو موضوعات پر زیادہ لکھا ہے۔

- (۱) عورتوں کی تعلیم و تربیت (۲) روزمرہ اور محاورہ دہلی

سید احمد دہلوی نے سب سے زیادہ دہلی کا روزمرہ لکھا جن کی بنیاد پر بعد میں علامہ راشد النیر نے اپنی تحریر کا نیا اسلوب بیان اپنا کر اردو زبان کو مالا مال کیا۔



## سید احمد دہلوی کا نوٹہ کلام

قطر

اے اہل خیر کچھ تیرا دھرمی کہ بیٹھ ہیں

کب سے دعائے خیر کے امیدوار ہم

جو کچھ سنا کسی سے دہی چھوڑا بھردیا

اپنی لغات چھوڑ سپلے یادگار ہم

اولاد سید عبداللہ ماموں احمد دہلوی باروی

سید محمد سید عبدالغفور سید عبدالغنی سید عبدالعزیز

سید احمد نوح بنت سید احمد باروی سید محمود سید حامد

امام سید عبدالحمید غدی سید عبدالاحد سید یوسف بناری

امام سید عبداللہ بناری سید شمیم احمد نانظم آباد

دموجہ امام جامع مسجد دہلی جہانگیر دہلوی کراچی

## حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ

(شجرہ نسب مشہور)

پیر حاجی شاہ کہلاتے تھے آپ ۱۳۱۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ عارف کامل اور بے مثال زاہد عابد تھے۔ وضاحت و بلاغت اور حاضر جوابی میں آپ کا کوئی ثنائی نہیں تھا۔ درمیانہ قدر گوشت و زانی چھو، گھنی وارھی آنکھوں سے نور برستا تھا، سر پر عامر باندھتے تھے آپ نے کئی حج کئے اور دو مرتبہ ہندو شاہ نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی، دس بار غوث پاک میں سید یوسف الکیلانی سمجہ نشین سے بیعت ہوئے۔ حاجی شاہ بڑے تہجد گزار تھے۔ رحلت کے وقت باواز بلند کمر طیبہ پڑھا اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۱۹ شوال ۱۳۶۳ھ میں واصل حق ہوئے۔

## سید علی مرداں شاہؒ

حضرت سید علی مرداں شاہ جیلانی قادری بڑے عابد زاہد بزرگ تھے اور جلال والے درویش تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو زبردستی پڑ کر مسجد میں لے آتے اور نماز پڑھاتے اور غیر متشرع لوگ آپ سے بڑے مرعوب ہوتے تھے۔ جمعہ وعیدین کی نماز میں ایسا شاندار خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ کے شیدائی دور دراز سے سننے کو آتے تھے۔ آپ کی اولاد نہیں ہوئی، ۲۱ ذی الحجہ بروز منگل ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۷۹ء کو ۶۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ حضرت دیا پیر کے صحن میں نورانی شریف میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

## امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(شجرہ نسب ص ۸۱)

مشہور کشمیری مورخ منشی محمد الدین فوقی اپنی تصنیف تاج الدین کشمیر کے دوسرے حصہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی چوبیسویں اور سید عبدالقادر جیلانی کی تیرہویں پشت میں ایک بزرگ سید عبدالقادر بخاری قاضی خانقاہی بخارائے اپنے والد سید محمد بخاری کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے۔ یہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا عہدہ درس و افتاء پر فائز ہوئے۔ سری نگر میں اب بھی آپ کا مزار بڈھا شاہ میں دیوار سے متصل شمال کی جانب موجود ہے سید عبدالقادر کی اولاد کشمیر کے علاوہ پنجاب کے اضلاع گجرات اور امرتسر میں پھیلی۔ اد اب بھی موجود ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی والدہ عظیم آباد پٹنہ بہار کی رہنے والی تھیں ان کا نام سیدہ فاطمہ اندرابی بنت مولانا حکیم عاقل سید احمد اندرابی تھا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت باقی باللہ دہلوی سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کو دعائی دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی نواسی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نانی تھیں۔ سید عطاء اللہ شاہ کے والد سید فیاض الدین اکثر پیشینے کی تجارت کے لیے عرب بہار کے شہر ٹنڈہ جابا کہتے تھے۔ یہیں سید گھرانے میں سید فیاض الدین کی شادی ہوئی جن سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تولد ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم ٹنڈہ بہار میں اپنی نانہال میں ہوئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نہ صرف امیر شریعت تھے بلکہ تحریک "احرار اسلام" کے قافلہ کے سردار تھے۔ انہوں نے دو قادیانیت کی تحریک میں اپنی زندگی وقف کر دی اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مومنوں کے دلوں کو گرمایا۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا وصال ہوا۔

## سید احمد علی شاہ وسید حسن بدر الدینؒ

(شجرہ نسب ص ۸۲)

سید احمد علی شاہ گورداسپور میں تولد ہوئے۔ پیری و مریدی کے سلسلے میں سندھ میں ان کا کما جانا تھا۔ تالپور میرخان لدھیانہ ان کا مرید تھا۔ ۱۹۴۶ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے نتیجے میں گورداسپور سے ہجرت فرما کر میر جو گوٹھ، میر پور خاص ضلع قمر پارہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ خاندانی مجاہدہ نہیں تھے۔ اس لیے یہاں بھی سلسلہ چلتا رہا۔ رشد و ہدایت میں معروف رہے۔ ریاضت و مجاہدہ ان کا شعار تھا۔ اس علاقہ کے آرائیں برادری اور لاشاری، بلوچوں اور جٹی راجپوتوں میں کافی لوگ ان کے مرید ہیں۔ طب سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ تالپوروں نے انہیں نذرانے میں ۳۰۰ روپے اور ایک جگہ پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنا گوارہ نہ کیا۔ میر جو گوٹھ سے نقل مکانی کر کے جہانگیر محلہ علاؤنگ آباد میر پور خاص میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہاں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے امتیاز سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ ان کے دست مبارک پر ہندوؤں کے متعدد گھرانے شرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں وفات پائی۔ محسن شاہ کے مزار سے متصل ان کا مزار مرجع خلافت ہے۔

**سید حسن بدر الدینؒ** اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے بذریعہ الہام غوث پاک کے ارشاد کے مطابق سفر ہند اختیار کیا۔ آپ کے حکم سے مسان گرٹھ عرف مسنیاں شریف یا بدر آباد، گورداسپور میں سکونت پذیر ہوئے ایک فرزند سید حامد علی اپنے وطن بغداد میں رہ گئے۔ سید حسن بدر الدین ہند آکر موضع شہل گورداسپور میں آباد ہو گئے۔ وہیں آپ کا عقد سید شہاب الدین کی دختر سے ہوا۔ زوجہ کا اسم گرامی "درویش" تھا۔ ان کے بطن سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید علی شاہ صابر (۲) سید محمد لطیف (۳) سید محمد صادق (۴) سید حبیب اللہ۔

## سید احمد اللہ مصنف ”مسلم شرعاً بہار“

(شجرہ نسب ۸۳)

پشتم و چراغ غوثیت السید عبدالقادر الکیلانی (شیخ کمال الدین، سفیر عراق، کراچی)  
(شجرہ نسب ۸۴)

آپ کی ولادت یکم جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعرات بغداد کے محلہ باب الشیخ میں بیت ملی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بغداد میں پائی۔ دینی علوم کی تکمیل مفتی سید یوسف علی عطائے دیرگرائی ہوئی۔ تصوف و طریقت کی تعلیم و تربیت اپنے والد محترم اور ان کے جد کے خالوارہ عالیہ کے شاخ عظام کے فیضانِ صحبت سے پائی۔ آپ اپنے والد محترم کے مرید و خلیفہ تھے۔ بعد ازاں آپ نے کثیر قانون بغداد سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ لندن اسکول آف لکونکس سے اعجاز کے ساتھ گریجویشن بھی کیا۔ وزارت خارجہ عراق میں ملازمت کی اور لندن کے عراقی سفارت خانہ میں متعین ہوئے۔ بعد میں آپ کا تبادلہ نائب سفیر کی حیثیت سے قاہرہ ہوا جہاں جنوری ۱۹۳۵ء میں سابقہ دیرالکرام مصر سید پاشا کی بھتیجی اور علامہ الیہ فریدیہ کی خالوارہ بہن السیدہ ناہیدہ الکیلانی سے عقد منسوب ہوا۔ مصر میں آپ مفتی اعظم فلسطین بی امین العسینی، عبدالوہاب عظام اور فیصل بن عبدالعزیز کے ساتھ احیاء اسلام کی جدوجہد میں شریک رہے۔ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں سید رشید الکیلانی کی قیادت میں شریک تھے اس لیے انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر کے رہوڈیشیا (افریقہ) بھیج دیا۔ اختتام جنگ عظیم پر ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں حکومت عراق کی طرف سے پاکستان میں ”نائبہ خصوصی“ مقرر ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں تین ممالک پاکستان، تھائی لینڈ اور سری لنکا کے لیے ۱۹۴۶ء تک سفیر مقرر ہوئے۔ انقلابات آئے حکومتیں بدلیں لیکن اس سفیر کو جو اصلاً، مالاً، ”سفیر و سنگر“ تھا کوئی ہلا نہ سکا۔ ان کے عقیدتمندوں میں مولانا جمال میاں فرنگی علی، مولانا عبدالحماد بدایونی، مولانا عبدالعلیم صدیقی، مولانا سید مفتی الحق قادری، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ منظور احمد ہمدانی، سید غلام جیلانی قادری، سید غلام محی الدین پیر گولڑہ شریف، میاں علی محمد پاکپٹن شریف، پیر ہاشم جان سرہندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پیر غلام محی الدین گولڑہ شریف کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے پڑھائی۔

سید احمد اللہ کی ناہمال اہلی خاندان بہار سے وابستہ ہے۔ نانا کا نام سید بشارت حسین تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ سید لطافت حسین، سید لیاقت حسین اور سید ہدایت حسین، سید ہدایت حسین کے نواسہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ کریم پروفیسر کراچی یونیورسٹی ہیں۔ سید احمد اللہ مولف ”مسلم شرعاً بہار“ کے پردادا میر معصوب علی کھربیا پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آنگلہ میں والدہ سید حمایت حسین کی ہیثرو سے عقد ہوا۔ اس لیے آنگلہ ہی میں آباد ہو گئے۔ سید احمد اللہ کے دادا سید اللہ بخش کا عقد سید حمایت حسین کی دختر بی بی محبوبہ عرف بہارن سے ہوا۔ سید احمد اللہ جب ۹ برس کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۵ء میں ندوہ فارغ التحصیل ہوئے کانپور اور راتھور میں مدارس میں درس بھی دے۔ ۱۹۲۵ء میں حیدرآباد میں دائرۃ المعارف سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں سقوط حیدرآباد کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ طیبہ شرقیہ کراچی میں درس پر مقرر ہوئے۔ ان کی دختر سلطانہ بیگم کا عقد ان کے ماموں سسر کے فرزند سید احمد سے ہوئی جو آڈٹ آفس کراچی میں اکاؤنٹنٹ کے عہدہ سے سکندرشہ ہوئے۔ وہ شرف آباد میں قیام پذیر ہیں اور ذوی اولاد ہیں۔

### اولاد سید احمد (شرف آباد، کراچی)

پروفیسر شاہد احمد (امریکہ)	طارق احمد	طاہر احمد	عامر و تبسم	رضشہ	تنبیم	آسیہ خان
			زوجہ	طیبہ	زوجہ	خاتون
			معقولات الرحمن	زوجہ	تلج الدین امتیاز بھٹی	
	بیتش	ناؤش	عبر	زکریا محمد قابل (ڈمراول)	پوتا	
	جوریہ	جوریہ	جوریہ	احمد ولد	مولانا فیض بھٹی	
فاتح احمد (دانش)	شادیہ	ایناش	دانش	مستعب کریم	منیب کریم	

۸۵ مسلم شرعاً بہار ۳۰ جلد اول ۳۵ صرفیائے بہار اور اردو ص

بیشیت سیر و شکر طریقت کی تعین و ترویج میں اپنی دنیاوی گوناگوں معروضات کے ساتھ مشغول رہے۔ ہفتہ واری حلقہ (اولا اقرار بعد جمعہ) ہر خاص و عام کے لیے تادم آخر باقاعدہ سے قائم رہا۔ پاکستان کے لیے ہر وقت دعا گو رہے۔ اس لیے آپ کا لقب ”دعا گوئی پاکستان“ ہو گیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا۔ آپ کا خلق ”الی کافیہ الناس“، مظهر تھا۔ ہر طبقہ فکر، جمیع مسالک، مسلم و غیر مسلم، امیر و غریب سب کے لیے آپ کا دربار فیض رسال یکساں کھلا رہا۔ ہر شخص آپ کے لطف و عنایت کا گریہ تھا۔ مریدوں کو وہ اپنا دوست اور رفیق سمجھتے تھے۔

مندرجہ ذیل مدارس و مساجد اور ادارے کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھا:

(۱) دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی (۲) دارالعلوم حامدیر رنویہ بکرا پٹھی، کراچی

(۳) اسلامک سنٹر، شمالی ناظم آباد، کراچی (۴) جامع مسجد، جامعہ کراچی

(۵) مسجد گودھر اکیمپ، نیو کراچی (۶) مسجد کینیٹ اسٹیشن، کراچی

(۷) دارالعلوم قمر الاسلام سیٹیا، پنجاب کالونی، کراچی

مدللہ فیڈریشن آف اسلامک سنٹر، نار تھ ناظم آباد کے صدر و ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۹۷۵ء میں

آپ نے دارالعلوم ”المركز قادری“ عقب حسن اسکوٹر گلشن اقبال کراچی قائم کیا۔ جہاں مدرس نظامی کے

ساتھ ساتھ طریقت و تصرف و دیگر جدید علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۰ جنوری بروز جمعہ ۱۹۷۵ء

کو آپ نے ”المركز القادری“ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد الیلانی کی تعمیر بھی آپ ہی کی سرپرست منت ہے۔

۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بعد نماز عصر آپ اپنے خالق حقیقی سے

جا ملے۔ ”المركز القادری“ کے احاطے میں آپ استراحت فرما رہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(۱۱۰/۲۱)

تھائے لیے رسول خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

## مولانا سید ابوالحسن ندوی

(شعبہ قلب مثلاً)

مولانا سید ابوالحسن ندوی مدوۃ العلماء ککنز کے ناظم اعلیٰ تھے ان کا گھرانہ سید شاہ علم اللہ قطبی حسن اور سید احمد شہید بالا کوٹ کا گھرانہ ہے جس کے کمالات کا پورا عالم اسلام معترف ہے آپ نے اردو و فارسی کی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی اساتذہ میں خلیل عرب تقی الدین ہلالی، مولانا حیدر حسن خاں ٹوکی سے حدیث پڑھی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے دیوبند میں ایک ماہ تک فیض حاصل کیا۔ مولانا اعجاز علی امر وہی مفتی اعظم دیوبند سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر پڑھی۔ دس سال تک ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی پہلی تعینف تیرت سید احمد شہید ہے۔ مولانا الیاس کاندھلوی سے بڑے تعلقات تھے۔ ان کے ساتھ بہت سے تبلیغی دوروں میں شریک رہے۔ مولانا کی عربی تعینفات میں اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دمشق یونیورسٹی کی دعوت پر آپ نے جامعہ میں عربی میں کئی لکچر دیئے۔ آپ بہت سی دینی انجمنوں میں شریک کار رہے۔

صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رکن مجلس تاسیسی رابطہ عالم اسلام، رکن مجلس عاملہ موقر عالم اسلام بیروت، رکن مجلس انتظام اسلامک سنٹر، جینوا، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، رکن مجلس عاملہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ، آپ کا طرز فکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتب سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا احمد لاہوری اور مولانا عبدالقادر رائے پوری سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ بے حد سادہ مزاج ہیں۔ آپ ۴۲ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شاهنشاهی رضوان سابلغ علی بکماله

وصف رخ او واهی کشف الدخ بکماله

قرآن با خلائش گوشت مستمع خضای

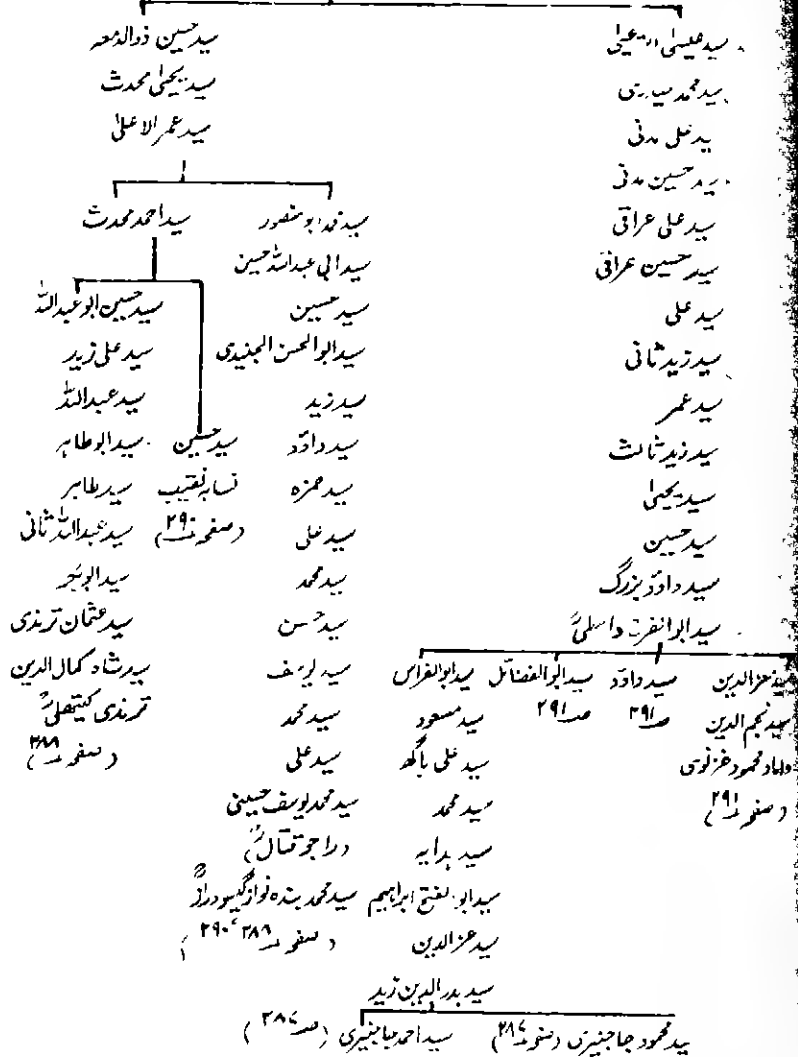
صدقا یقیناً را سخا علی سلم و آله



باب سلاوات حسنی

حضرت امام حسین (ع) شهید کربلا  
حضرت امام زین العابدین (ع)

علی الاصفهانی (ص ۱۲۸) سید حسن الاصفهانی (ص ۱۳۱) سید عمر الاصفهانی (ص ۱۳۲) سید الحسن زید شیب (ص ۱۳۴) امام باقر (ع) (ص ۱۳۵) سید عبداللہ الباقری (ص ۱۳۶)



اولاد عیسیٰ صغریٰ بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی (ع)  
(شجرہ نسب ص ۱)

سید قاسم  
سید محمد  
سید عمر زید  
سید محمد اسحاق  
سید احمد  
سید یعقوب

سید احمد  
سید شاه سراج الدین احمد  
سید شاه سیدمان  
سید شاه سلطان ابراہیم  
سید شاه نصیر الدین  
سید شاه علی  
سلطان شمس الدین بلخی  
سید غفر شمس بلخی  
سید حسین نوشتہ توحید  
۱۲۹  
سید آدم مونی  
مخدوم حمید الدین راجگی  
شاہ تیم اللہ  
(۱۲۹ ص)

اولاد سید حسین نوشتہ توحید

اولاد شاہ تیم اللہ

سید حسن حسن دلم  
سید احمد لنگ دریا  
سید شاه حافظ  
سید شاه جیون  
سید شاه فرید بلخی  
دیوان سید شاه دولت  
سید شاه نور محمد  
سید شاه علیم الدین بلخی  
سید شاه برہان الدین (قزلباش)  
سید شاه غلام معز بلخی  
سید شاه تقی  
سید شاه غلام الدین  
سید شاه غلام مظفر  
سید شاه غلام شرف الدین بلخی  
(یاری اشرف از سید عبدالحسین جدو نازم کمری)  
(سیوان، سارن، بہار، (شاد مولف)  
سید سیف الدین بلخی  
افزونہ شیخ  
سید شاہ احمد  
سید محمد جلال  
سید دیوان شاہ  
دیوان شاہ سیف الدین  
دیوان شائع الدین  
بی بی آصفہ  
زوجہ سید غلام معز  
(کھر تھیا پٹنہ بہار)  
سید سعد اللہ  
سید کریم اللہ  
سید واحد علی  
سید معاصی  
سید اللہ بخش بخشی  
سید سلامت اللہ  
سید احمد اللہ ندوی  
(مصنف)  
(مسلم شاعر بہار)  
شاہ نعیم الدین  
سید کرم اللہ ہیکہ  
سید محمد جمیل  
شاہ اسماعیل  
سید فہیم اللہ  
سید رحیم اللہ  
سید محمد فرید  
سید حبیب اللہ  
سید عزیز اللہ  
سید محبوب عالم  
سید عبدالاحد  
سید احمدی  
سید قطب عالم  
سید صدر عالم  
سید عبدالرحیم الرحمن  
سید شاہ علی شرف الدین  
(بہار)

اولاد سیدین صغیر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی

(شجرہ نسب ص ۱۳۲)

سید علی سجاد	سید زکی بن جعفر
سید حسن	سید حسن نفیر
سید نفیر تندی	سید محمد مدنی
سید حسین	سید حسن ثانی
سید علی	سید علی الکفلی
سید شاہ احمد توختہ	سید عارف خلیل توختہ
(الامور)	سید محمد توختہ
سید شاہ محمد	سید عمر
سید شاہ عمر	سید ابو علی
سید شاہ ابو بکر	سید حمزہ
سید شاہ حمزہ	سید احمد زاہد بونی
شاہ احمد زاہد	سید زید
سید شاہ زید	سید سلیمان
شاہ نور الحق بندہ	سید حسن
شاہ محمد زاہد ری	سید عبد المجید
شاہ ابو الواحد	سید عبد الوجید
شاہ راجہ	سید جلال الدین
شاہ سنور	سید امیر سعید غازی
شاہ قلندر	سید قطب الدین
شاہ لرحمن	سید یحییٰ
شاہ محمد	سید خدا بخش شہید
شاہ حبیب اللہ	(ص ۱۳۲)
(ص ۱۳۲)	

اولاد سید عبد اللہ الباہر بن امام زین العابدین

بشیر اسماء	اسماء	اسماء	اسماء
۴۔ سید محمد	۲۱۔ سید نظام الدین	۵۔ سید علی صغیر کریم	۲۳۔ سید جلال الدین
۶۔ سید اسماعیل	۲۲۔ سید علی	۶۔ سید قطب الدین بخاری	۲۴۔ سید ابوب
۷۔ سید حسین	۲۳۔ سید عماد الدین	۷۔ سید صدر الدین علی	۲۵۔ سید ابو محمد
۸۔ سید عبد اللہ	۲۴۔ سید شہاب الدین	۸۔ سید حسن جلال الدین	۲۶۔ سید عبد اللہ
۹۔ سید علی	۲۵۔ سید محمود	۹۔ سید سعید احمد فتح اللہ	۲۷۔ سید عبدالقادر
۱۰۔ سید محمد	۲۶۔ سید یحییٰ الدین کرمانی	۱۰۔ سید محمد	۲۸۔ سید فضل علی
۱۱۔ سید عبد اللہ	۲۷۔ سید عبد الباسط	۱۱۔ سید احمد	۲۹۔ سید ہدایت علی
۱۲۔ سید محمد	۲۸۔ سید عبد الحاکم	۱۲۔ سید معین الدین شہناج	۳۰۔ سید راحت علی
۱۳۔ سید حسین	۲۹۔ سید عبد السلام	۱۳۔ سید خواجہ اسحق	۳۱۔ سید احمد علی
۱۴۔ سید حسن	۳۰۔ سید ابو الوفا	۱۴۔ سید علی	۳۲۔ سید حسنت علی
۱۵۔ سید بار شاہ	۳۱۔ سید ابو الطاهر	۱۵۔ مولانا سید عبد الدین بخاری	۳۳۔ سید غنی علی
۱۶۔ سید جیلانی	(اکبر آباد گڑھ)	۱۶۔ خواجہ سید محمد امام	۳۴۔ سید جاوید اختر
۱۷۔ سید مجتبیٰ	۳۲۔ سید ابو النخیر	نوٹ: سید عزت علی	
۱۸۔ سید شرف الدین	۳۳۔ سید ابو اللیث	۱۷۔ سید سلمان کے	
۱۹۔ سید عز الدین	۳۴۔ مولانا سید مانت علی	۱۸۔ سید علیم الدین	
۲۰۔ سید اشرف	۳۵۔ حافظ مولانا سید فیض احمد	۱۹۔ سید حسین	
	(محمد رحی منڈی)	۲۰۔ سید مبارک	
	(غازی پور یوپی)	۲۱۔ سید محمد	
		۲۲۔ سید خواجہ	

(مؤلف)

## اولاد امیر کبیر عسکری ہمدانی نژاد اولاد سید خدابخش شہید

سید محمد ہمدانی	سید سعد اللہ	شاہ صفعت اللہ
سید علاء الدین بہار	سید محمد سلونی	شاہ خیر اللہ
سید شمس الدین یا پوش	سید لاڈلے	شاہ محمد شاہی
سید بدر الدین	سید سلیم	شاہ ملن
سید صدیق الدین	سید عبدالقیوم	
سید اسحاق	سید حبیب اللہ	شاہ نور اشرف
سید اشرف	سید تاجی عنایت اللہ	سید جہانگیر بخش
سید عبداللہ	سید وارث مولانا	سید پیر علی
سید راجہ محمد	(بنارس)	سید حبیب اللہ
سید نصیر الدین	شاہ محمود ہمدانی	سید زوار حسین
سید اعظم	شاہ اشرف	سید زوار حسین
سید شاہ ولی	شاہ اسحق ہمدانی	سید زوار حسین
سید رفیع الدین	شاہ عبداللہ	سید زوار حسین
سید محمد افضل	شاہ باقی محمد	سید زوار حسین
سید شاہ حسن علی	شاہ بھکھاری	سید زوار حسین
سید مر علی	سید عبدالرزاق	سید زوار حسین
سید کریم بخش	شاہ محمود ثانی	سید زوار حسین
سید ولایت علی	شاہ درویش محمد	سید زوار حسین
(بہار)	سید حاجی علی	سید زوار حسین
	سید صالحت علی	سید زوار حسین
	سید بشارت علی	سید زوار حسین
	سید شرافت علی	سید زوار حسین
	(بہار)	سید زوار حسین

## سید ابو الفرج واسطی

(شہرہ نسب منشا)

آپ سید داؤد کے حلف اکبر تھے۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ علم و فضل میں کمال حاصل کیا بعد ازاں عراق پہنچ کر شہر واسط میں سکونت اختیار کی جو قضا العمارہ کے قریب آج کل واسطۃ المحسنی کہلاتا ہے۔ اپنی لیاقت سے امارت اور عہدہ قضا حاصل کیا۔ آپ کے چار فرزند (۱) سید ابو الفراس (۲) سید ابو الفعائل (۳) سید ابو داؤد اور سید نجم الدین بی بی خیر النساء کے بطن سے پیدا ہوئے جو نجیب العرفین سیدہ تھیں۔ کسی وجہ سے واسط کی سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال عازم غزنی ہوئے۔ اس وقت غزنی کا فرماں روا سلطان محمود تھا جو سادات کا قدردان تھا بلکہ ان سے نسبی تعلق بھی رکھتا تھا شہر بانو کی طرح وہ بھی نوشیرواں عادل اولاد تھا اور ایرانی النسل تھا۔ سلطان نے سید ابو الفرج واسطی کے فرزندوں کو فوجی منصب داروں میں شامل کیا آخری جنگ سومنات ۷۴۷ھ میں وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک رہے۔ فتیابی کے بعد سلطان سید ابو الفرج واسطی کو اپنے ساتھ واپس غزنی لے گیا ان کے تین بیٹے ہند میں رہے اور پنجاب میں کلاں نورزد سرہند ریاست پٹیالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سید ابو الفراس نے جاجیز میں سکونت اختیار کی۔ سید ابو الفعائل چھترودہ نور میں اور سید داؤد تہن پور میں متوطن ہوئے۔ ۱۸ سال تک ان کی اولاد پنجاب میں متکثر رہی۔ جب ہند میں قطب الدین ایبک کے زمانہ سے سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو یہ سادات پنجاب سے نکل کر مختلف علاقوں میں منتقل ہونے لگے۔ الغرض سید ابو الفرج واسطی غزنی سے واپس اپنے وطن واسط چلے گئے جہاں ۷۴۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔



## میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ

(شجرہ نسب ۱۲)

میر سید کمال الدین ترمذیؒ اپنے چند رفقاء کے ساتھ ۵۸۸ھ میں ترمذ سے دعوت و تبلیغ دین کے لیے ہندو تشریف لائے اور قصبہ کیتھل کے نزدیک موضع ہبانہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد بعض مجبور یوں کی بنا پر واپس وطن جانا پڑا اس لیے اپنی جگہ اپنے فرزند سید ابراہیم کو سلطان شہاب الدین غوری کی فوج میں شریک کر دیا۔ سلطان نے فوج کا علم دے کر ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر قلعہ ہانسی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ سید شاہ ابراہیم نے کمال جرات کا مظاہرہ کر کے جہاں قتال کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن خود شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ قلعہ کے نزدیک ہی آپ کا مزار مرجع خلافت ہے اور شاہ نوحی کے لقب سے مشہور ہے۔ سید کمال الدین ترمذ سے دوبارہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ان کو کرناں میں آباد کیا یہاں آپ کے دست پر ہزاروں آدمی شرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے عین جہاد میں ۸۹۹ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن کی اولاد ہند کے چمپے چپے پر آباد ہیں۔

(۱) ملک سید قطب الدین (۲) سید حسام الدین (۳) سید منیث الدین (۴) سید جلال الدین  
غازی (۵) سید نظام الدین (۶) سید ابراہیم شاہ (۷) سید سعید جان (۸) سید رکن الدین (۹) سید علیم الدین  
(۱۰) میر سید نصیر الدین (۱۱) سید عز الدین۔

(۱) میر قطب الدین کا مزار کیتھل میں ہے اور ان کی اولاد موضع کیتھل اور فیض آباد میں آباد ہیں۔  
(۲) میر حسام الدین کی اولاد کیتھل، احمد آباد اور فیض آباد میں ان کی قرابتداری قادری خاندان کیتھل سے بھی ہے۔

(۳) سید منیث یا نعت الدین غور و سال فوت ہوئے۔

(۴) سید جلال الدین غازی ہماری سادات نہپور (روسیکٹنڈ) کے مورث اعلیٰ ہیں۔

سلسلہ تاریخ نامری، تحفۃ الانساب، بارخ سادات، شجرہ سادات نہپور از مولانا سید عبدالرشید ندوی

(۵) میر سید سعید جان موضع پٹن صوبہ مدراس تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔  
(۶) میر سید رکن الدین نے احمد آباد (گجرات) کو سکون بنایا ان کی اولاد و امجاد وہیں آباد ہیں۔  
(۷) میر سید علیم الدین قنوج میں بادشاہ دہلی کی طرف سے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس گھرانے میں سید شہاب الدین قنوجی مشہور تھے۔ سید صدر الدین سکندر لودھی کے درباری تھے۔ ان کے نواسہ سید صدر جہاں بادشاہ اکبر و جہانگیر کے وزیر سلطنت تھے۔ ان کے بیٹے سید نظام الدین کو شاہ جہاں نے مرتضیٰ خانی کا خطاب رحمت فرمایا تھا۔

(۸) میر سید نصیر الدین شمالی بہار (ترہت) میں ضلع پورنیہ میں کلگرہ میں سکونت پذیر ہوئے۔  
سری بختیار پور میں بھی ان کی اولاد موجود ہے۔ میر جعفر اور نواب میر قاسم قلعہ دار و نگیر حکمران بہار و بنگال میر سید نصیر الدین کی دختری اولاد میں تھے۔  
(۹) میر سید عز الدین رزم گاہ سنبھل میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار نہپور میں ہے سادات سرائوان اور سادات سامانہ بھی سید کمال الدین کی نسل سے ہیں۔



## مناجات کمالیہ

خداوند اکبر سميعاً بصيراً  
 دہی مومن را از اکرام وافر  
 دران ملک باشد ہر لے قوی خوش  
 بھیکہ تر طے ویس بدادی  
 بنص قرآن امر کردہ مومن  
 مثل کلامت کہ گفتن تواند  
 غضب بر منافق گہے در درآید  
 کسے را کہ نامش دہی برینیش  
 کسے را کہ بر پشت نامش رسانی  
 کسے را کئی صادق الوعدا تو  
 بروذیکہ از قبر بیرون شوند آن  
 دران روز یارب بفریاد من رس  
 چہ داند کسے حال در ماندگان را

بقدرت علی کل شیء قدیرا  
 بہ جنت نعیماً و ننگا کبیرا  
 درو نیست شمساً و لاز مہریرا  
 کلاہ سر او سراجاً منیرا  
 کہ ذکر کم جگویند ذکر اکثر  
 دلوکان بعضاً لبعض ظہیرا  
 بطن جہنم و ساءت میرا  
 بلطف تماسب حساباً لیرا  
 فی دعوی اسبورا و یعلی اسیرا  
 شرادین از شدت مستطیرا  
 بہ عشر چو خیزند اکثر غیرا  
 ناشتم چو مورا علی قطریا  
 تودانی کہ ہستی علیاً بعیرا

کمال حسینی رسا جسم دارد

توئی عفوکن یا لطیفاً خبیرا

(از میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتلی قادری)

سلسلہ شجرہ سادات زہلور از مولانا عبدالرشید ندوی مک

## سید شریف جرجانی

سید شریف جرجانی صوبہ جرجان یا گرگان کے موضع طاقو، میں ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ / ۲۲ فروری ۱۳۴۹ء میں تولد ہوئے۔ ان کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھا اور لقب سید شریف تھا۔ والد کا نام محمد تھا۔ شجرہ نسب یہ ہے:

”علی بن محمد بن علی السید زین ابو الحسن العینی“

تیرہویں پشت میں سلسلہ نسب محمد بن زید الداعی بن امام زین العابدین سے مل جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مفتاح العلوم نور الطائوس سے پڑھی۔ جارا اللہ زحشری کی کثافت کا مطالعہ بھی ان کی نگرانی میں کیا۔ ”شرح مطالع“ قطب الدین کے شاگرد مبارک شاہ سے مصر میں پڑھی۔ بلکہ اس پر حاشیہ بھی لکھا۔ موافق بھی پڑھی اور اس پر شرح بھی لکھی۔ وہ مصر میں محمد بن محمود البرکاتی سے ”ہدایہ“ کا درس لیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر شیراز میں درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۲۰ برس تک مدرسہ دارالشفاء میں درس دیتے رہے۔ شیراز کا حکمران شاہ شجاع کا قدردان تھا۔ سلطان تیمور نے ۷۸۹ھ میں شیراز کو تاراج کیا مگر سید شریف جرجانی کو امان دی بلکہ ساتھ سمرقند لے گیا جہاں وہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۸۰۵ھ میں تیمور کی وفات کے بعد وہ شیراز واپس آگئے۔ جہاں ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ / ۶ جولائی ۱۴۱۳ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تالیفات (۱) قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا جو غلط طور پر شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۷۹۱ھ) سے منسوب ہو گیا۔ (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ تفسیر کشاف (۴) حاشیہ المشکوٰۃ باعلامتہ الطیبی (۵) رسالہ فی اصول الحدیث (۶) حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب (۷) شرح سراجیہ (۸) شرح ایساغوجی (۹) مغنی کوثر (۱۰) شرح قطبی (۱۱) حاشیہ شرح مطالع (۱۲) صرف میر (۱۳) نحو میر (۱۴) شرح کافیہ (۱۵) شرح دافیہ۔ (۱۶) حاشیہ مطول (۱۷) آداب التلخیص (۱۸) حاشیہ شرح حکمت العین (۱۹) شرح مواقف (۸ جلد)۔ (۲۰) حاشیہ شرح تجرید قدیم (۲۱) شریفیہ (۲۲) شرح تذکرہ طوسی (۲۳) التقریبات۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروین اختر راضی ص ۱۱۳، ۱۱۴)

## امیر علی کبیر ہمدانیؒ (شجرہ نسب ۱۲)

سید امیر علی ہمدانیؒ ۷۸۴ھ مطابق ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں تولد ہوئے آپ کی والدہ کا نام بی بی ناطقہ تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اپنے ماموں سید علارالدین سمنانیؒ سے تعریف کی تربیت حاصل کی۔ آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۸۹۶ھ میں ہوا کہ ہستان پرار کے نزدیک ختلان میں مدفون ہیں جو دہلی ترکستان میں ہے۔ نو مسلم راجہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں سیدنا علی کبیر ہمدانیؒ اپنے ۷۰۰ احبابوں کے ساتھ کشمیر میں نزول اجلال فرمایا جن میں آپ کے مرید خاص سید محمد غامدی بھی تھے۔ آپ نے کشمیری زبان سیکھی اور اپنے احبابوں کو کشمیر میں رشد و ہدایت کے لیے چھوڑا۔ کتب سیر میں درج ہے کہ سید صاحب نے اپنی کلاہ سلطان قطب الدین بن شہاب الدین شاہ کشمیر کو عنایت فرمائی تھی وہ ٹوپی اس خاندان کے آخری حکمران فتح شاہ کی وصیت کے مطابق قبر میں رکھ دی گئی۔ مولانا آئی کے مطابق لوگ اس تبرک کے فیض سے محروم ہو گئے۔ امیر علی کبیر ہمدانیؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی بارہ سال تک کشمیر میں رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ میر سید محمد ہمدانیؒ کے فرزند سید علارالدین بہار چلے گئے جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں اور ان کی اولاد بھی وہیں آباد ہیں۔ جن میں سید ولایت علی بہت مشہور ہیں جو سید علارالدین کے فرزند سید شمس الدین سیاہ پوش کی اولاد ہیں۔ سید حمید الدین آزاد بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کشمیری صبح کے وقت اوراد فقیر خوش الحانی سے پڑھتا ہے جس کی بشارت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کو آستانہ نبوت پر رحمت للعالمین کی ایسا پڑھوٹی تھی۔ سید علی ہمدانیؒ شاعر بھی تھے۔ تخلص علی اور علانی کرتے تھے۔ علانی اپنے استاد اور خالو سید عمار الدین کی مناسبت سے لکھتے تھے۔ ۷۰۰ آں بانی مسلمان۔ میر سید علی ہمدانیؒ (کشمیر)

سید ماہنامہ ندیم مارچ ۱۹۳۲ء ص ۱۷۱ از سید حمید الدین آزاد بہار۔

نوٹ: حکیم ابن سینا بھی ہمدان کے رہنے والے تھے۔

## سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ گلبرگہ شریف دکن (شجرہ نسب ۱۲)

اسم گرامی سید محمد کنیت ابو الفتح اور لقب صدر الدین دلی الاکبر العادق تھا۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کہلائے۔ آباؤ اجداد ہرات سے دہلی آئے ۷۳۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد سید یوسف حسینی راجہ قتالؒ تھے جن کو خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے ماموں سید ابراہیم متوفی دولت آباد کے صوبیدار تھے۔ ۸۲۱ھ میں آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلافت ہے۔ ۸۲۶ھ میں اپنے بڑے برادر سید چمن کے ساتھ حضرت خواجہ نعیر الدین چراغ دہلویؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت چراغ دہلویؒ کے وصال کے بعد سجادہ ولایت پر متمکن ہوئے۔ دہلی میں ۴۴ سال کے قیام کے بعد ۸۸۵ھ میں عازم گلبرگہ (دکن) ہوئے۔ چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی رنا خاتون سے عقد کیا جن کے بطن سے دو صاحبزادے امدتین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) سید محمد اکبر حسینی (۲) سید محمد امیر حسینی، ۸۸۱ھ میں بڑے صاحبزادے نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی لیکن سات ماہ بعد ہی رحلت فرما گئے۔ سید محمد اکبر حسینی کی تصنیفات (۱) تعارف (۲) شرح ملفظ (۳) عقیدہ (فارسی) (۴) اباحت سماع (۵) مقامات صوفیہ (۶) تفسیر مالکی، (۷) شرح سوانح (۸) رسالہ مسئلہ (۹) رسالہ علم،

خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی تصنیفات کی کل تعداد ۳۱ ہے۔ گلبرگہ شریف میں ۲۲ سال تک فیضانِ عام رہا آخر ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ میں ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ گلبرگہ شریف میں سلطان احمد شاہ بہمنی نے ان کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔

سید بزم صوفیہ ص ۲۸

سید عربی النسل مسلمان ص ۲۱

## مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید باز

(شجرہ نسب ص ۱۶۹)

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید باز کے والد ماجد مخدوم سید شاہ حمید الدین راغبیری سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مخدوم شاہ تیم اللہ کے نانا شیخ شہاب الدین سہروردی پیر جگوت کا شجر کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ شہر کے قریب جیوٹلی شریف میں پدربا آپ کا مزار ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی بی بی جمال تھا ان کا مزار بھی جیوٹلی میں اپنے والد پیر جگوت کے نزدیک واقع ہے۔ مخدوم شاہ تیم اللہ سفید باز ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔

نوٹ:- (۱) سید احمد اللہ مصنف شرعائے بہار حضرت علیؑ کی پینتالیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۲۲ واسطے درج کیے گئے ہیں اسی طرح وہ مخدوم سفید بازؒ کی پچیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۷ واسطے درج ہوئے ہیں۔ (۲) سید احمد اللہ نے اپنے شجرہ میں خود کو حضرت زید شہید کی اولاد بتایا ہے۔ جبکہ وہ حضرت امام زین العابدینؑ کے فرزند سید علی الامصرکی اولاد ہیں۔ (مؤلف)

سہ کنز الانساب ص ۱۱۱، سہ تاریخ باہ گیاں ص ۱۵۱

سہ عیاب و عن ص ۱۶۹، مسلم شرعائے بہار جلد اول ص ۱

نوٹ:- مخدوم شمس الدین شمس اردلی (متوفی ۸۵۵ھ) تیم اللہ سفید باز کے مرید و خلیفہ تھے۔

## سید ابوالعلا

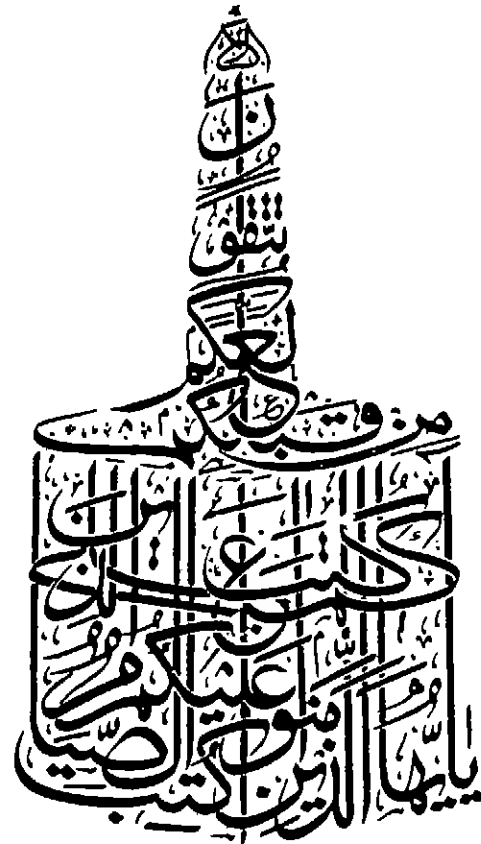
(شجرہ نسب ص ۱۳۱)

سید ابوالعلا خواجہ فیضی کے نواسہ تھے اور آپ کے والد ماجد سید ابوالوفا خواجہ ابوالفیض کے نواسہ اور ان کے دادا امیر عبدالسلام خواجہ عبداللہ خواجہ کا کے نواسہ تھے۔ سید ابوالوفا چاہائی تھے۔ سید ابوالغیر، سید ابوالصفا، سید عبداللہ اور سید ابوالوفا، سید عبداللہ سید ابوالعلا کے پیر و مرشد اور خسر تھے۔ سید ابوالعلا کی ولادت قصبہ نرلا میں ہوئی جو دہلی اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سید ابوالعلا ۹۹۰ھ میں تولد ہوئے اور یہ مغل بادشاہ اکبر کا دور تھا۔ آپ کے دادا عبدالسلام اسی زمانہ میں فتح پور سیکری پہنچے۔ وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ سید ابوالعلا کے والد سید ابوالوفا کا انتقال فتح پور سیکری میں ہوا اور وہ دہلی میں مدفون ہیں آپ کے نانا خواجہ فیضی سہ ہزاری منصب اور سہ ہزار سوار پر مامور ہو کر بردوان (بنگال) کے ناظم مقرر ہوئے۔ سید ابوالعلا بھی نانکے ساتھ رہ کر اسی عہدہ پر فائز ہوئے۔ راجہ مان سنگھ صوبیدار آپ کی کارگزاریوں سے بہت خوش تھا اور آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اسی دوران پٹنہ اور حاجی پور کے درمیان مینا پور کے مقام پر بادشاہی فوج اور باغیوں کے درمیان سرکرہ آرائی ہوئی جس میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے فوجیاب ہو کر بردوان لوٹے۔ اسی دوران بادشاہ اکبر فوت ہو گیا اور بادشاہ جہانگیر دہلی کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس نے تمام امراء سلطنت کو دہلی دربار میں طلب کیا۔ آپ بھی اس تقریب میں بردوان سے اکبر آباد پہنچے۔ اٹلے راہ میں قصبہ منیر، بہار میں شاہ دولت منیری کے یہاں قیام فرمایا۔ شاہ دولت منیری نے بڑی قدر و منزلت کی اور دسترخوان پر لقمہ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل دماغ میں انقلاب برپا ہو گیا اور آپ روشن ضمیر ہو گئے۔ اکبر آباد پہنچ کر اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے اور جذب و مستی میں غرق ہو گئے بادشاہ نے ہر چند کوشش کی کہ ان کو واپس لایا جائے مگر نہ لوٹے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین

سہ بہار میں ابوالعلا فیضان ص ۱۳۱

ادیار کے مزار پر چلہ کشی کی اور خواجہ غریب نواز کے دربار سے ولایت و قطبیت پر فائز ہوئے اپنے  
چچا امیر سید عبداللہ سے بیعت ہو کر نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ خواجہ غریب نواز سے اولیہ  
نعمت ایسی ملی کہ جس پر نظر کرتے دلی بن جاتا۔ آپ ۱۷ سال کی عمر میں ۱۰۷۱ھ میں وفات  
پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ خلفاء میں شاہ فرماؤ اور منعم پاک سے ابوالطائی سلسلہ بہار  
میں پھیلا۔

مادری نسب نامہ :- سید ابوالعلا بن بی بی فاطمہ بنت خواجہ محمد فیضی بن خواجہ ابوالفیض بن  
خواجہ عبید اللہ خواجہ کا بن خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اسرار۔



## سید شاہ وارث رسولنما بنارس سی

(شجرہ نسب ص ۱۳)

سید شاہ وارث رسولنما سادات سوانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن  
نورہ پاڑہ غازی پور یوپی تھا۔ آپ کے والد قاضی سید عنایت اللہ عبدالمکری  
میں بنارس کے قاضی تھے۔ تحصیل علم کی غرض سے بنارس آئے اور سکونت اختیار  
کی۔ وہ ۱۰۸۷ھ میں تولد ہوئے اور ۱۱۶۶ھ میں بنارس میں وفات پائی بنارس  
میں محلہ "مولوی کا پاڑہ" ایک سنگی چوڑے پر آپ کا مزار زیارت گاہ عام  
ہے۔ تاج العارفین شاہ حبیب اللہ بنارس گئے اور حضرت قطب الاقطاب  
صاحب نسبت لویسید بنوریہ مولانا سید وارث رسولنما بنارسی کی خدمت  
میں زانوئے ادب تہہ کیا اور بقیہ درسیات کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل  
ہوئے۔ حضرت رسول فاضلہ مرتبہ عرفان میں درجہ قطب الاقطاب پر فائز  
تھے۔ اس کے ساتھ منصب رسول نمائی بھی بارگاہ بنوریہ سے عطا ہوا اور  
سلوک کا خاص طریقہ درود و ادب طریقہ قلندریہ کے سلوک کی بھی تکمیل  
کی۔ حضرت رسول نمائی نے خرقہ جمیع سلاسل کا تحریری اہمازت نامہ ۱۱۳۳ھ  
میں مہر و دستخط سے مزین فرمایا اور عطا کیا۔ ان کے صاحبزادے کا نام  
ہشام غلام نقشبندی ہے۔

شجرہ طریقت	شجرہ
سید شاہ وارث	۱
شاہ رفیع الدین	۲
سید سلیم	۳
سید شاہ مصطفیٰ	۴
شیخ تاتار	۵
شیخ محمد القیص	۶
سید الکریم	۷
سید سلیم	۸
سید پیارے	۹
شیخ محمد رحمت اللہ	۱۰
سید قیص	۱۱
سید ابوالحیات قاری	۱۲
سید تاج الدین	۱۳
سید بہار الدین	۱۴
سید جلال الدین	۱۵
سید داؤد	۱۶
سید علی عبداللہ قاری	۱۷
سید ابو صالح نصر	۱۸
سید عبدالرزاق	۱۹
سید شیخ عبدالقادر جیلانی	۲۰

۱۳۵۱ھ اعیان وطن ص ۱۳ تا ۱۲۵

نوٹ :- حضرت رسولنما چار کتابوں کے مصنف تھے (مؤلف)

## شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی

(شجرہ نسب ۱۳۲)

شیخ الاسلام سید شاہ حسین احمد مدنی کا خاندان سادات ثانیہ، فیض آباد، یوپی، ہند اور سادات ترمذی کی شاخ ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ سید شاہ احمد ترمذی، لاہوری تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ دراز تک مسجد نبوی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ عرب و عجم کے شیوخ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ کی ہمان نوازی بے مثل تھی۔ ان کی شخصیت پودتار، بارعب اور مسجورکن تھی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے درس حدیث سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا کے ساتھ سید حسین احمد مدنی بھی اسیر رہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ۱۵ شوال ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں ہوئی تھی۔ آپ کے مربیان بے شمار ہیں آپ نے زندگی بھر رشد و ہدایت کی شمع جلائے رکھی۔ آپ کے خلفائے ہمارے کی تعداد ۱۲۵ سے تجاوز ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ مصیب اللہ نے مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ سید مصیب اللہ اپنے شیخ امد پیر و مرشد شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے بڑے عاشق زار تھے۔

۱۔ عربی النسل مسلمان ص ۲۱۹

نوٹ: تذکرہ اولیائے لاہور میں وارث کمال نے شاہ احمد ترمذی کے شجرہ نسب میں پشت و پر علی اصغر لکھا ہے جبکہ عربی النسل مسلمان کے مصنف نے حسین الاسلام لکھا ہے جو تحقیق طلب ہے (مؤلف)

## سید حبیب احمد فردوسی گیم سادات سوانہ فیض آباد، گورکھ پور، غازی پور

(شجرہ نسب ۱۳۲)

ڈاکٹر سید مصیب احمد بن سید انوار حسین موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی کا عقد قدسیہ بیگم بنت سید شہاب الدین سے ہوا، سید شہاب الدین کا نکاح فردوسی بیگم بنت سید نواب محمد علی نعر خاں سے ہوا جن کے بطن سے قدسیہ بیگم تولد ہوئیں۔ سید شہاب الدین کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ منیر الدین احمد ہے۔ جو میر سید منصور علی خاں کے فرزند تھے۔ دوسری روایت کے مطابق نواب سید محمد علی نعر خاں کے والد کا نام نواب زادہ سید محمد علی کبیر (گورکھ پور) تھا ان کا عقد قدسیہ بیگم بنت شاہ منیر احمد سے ہوا تھا۔

سادات سوانہ موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد گورکھ پور اور نوہڑہ پارہ غازی پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شجرہ ۱۔ فردوسی بیگم بنت نواب سید محمد علی نعر خاں بن سید منصور علی خاں بن سید ذوالفقار علی خاں بن میر سید تراب علی خاں۔

(ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء)



# اولادِ امام باقر

زین میں اکڑ کر مت چل (القرآن)



باب ۵  
سلالت باقری -

۵۔ سید عبداللہ الکریم حسن

اولادِ امام باقر بن امام زین العابدین

- |                         |                      |                           |                          |
|-------------------------|----------------------|---------------------------|--------------------------|
| ۶۔ سید صیب اللہ         | ۲۵۔ سید محمد ابراہیم | سید ہاشم اسود سید اسماعیل | سید ثابت                 |
| ۷۔ سید برکت اللہ        | ۲۶۔ سید محمد داؤد    | (صد) (صد) (صد)            | سید سلیم                 |
| ۸۔ سید شہاب الدین القدر | ۲۷۔ سید محمد یحییٰ   |                           | سید سعد                  |
| ۹۔ سید نجم الدین        | ۲۸۔ سید نجم الدین    |                           | سید طلحی                 |
| ۱۰۔ صوفی سید محمد ملوق  | ۲۹۔ سید محمد علی     |                           | سید ربیع                 |
| ۱۱۔ سید شہاب الدین مصری | ۳۰۔ سید محمود        |                           | سید جنید                 |
| ۱۲۔ سید احمد النبی      | ۳۱۔ سید محمد         |                           | سید سفیان                |
| ۱۳۔ سید معروف           | ۳۲۔ سید نور الدین    |                           | سید غورہ                 |
| ۱۴۔ سید جنید            | ۳۳۔ سید شاہ احمدین   |                           | سید فزودہ                |
| ۱۵۔ سید عثمان ثانی      | (خضر پور باڑھ، پٹنہ) |                           | سید ظہیر                 |
| ۱۶۔ سید عبدالوہاب       | بہار                 |                           | سید عبداللہ صوبی         |
| ۱۷۔ سید عثمان شیر سولہ  | سادات سراوان، اردل   |                           | (دشت)                    |
| ۱۸۔ سید یوسف برقچہ پوش  | (کنز الانساب ص ۶۵)   |                           | سید حاجی حمزہ            |
| ۱۹۔ سید عبدالقاسم       |                      |                           | سید اسماعیل              |
| ۲۰۔ سید محمد            |                      |                           | سید اسمعی                |
| ۲۱۔ سید عبدالرحیم       |                      |                           | سید شاہ محمد             |
| ۲۲۔ سید عبدالرحمن       |                      |                           | شاہ قاسم                 |
| ۲۳۔ سید عاشق علی        |                      |                           | سیدہ سیمان               |
| ۲۴۔ سید محمد فرید       |                      |                           | سید خلیل اللہ            |
|                         |                      |                           | سید قاضی قطب الدین احمد  |
|                         |                      |                           | (یتیم، کجرات)            |
|                         |                      |                           | (سارنگ موہی کجرات ص ۱۶۷) |

## اولادِ سید عبداللہ الکریم حسن بن امام باقرؑ

۶۔ سید اسماعیل

سید محمد

سید علی قاسم

سید ابراہیم

سید علی

سید عاتق

سید صالح

سید جعفر

سید موسیٰ

سید ہاشم

سید یحییٰ

سید کمال الدین

سید محمد

سید عبداللہ

شاہ نعمت اللہ

(خسر و پور بارہ)

پٹنہ، بہار

۶۔ سید ہاشم اسود

سید محمد حسن مہنی

سید جعفر مدنی

سید علی رضا

سید حسین

سید اسماعیل

سید ابراہیم

سید ابوالقاسم طوسی

سید حسن طوسی

سید عبداللہ طوسی

سید یوسف طوسی

سید محمد یعقوب لاہوری

سید داؤد لاہوری

سید محمد یحییٰ

سید محمد اسماعیل دہلوی

سید تاج الدین

سید علاء الدین

سید جمال الدین کاپی

سید حلال الدین

سید تقی الدین بہاری

سید قطب الدین

سید صدر جہاں (۱۳۹)

## اولادِ سید صدر جہاں بن سید قطب الدین

سید ادلیا علی

سید حسین

سید ناظر

سید محمد ناظر

سید محمد حسین

سید شاہ ولی اللہ

سید غلام حسین

سید سلطان احمد

سید طاہر حسین عبدالرزاق

(عاجی پور)

سید شاہ نظام الدین

سید شاہ حسین احمد

(عاجی پور بہار)

(کنز الانساب ص ۶۵)

سید نجم الدین

سید محمد علی

سید عبدالکریم

سید عبدالقدوس

سید محمد حسن

سید محمد یوسف

سید محمد اسحق

سید کرم علی

سید فیض علی

سید صابر علی

سید تبارک حسین

قاسمی سید نور الحسن

(بہار)

(کنز الانساب ص ۵۳)





۵۰ سادات جعفری

امام جعفر صادق ثوبن امام باقر

سید شاہ عطاء حسین فانی عبد الرزاق ابو العلامی منعی دانا پور

(شجرہ نسب)

سید عطاء حسین فانی منعی ابو العلامی کی ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ سید شاہ قمر الدین حسین کے حقیقی ماموں تھے۔ شاہ عطاء حسین کی والدہ اور ان کی نانی دونوں ۱۲۴۰ھ میں رحلت پا گئیں۔ شاہ حسین کو ان کی نانی نے جو کلام پسنائی تھی وہ آخر وقت میں انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کے سر پر رکھی جو کا عقد شاہ شمس الدین سے ہوا اور شاہ قمر الدین انہیں کے بطن سے تولد ہوئے جو فخر خانان کی اس طرح ان کی پشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کے والد سلطان احمد کی شہادت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ بنے۔ آپ کی تعلیم پر آپ کے چچا شاہ مراد علی نے توجہ دی۔ آپ فن طب حکیم محمد دینوی سے سیکھا۔ مولانا عزیز الدین حیدر لکھنوی سے عربی سیکھی، بیعت اپنے دادا غلام حسین منعی سے ہوئے۔ خواجہ غریب نواز سے روحانی طور پر اسم ذات سیکھا۔ مخدوم شمس بدیع الدین قطب مدار سے اذکار و اشغال بطریق اویسیہ ملا۔ آپ کے دادا اور مرشد شاہ غلام حسین ۱۲۵۴ھ میں ۸۹ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ مخدوم الملک شیخ شرف الدین بھی منیری کی اولاد ہیں۔ سید شاہ امیر علی کی دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ اس کے بعد شاہ قمر الدین سے بھی خلافت لی۔ ۱۲۵۵ھ میں آپ کے مرشد شاہ قمر الدین کا وصال ہو گیا، ۱۲۶۰ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ بنارس، الہ آباد ہوتے ہی ماکھور پہنچے۔ پھر اکبر آباد پہنچ کر ابو العلامی کے مزار پر چلے کش ہوئے۔

۱۔ تذکرہ سید شاہ عطاء حسین منعی ۵۵ تا ۶۷، ۵۴ تا ۵۵ (مطبوعہ ۱۹۳۷ء)

سید علی اکبر

سید محمد

سید محمد العریضی

سید محمد

سید علی

سید حسین ابوالحسن

سید علی

سید ابوالحسن عباس

سید احمد

سید حمزہ

سید حسن

سید عباس ثانی

سید ابوالحسن

سید حسین الدین

سید نصیر الدین

سید محمد خواجہ

سید محمد یوسف

سید محمد اسلمتی

سید اللہ داد

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

سید اسلمتی

سید اسماعیل

سید علی اکبر

سید علی اصغر

سید قطب الدین بھیکہ

سید عبد العزیز

سید برہان الدین (خضر لوی)

سید علی ثانی

سید عبداللہ

سید احمد

سید کمال الدین کمانی

سید عبد اللہ

سید علاء ابراہیم

سید یوسف

سید جمال

سید خدائش

سید احمد لاہوری

سید مسعود

سید محمود

سید یعقوب

سید سعدی

## اولادِ امام جعفر صادقؑ

سید محمد دیباج	سید علو الدین العزینی
سید علی العزینی	سید علی
سید حسین العزینی	سید کمال الدین
سید احمد ابوطاہر	سید عبد اللہ
سید جعفر	سید احمد طاہر
سید سلطان	سید ابو محمد جیلانی
سید احمد	سید ابوالجمال
سید عبد اللہ قلندر	سید ابو عبد اللہ صوفی
سید محمد	بی بی عارفہ
شیخ الدین قلندر	سید عبد القادر جیلانیؒ
(پہرہ، بھرت پور)	(بغداد)
سید عالم	سید رشید الدین
سید جہانگیر	سید نجم الدین عبد الاحد
سید قطب فتح جنگ	سید شہاب الدین سہروردیؒ
سید شاہ محمد	(پیر مجتہد) بہار
سید درویش	(کنز الانساب صفحہ ۶۴)
سید حسن	
سید کن الدین جمال گشت	

(کتاب النسب) سید نور الدین (زبٹ، بہار) صفحہ ۶۲

نوٹ:-

سید علو الدین صابرؒ کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ جمیلہ خاتون، بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کی سگی بہینہ تھیں جن کا پدری شجرہ نسب فاروقی ہے۔

(۱) عربی النسل مسلمان صفحہ نمبر ۳۰ (۲) تاریخ صوفیائے گجرات صفحہ نمبر ۲۳۱

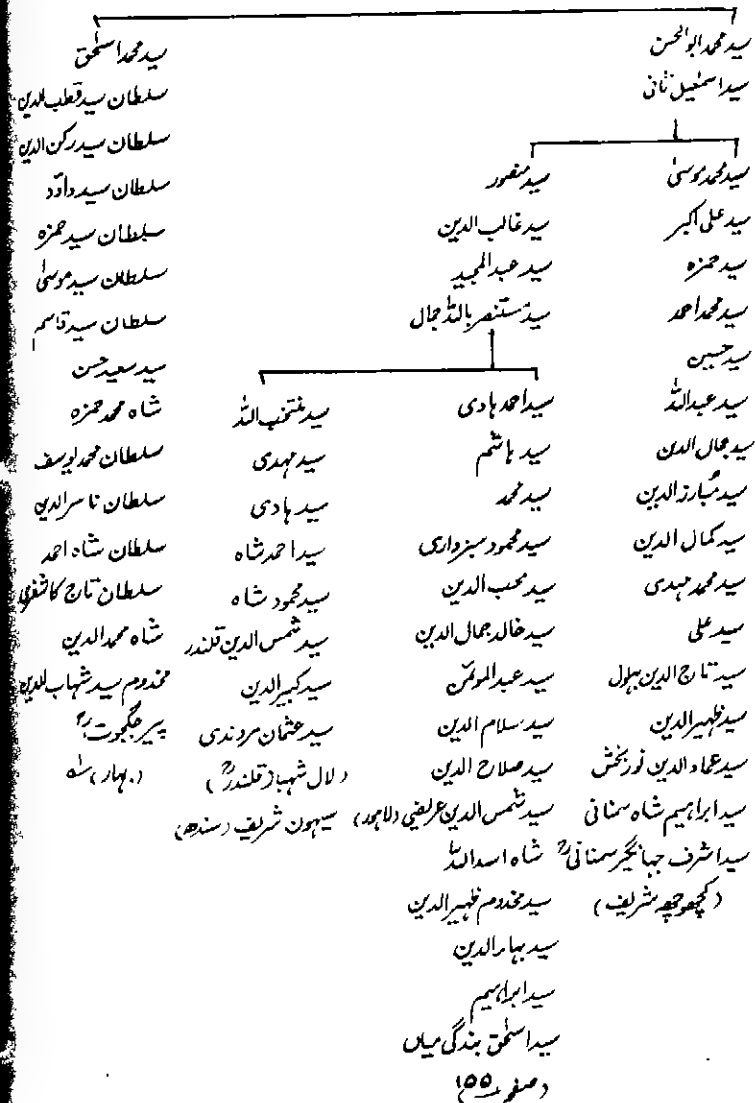
(۳) خواجگان چشت صفحہ ۹۹

## اولادِ امام جعفر صادقؑ

سید اسحق مؤمن	سید یحییٰ
سید مظہر	سید علی ضیاء الدین
سید محمد رفیع الدین	سید تاج الدین
سید حیدر	سید داؤد
سید محمد مظہر	سید بہاء الدین
سید محمد طاہر	سید غیاث الدین
سید اسد اللہ	سید امجد
سید عبد اللہ	سید نور محمد
سید عبید اللہ	سید فتح اللہ
سید فضل اللہ	سید عبد اللہ
سید رشید الدین	سید علو الدین صابرؒ
سید نجم الدین عبد الاحد	(کنز الانساب صفحہ ۶۴)
سید شہاب الدین سہروردیؒ	
(پیر مجتہد) بہار	
(کنز الانساب صفحہ ۶۴)	



شجرہ اولاد سید اسماعیل اعرج بن امام جعفر صادق





## سید عثمان مرندی المعروف لال شہباز قلندرؒ

(شجرہ نسب ۱۵۲)

سندھ کے مرجع خلافت عظیم موٹی بزرگ عثمان مرندی المعروف لعل شہباز قلندرؒ ۵۳۸ھ میں عالم دعو میں آئے آپ کے والد سید ابراہیم کبیر الدین آذر بامجان کے دارالسلطنت تبریز سے ۴۰ میل دور مغرب میں موضع مرند میں سکونت پذیر تھے۔ حاکم مرند کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ سلطان شاہ نے اسی عقیدت کی بنا پر اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر کے عقد میں دے دیا۔ جن کے بطن سے لعل شہباز قلندرؒ ولد ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر حضرت بابا ابراہیم ولی کرلائی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے متعدد صوفیائے کرام سے بھی کسب کیا جن میں سر فرہست حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ اور شیخ بوعلی قلندرؒ ہیں۔ آپ سندھ شریف لاکر سیہون شریف، داد میں سکونت پذیر ہوئے اور اسلام کابل بالاکیا شعرو سخن سے شفقت رکھتے تھے ان کا تخلص عثمان تھا کلام فارسی زبان میں ہے۔ آپ ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۵ء میں واصل بحق ہوئے۔ سیہون شریف میں آپ کا مزار ہے۔

سہ ریاض الانساب صفحہ ۵ تذکرہ اولیاء سندھ ص ۱۲

سہ ماہنامہ الامیرہ کراچی نومبر ۱۹۸۹ء ص ۳۵

## مخدوم سید علامہ الدین احمد صابرؒ کلیر شریف

(شجرہ نسب ۱۵۱)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبدالرحیم ہے اور والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے جو حیدر خانوں کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت کی ولادت ۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد ہے۔ مخدوم، اور صابر، کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ جب پانچ سال کے ہوئے تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا اور مزید تربیت کے لیے اپنے بھائی بابا فرید گنج شکرؒ کے پاس اجداد میں بھیج دیا۔ بابا صاحب نے اپنے بھانجہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ تین سال کے عرصہ میں عربی، فارسی، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی میں دستگاہ حاصل کر لی۔ آپ کی والدہ ہرات واپس چلی گئیں۔ بابا صاحب نے آپ کو لنگر تقسیم کرنے پر لگا دیا۔ آپ لنگر تقسیم کرتے مگر خود کچھ نہ کھاتے، اس طرح آپ نے بارہ سال گزار دیئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنج نے آپ کو مہار، کا لقب دیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا حضرت بابا صاحب نے اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم (شریفہ) کا نکاح اپنی ہیشہ کی خواہش کے مطابق آپ سے کر دیا۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور وہاں کی خلافت و ولایت آپ کے سپرد تھی۔ آپ میں شاہن جلالی بدرجہ اتم موجود تھی۔ استغراق اس قدر تھا کہ اپنی خبر نہ دیتی۔ آپ شاعر بھی تھے فارسی کلام میں احمد تخلص کرتے اور صابر، علامہ الدین، ہندی میں تخلص تھا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۱۱۱۱ھ میں ۶۹۰ھ کو حجاز رحمت میں قدم رکھا۔ آپ کا مزار پرانا کلیر شریف میں فیوض و برکات کا شجرہ ہے۔

لے آبشار اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۳۳ تا ۳۴

## مناجات علامہ الدین صابر کلیریؒ

(شجرہ نسب)

خدایا بحمد تو الہی نہ دارم  
نیم پاک دامن صیال بہ پیشست  
گناہ تو دارم بکن ہر چہ خواہی  
بگیر از کرم دست من تا بہ عشر  
توئی واقف از حالت من خدایا  
ز درد و غمت من بجا شرم دارم  
ترایم ترایم تو را ہم چو صابر  
بجز نام تو ندا ہے نہ دارم

## شجرہ و تذکرہ

### سید فرید الدین عطارؒ

پشت نمبر	اسماء	تصانیف
۱۵	سید فرید الدین عطارؒ	(۱) مصیبت نامہ (۲) الہی نامہ
۱۲	سید اسمعیل	(۳) خسرو نامہ (۴) پند نامہ
۱۳	خواجہ محمد باقی	(۵) اسرار نامہ (۶) جواہر نامہ
۱۲	سید نجم الدین دہلویؒ	(۷) شرح القلوب (۸) مختار نامہ
۱۱	سید نصیر الدین	(۹) دیوان (۱۰) منطق الطیر
۱۰	سید نور الدین	(۱۱) تذکرۃ الاولیاء
۹	سید ابوبکر حلوی	
۸	سید عبید اللہ	
۷	سید عبداللہ	
۶	سید اسمعیل اعرج	
۵	امام جعفر صادقؑ	

سید فرید الدین عطارؒ شیخ محمد الدین بغدادی کے مرید تھے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے ان کے متعلق فرمایا کہ منصور حلاجؒ کا نور ۱۵۰ سال بعد ان پر متجلی ہوا۔ جلال الدین رومیؒ بلخ جاتے ہوئے فرید الدین عطارؒ سے ملے تھے۔ یہ ملاقات نیشاپور میں ہوئی تھی۔ سید فرید الدین عطارؒ ۱۱۴ سال کی عمر میں ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء میں کفار تاتاریوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا وہ نیشاپور میں شاد باغ میں مدفون ہیں۔

رہ لغات الانس ۵۴ تا ۵۴

رہ تذکرہ صوفیائے بنگال ۱۱۸

رہ الصلوة از مفتی خلیل احمد خاں بکاتی مرا

## سید شہاب الدین سہروردی پیر جگموت

(شجرہ نسب ص ۱۵۳)

شیخ شہاب الدین سہروردی، بہار میں پیر جگموت کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا شجرہ بادشاہ تھے۔ جو ترکستان اور توران کے درمیان واقع ہے۔ بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ چڑ (عظیم آباد) کے قریب جیوٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ اور آپ کی نظر خاتون ملکہ دونوں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی مصنف "عوائف المعاف" کے مرید ہیں۔ آپ کی چار دختر تھیں۔

(۱) بی بی رضیہ والدہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ والدہ سید احمد چرمپوشؒ

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ شاہ سلیمان لنگر دیا والدہ بی بی کمالا کوکری زوجہ مخدوم سید شاہ حسام الدین

حصاری والدہ بی بی سمیرہ حسین غریب دھکڑ پوٹؒ

(۴) بی بی جمال والدہ مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

یہاں سے اس سلسلہ از پلائے ناب است

ابن خاندہ ہمہ آفتاب است

نوٹ: (۱) بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ زوجہ مخدوم سید موسیٰ اہمدانی

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ مخدوم سلیمان لنگر زین کوکری بن مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہؒ

(۴) بی بی جمال زوجہ مخدوم حمید الدین بن مخدوم آدم صوفیؒ

لے کنتر الانساب ص ۶۵، ۲۱۳، ۲۱۴، تاریخ بارہ گیاں ص ۱۵، ۱۵۱

بٹہ اعیان وطن ص ۲۳ تا ۲۵

## سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

(شجرہ نسب ص ۱۵۲)

سید محمد اشرف اسم گرامی اور جہانگیر لقب تھا۔ آپ کی ولادت سمنان میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار آل سمنان کے مشہور سلطان تھے۔ اور والدہ خدیجہ بیگم خواجہ احمد سیسی کی دختر تھیں وہ تنہا گوار اور صائم الدین تھیں۔ کسی میں قرآن حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں معقولات اور منقولات کا درجہ لیا۔ والد کی رحلت کے بعد سمنان کے سلطان ہوئے۔ بشارت کے مطابق آپ نے ترک سلطنت کیا اور عازم ہند ہوئے عنوان حکومت اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کر دی۔ سمرقند، بخارا ہوتے ہوئے سید جلال الدین حیدر مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں اوپر شریف (مکان) پہنچے۔ ان سے فیضیاب ہو کر منیر شریف بہار پہنچے جہاں مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے لیے شرط تھی کہ امام نجیب الطرفین سید ہوتا رک سلطنت ہو اور سات قرأتوں کا قاری ہو۔ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ہی ان شرائط پر پورے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ علامہ الدین علامہ الحق پندوی، مالہ، بنگال کی خدمت میں حاضری دی اور تمام روحانی فیضان سے فیضیاب ہو کر مرشد کے حکم پر جو پند پہنچے۔ راستہ میں منیر، سمری، بخارا پور (اشرف چک) منیر محمد آباد گھنہ (اعظم گڑھ) اور ظفر آباد میں ٹھہرے جہاں لوگوں کو مرید کیا۔ جو پور سے رخصت ہو کر دہلی آباد میں سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ کے لیے جوہ تعمیر ہوا جو آج کل کچھوچھہ شریف فیض آباد یوپی سے موسوم ہے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ مختلف مقامات پر جا کر رشد و ہدایت فرماتے اسی دوران ردولی، اسود آسوٹو، اور قصبہ جاس میں ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ شیخ بدیع الدین مدار کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کی اور وہاں سے دیگر بلاد اسلامیہ و مقامات مقدسہ کی سیاحت کی۔ ۱۲۷۰ محرم ۸۸۰ھ کو وصال ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔ تین کتابیں ان سے منسوب ہیں۔ (۱) لطائف اشرفی (۲) مکتوبات اشرفی (۳) بشارت المریدین، وصال کے بعد ان کے ہمیشہ زادہ اور مرید خاص حضرت نور العین عبدالرزاق سجادہ نشین ہوئے۔

## مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ

(شجرہ نسب ۱۵)

پشت نمبر	اسماء
۲۶	مولانا شہباز بھاگلپوریؒ
۲۷	مولانا شاہ عبدالحمید
۲۸	مولانا شاہ نصر اللہ
۲۹	مولانا شافع الدین
۳۰	شاہ امام الدین
۳۱	شاہ غلام اشرف
۳۲	شاہ غلام عتیقی دیوری
۳۳	بی بی نصرت کھن
	زوجہ شاہ محمد حسین
	(بہار)

مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ ۹۵۳ھ مطابق ۱۵۴۶ء میں مرہٹہ ہار کے ایک مشہور موضع دیورہ شریف میں تولد ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم محمد دیوری سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں شیخ سلماویؒ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر جلاتا پور شہر بھاگلپور میں اقامت پذیر ہوئے اس وقت آپ کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔ وہ زیادہ تر درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے مرن الموت میں بھی درس نہیں چھوڑا وفات سے کچھ پہلے مشکوٰۃ شریف کا درس دے رہے تھے۔ جیسے ہی فارغ ہوئے روح نقس عسری سے پرداز کر گئی آپ کی وفات ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھاگلپور شہر میں مرجع خلافت ہے۔ ان کے متعلق یہ شعر زبان زد خلافت ہے۔

چڑھے گھوڑا اڑائے باز

پھر شہباز کا شہباز

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ قادیان لکھنؤ کے لیے اکثر و بیشتر مولانا شہباز بھاگلپوریؒ سے رجوع کرتا تھا۔ مولانا کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں کہ مالگیر بادشاہ نے ان سے فرمایا کہ ”شہبازؒ اگر عنیف وقت ۱۱ است۔“ (تذکرۃ الکرام ص ۵۴) از شاہ عون احمد پھلوادی وادی بالان از ڈاکٹر آغا سجاد الدین (مٹا)

لے تذکرہ صادق ص ۳۲۵، ۳۲۴، لے تذکرہ صادق ص ۳۲۵، لے تذکرہ مونیائے بنگال ص ۱۷۹

نوٹ:- شجرہ میں اصول الانساب کی رو سے ۵ اسماء کم درج ہوئے ہیں۔ (مؤلف)

## ڈاکٹر عبد الغفار انصاری کے مطابق

حضرت سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ کا شجرہ نسب پندرہویں پشت میں سید شاہ جلال الدینؒ سے جاتا ہے اور پچیسویں پشت میں حضرت امام حسینؑ تک پہنچتا ہے۔ آپ جعفری سید تھے۔ آپ کے بہو محمد حاجی خیر الدین اپنے فرزند مولانا سید شاہ خطاب کے ہمراہ موضع دیورہ ضلع گیا، بہار تشریف لائے۔ مولانا شہباز بھاگلپوریؒ کی ولادت باسعادت بمقام دیورہ مغل بادشاہ ہمایون کے دور میں ہوئی۔ آپ تیس سال تک دیورہ ہی میں رہے بعد ازاں ۹۵۸ھ میں بھاگلپور منتقل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی مزید تعلیم کے لیے قزح تشریف لے گئے۔ علم حدیث میں آپ نے حضرت شیخ ابن حجر المکیؒ سے درس لیا۔ آپ عشق رسولؐ میں کامل تھے۔ اور مکمل اتباع شریعت کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزار دی۔ آپ کا فیض سیالکوٹ، ٹھاکر، پٹوہ، مرنا پور، برودان، سیکھرا، پٹنہ اور انبار لکھنؤ تک پہنچا۔ آپ نے اپنے محلے ملاچک میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جہاں آپ خود درس دیا کرتے۔ یہ مدرسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ سید رضی الدین رضی مرفف قادیان عالمگیری نے اسی مدرسہ سے اکتساب علم کیا تھا۔

آپ مخدوم شاہ برہان الدین دیوریؒ سے بیعت تھے۔ شیخپورہ سے خلافت دیورہ گئی تھی جس کی تصدیق دیورہ کی خانقاہ کمالیہ برہانہ فردوسیہ کے سجادہ نشین شاہ محمد ابراہیم نے بھی کی ہے۔ ان کے ان کے مطابق مولانا شاہ شہباز بھاگلپوریؒ سلاسل فردوسیہ کے مرید تھے۔ دیورہ کی خانقاہ میں ایک قدیم کرم خوردہ قلمی نسخہ مرقوم شیخ شعیب فارسی زبان میں محفوظ ہے جس کے مطابق مخدوم شیخ شعیب جلال منیریؒ کے خلفاء میں ایک بزرگ مخدوم شاہ اسلمت تھے جن کے والد خواجہ داد پانی پت سے مل جاتی کہ کے بہار میں محدثین آباد میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ شاہ اسلمت کے فرزند خواجہ شاہ بنخورداد۔ ان کے فرزند مخدوم شاہ برہان الدین عرف بنگا انخوردیال دیوریؒ تھے۔ ان کے نام پر دیورہ کا آستانہ خانقاہ کمالیہ برہانہ ہے۔ آپ بالکمال بزرگ تھے اور عثمانی نسب تھے۔ (شجرہ ص ۱) ایک سو سال سے زیادہ عمر پا کر

(۳ تاریخ بارہ گیاں ص ۲۵)



مخدوم برہان الدین دیوبند نے ۹۹۹ھ میں رخت سفر باندھا۔ مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ انہیں کے مرید خاص تھے۔

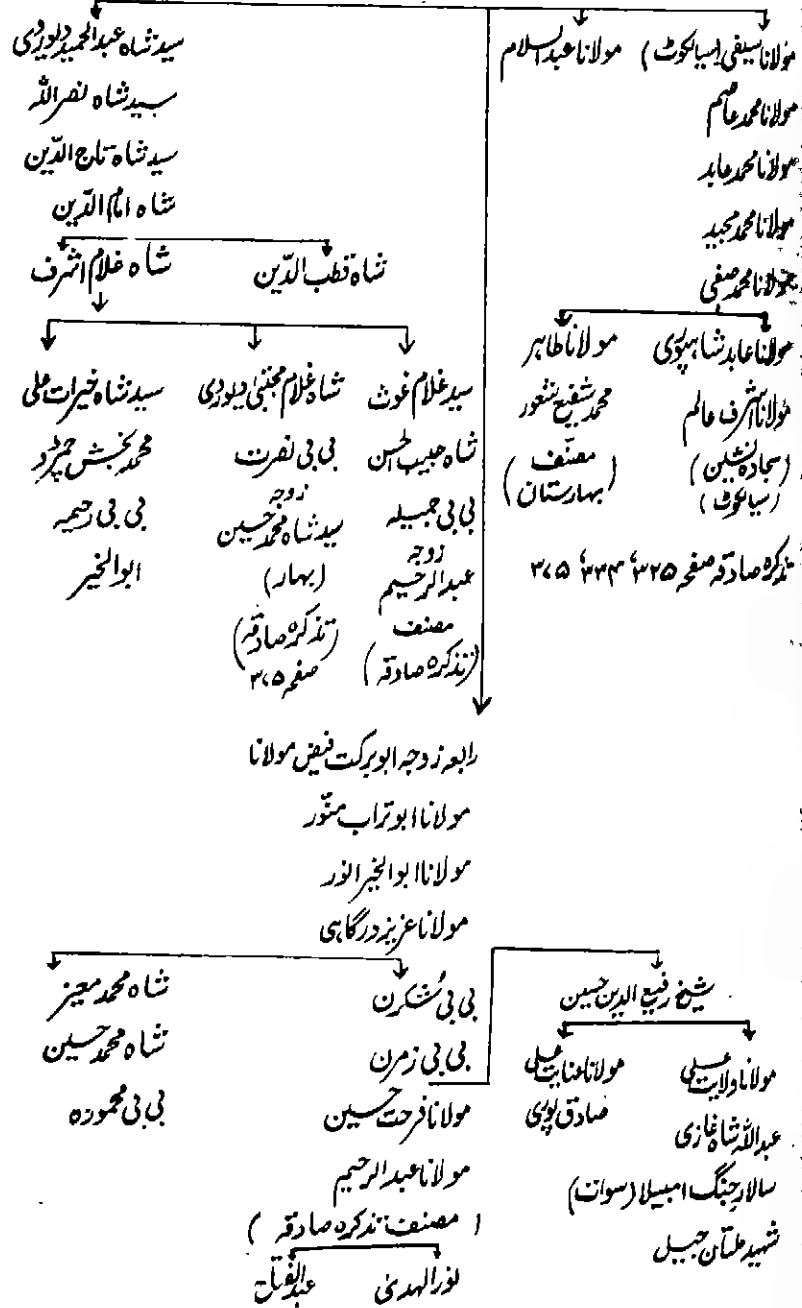
آپ کے برادر گرامی سید شاہ شہباز الدین کامرقومہ ترمذی شریف قلمی نسخہ کتب خانہ پیر دھڑیا، میں اب تک محفوظ ہے۔ اپنے برادر گرامی کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ اپنے وقت کے جید عالم تھے اور متاخرین میں علوم حدیث، منطق، فقہ اور فلسفہ میں افضل ترین تھے۔ مصنف تذکرہ صادق کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ نے سیکڑوں طالبانِ حق کو فیضیاب کیا اور درجہ ولایت پر پہنچایا۔ شاہجہان بادشاہ نے آپ کے علم و فضل اور بزرگی سے متاثر ہو کر جاگیر کے و شیخ آپ کی خدمت میں بھیجے جو آپ نے شکر یہ کے ساتھ واپس کر دیے۔

**خلفاء** مولانا صنی سیالکوٹی (فرزند) شاہ انزلی، شاہ مہر علی، دیوان سید راجا، شاہ قطب، شاہ صوفی دایم، دھاکا، مزار عظیم پور، ڈھاکا، حضرت منان محی الدین وغیرہ۔

آپ کے خلفاء نے سیالکوٹ، تیگھو، پٹنہ، بردوان، مدنا پور، پٹنہ، ڈھاکا اور پورنی کے اطراف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری کیا۔

(حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ کا شریک عبدالغفار انصاری)

## اولاد مولانا سید شہباز بھاگلپوریؒ شجرہ نسب ۱۵۱



## سید شاہ فرزند علی صوفی منیری

(شجرہ نسب ۱۵۶)

شاہ فرزند علی صوفی منیری کی ولادت ۹ شوال ۱۲۵۳ھ کو ولادت ہوئی اور وفات ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ میں واقع ہوئی۔ آپ اسلام پور پٹنہ میں مدفون ہیں۔ آپ سید شاہ اولاد علی کے چھوٹے بھائی ہیں جو شرف الدین عیسیٰ منیری کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہی رشتہ شاہ خلیل برادر شرف الدین عیسیٰ منیری بن علی بن امام تاج فقیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے نانا شاہ ابو الفرج قمر الدین حسین عرف شاہ لطف علی فردوسی ہیں۔ آپ شرف آباد پار تھو متصل پٹنہ کے بڑے بھائی سید اولاد علی بن منیر میں سکونت اختیار کر لی اس لیے آپ بھی منیر میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا عقد اسلام پور پٹنہ میں شاہ ولایت علی کی دختر قدیر سے ہوا۔ صوفی منیری کے فرزند سید علی کامل مشہور معروف شاعر تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر طیب ابدالی پی ایچ ڈی ہیں۔ شاہ عبدالقادر سہادہ نشیں کامل کے بڑے بھائی تھے۔ سید شاہ صوفی منیری کی تعلیم و تربیت ان کے ماموں شاہ بیک نے کی اس کے بعد ان کی تکمیل اپنے بڑے بھائی شاہ اولاد علی زاہدی فردوسی (متوفی ۲۰ صفر ۱۳۲۵ھ) سے کی۔

**سہادگان** | خانقاہ اسلام پور پٹنہ کے سہادگان میں سید شاہ عبدالقادر اور حاجی شاہ محمد عمر متعلق ۱۲۹۹ھ مشہور ہیں۔

**تصانیف** | راحت روح - وسیلہ شرف و ذریعہ دولت لوائے حمد، سرود ستاں رفاری، امول کبیر، شہسوی کشش عشق، روش عشق، معطلات التصوفین۔

ملہ ماہنامہ الحبيب اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۲۸ تا ۴۱

سید سادات کاظمی، شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظم

سید حسن	سید حمزہ	میر ہاشم	سید جعفر
سید موسیٰ	سید ابوالقاسم	سید احمد	سید حسین
سید علی اکبر	سید محمد ابوالاعرابی	سید جعفر	سید علی
سید علی ظہر	سید محمد	سید محمد	سید ابراہیم
حکیم زاہد ترمذی	سید اسماعیل	سید ہارون	سید حسین ثانی
میدارسلان	سید محمد	سید محمد ثانی	سید یوسف
سید سعید	سید جعفر جلال	سید جعفر ثانی	سید علی ثانی
سید دود و ترمذی	سید ابراہیم	سید علی	سید حسین ثالث
قاسمی نظام الدین قبلہ	سید محمد	سید حسن	سید محمد
سید بہاء الدین	سید شرف شاہ	سید محمد ثالث	سید میر علی بہائی
سید محمد شہاب الدین	سید فیروز زریں کلاہ	سید علاء الدین	سید میر حیدر ہرادی
شاہ نجم الدین	حاجی سید عیوض	میر سید حسن	سید کبیر علی ثانی
سید جہاں شاہ	سید محمد حقیق	سید خوارزم شاہ	سید شرف الدین
سید محمود	سید شمس الدین مشہدی	میر زہرگ	سید جلال الدین جبار
سید محمد رضا	سید صلاح الدین رشید	میر عماد	سید حاجی شاہ
بی بی رقیبہ	سید قطب الدین	میر علی	سید ہاشم
سید حسن علی	ص ۱۵۳	سید شبیر قلندر	سید عبد المؤمن سن شاہ
ہسودہ فیکو	خوارزم شاہ	سید میر تقی	سید لال محمد
(یو پی ہند)	سید شافعی		شاہ عبدالمعین ملہری
ص ۳۲	میر معصوم بھکری		سید شاہ جمال
عزیز النسل سلمان			سید عبد القدوس
			سید حبیب اللہ
			سید شاہ عبد اللطیف بھٹائی
			۱۸۰۰ء شاہ شاہ

(بھکری سندھ)

نوٹ: سید شمس الدین مشہدی سید صلاح الدین رشید کے برادر تھے۔ (متوفی)

شجرہ اولاد امام موسی کاظمؑ  
سید ابراہیم المرتضیٰ

سید موسی ثنائی

سید احمد حسین	سید محمد	سید عبد المطلب	سید اسماعیل
سید حسن حسینی	سید احمد	سید نورج	سید علی
سید ابوالقاسم	سید محمد	سید محمد	سید محمد العلوی
سید سلطان ہندی	سید علی	سید زین العابدین	سید قلندر
سید الحسین قائم	سید حسین	سید عبد اللہ	سید محمد سعید
سید علی	سید جعفر	سید علی اصغر	سید دولت
سید مازم	سید عبد الرشید شہید	سید علی اکبر	سید حسین
سید ثابت	ایمیر حسن بقول	سید علی شیر	سید یعقوب
سید یحییٰ	سید محمد قصوری	سید محمود	حاجی سید یوسف
سید ابوالحسن نوید الدین	سید ابراہیم	سید یحییٰ	سید پہلوان
سید احمد کبیر زفائی (ص ۱۴۱)	سید امیر حمزہ	سید حسن	سید اسماعیل
	خواجہ نواز الدین	حاجی سید محمود	سید محمد آدم بنوری
	مرشد	سید عبد الحی	سید محمد اولیاء
	خواجہ بہاء الدین نقشبندی	سید موسیٰ	سید عبد الاحد
		سید سلیمان	سید رحمت اللہ شاہ
		سید شیخ	سید غلام حبیب
		سید جمال	سید موسیٰ
		سید محمد حسن	سید احمد شاہ
		قاضی سید احمد حسین زفائی	سید منزل شاہ
		(بہار)	سید زکریا
			سید محمد یوسف بنوری

شجرہ اولاد امام موسی کاظمؑ

سید اسماعیل

سید شہینا	سید ادیس	نوادہ سید احمد کبیر زفائی
سید نعمت اللہ	سید ابراہیم	(شجرہ نسب مشا)
سید یحییٰ	سید عبد العزیز	سید معین اسرار اللہ
سید یوسف	سید عمر	سید ابراہیم
سید عبد اللہ	سید زین العابدین	سید محمد عیسیٰ میث اللہ
سید نجم الدین	سید احمد سلطان	سید عبد الرحمن
سید قاسم	سید مسعود	سید احمد
سید موسیٰ	(شیخ پورہ پنجاب)	سید علی وغیرہ
سید عثمان		سید یوسف
سید عبد اللہ		سید قاسم
سید محمد جوتپوری		سید حسین شریف
(ایچی، ہند)		سید عبد القادر
		سید علی
		سید محمد
		سید عبد الرحیم
		سید یوسف
		سید قی الدین
		سید زین العابدین
		سید عبد الدین
		سید حسین الدین
		سید نور الدین سیف
		سید عبد الدین
		سید رضی الدین (لالہ میلان)
		(اکراچی)



## حضرت شمس العارفین سید شمس بابا کاظمیؒ

(شجرہ نسب ص ۱۶)

حضرت شمس بابا امام موسیٰ کاظمؑ کے پوتا تھے۔ آپ کا مختصر ذکر حضرت قطب الدین بنیہ کا کی اوشیؒ کی کتاب دایں العارفین میں ملتا ہے۔ شمس بابا کا مزار غزنی میں مرغ نلاق ہے۔ آپ کا پورا نام سید عبدالواحد اور لقب شمس العارفین تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجیریؒ حضرت نولہ نورؒ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد بزرگوں کے مزارات پر سائری دی اور غزنی تشریف لائے جہاں وہ شمس بابا کے جہاں رہے۔ واسطہ ہو کہ خواجہ اجیریؒ شاہ ابوالنیر لاکھ ہزاری شاہ کرٹ ضلع شیخوپورہ اور حضرت بری امام لطیف نور پور شاہاں بھی امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہیں۔ شمس بابا کی اولاد میں علی شاہ سلطان حسین بن شاہ سلطان محمود بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار بھی افغانستان میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ عبدالواحد ہندو دھڑے جن کا مزار کراچی کا لا باغ میں مرغ نلاق ہے۔ روضہ پختہ بنا ہوا ہے۔ نواب آف کلاہ باغ ملک امیر محمد ظان ان کا معتقد اور مرید رہا ہے۔

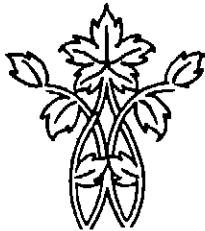
سید شاہ عبدالواحد کاظمیؒ کے ورد و معود سے قبل یہاں کے لوگ پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں رہتے تھے لیکن شاہ صاحب کے کہنے پر یہ لوگ کھلے میدان میں آباد ہوئے اس سے قبل یہاں اعرانوں اور پٹھاؤں کے درمیان مناقشہ ہوا تھا جس میں شاہ صاحب کی برکت سے اعوان کامیاب ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب تعداد بڑھی تو اس خاندانہ کے لوگ قصبہ موچہر کو اپنا مسکن بنایا۔ پھر یہ لوگ رحیم یار شاہ کی طرف بڑھے۔ جہاں مولانا شمس الزماں نے اپنا آستانہ عالیہ قائم کیا۔ سید محمد امین دوست محمد نے نیادیں میں سے تاجہ خیل کی رفاقت کو پسند کیا۔ نیازیل نے سپاں ہزار کنال ارامی پیش کی جہاں حضرت دوست محمد نے اپنی خانقاہ تعمیر کی۔ نیازی قبیلہ بھی غزنی سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے دستاویزات کی رو سے اس خاندان کو سید کی بجائے

سہ تذکرہ سارات دوست محمد خیل ص ۲۹، ۲۴۔

قریش لکھا گیا۔ سید دوست محمد کے چھ فرزندانوں سے چھ نسلی شاخیں جاری ہوئیں۔ (۱) علی محمد (۲) محمد فاضل (۳) منظم ملی (۴) عبدالنبی (۵) محمد مراد (۶) محمد شفیق، اسی خاندان کے اتقان لاک، انخندی اور اوڈی بھی کہلاتے ہیں۔

اس خاندان سے کئی علامہ سید جمال الدین کاظمیؒ وراثتاً تمام امتیازی اوصاف سے متصف ہیں۔ اپنی استقامت اور مجاہدانہ شان کے سبب وہ صف اول کے شہسوار ہیں۔ علامہ کے پردادا خواجہ پیر بخش صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کو خواجگان سیالوی سے خرقہ خلافت عطا ہوا تھا۔ بعد ازاں ان کے دونوں عابد و زاہد اور بالکرامت صاحبزادگان خواجہ غلام فرید شاہ اور خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کے زمانہ میں سلسلہ بیعت دور و دور تک پھیل گیا تھا۔ خواجہ غلام فرید شاہ کے فرزند خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمیؒ سجادہ نشین ہوئے۔ یہی علامہ سید جمال الدین کاظمیؒ کے والد محترم ہیں۔ سید جمال الدین کاظمیؒ ۱۹۳۶ء میں تولد ہوئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں تمام جدید و قدیم علوم کی تکمیل کی۔ خواجہ قمر الدین سیالویؒ نے ۱۹۶۶ء میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی اور خرقہ خلافت سے نوازا۔ اہل جہادہ بیک وقت ایک شیخ طریقت، صاحب سجادہ، ملوک و محقق اور اسلام کے نڈر سپاہی ہیں۔ انہوں نے چند مفید کتابیں تصنیف فرما کر اپنے بحوالہ علوم ہونے کا ثبوت ہی نہیں پیش کیا بلکہ علمی طبقوں میں اپنی عالمانہ فیضیت کی دھلک بٹھا دی ہے۔ تصنیف و تالیف اور تحقیقی کاموں کی تکمیل کے لیے انہیں ایک وسیع کتب خانہ میسر ہے جو لاکھوں روپے کی بیش قیمت اور نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۶ء میں اقامت دین کے لیے کراچی سے اسلام آباد تک ”لوگ مارچ“ کی قیادت ان کی زندگی میں در قیام اسلامی نظام کے جدوجہد کی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہے۔

نوٹ: بد موجودہ شجرہ کے مطابق حضرت معین الدین چشتیؒ امام موسیٰ کاظمؑ کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے جبکہ شمس بابا امام موسیٰ کاظمؑ کی چوتھی پشت میں تولد ہوئے اس لیے اول الذکر کا مورخانہ ذکر کے یہاں جہاں رہنا تحقیق طلب ہے۔ (مؤلف)



اولادید ابراہیم بن امام موسی کاظمؑ اولاد پیر سید عبدالوہاب شاہ ککڑلارہ کابلی

سید شاہ محمد ناصر الدین قریشی مشہدی

سید محمد شاہ

سید جلال شاہ

سید حسین شاہ

سید آدم شاہ

— | —  
سيد علاء الدين بن شام

سید دوست محمد شاہ

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ ہے

یہ ہیں عین سہا

یاں محمد شاہ

شاہ شرف حسین

خواجہ غلام قمر شاہ

صاحبزادہ غلام نظام

1

•  $\dot{b}_K$  ist die

علامہ سید جمال الدینؒ

مستقیم مدرسہ فریدیہ رضویہ ماری

۱۔ جمیر کے قیام کے دوران دو شادیاں کیں جن میں سے ایک تو سید وجیہ الدین مشہدی دہلک  
جمیر، کی دختر بی بی صحت تھیں دوسری کسی ہندو راجہ کی لڑکی بی بی امت تھیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔  
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد میں تین فرزند حضرت سید فخر الدین، حضرت سید  
ضیاء الدین ابو سعید اور سید حسام الدین تھے۔ ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب  
نے سید فخر الدین اور بی بی حافظہ جمال کو خلافت بھی دی۔ بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور  
روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ۶۲۲ھ میں ۹۷ سال کی  
عمر میں واصل بحق ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۵ بتائی گئی ہے۔ اجمیر شریف میں مدفون  
ہیں جہاں مزار مبارک مرجع خلافت ہے۔

مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ رات کو کم سوتے، عشاء کے دنوں سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے کلام پاک دن رات میں دو بار ختم کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں دعا کی تھی کہ قیامت تک غلامۃ

بله مرآة الانساب ص ۲۵، بزم صوفیہ ص ۲۶، کنز الانساب ص ۶۶

۲۵ کنز الانساب ص ۵۷، ۵۸ بنیم صوفیه ص ۲۵

چشتیہ کا سلسلہ قائم رہے چنانچہ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ فیروزانہ لباس میں رہتے اور مائٹ الدہر بزرگ تھے۔ ہند کے مرنیاے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ رسول اکرم کی طرف سے قطب الشائخین کے لقب کی بشارت ملی۔ سماع کا ذوق تھا۔ ان کی مغل سماع میں معاصرین مشائخ کی بڑی کثرت ہوتی تھی ریلہ

خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تعریف نہیں چھوڑی ہے مگر کئی تصانیف ان کے نام سے منسوب ہیں مثلاً

(۱) رسالہ در کسب نفس (۲) رسالہ وجودیہ (۳) حدیث المعارف (۴) گنج الاسرار (۵) دیوان صوفی (۶) انیس الادب (۷) دلیل العارفین۔

دلیل العارفین میں مقامات سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مقام ایک ایک پیغمبر سے منسوب ہے مثلاً تو بہ حضرت آدم سے، عبادت حضرت ابراہیم سے، ذہد حضرت عیسیٰ سے، فنا حضرت یحییٰ سے، مقام حضرت یعقوب سے، مجاہدہ حضرت یونس سے، صدق حضرت یوسف سے، تفکر حضرت شعیب سے، استزاد حضرت شعیب سے، اصلاح حضرت داؤد سے، اخلاص حضرت نوح سے، معرفت حضرت خضر سے، شکر حضرت ابراہیم سے اور محبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

### مشہور خلفاء

خلامہ بختیار کاکیؒ، خواجہ فخر الدین (فرزند) شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیبہ الدین خواجہ برہان الدین، شیخ محمد ترک نالولی، خواجہ عبد اللہ بیابانی اور شیخ مسعود غازی (اجیر)

## حضرت سید شاہ طالب علی شطاری ستمپوریؒ

### شجرہ نسب

- |   |   |
|---|---|
| حضرت سید شاہ طالب علی شطاریؒ ستمپوری شطاریہ             | سید شاہ ارشد علی شطاریؒ                 |
| سلسلہ طریقت کے بزرگ تھے۔ وہ نسباً حسن حسینی سید         | ۱۸- قاری سید ارشد علی حسینی شطاری       |
| تھے۔ آپ کی خانقاہ ستمپور درجنگہ میں ہے جہاں آپ          | ۱۷- سید احمد علی حسینی شطاری            |
| کی ابدی آرام گاہ بھی ہے اور دوسری خانقاہ علامہ الدین    | ۱۶- سید علی احمد حسینی شطاری            |
| پور (روہڑا دوسہڑا) میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے               | ۱۵- سید طالب علی حسینی شطاری            |
| سمادہ نشین حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال رحیم یار خاں | ۱۴- سید محمد الامیر شطاری               |
| (پاکستان) میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشینی اور        | ۱۳- سید محمد حسین شطاری                 |
| سمادگی آپ کے لائق فرزند علامہ سید شاہ احمد علی حسینی    | ۱۲- سید علی شطاری                       |
| شطاری کو تفویض ہوئی۔ آپ عالم دین، صوفی اور محکم         | ۱۱- سید عین الدین عبد الباقی احمد شطاری |
| حاذق ہونے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے عربی            | ۱۰- سید عبد المہسن محمد علی الدین شطاری |
| زبان کے ادیب، صافی اور شاعر بھی تھے۔ آپ کو عربی         | ۹- سید محمد الحارس شطاری                |
| نعت گوئی میں بڑی شہرت ہوئی۔                             | ۸- سید علی                              |
|   | ۷- سید ابراہیم                          |
|   | ۶- امام موسیٰ کاظمؑ                     |

## سید صدر الدین شاہ صدر

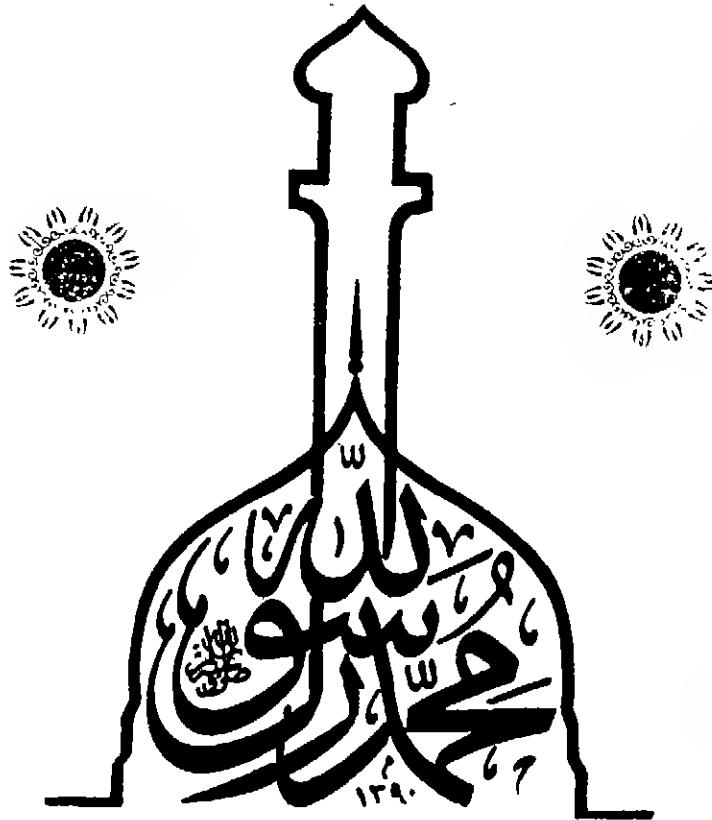
(شجرہ نسب منہ)

اسم گرامی سید صدر الدین اور لقب شاہ صدر تھا۔ والد کا نام سید محمد اور دادا کا نام سید علی مکی تھا۔ آپ کا تعلق کانہی سادات سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں شاہ صدر کے جد اعلیٰ سید علی مکی جو اکابر شیوخ اور اولیاء کبار میں تھے اپنے ایک سورتخار اور ہزاروں کے ساتھ سامرہ سے ہجرت کر کے تبلیغ کے لیے سندھ تشریف لائے۔ اور پرگنہ سیوان ضلع دادو میں پہنچے تو بڑے نامی پہاڑ کے دامن میں دیا کے کنارے ایک پٹھان اور خاموش بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے چل کر سید علی کے نام پر "لک علی" مشہور ہوا اور ان کی اولاد لکھیاری سادات کہلائی۔ یہ سادات کا پہلا خاندان تھا جو عازم سندھ ہوا۔ لکھیاری سادات اپنی شرافت و نہایت کے اعتبار سے پورے سندھ میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کا ایک سندھی مورخ میر ک یوسف اپنی کتاب "منظر شاہ جہانی" میں ۱۰۴۵ھ میں سادات لکھیاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "سادات لکھوی بسیار صحیح النسب اند" وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ دوسرے سادات میں نہیں کرتے۔ میر علی شیر قانع ٹھٹھری نے سید علی مکی کی سندھ میں آمد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "ادو" کے راجہ دلورائے کا بھائی آمرانی نے اسلام قبول کر لیا اور منصورہ میں جا کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حافظ قرآن بن کر واپس آیا تو گھر والوں نے شادی پر مجبور کیا انہوں نے انکار کیا تو کسی نے طعنہ دیا کہ یہ تو عرب لڑکی سے شادی کرے گا۔ یہ بات دل میں بیٹھ گئی وہ فوراً حج کے لیے روانہ ہوا وہاں اس نے ایک عرب لڑکی فاطمہ سے شادی کی اور سندھ میں رہنے لگا۔ ایک دن کسی نے دلورائے سے فاطمہ کے حسن و جمال کی تعریف کی وہ دہپے آنا رہا آمرانی بردت پہنچا اور برہن آباد سے فوراً نکل گیا۔ شہر کے لیے اس نے بدعا کی۔ وہ سیدھا عرب پہنچا اور خلیفہ کے دربار میں فریاد کی خلیفہ نے سامرہ سے سید علی کو عرب مجاہدین کے دستہ کے ساتھ دلورائے راجہ کی گوتھالی کے لیے سندھ بھیجا۔ لیکن دستہ کے پہنچنے سے

لے تذکرہ مونیاء سندھ ص ۱۱۵

قبل ہی برہن آباد خدا کے غضب سے تباہ ہو چکا تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ سید علی جب سندھ پہنچے تو راجہ پشیمان ہو کر تائب ہوا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی سید علی سے کر دی جن سے چار صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) سید محمد (۲) سید مراد (۳) سید حاجی (۴) سید چنگو۔ شاہ صدر سید علی کے بڑے صاحبزادے سید محمد کے فرزند ہیں۔ لکھیاری سادات سندھ میں ہر جگہ موجود ہیں۔ دوسرے شاہ صدر زیارت گاہ غلاٹ ہے۔ سید محمد شاہ صدر کے فراسہ ہیں جدولی کال تھے۔ سید محمد شجاع بھی شاہ صدر کے فراسہ تھے بونفتشند یہ سلاسل کے نامور بزرگ اور مونی تھے۔





## سید شمس الدین مشہدیؒ

(شجرہ نسب ۱۶۱)

بندگی شاہ برکت اللہ کے مرثی اعلیٰ سید شمس الدین مشہد سے ہند تشریف لائے۔ اور شیخ شرف الدین یحییٰ مینریؒ سے بیعت ہوئے۔ مخدوم الملک کے برادر مخدوم جلیل الدین مینری کی دختر ترقیہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے سید شاہ منجم تولد ہوئے جن کی اولاد میں شاہ واجد علی تھے جو سید رستم بن سید شاہ حیدر الجکیری کے داماد تھے۔ ان کی اولاد کھراتل پرگنہ سلع گیا میں آباد ہیں۔ سید شمس الدین مشہدیؒ کے برادر کا اسم گرامی سید صلاح الدین رشید تھا اور ان کے چھوٹے بیٹے بھاگلپور میں سکونت پذیر ہوئے۔

## مخدوم سید احمد چرمپوشؒ

(شجرہ نسب ۱۶۲)

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ تیغ برہنہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بہار کے اکابر مشائخین میں سے تھے۔ یہ سلاسل سہروردیہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ یہ مخدوم شرف الدین یحییٰ مینریؒ اور مخدوم تیمم اللہ سفید بازؒ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ہمدان میں ۷۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے سلطان تھے۔ سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ کچھ دن مخدوم چرمپوش سلطان رہے پھر یہ بھی تخت و تاج چھوڑ کر شہر ملتان چلے آئے مولانا علی الدین علارالحق پنڈویؒ ان کے پیر تھے۔ ان کے اشارہ پر لہاسہ (دہلت) تشریف لے گئے۔ آپ کے کلمات و کرامات سے متاثر ہو کر وہاں کا راجہ مسلمان ہو گیا۔

انبیر درگاہ بہار شریف میں والد اور والدہ کے ساتھ ہی ان کا مزار ہے۔ ۱۱۸۰ سال کی عمر میں ۲۶ صفر ۷۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ کے دو فرزند تھے:-

(۱) سید شاہ سراج الدین احمد

(۲) سید شاہ تاج الدین احمد

شاہ سراج کے ایک فرزند کا نام سید عبدالرحمن تھا۔

## سید محمد جونپوریؒ

پشت نمبر	اسماء
۱۷	سید محمد جونپوریؒ
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید عثمان
۱۴	سید موسیٰ
۱۳	سید قاسم
۱۲	سید نجم الدین
۱۱	سید عبداللہ
۱۰	سید یوسف
۹	سید یحییٰ
۸	سید نعمت اللہ
۷	سید اسماعیل
۶	امام موسیٰ کاظمؑ
۵	امام جعفر صادقؑ
۴	امام باقرؑ
۳	امام زین العابدینؑ
۲	حضرت امام حسینؑ
۱	حضرت علیؑ

سید محمد جونپوریؒ شیخ دانیالؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کی ولادت ۸۴۷ھ میں جونپور میں ہوئی۔ ۸۸۸ھ میں جونپور سے ہجرت کر کے عظیم آباد آئے۔ پھر چند ہیری شریف لے گئے وہاں سے مانڈو (مالوہ) آگئے۔ بادشاہ غیاث الدین غلجی (موتی ۹۵۵ھ) آپ کا مقتدر تھا۔ ۸۸۸ھ میں جاپانیر (گجرات) میں ڈیرہ سال ہے۔ ۸۹۰ھ میں گجرات سے برہانپور آئے۔ پھر بیدر گئے۔ بیدر سے ٹکڑہ گئے۔ ۹۵۵ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ۹۶۰ھ میں ناگڑا ہوتے ہوئے جیسلیہر، نیر پور، سندھ آئے۔ ۹۱۰ھ میں تندرہلہ سے فرج پہنچے۔ ۹۱۰ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ میراں سید محمد نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ وہ موضع راج اور فرج کے درمیان مدفون ہوئے۔

خوفٹ :- ٹھٹھ کے مشہور رضوی سادات کے جدِ اعلیٰ سید محمد یوسف جھکڑیؒ اور سید مبارک شاہ، شیخ دانیال کے مرید ہو کر سید محمد جونپوریؒ کے سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے۔ سندھ کے مشہور حکمران خاندان کھڑہ (عباسی) کا شجرہ طریقت بھی سید محمد جونپوریؒ سے ملتا ہے۔

## شجرہ و تذکرہ

## سید شاہ عبدالکریم بڑی والےؒ

سید شاہ عبدالکریم متعلق ۲۰ شعبان ۹۵۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۵۲۸ء کو ٹیاریں میں تولد ہوئے۔ ان کے جدِ اعلیٰ سید علی نے متعلق شہر آباد کیا تھا جو آج کل ٹیاریں شریف کہلاتا ہے۔ بچپن ہی میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سید جلال نے کی۔ سید شاہ عبدالکریم نے مخدوم نوح بالائیؒ سے فیضان حاصل کیا۔ اپنے پیر مخدوم نوح بالائی کے ارشاد کے مطابق ٹیاریں شریف سے ہجرت فرما کر بڑی شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ مخدوم آدم سمیہا اور سید یوسف مہدی بھکڑی سے بھی بیعت کی اور اپنی پوری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزار دی۔ ساری زندگی فقر و فاقہ اور تنگدستی میں بسر کی۔

آپ ۸۸ سال کی عمر میں ۷ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے۔

(۱) سید ظہر اول (۲) سید عبدالجیم شاہ  
(۳) سید جلال شاہ (۴) سید برہان شاہ  
(۵) سید ظہر ثانی شاہ (۶) سید دین محمد شاہ  
(۷) سید حسین شاہ (۸) سید عبدالقدوس شاہ

پشت نمبر	اسماء
۲۵	شاہ عبدالکریم بڑی والے
۲۴	سید لعل محمد
۲۳	سید عبدالغنی سمن شاہ
۲۲	سید ہاشم
۲۱	سید حاجی شاہ
۲۰	سید جلال الدین جزار
۱۹	سید شرف الدین
۱۸	سید کبیر علی ثانی
۱۷	سید حیدر ہروی
۱۶	سید میر علی ہراتی
۱۵	سید محمد
۱۴	سید حسین ثالث
۱۳	سید علی ثانی
۱۲	سید یوسف
۱۱	سید حسین ثانی
۱۰	سید ابابیم
۹	سید علی
۸	سید حسین
۷	سید جعفر
۶	امام موسیٰ کاظمؑ

## سید عبداللطیف بھٹائی سائیں، بھٹ شاہ مالہ حید آباد سندھ

(شجرہ نسب ۱۸۶)

اس خاندان کے ایک بزرگ سید حید ہرات سے ۸۰۰ھ میں سندھ تشریف لائے اور قصبہ ہار میں سکونت اختیار کی اس خاندان کے کچھ افراد بڑی میں آباد ہوئے۔ اسی شاخ میں سید عبدالکریم بڑی والے متعلق شاہ کے پردادا بڑی والے کہلائے۔ شاہ صاحب کے والد سید حبیب شاہ بہت ہی علم و زہاد بزرگ تھے وہ صاحب وجد و حال بھی تھے اور ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے۔ شاہ عبداللطیف کی ولادت ۱۶۸۶ھ میں ہوئی۔ معاصرین اور نگ زیب عالمگیر بادشاہ تھا۔ جب سید حبیب کوئی چلے آئے تو شاہ لطیف بھی والد کے ساتھ کوٹری میں رہے۔ اور نگ زیب عالمگیر کا جب انتقال ہوا تو شاہ لطیف اس وقت ۱۸ برس کے تھے۔ ان کے وطن میں اس وقت بکھڑوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے وہ وقت بھی دیکھا جب نادر شاہ بادشاہ نے ایران سے آکر سندھ کو لوٹا۔ نادر شاہ ۱۱۵۲ھ کے لوآخر میں سندھ آیا اور ۱۱۵۳ھ کو لاڑکانہ سے ایران روانہ ہوا اور ۱۱۶۰ھ میں قتل ہوا۔ ان کے سامنے ایک وقت ایسا بھی آیا جب احمد شاہ ابدالی دندانا ہوا مہلی آیا اور اس نے سندھ کو کابل کے ماتحت بنایا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی مشہور تصنیف ”شاہ جو رسالہ“ ہے جو سندھ کے چھپے چھپے میں نہایت عقیدت و اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ ایک مشہور روایت کے مطابق شاہ کی بددعا سے شاہ بندر، تحصیل منٹھ ٹھٹھہ ویران ہو گیا جو ان دنوں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

مقالات الشعراء کے مصنف نے آپ کے محامد و فضائل کا اعتراف کیا ہے۔

”آزنجاب اگرچہ اتنی بوند آما علم عالم بتمام برلوح محفوظ دل شان ثبوت بودہ، الخ این بیت قابل لائق شان شاہ است“

پرو فضل غنیہ نادیدہ دبستان

پرسی پارہ اسرار حسن

ملہ تذکرہ مونیائے سندھ ۱۸۶۰ء مقالات الشعراء مرتبہ پیر حسام الدین راشدی ۱۸۶۰ء

آپ کا نسب قلعن سادات کاظمی سے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ مخدوم عربی دیانہ کی دختر تھیں۔ آپ ۶۲ سال کی عمر میں ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء میں بھٹ شاہ میں واصل بحق ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بھٹ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔



## منتقبت (فارسی)

شاہ لطیف بھٹائی سائیں شاعر برغیر  
برمزار شاہ آید اولیاء ادنیٰ فقیر  
عاشقان را دوست داند عارفان را رفا  
باب علم معرفت چہ واکند در دلپذیر  
لات لطیفی لطف پیدا در دل عشاق کرد  
ترک گرد تا و مال آں نعمت سلطان فقیر  
خوبتر تشریع کردند آگہی ایمان را  
افشا گرد و راز ہائے شیطنت اسرار پر  
خفقہ دلوشیدہ بودند در شش اسرار عشق  
مثل پروانہ میزد بر شمع حق خود فقیر  
ہفت خواں آں شاعر سندی زبان فرزند سند  
دبیرین افضل ترین شیریں سخن مثل دبیر  
شاعر چنگ و رباب اولیاء صوفی صفت  
نزد ہالہ برمزار شش دیدہ ام مجہم غفر  
در عالم ناپائدار زیستن آسان نیست  
باصفا آنکہ یابی ما تو روشن نمیر

شاعر و نشان بزرگ پیر و مرشد راہبر  
ہمچنین باجم نازاں یک جہاں ہستند اسیر (مؤلف)



## سید محمد بقا

(شجرہ نسب ص ۴۳)

سید محمد بقا کی ولادت ۱۲۵۵ھ کو رسول پور سائیں خیر پور میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سید محمد بقا نے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے روحانی فیوض حاصل کیے سلاسل قادریہ میں سید عبدالقادر حسینی سے اکتساب فیض کیا جو شیخ سید صالح شاہ قادری کے مرید تھے۔ سلاسل چشتیہ اور نقشبندیہ میں آپ کی رہبری مخدوم اسماعیل روہڑی نے کی۔ آپ کے مرشدان سلاسل میں خواجہ اسماعیل، خواجہ جمال اللہ، شیخ حاجی ایوب، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سید آدم بنوری، شیخ رکن الدین گنگوہی، عبدالقدوس گنگوہی، شیخ احمد عبدالحق ردوئی اور شیخ جلال پانی پتی کی توسط سے خواجہ معین الدین چشتی خواجہ باقی باللہ خواجہ اسکنی، درویش محمد، خواجہ محمد زاہد، خواجہ عبداللہ احرار، خواجہ یعقوب چرخچی خواجہ بہار الدین نقشبندی معروف تھے۔

سید علی گوہر حسینی نے اپنی کتاب خزینۃ العرفۃ (قلمی، ص ۷۷، ۸، ۹) پر تین سلاسل طریقت کی تفصیل درج کی ہے۔ سید محمد بقا نے قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے سرچشموں سے فیضیاب ہو کر سندھ میں عرفان و تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں صرف کی۔ وہ سنگی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ میں سید بقا گمنا بول کی ایک گٹھڑی سر پر رکھے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس گٹھڑی کو مال و دولت سمجھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ قصبہ شیخ طیب (خیر پور) میں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ سید محمد بقا کے کل اٹھارہ فرزند تھے جن میں پیر سید محمد راشد مدظلہ دہشتی نے علم و فضل، تقویٰ، تقدس، عرفان اور تصوف کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کی اولاد میں سندھ کے مشہور پیر گیارہ پیر سکندر شاہ، شاہ مروان ثانی کے لقب سے زینت آرائے سجادہ ہیں غرض یہ کہ آپ نے فضل و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی اس کی روشنی سرزمین سندھ کے چپے چپے پر پھیلی۔

۱۔ تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۲۶۳ تا ۲۷۳

نوٹ: سید محمد بقا حضرت علیؑ کی چونتیسویں پشت میں تولد ہوئے (مؤلف)

## پیر سید محمد راشد روضی دھنی و سید شاہ مراں پیر گارا

(شجرہ نسب ص ۱۴)

پیر سید محمد راشد روضی دھنی کی ولادت ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔ علوم دینیہ مخدوم احمدی اور شاہ فقیر اللہ ملوی سے حاصل کیے اور اپنے والد سید محمد بقا کے دست پر بیعت ہو کر روحانی تربیت اور فیض حاصل کیا۔ ۱۲۳۳ھ میں پیر سید محمد راشد نے ۶۲ سال کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی تعینات میں (۱) شرح سماو اللہ الحسنی (۲) جمیع الجوامع مشہور ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند پیر صبغت اللہ شاہ اول مندر خلافت پر بیٹھے۔ اس خاندان میں یہ پہلے پیر ہیں جو پیر گارا یعنی صاحب دتار کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے دوسرے بھائی پیر محمد لٹین جھٹا والے دوسری جگہ چلے گئے جو پیر جھٹا کہلائے۔ پیر جھٹا کا کتب خانہ آج بھی علی دنیا میں غیر معمولی شہرت و عظمت رکھتا ہے۔ ان کے عہد میں سلطنت اسلامیہ کا چراغ جھلکا رہا تھا۔ پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سکھ سندھ پر لپٹاں پڑی نظروں سے دیکھ رہے ہیں تو جہاد کا عزم معمم کر لیا۔ شہید صبغت اللہ شاہ کا سلسلہ نسب ۲۳ روپی پشت میں حضرت سید علی اکملوی عرف لکھنوی سے جا ملتا ہے۔ سندھ کے اطراف میں آپ کے لاکھوں مرید پھیلے ہوئے ہیں اور حرکت کرتے ہیں آپ کی ولادت ۱۲۲۷ھ میں پیر جو گوٹھ خیر پور میں ہوئی۔ ۱۲۶۱ھ میں ۱۱۳ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۲۶۶ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور حرّ تحرّیک قائم کی اور انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہو گئے اور جہاد کا اعلان کر دیا نعرہ تھا تو ملن یا کفن حرّ تحرّیک کا مرکز ساکنگھڑ تھا۔ پیر صاحب کو منسلک ساکنگھڑ سے گرفتار کر لیا گیا اور ان پر بغیہ مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو چھانسی کی سزا دی گئی۔ انگریزوں نے کوشش کی کہ اگر پیر صاحب معافی مانگ لیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا ایک ہی جواب تھا۔ میں حسین سید ہوں اور سید ہوتے سے نہیں ڈرتا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو فجر کے وقت سید صبغت اللہ شاہ ثانی پیر گارا کو چھانسی دے دی گئی۔ ان کے مرید خرمہ مجاہدوں کو بہت ہی دردناک اور اذیتناک سزائیں دی گئیں۔ ان کی بری

تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۱۸

بچوں کو کیمپوں میں رکھا گیا ہزار بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں، بھوک، افلاس اور بیماریوں سے متاثر ہر کر ہلاک ہوئے۔ یہ کیمپ درج ذیل مقامات پر قائم کیے گئے تھے۔ (۱) جڑی (۲) وارہ (۳) ذاب شاہ (۴) جھول (۵) سینھارو (۶) کچرو (۷) ساکنگھڑ (۸) پتھورو (۹) میر پور ضلع (۱۰) سکھر (۱۱) حیدر آباد (۱۲) خیر پور صاحب قادی تحریک کے سر فزوش مجاہدوں نے اپنے قائد اور مرشد کی رہائی کے لیے پر زور تحریک چلائی اور ہتھیار اٹھائیے تو ان پر ظلم کے چاڑ توڑے گئے اور خرمہ مجاہدوں کے گاؤں کے گاؤں صغیر ہستی سے مٹا دیے گئے۔ حوام پر پہلے پناہ منظم کے بعد آخر کار انگریز اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن آزادی کے توالوں کی قربانیوں کے افسانے آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالقدوس بہاری کی کادشوں سے قائد اعظم کے حکم پر خرموں کو کیمپوں سے آزاد کیا گیا تاکہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔

لے روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء

## سید احمد کبیر رفاعی

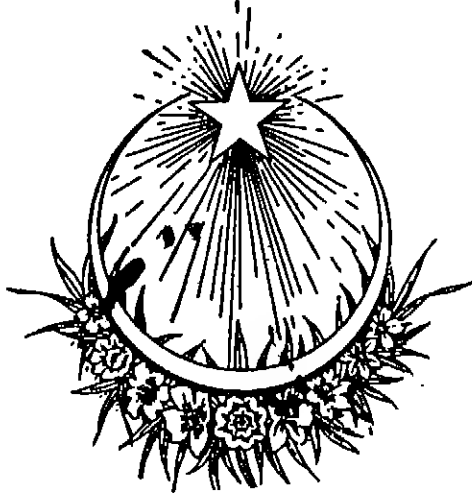
(شجرہ نسب منہ)

سلاسل رفاعیہ کے مورث اعلیٰ سید احمد کبیر رفاعی تھے۔ آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ اپنے جدِ ماجدِ حسن امیر رفاعہ کے سبب رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی کے مسلک کے پابند تھے۔ آپ نسباً شہیدِ کلا اور امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہیں اس لیے موسوی کہلائے۔

سید عبدالرحیم رفاعی کا تعلق لوہاب سید روح اللہؒ کاٹھن نے شہنشاہِ اودنگ زیب سے کرایا آپ کے کشفِ کمال سے اودنگ زیب بھی آپ کا متقدّم ہو گیا۔ سید صاحب نے دکن میں مالابار، کتنور، کالی کٹ کا سفر اختیار کیا اور سلاسل رفاعیہ کو فروغ دیا سفر میں آپ کے فرزند سید یوسف رفاعی ملکِ جلاہ (انڈونیشیا) گئے۔ وہاں آزمائش میں آپ کو آگ سے گورنا پڑا یہ دیکھ کر سلطان بہت متقدّم ہو گیا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ نے ملک کا دورہ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سید عبدالرحیم کا انتقال ۱۳۲ھ میں سورت میں ہوا۔ خانقاہ بریا جمائل میں آپ مدفون ہیں۔ قبل اس خالوادہ کے بہت سے بزرگ ہندو تشریف لاپکے تھے انہیں میں سے سید نجیب الدین رفاعی کے خاندان کے سید احمد اللہ رفاعی ۱۳۶ھ میں بروہہ کے سجادہ نشین تھے آپ نے اپنی دختر کا عقد سید نور الدین سیف اللہ رفاعی سے کر دیا اور ان کو سجادہ بنایا ان کے وصال کے بعد سید بدر الدین محمد رفاعی ۱۳۷ھ میں بروہہ کے سجادہ نشین بنے۔ آپ کے چار صاحبزادے گان، تولد ہوئے (۱) سید حسام الدین رفاعی (۲) سید زین العابدین رفاعی (۳) سید رضی الدین رفاعی (۴) سید فخر الدین رفاعی اور دختر بھی تھیں۔ سید بدر الدین رفاعی کا وصال ۱۳۶ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید حسام الدین رفاعی گدی نشین ہوئے۔ فی الحال ان کے منجھلے صاحبزادہ سید کمال الدین رفاعی خانقاہ رفاعیہ بونہ کی سجادگی پر جلوہ افروز ہیں۔

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو سید رضی الدین (لالو میاں) رفاعی اپنے چھوٹے بھائی سید فخر الدین کے ہمراہ کراچی تشریف لائے آپ نے تہات شریع کی اور ساتھ ساتھ سلاسل رفاعیہ کو

بھی فروغ دیا۔ آپ کو اپنے جدِ ماجد سید احمد کبیر رفاعی سے حد درجہ محبت تھی۔ آپ نے پانچ مرتبہ سید احمد کبیر رفاعی کے روضہ مقدس دلق ام عبیدہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں (۱) سید جمال الدین رفاعی (بادشاہ میاں) (۲) سید وزیر علی رفاعی (۳) سید بدر الدین رفاعی (۴) سید محمودہ بیگم (۵) سید شاہدہ بیگم۔ آپ کا شجرہ لولہ ہے: "سید رضی الدین بن سید بدر الدین بن سید نور الدین سیف بن سید حسام الدین بن سید بدر الدین محمد بن سید زین العابدین بن سید محی الدین بن سید یوسف رفاعی بن سید عبدالرحیم رفاعی"



## نواب سید امیر علی موسوی

(مادری شجرہ نسب مس)

نواب سید امیر علی خان بہادر رئیس باڑہ نواب کوٹھی پٹنہ کا خاندان موسوی، رضوی، نقوی اور زیدی النسب ہے۔ قاضی سید نورح موسوی اس خاندان کے محدث اعلیٰ تھے وہ ہندو میں منصب قضا پر فائز تھے۔ عہد مغلیہ میں ہندو اور ہندو ہونے۔ آپ کی زوجہ کا اسم گرامی بی بی زینب تھا اور فرزند کا نام سید ابوبکر شہنشاہ دہلی نے ان کی زندگی کی شایان شان شیخ المشائخ کا لقب دیا جب سے یہ خاندان شیخ کہلانے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے بہار میں خانقاہ کے لیے چک زینب اور چک ابوبکر کی جاگیر عطا ہوئی یہ موصفات باڑہ ضلع پٹنہ میں ہیں۔ سید ابوبکر کے فرزند مولا سید شاہ نور محمد تھے جن کے بیٹے شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ (۱) شیخ غلام محی الدین (۲) شیخ عطا محی الدین، شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام شیخ محمد رفیع تھا جن کی زوجہ بی بی فہیمہ بنت قاضی سید محمد ماہ تھیں۔ قاضی سید محمد ماہ قاضی معین الدین کے پوتے تھے جن کو شاہجہاں بادشاہ نے مصارف کے لیے باڑہ، پٹنہ میں ایک موقع قاضی معین الدین چک، جاگیر میں عطا کیا تھا جو وہاں اب تک مشہور ہے۔ مسماہ فہیمہ کی والدہ کا نام مسماہ ظریفہ تھا جو سید سلام اللہ خان خانان کی دختر تھیں۔ خان خانان دیوان محمد معظم کے فرزند تھے۔ دیوان معظم شاہزادہ کامگار کے وزیر مقرر ہوئے تھے شاہزادہ کامگار بہادر شاہ اول کا بیٹا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا پوتا تھا۔ دیوان معظم کو چرگہ لاکھو ضلع مونگیر میں ایک لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ دیوان معظم کے بھائی کا نام سید حاجی محمد تھا جو شاہجہاں شاہ امیر نامہ فارسی، از نواب سید امیر علی موسوی ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء، حقیقت بھی کہانی بھی از سید بدر الدین احمد بہار لکھنؤ پرنٹرز ۴۴۱ء طبع تاریخ حسن ماہ ۹۱ء

نوٹ ملے سید محمد اسلم عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ہنگلی بندر (بنگال) کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

نوٹ ملے سید ظہن غازی عہد اکبری میں فوج کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

نوٹ ملے سید ابوبکر کو بزرگی کی بنا پر شیخ المشائخ لقب دیا گیا جس کے سبب یہ خاندان شیخ کہلایا۔ (مؤلف)

بادشاہ کے بیٹے شاہ شجاع کے اتالیق مقرر ہوئے تھے بعد میں شاہ سلطان کھنیز شاہ شجاع کے اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ دیوان معظم کے والد کا نام صوفی سید جلال کرمان کے مشہور بزرگ تھے۔ شیخ محمد رفیع کے دو بیٹے تھے (۱) شیخ وارث علی (۲) شیخ محب علی (لاولد)۔ مسماہ و حبیبہ شیخ وارث علی کی زوجہ تھیں جو نواب سید امیر علی کی دادی تھیں۔ مسماہ و حبیبہ سید غلام محمد نقوی کی دختر تھیں جو سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے خاندان سے تھے۔ شیخ وارث علی کے بیٹے کا نام اسد الدین احمد عرف شیخ احمد علی تھا جن کے نام پر بیٹے نواب سید امیر علی تھے شیخ احمد علی کی زوجہ کا نام مسماہ رحمانی تھا جو سید رحم علی کی بیٹی تھیں۔ سید رحم علی چنگی بندر کے قاضی سید محمد اسلم زیدی الواسطی جاجیزئی کے بیٹے تھے جن کا تعلق خاندان سادات میاں سے تھا اور جو سید احمد جاجیزئی کی اولاد میں سے تھے۔ واضح ہو کہ سید احمد جاجیزئی بہار میں سادات بارہ گھاٹوں کے محدث اعلیٰ گزرے ہیں۔ نواب سید امیر علی کے پردادا شیخ محمد رفیع کے خسر سید محمد ماہ رضوی کی اولاد بڑھن پور تہمت میں آباد ہے۔ تمام اراضی و املاک نواب سید امیر علی کے دادا شیخ وارث علی کے نام منتقل ہوئی۔ انگریزوں کے دور میں بھی جاگیر بحال رکھی گئی اور تاحیات مامانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ مارچ ۱۹۵۷ء میں شیخ وارث علی کے بیٹے شیخ احمد علی کے نام سے زمینداری کی سند جاری ہوئی۔ شیخ احمد علی سینٹل، مراد آباد دیوپی میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور خدمت بطور احسن انجام دینے کے سبب ان کو سرشتہ دار مقرر کیا گیا۔

سید امیر علی کی ولادت تقسیم باڑہ عملہ قاضی معین الدین چک عظیم آباد میں ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ بہت ہی کم عمری میں ضروری علوم کی تکمیل کی۔ اپنی آبائی جائداد پر انہوں نے تکیہ نہیں کیا بلکہ معاش کی جستجو میں رات دن کوشاں رہے۔ ۱۸۲۹ء میں پٹنہ میں دیوانی عدالت میں وکالت شروع کر دی اور بہت جلد عروج حاصل کیا۔ ۱۸۳۳ء میں ہند کے دار الحکومت کلکتہ پہنچے۔ نعیر الدین حیدر نواب اودھ کے ارکین دولت میں شامل کیے گئے۔ بعد ازاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ خالص مقرر ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں دیوانہ نظامت کلکتہ میں شامل ہوئے۔ ۱۸۵۴ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس وقت مسٹر سیوعل پٹنہ کا کسٹنر تھا اور سید امیر علی جوہر پٹنہ تھے۔ اس کے بعد کلکتہ میں آنریری جوہر پٹنہ مقرر کر دیے گئے۔ بعد ازاں حکومت بنگال کی کونسل کے رکن کے منصب پر فائز ہوئے۔ لارڈ لارنس نے ۱۸۶۴ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا تھا۔ کچھ دنوں آپ لیمبیلڈ کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۸۶۶ء میں جوہر

پرگنہ کے آمریزی مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۷ء ہی میں دائرہ سرحد ہند مظفر پور بہار میں دربار لگایا جس میں خدمت کے عوض ایک لاکھ روپے خزانہ شاہی سے جیب خرچ کے لیے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ نواب اورنگزیں علی اسی کا خطاب بھی مرحمت فرمایا گیا۔ آپ اپنے زمانہ کے ہر دلعزیز افسر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سیکڑوں محب وطن کو سولی پر چڑھا دیا گیا اس وقت آپ کو کشتہ مقرر کیا گیا جس سے سیکڑوں بے گناہوں کی جان بچ گئی۔ ان بچ جانے والوں میں نواب سید لطف علی خاں بھی تھے۔ بعد ازاں سید امیر علی کو ”وزیر السلطان“ کا خطاب مرحمت فرما کر معزول نواب واجد علی شاہ کا مشیر مقرر کر دیا گیا۔ سید امیر علی نے اپنی کروٹوں کی جائداد کو گروی رکھ کر نواب واجد علی شاہ کے اخراجات پورے کیے۔ جب نواب سید امیر علی کا انتقال ہوا تو ساری جائداد ہندو مہاجنوں کے پاس گروی تھی اس طرح آپ کی کل مروٹی جائداد قرض میں تلف ہو گئی۔

نواب سید امیر علی کے تین فرزند تھے (۱) نواب زادہ خان بہادر سید اشرف الدین احمد ہنگلی امام باڑہ کے متولی تھے۔ وہ جب باڑہ آئے تو انہیں سی آئی اے سے لوانا گیا۔ (۲) نواب زادہ سید افضل الدین احمد ”فسانہ خورشیدی“ کے مصنف تھے۔ آپ انیکٹر آف رجسٹریشن کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۳) نواب زادہ سید احسن الدین احمد ڈی ایس بہار و اڑیسہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعد ازاں انیکٹر جنرل آف رجسٹریشن بھی رہے۔ ایف بی بیٹ گورنر بہار کی ایکڑ کیٹیو کونسل کی رکنیت کا چارج لینے والے تھے کہ حرکت قلب بند ہو گئی۔ کلکتہ میں سید احسن الدین احمد کا انتقال ہوا اس وقت آپ کلکتہ کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ کھنن شہر کی ایک شاہراہ آپ کے نام پر موسوم ہے۔

سید افضل الدین احمد بہار کے باکمال شہر نگار تھے۔ وہ ۱۸۵۸ء میں تولد ہوئے۔ کلکتہ میں ان کی اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اچھے ماحول میں ہوئی اور انہیں قابل اساتذہ کرام نے ستیفین ہونے کا موقع ملا۔ ان کی انگریزی تعلیم کے لیے انگریز معلم رکھے گئے تھے۔ کلکتہ اس وقت مشرقی و مغربی تہذیب تمدن کا گہوارہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کا آنا جانا نواب واجد علی شاہ کے محلات میں بھی تھا۔ بیٹپور سلطان کے خاندان کے ساتھ بھی ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کی طبیعت بھی رنگین مزاج تھی۔ دولت کی فراوانی تھی اور آپ نواب زادہ بھی تھے ”فسانہ خورشیدی“ میں انہوں نے کلکتہ کے مسلم امراء، نواب زادوں کی بیگمات کی معاشرتی ماحول کی بڑی مہارت اور چابکدستی سے عکاسی کی ہے۔ یہ کتاب

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں شمشہی پریس میں چھپی تھی۔ باڑہ سے ان کا لگاؤ آخر دم تک رہا۔ بہار شریف میں آپ کی سسرال تھی اور برسر نواب سید نعیر الدین حسین ان کے داماد تھے۔ ۱۹۰۵ء میں سید افضل الدین احمد کا انتقال ہوا۔ انشاء پر دہلی میں ان کا درجہ کمال ڈپٹی نذیر احمد اور عبد الحلیم شرر سے کم نہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کے فرزند کا اسم گرامی سید نعم الدین احمد تھا جن کے سات صاحبزادے ہیں۔ (۱) سید منہاج الدین احمد (۲) سید سراج الدین احمد (۳) سید سمیع الدین احمد سابق ایڈیشنل کمشنر کراچی (۴) سید زین الدین احمد، افسر محکمہ خوراک (۵) سید ریاض الدین احمد (۶) سید سیف الدین احمد (۷) سید حسین الدین احمد کنسلر بحریں حکومت پاکستان۔

سید نعم الدین احمد کے داماد کا اسم گرامی فضل حق تھا جن کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ (۱) سید قیصر جمیل اے بی پی آر کراچی (۲) سید پرویز جمیل (۳) رضانہ خاتون۔

سید زین الدین احمد محکمہ خوراک میں افسر تھے ان کے سب سے بڑے صاحبزادہ سید عامر تبریز ایک ہونہار سی ایس پی افسر ہیں۔ وہ پاکستان آؤٹ ڈپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں وہ بڑے ہی چاق و چوبند اور تیز فہم انسان ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں۔ ہر وقت فلاحی کاموں کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت ان کی زندگی کا شعار ہے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ قوم کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں: القرآن







(شجرہ نسب منہاج)

بہارِ ساداتِ منوی شجرہ اولادِ امام علی رضاؑ

سید محمد یوسف بنوری کانسبی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو امام ربانی مجددِ ثالث کے سب سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جلتے پیدائش نورتحی جو ریاست پٹیاہ میں سرہند کے قریب ایک شہر قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں افغان قبائل نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی ایساں انخوند آپ کے مقلد ارادت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازاں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کوہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا میر احمد شاہ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محل آباد کیا جو گرگڑھی میر احمد شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید زکریا نے ہندوستان کے شہر غاناٹا ہوں کی دیانت کی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلے کشی کی امیر امان اللہ دہلوی کے دور میں جہازوں کے کاروبار میں ان کا بڑا مالی نقصان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی چھوٹی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو باکرامت تھیں۔ حضرت مریم کی طرح ان کے پاس بے موسم کے میوے آتے تھے۔ سورہ یسین پڑھتے ہوئے بانو پڑھو کات کر اپنا کنن تیار کیا تھا لیکن مجبوری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا عید کا جوڑا بنوا دیا تھا۔ مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر و مفید کتابیں تصنیف کیں مثلاً ربیع معجزات، رویا، تعبیر رویا اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلہ ارادت امداد اللہ مہاجر گڑھی کے خلیفہ حاجی شفیق احمد گیلانی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا زکریا شیخ الحدیث سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبداللہ بن باز، وزیر امور دینیہ حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جدامجد شاہ علم اللہ رابرہیلیؒ یولی کے نامور بزرگوں میں گزر رہے ہیں۔

سنة عربي الفيل مسلمان ۲۵۳

نوٹ :- اصولِ انساب کی رو سے ۱۶ یا ۱۷ اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

سید محمد علی	سید سلطان علی	سید جعفر ثانی	سید رضی
سید مرتضیٰ	سید مرتضیٰ	سید رشید الدین	سید حسن
سید محمد عارف	سید بر خردار	سید حسن	سید مسعود
سید علی	سید اسماعیل	سید منی الدین	سید محمود
سید حسین	سید عبداللہ	سید احمد حسین	سید علی
سید زین الدین	سید مکام	سید معروف	سید مرتضیٰ
سید باقر	سید محمد خنگسوار	سید احسن الحق	سید برہان الحق
سید فخر غلاموش	سید محمد	سید اسحق	سید سراج الحق
سید جمال الدین	سید احمد	سید احمد	سید کمال الدین
سید قائم	سید بر خردار	سید محمد	سید جلال الدین
سید منہاں	سید منہاں	سید کمال الدین	سید ماہ
سید یحییٰ	سید کن الدین	سید احمد اوشی	سید سلیمان مشہدی
سید معین الدین	سید عیسیٰ	خواجہ کمال الدین اوشی	سید ابراہیم
سید محمد مانی	سید حسین	خواجہ قطب الدین بختیار کاگی	
سید محمد	سید جمال	(دہلی)	
سید اکرام	سید زین العابدین		
سید محمد دمع	سید عبدالرحمن		
سید ہند	سید معین اسکر بکوی		
	سید غلام سبکی		
	سید غلام اشرف		
	شد تادار بخش		
	سید واد حسین		
	سید شاد حسین (بہار)		

(شجرۂ نسب مثلاً)

سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جلیل القاد علم اللہ راجہ بریلی، یوپی کے نامور بزرگوں میں گزرے ہیں۔

نوٹ :- اصولِ انساب کی رو سے ۱۶ یا ۱۷ اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

سید سلطان علی      سید جعفر ثانی

سید سلطان علی	سید جعفر ثانی	سید رضی
سید مرتضیٰ	سید رشید الدین	سید حسن
سید برنجدار	سید حسن	سید مسعود
سید امین	سید رفی الدین	سید محمود
سید عبداللہ	سید احمد حسین	سید علی
سید حکام	سید معروف	سید مرتضیٰ
سید محمد خنگسوار	سید حسن الحق	سید بہان الحق
سید محمد	سید اسحق	سید سراج الحق
سید احمد	سید احمد	سید کمال الدین
سید بنو درار	سید محمد	سید جلال الدین
سید تنجھن	سید کمال الدین	سید ماہ
سید رکن الدین	سید احمد اوشی	سید سلیمان مشہدی
سید عیسیٰ	خواجہ کمال الدین اوشی	سید ابراہیم
سید حسین	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (دہلی)	
سید جمال		
سید زین العابدین		
سید عبدالرحمن		
سید معین اکبر تجوی		
سید غلام یحییٰ		
سید غلام اشرف		
شد قادر بخش		
سید واحد حسین		
سید شمس الدین		

## شجره نسب اولاد امام علی رضاع

سید ابراہیم

سید عبدالشکور	سید محمد واسطی	سید قطب الدین	سید محمد حجت
سید عبدالعزیز	سید فضل	سید شہاب الدین	سید عبداللہ اکبر
سید معروف	سید محمد تقی	سید علی	سید مصطفیٰ
سید جنید جعفر	سید موسیٰ	سید مرتضیٰ	سید علی بزرگ
سید علی راضی	سید قربان علی	سید حسن	سید محمد جمیل
سید محمود الخیر	سید عبداللہ شہکی	سید اسحاق	سید محمد غلیل
سید امیر احمد	سید صدر الدین	سید آدم حسین	سید عبدالجمیل
سید محمد	سید بہاء الدین	سید حاجی محمد	سید عبداللہ ثانی
سید عبدالخالق	سید محمد علی	سید نظام الدین مشہدی	سید محمد
سید محمود کرانی	سید مصطفیٰ	مولانا سید عالم الدین	سید احمد
سید محمد	سید محمد غازی	سید بڑے	سید شاہ البرکات
سید شمس الدین	(بھرت پور ہند)	سید عبدالفتاح	سید حیدر
سید احمد		سید عبدالغفور	سید مظفر
سید عبداللہ		سید عبدالشکور	میر سید اصغر
حکیم سید عسکری		سید غریب محمد چھتہ	سید شاہ مبارک
(لکھنؤ ہند)		سید محمد معشوق	سید شاہ برکات
		سید محمد غلام مخدوم	سید شاہ حیات
		سید غلام محمد لانی	سید شاہ ابوالعلا شہیدی
		سید منیر علی (بہار شریف)	(بہار)
		سید تفضل حسین	
		سید نجیل حسین	

حافظ سید شان نذر الرحمن

## شجرہ اولاد امام علی رضاع

سید حسن

سید یوسف	سید مصطفیٰ مشہدی	سید عبدالرشید	سید یعقوب
سید عبدالمطلب	سید سلیمان	سید عبدالحمید	سید اسحق
سید عبدالرزاق	سید عبدالکریم	سید صدر عالم	سید یوسف
سید ابراہیم	سید عبدالرحمن جیلانی	سید عالم	سید محمد
سید نوح	سید تاج الدین	سید آدم	سید احمد
سید محمد شہید	سید مناج راضی	سید ابراہیم	سید میراں
سید علاء الدین	(پھلواڑی شریف بہار)	سید احمد	سید بڑے
سید عبداللہ	سید شاہ معروف	سید علی	سید عرب اول
سید علی اصغر	سید شاہ عارف	سید محمد	سید میر محمد
سید علی اکبر	سید غلام جیلانی	سید بیانی رضیہ	سید معین محمد
سید علی شیر	سید لعل محمد	نور محمد قطب الدین	سید شمس محمد
سید مبارک مونگیری	سید سعد اللہ	بختیار کانی (دہلی)	سید محمد
سید خضر الدین	سید محمد برخوردار		سید میر
سید سالار	سید جمال		سید مبارک ثانی
سید بڑے	سید علی اکبر		سید عرب ثانی
سید اخوند میر	سید نصر اللہ		سید فلیل
سید چاند	سید منور علی		سید شمس الدین
سید زبیا	سید انور علی		سید حسن شہید
سید جان علی	سید محمد عارف پور		سید سلیمان
سید مخصوص علی	سید احمد علی		ڈیسٹ بہار
سید معصوم علی	حکیم خاں حیات حسین		صع ۲۰۴
سید محمد امین	سید عبدالعزیز بیکر پور پٹنہ		
سید سیف الدین	(صدر بہار مسلم لیگ)		
سید کریم علی			
سید فضل علی دہوی (بہار شریف)			

میر صدر الدین      سید جان

(نسب نامہ ولینہ)

میر افضل شیر (بہار شریف)

سید آل نبی  
(موضع آبگاہ)  
(عظیم گیارہواں)

مختار، یونی ہند  
میر سید محمود (مدراک)  
۴۲ عمری النمل سلطان  
(ہانسی، یونی)

## شجره نسب پدری خواجه قطب الدین بختیار کاکی

بمطابق کنز الساب صف ۸۲	بمطابق مرآة الساب	بمطابق بزم صوفیه مر ۴۳	بمطابق شجره سنده
۱۹. خواجه قطب بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی
۲۰. خواجه کمال الدین شمس	خواجه کمال الدین اوشی	سید کمال الدین	سید کمال الدین ثانی
۲۱. خواجه سید محمد موسی	سید موسی اوشی	سید موسی اوشی	سید موسی
۱۴. سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد ثانی
۱۵. سید حسین الدین	سید احمد	سید کمال الدین	سید کمال الدین
۱۳. سید رشید الدین	سید احمد	سید محمد	سید محمد
۱۳. سید رضی الدین	سید احمد	سید احمد	سید احمد
۱۲. سید حسن معروف	سید معروف	سید رضی الدین	سید رضی الدین
۱۱. سید محمد اسحق	سید احمد	سید حسین الدین	سید حسین الدین
۱۰. سید محمد جواد	سید رضی الدین	سید رشید الدین	سید رشید الدین
۹. سید علی سجاد	سید حسین الدین	سید جعفر ثانی	سید جعفر ثانی
۸. سید جعفر ثانی	سید رشید الدین	امام علی رضا	امام علی رضا
۷. امام علی رضا	سید جعفر ثانی	امام علی رضا	امام علی رضا

## شجره نسب مادری خواجه قطب الدین کاکی

بمطابق کنز الساب مر ۸۲	بمطابق شجره سنده
خواجه قطب الدین بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی
بی بی رضیه	بی بی رضیه
سید محمود	سید محمود
سید علی	سید علی
سید احمد	سید احمد
سید ابراهیم	سید ابراهیم
سید آدم	سید آدم
سید عالم	سید عالم
سید صدر عالم	سید صدر عالم
سید عبد الحمید	سید عبد الحمید
سید عبد الحمید	سید عبد الحمید
سید عبد الرشید	سید عبد الرشید
سید حسن	سید حسن
امام علی رضا	امام علی رضا



## تذکرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(شجرہ نسب ص ۲۰۶، ۲۰۷)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اوشی قصبہ اوش، ماوراء النہر میں تولد ہوئے۔ بختیار الدین اکبر گزلی اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ عرف عام میں خواجہ کاکیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ والد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۵ برس کی عمر میں مولانا ابو حفص سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کی تعلیم پائی۔ سترہ سال کی عمر میں خواجہ نمین چشتیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔ دو رات میں ۵۰ رکعت نماز ادا کرتے اور ہر رات تین ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ آپ سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ غزنی، سمرقند اور بغداد گئے۔ وہاں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مجلس میں خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ دہلی کے سفر میں قلعن جاکر شیخ بہار الدین زکریا ملتانیؒ سے ملاقات کی۔ آپ کی ریاضت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ اخیر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے۔ ہر وقت استغراق و مراقبہ میں ہوتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے تجدید و منو کہ کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہر روز دوبارہ کلام پاک ختم کرتے تھے۔ سورہ یوسف کی برکت سے انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ محفل سماع میں اس شعر پر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

”کشتگانِ غنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است“

آپ کا سال وفات ۶۳۲ھ ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے گا جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصی ستیں قضا نہ کی ہوں اور ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی ہو۔ یہ شرطیں صرف سلطان التمش کی ذات میں پوری ہوتی تھیں اس لیے اسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی تعینف میں ایک کتاب ”فوائد السالکین“ آپ سے منسوب ہے جو ملفوظات پر مشتمل ہے جنہیں خواجہ فرید احمد گنج شکر نے جمع کیلئے۔ مشارعِ چشتیہ سلوک میں پندرہ درجے شمار کرتے ہیں ان میں ایک کشف و کرامات کا ہے اس درجہ کے حاصل ہونے پر سالک اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے ورنہ بغیر درجات سے محروم رہ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک منور عارف کامل نہ تھا اس لیے کہ اس نے اسرار ظاہر کر دیے۔ آپ کے خلفاء میں بابا مسگر گنج، شیخ محمود بہاری، سید محمود جاجنری، سلطان نصیر الدین، التمش، حمید الدین ناگوری، شیخ جلال تبریزی، نظام الدین اولیا، مشہور ہیں۔

## شجرہ و تذکرہ سید منہاج راسٹیؒ

سید منہاج راسٹیؒ آٹھویں صدی ہجری یعنی ۱۶۲ھ میں چلواری شریف تشریف لائے اور یہیں مستعلاً قیام پذیر ہوئے اور ۷۸۶ھ میں آپ نے ولادت فرمائی۔

سید منہاج راسٹیؒ کی دوسری اہلیہ سماء بی بی آمنہ بنت شاہ اسماعیل کرجویؒ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مندرجہ ذیل دیہاتوں میں پھیل گئی۔

(۱) عشری (۲) بدلیوہ (۳) مصطفیٰ پور کھکول۔

یہاں کے مختلف سادات گھرانوں سے ان موافقات میں ان کی جزئیات پہنچی۔

(۱) کاکو شریف مد (۲) کراتے پر سرائے (۳) نیرہ

(۴) تیکوہ دنگیر (۵) پکورا (۶) گورگانوال

آپ کی اولاد و اہماد میں سید علی اکبر اور سید عبدالعزیز (عزیزیت) بہت ہی مشہور ہوئے۔ عزیزیت نے سورہ بہار میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔

نوٹ :- علم الانساب کی رو سے شجرہ میں کم از کم دس واسطے کم درج ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

پشت نبر	اسماء گرامی
۱۴	سید منہاج راسٹیؒ
۱۳	سید تاج الدین جیلانی
۱۲	سید عبدالرحمن جیلانی
۱۱	سید عبدالکریم مشہدی
۱۰	سید اسماعیل مشہدی
۹	سید مصطفیٰ مشہدی
۸	سید حسن
۷	امام علی رضاؑ

## علامہ سید شاہ شفیق رضوی عماد پوری

مغل سرانے ۲۲ میل کے فاصلہ پر رفیع گنج ریلوے اسٹیشن واقع ہے اس کے قریب ہی عماد پور ایک مروجہ فیروز پور ہے۔ جو علامہ سید شاہ حسن مرتضیٰ کے آباؤ اجداد کا مولد و سکون ہے۔ آپ کا اسم گرامی سید حسن مرتضیٰ ہے اور تخلص شفیق، آپ بہار کے سادات رضوی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ حسن رضا تھا آپ کے دادا جان خان بہادر سید کریم علی الہ آباد کے مفتی اعلیٰ تھے آپ کے والد سید حسن رضا کی وفات ۱۳۹۲ھ میں ہوئی۔ اس وقت علامہ شفیق صرف چار سال کے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سید سہار حسین سے ہوئی۔ طب کی کتابیں حکیم علی کوثر شیر آبادی سے پڑھیں۔ تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا شوق آپ کو شروع ہی سے تھا۔ ۱۸۹۲ھ میں آپ نے حضرت امیر مینائی لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ امیر مینائی لکھنوی کی وفات ۱۹۰۰ھ میں ہوئی۔

علامہ شفیق کے تلامذہ میں علامہ سید عباس سرور کا بری بہت مشہور ہیں۔

### تعاریف

شہرہ عقیدت (۲) آیۃ پیغمبر (۳) تحفہ یازدہم (۴) غنیۃ نو بہار (رباعیات) (۵) تہذیب الآفاق (۶) منتخب العروض (۷) تحقیق سخن (۸) مجرب سخن (۹) منافع سخن (۱۰) رکن عروضی، (۱۱) گنجینہ تاریخ۔

علامہ شفیق رضوی عماد پوری کا وصال ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں ہوا۔

## بیر سٹر عبد العزیز (عزیر ملت)

(شجرہ نسب ملت)

والد ماجد کا اسم گرامی سید حفاظت حسین تھا جو کنوارے حکیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ مشہور حکیم تھے۔ راجہ مہاراجہ بھی علاج معالجہ کے لیے رجوع ہوتے تھے۔ ایام طفلی ہی میں عبد العزیز کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں جسٹس شرف الدین کلکتہ ہائی کورٹ کی ہسٹنگی حاصل تھی ان سے انہیں نے کسب علم و دانش کیا۔ سید علی امام اور سید حسن امام اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ کالجیٹ مکمل میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سینٹ کولیس کالج ہزاری باغ میں بی اے میں داخلہ لیا۔ گریجویشن کے بعد ان کے بہنوئی صاحب نے انہیں بیرسٹری کے لیے لندن بھیجنے کا بندوبست کیا۔ مسٹر عزیز لندن میں سات سال مقیم رہے۔ مضمون نویسی کا بڑا شوق تھا۔ فیض و ملیح انگریزی لکھتے اور برتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ ۱۹۳۷ء میں لندن سے واپس ہو کر کلکتہ میں پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں اسبلی میں پہنچے۔ ۱۹۳۰ء میں نظام حیدر آباد اسٹیٹ میں صدر المہام رہے آپ کے بھگلا کا نام رضوان تھا۔ قائد اعظم چٹنہ میں اسی مکان میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

## سید رحیم الدین استخوانوی ایڈیٹر البیخ پٹنہ

(شجرہ نسب ملت)

استخوانوی سید رحیم الدین استخوانوں کے شاہیر میں سے تھے وہ البیخ پٹنہ کے ایڈیٹر تھے اور اپنے زمانے کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا سید احمد ندوی راقم کے رمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ٹھاکرہ میں اردو کے استاد تھے۔ جن کے صاحبزادہ سید ابو ظفر علی احمد اکاؤنٹس آفیسر لے جی پی آر کراچی راقم کے مشفق کرم فرماؤں میں سے ہیں سید احمد ندوی صاحب کراچی میں ۱۹۶۸ء میں انتقال ہوا۔



## جسٹس سید امیر علی وانیس الرحمن ایڈووکیٹ، شرف آباد، کراچی

پشت نمبر اسمائے گرامی  
 ۲۸ سید صادق علی خاں امام علی رضا شہیدی کی اکتیسویں پشت میں  
 ۲۹ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۰ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۱ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۲ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔

۳۳ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۴ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۵ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۶ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۷ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۸ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۳۹ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۰ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۱ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۲ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۳ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۴ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۵ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۶ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۷ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۸ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۴۹ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۵۰ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔

لے اکچہ اینڈ لائف آف سید امیر علی ازجی اے نیٹس اینڈ پکینی مدراس ص ۵

ان کے دورِ رواں رسہ وہ برصغیر کے مشہور و معروف قانون دان کی حیثیت سے تسلیم کیے جلتے ہیں وہ مدلل جسٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

انیس الرحمن وکیل | انیس الرحمن ۸ مئی ۱۹۱۹ء کو موتیہاری میں پیدا ہوئے وہیں سے میٹرک کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے انٹر کیا اور مولانا مناظر احسن گیلانی کے شاگرد بھی رہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے بھی مستفین ہوئے۔ پٹنہ سے ایم اے ایل ایل بی کیا۔ مسلم نیشنل گارڈز موتیہاری کے سالار رہے اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر، تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ وہ مصنف، مقرر، شاعر اور مضمون نگار ہونے کے علاوہ مشہور وکیل بھی ہیں اس وقت شرف آباد کراچی میں انعامت پذیر ہیں۔ موصوف بلکے ذہین، طباع شخصیت کے مالک ہیں۔ قوم کا درد ان کے دل میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سید سلیمان ندوی فاؤنڈیشن کے دورِ رواں ہیں۔ اورنگی میں سید سلیمان ندوی میموریل اسکول بھی چلا رہے ہیں۔ عزیزیت اسکول اورنگی بھی انہیں کا قائم کردہ ہے۔ آپ پچاس کتابوں کے مصنف ہیں۔



وَهَذَا صِرَاطٌ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

اور آپ پیغمبرِ نبی (ص) یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدِ راستہ

(القرآن)



## اے سرزمین بہار

آبشاروں، جو باروں کو ہزاروں کی زمیں  
نسترن زرگس کی سوسن کے نکھاروں کی زمیں  
اے نواری اور جہی کے خماروں کی زمیں  
رات کی رانی کی اور گل کے نظاروں کی زمیں  
فاختہ کے ہر ہوں کے دل کے تاروں کی زمیں  
بجلیوں کی بادشوں کی اور شراروں کی زمیں  
آم کی لہجی کی جامن کی اناروں کی زمیں  
دعان کی گیسوں کی پٹ سن کی چٹائوں کی زمیں  
اے نکھاروں کی زمیں اے ٹھٹھوں کی سرزمیں  
اے دل ہندوستان اے روح شرق کاشاب  
غیرتہ اسلام پر پٹ جانے والوں کی زمیں  
ان کے خوں سے سرزمین پاک کی تخلیق ہے  
جاں نثاروں، جاں سپاہوں، سوگراؤں کی زمیں

(ایس ارحمن ایڈروکیٹ)



## شجرہ و تذکرہ

### سید فضل علی رہوی، بہار شریف

سید فضل علی موضع رہوی، بہار شریف، پٹنہ کے ایک عابد و زاہد اور  
عربی بزرگ گزرے ہیں، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید کرم  
علی تھا۔

آپ کے چار حقیقی برادر تھے۔

(۱) سید شاہ افضل علی

(۲) سید شاہ جمعیت علی

(۳) سید شاہ معصوم علی

یہ چاروں بھائی مسماۃ بی بی فاطمہ کے بطن سے تولد ہوئے جو سید کرم  
علی کی زوجہ اولیٰ تھیں۔ سید فضل علی کی شادی مسماۃ بی بی واصلہ  
سے ہوئی جن سے سید ابوالقاسم پیدا ہوئے۔ سید فضل علی حضرت  
منعم پاک کا رُوسے بیت تھے۔

سید فضل علی ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ انہوں نے سنہری  
ہیرا نکھا اردو میں تحریر کی ہے جس میں چار سو پچاسی اشعار ہیں۔

پشت نمبر	اسماء گرامی
۳۲	سید فضل علی
۳۲	سید کرم علی
۳۱	سید سیف الدین
۳۰	سید محمد امین
۲۹	سید محمد معصوم شریف
۲۸	سید معصوم
۲۷	سید جان
۲۶	سید زیبا
۲۵	سید چاند
۲۴	سید انور میر
۲۳	سید بڑے
۲۲	سید سالار
۲۱	سید شہر الدین
۲۰	سید مبارک
۱۹	سید علی شیر
۱۸	سید علی اکبر
۱۷	سید علی امیر
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید محمد شہید
۱۳	سید نور
۱۲	سید ابوالہیثم
۱۱	سید عبدالغفار
۱۰	سید عبدالطلب
۹	سید محمد یوسف
۸	سید امام حسن
۷	سید علی رضا

## شجرہ محدطہ کمال آبگلوئی

پشت نمبر	اسمائے گرامی	کمال آبگلوئی کی ولادت ۱۹۱۸ء میں آبگلہ میں ہوئی۔ وہ حضرت
۴۵	سید محدطہ کمال آبگلوئی	مینا مشہدی کی اولاد واجہاد میں سے تھے۔ مینا رضوی مشہدی ایران کے
۴۴	ڈاکٹر سید شاہ عبدالرحمن	شہر دہلی وارد ہوئے اور شاہی جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب مقرر
۴۳	سید امانت حسین مشہدی	ہوئے۔ ان سے سید کمال تک کم از کم ۲۰ پشتیں گزری ہیں۔ لیکن صرف
۴۲	سید شاہ عنایت حسین	۱۹ اسمائے گرامی درج ہوئے ہیں حضرت علیؑ سے مینا مشہدی تک
۴۱	سید شاہ کرامت حسین	۲۱ یا ۲۲ پشتیں گزری ہیں۔ قاضی سید شاہ رفیق اللہ نبیرہ سید شاہ
۴۰	شاہ برہان الدین رضوی بھی	مینا مشہدی کو پرگنہ گیا صوبہ بہار کا عہدہ قضا پیش کیا گیا اور ۵۰۰
۳۹	قاضی رفیق اللہ	ہیکھ زمین جاگیر میں عطا کی گئی۔
۳۸	مخدوم سید شاہ محمود	
۳۷	مولانا سید شاہ محمد مینا رضوی شہر	

نوٹ :- قدیم ہستی آبگلہ موجودہ آبادی سے چند گز کے فاصلے پر جانب شمال زیر دامن کوہ آباد تھی۔ آثار قدیمہ میں مسجد کا پختہ سنگی چبوترہ اور قبرستان آبگلہ کی پہاڑی کے دامن میں اب بھی موجود ہے۔ قاضی سید بڑے قاضی رفیق اللہ کے نواسہ تھے وہ آبگلہ ہی آسودہ خاک ہیں جو دوسری جہت سے مینا مشہدی کے پوتے کے پوتے تھے۔ سید احمد اللہ (مصنف) مسلم شعراء بہار کے پردادا میر صاحب ملی کھر بھیا، منٹ پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں ان کی شادی ہوئی تھی اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت مینا مشہدی رضوی کے پوتے قدیم آبگلہ ہی میں آباد ہوئے تھے۔ گویا قدیم آبگلہ ۵۵۰ سال تک آباد رہا۔ آخر کار گردش ایام نے اسے ویران کر دیا۔

میر صاحب علی حضرت آدم صوفیؒ کی اولاد میں سے تھے۔

۱۔ مسلم شعراء بہار جلد چہارم ص ۸۰

## علامہ سید سلیمان ندوی دیسنوی

(شجرہ نسب ص ۲۲۰)

ابو نجیب اسم گرامی اور عرف سید سلیمان ندوی ہے ۱۸۸۵ء میں دیسنہ میں تولد ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں ارتحال ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم سید ابو حنیف صاحب سے دیسنہ میں حاصل کی۔ چند ماہ مدرسہ امدادیہ درجنگ بہار میں پڑھا۔ ۱۹۰۱ء میں مولوی محمد احسن استھانوی کے ساتھ دارالعلوم ندوہ گئے اس وقت دارالندوہ کے اراکین مولانا محمد علی مونگیری، شاہ سلیمان پھلواروی اور مولانا شبلی تھے ۱۹۰۵ء میں جب شبلی نعمانی اس کے ناظم ہوئے تو سید سلیمان ندوی کو اپنی تربیت میں لے لیا۔

۱۹۰۷ء میں کنھو میں دستار بندی کی تقریب تھی حاضرین مجلس نے علامہ کا امتحان لینے کی غرض سے عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کی فرمائش کی۔ خواجہ غلام الثقلین نے موضوع تجویز کیا ”ہند میں اشاعت اسلام“ سید سلیمان ندوی نے ایسی دلکش اور جامع تقریر کی کہ سارا مجمع عیش عشق کرنے لگا۔ مولانا شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا عامہ مبر سے مجمع میں شاگرد کے سر پر رکھ دیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ ندوہ میں استاد مقرر ہوئے، ۱۹۱۰ء میں ”الہلال“ کے ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں دکن میں کالج کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد سیرت النبیؐ کی تکمیل میں لگ گئے، جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سر سراسر مسعود، ڈاکٹر اقبال کے ساتھ شاہ افغانستان کی دعوت پر کابل گئے۔ ۱۹۴۲ء میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد کے ساتھ یورپ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں جج کیا۔ ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر تاریخی کانفرنس کی صدارت کی۔

۱۔ نسب نامہ دیسنہ ص ۲۲۰ تا ۲۲۱ تاریخ بارہ گیل ص ۳۸ تا ۳۹

نسب پدی

اسمائے گرامی

ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی

سید عبدالغفار

سید محمد خلیل مختار

میر امجد علی

میر دائم اللہ

سید محمد ماہرو

سید محمد کلیم (اولاد)

مینا شہیدی رضوی

نسب (آبگلہ)

نسب ماہوری

پروفیسر مجتبیٰ رضوی

سیدہ صفیہ خاتون

سید محمد کاظم

سید محمد عبداللطیف

میر عبدالعزیز دریاپور

میر جمہ

میر دائم اللہ

سید محمد ماہرو

سید محمد کلیم

اولاد

مینا شہیدی رضوی

نسب (آبگلہ)

تغیر ذکام سپرد کیا جو آپ نے بعد احسن انجام دیا۔ ۱۹۸۹ء میں آپ کراچی واپس لوٹے جب سے آپ میں لائق

## ڈاکٹر پروفیسر سید محمد مجتبیٰ رضوی

ڈاکٹر پروفیسر مجتبیٰ رضوی کا تعلق موضع آبگلہ کے مشہور رضوی خاندان سے ہے جو مینا شہیدی رضوی کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید عبدالغفار ہے جو آبگلہ کے رہنے والے تھے اور ان کے دادا جان کا اسم گرامی سید محمد خلیل مختار ہے جو سید آباد پراسا میں (کاکا) سے تعلق رکھتے تھے۔ پروفیسر مجتبیٰ رضوی کے نانا مولوی سید محمد کاظم وکیل موضع حسن پورہ نزد پھلواڑی شریف اور دریا پور سے تعلق رکھتے تھے جن کے پردادا میر جمہ تھے ملاحظہ ہو فارسی کا ایک مصرعہ ”کلیم از ماہرو دائم امیر است“

پروفیسر صاحب ۱۹۲۳ء میں موضع پلداواں میں تولد ہوئے۔ پرائیوٹ طور پر میٹرک کیا۔ بی این کالج ٹنہ سے انٹر اور گورنمنٹ کالج ٹنہ میں ایل ایل بی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملٹری اکاڈمی میں ملازم ہوئے قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ چانگام میں سرکاری فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء کو بحری جہاز سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء کو کراچی آمد ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے ایم اے فرسٹ پوزیشن میں کیا اور اردو کالج کراچی سے فلک ہو گئے جہاں دس سال تک آپ تاریخ و سیاسیات کے صدر شعبہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں آپ مرکزی حکومت کی اوریئر اسکا لرشپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن گئے جہاں سے آپ نے جیو پابلس میں پی ایچ ڈی کیا آپ پورے پاکستان میں اس مضمون میں دولہ پی ایچ ڈی ہیں اس لیے آپ کو بابائے جیو پابلس کے خطاب سے نوازا گیا۔

۱۹۸۵ء کو آپ کو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں شعبہ سیاسیات انہی کی

تعلقات عامہ کے شعبہ میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ اور جامعہ کراچی سے اعزازی طور پر فلک ہیں۔ آپ صاحب تعینف بزرگ ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں شہرہ آفاق ہیں۔ فریڈر آف پاکستان ایک بے حد معلوماتی اور تحقیقی مقالہ ہے جس کا بڑا چرچا ہوا اور اس کو غیر معمولی تعینف قرار دیا گیا۔



XX

مَوْلَاے صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنِیْنِ وَالْثَّقَلِیْنِ  
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ





## شجر نسب اولاد سید ابراہیم بن امام تقی الجواد

سید عبدالمعید

سید یرہان الدین

سید حسین خٹکسوار

سید عبدالعزیز

سید عبدالرحمن

سید عبدالرزاق

سید شہاب الدین

سید احمد

سید ضیاء الدین

سید محمد

سید اکبر

سید محمد پیارے

سید حامد چاند

سید جلال دانشمند

سید محمد شرف

سید بل اللہ مبارک حسین

دیوان سید محمد جعفر

دیوان ابوسعید

سید خلیل شیخ پوری

(مونیگر)

شاہ خلیل

شاہ صاحب عالم

زہرہ

سید وارث علی

سید اولاد علی

سید لطافت حسین

(خسر و پور نوادہ گیا)

سید احمد

سید ماہ جعفری اکوری

سید محمد

سید یوسف

سید حنی

سید پیارے

سید چاند

سید جلال

(سہسرا بہار)

## اولاد سید حامد چاند

(شجرہ نمبر ۲۲۲)

سید جلال دانشمند

سید شاہ ابراہیم زندہ دل

(کاگر) (متوفی ۱۱۹۹ھ)

سید محمد باقی

سید مبارز

سید ابوالحسن

میر سید محمد

میر سید اسلم جعفری

سید فلام جعفر

میر سید علی ابراہیم پیر میان (پیر بیگم)

میر عنایت کریم

سید جعفر علی

سید شاہ حسین علی (بانس بیگم)

سید احمد سجاد

شاہ سجاد

سید وحید سجاد

سید سجاد علی

سید سجاد علی

سید سجاد علی

سید سجاد علی

سید سجاد علی

سید سجاد علی

سید سجاد علی

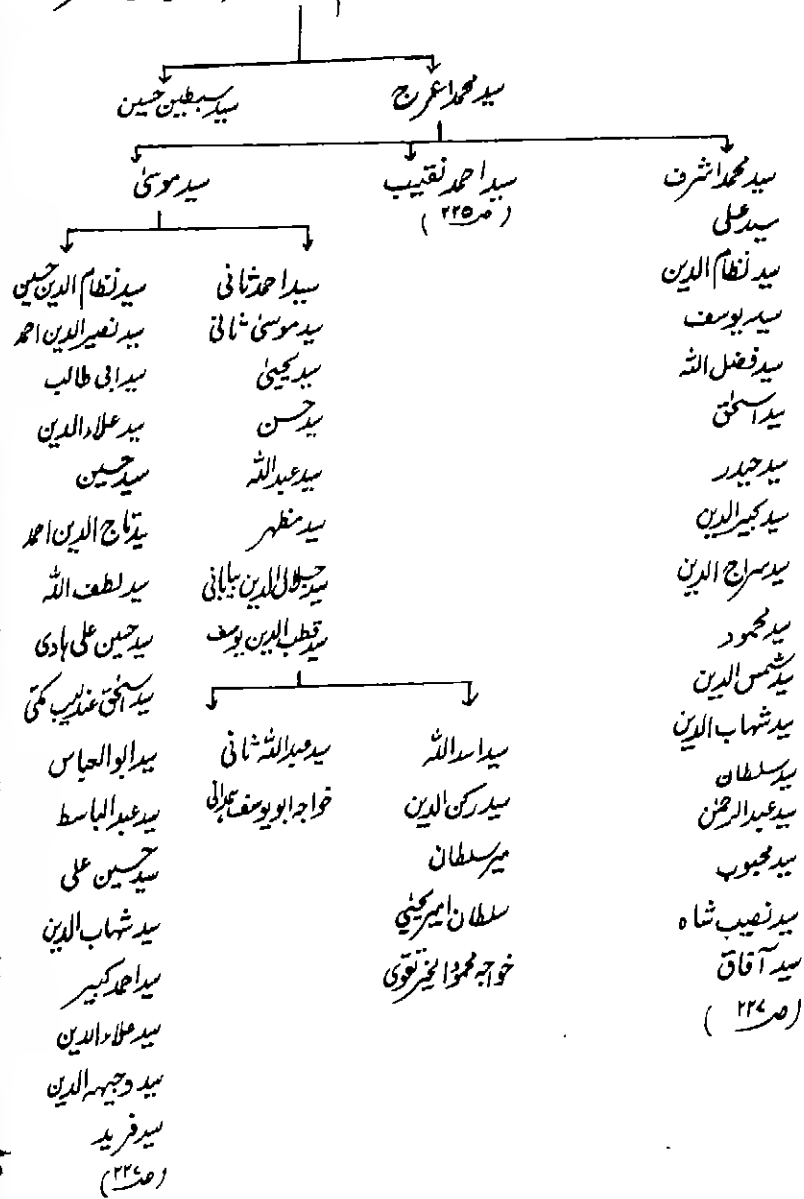
سید سجاد علی

سید سجاد علی

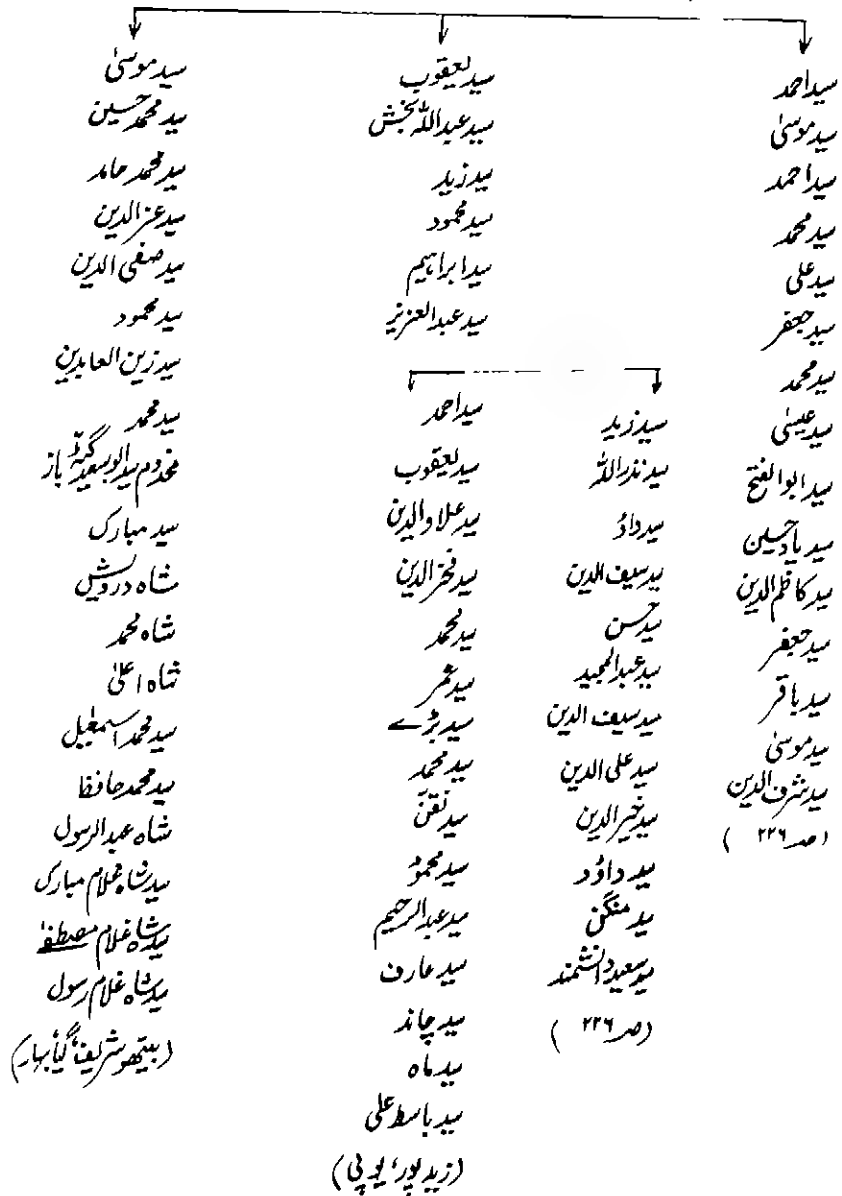
سید سجاد علی

نسب نامہ جعفری از سید احمد سجاد جعفری (ص ۱۰۹، ۱۱۰)

## شجرہ نسب اولاد سید الوہاب المکارم سید محمد کبیر بن سیدی لمبرق



## شجرہ نسب اولاد سید احمد نقیب بن سید محمد اعرج



شجرہ نسب اولاد سید شرف الدین  
(۲۲۵)

اولاد سید سعید دانشمند  
(شجرہ نسب ۲۲۵)

سید ابراہیم  
سید حفیظ احمد  
سید عزیز  
سید محمد دوست  
سید برہان  
سید محمد عباد  
سید محمد بادی  
سید محمد متقی  
سید سید احمد رضا  
(علی گڑھ یونی)

سید شرف دانشمند  
سید کمال  
سید جمال  
سید عفو  
عبد الرحمن  
عبد اللہ علی  
میر انور علی  
حامد علی  
محمد علی  
امداد علی  
محمد حسن  
رضا حسن  
زود سید عثمان الحق  
سید سلمان حیدر  
(جہان پور یونی)



وَلَا تَحْسَبُوا الدِّينَ أَهْمًا

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ القرآن

شجرہ نسب اولاد سید اکرم منی الدین  
(شجرہ نسب ۲۲۶)

اولاد سید آفاق  
(شجرہ نسب ۲۲۶)

اولاد سید فرید  
(شجرہ نسب ۲۲۶)

سید ابوالفیض  
سید مبارک  
سید فتح محمد  
سید حبیب اللہ  
سید ابوالعالی (لاہور)

سید خلیل الرحمن  
بی بی صفیہ  
سید فضل علی  
سید افضل علی  
حکیم فیاض علی

سید احمد  
سید محمد قلندر  
سید سعد اللہ  
سید محمد ابراہیم  
سید اسماعیل

سید داراجین شہری  
آقا علی احمد شہری  
سید شاہ حسین شہری  
سید عابد حسین  
سید حسین علی

اولاد سید میر عبد الغفور  
(۲۲۶)

سید عبدالشکور (کھڑکیا، پٹنہ)  
سید غریب محمد جتو  
سید محمد عشق  
سید غلام محمد دم  
سید غلام صمدانی  
سید میر علی  
سید تفضل حسین  
سید محمد حسین  
سید نذر الرحمن  
عزیز النساء  
صالحہ خاتون  
سید قیام الدین (کراچی)

سید عبدالقادر  
(گیا، بہار)

سید محمد فاروق  
سید جمیل الدین  
سید محمد وارث  
سید محمد ابراہیم  
سید غلام احمد

سید حسن علی  
سید آل رضا  
سید جعفر حسین  
سید باقر حسین  
صوفی سجاد حسین

سید فضل علی شہید  
سید وارث علی  
سید نثار علی  
سید کوثر حسن  
سید خیرت خوی

سید احمد حسین  
حکیم مولانا شہداء محمد حسن  
حکیم شہداء یحییٰ بن الدین  
نظائی - عظیم آباد  
کراچی

سید غلام احمد  
سید فضل علی شہید  
سید وارث علی  
سید نثار علی  
سید کوثر حسن  
سید خیرت خوی

سید احمد حسین  
حکیم مولانا شہداء محمد حسن  
حکیم شہداء یحییٰ بن الدین  
نظائی - عظیم آباد  
کراچی

سید غلام احمد  
سید فضل علی شہید  
سید وارث علی  
سید نثار علی  
سید کوثر حسن  
سید خیرت خوی

سید احمد حسین  
حکیم مولانا شہداء محمد حسن  
حکیم شہداء یحییٰ بن الدین  
نظائی - عظیم آباد  
کراچی

سید غلام احمد  
سید فضل علی شہید  
سید وارث علی  
سید نثار علی  
سید کوثر حسن  
سید خیرت خوی

سید احمد حسین  
حکیم مولانا شہداء محمد حسن  
حکیم شہداء یحییٰ بن الدین  
نظائی - عظیم آباد  
کراچی

(دیوبند یونی)





## شجرہ و تذکرہ میراں سید حسین خٹکسوار شہید و شیخ سید خلیل شیخپوری

خاندان میراں سید حسین خٹکسوار شہید ایک عرصہ سے بہار میں آباد ہے۔ اس خاندان میں سید شیخ خلیل شیخپوری شہید گزرے ہیں۔  
میراں سید حسین خٹکسوار سید ابو الفرج واسطی مورث اعلیٰ روات  
بارہ کے ہمیشہ زادہ تھے۔ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندستان  
تشریف لائے۔ سلطان نے ان کو مفتوحہ علاقہ اجمیر کا عامل مقرر کیا لیکن  
مفسدوں نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کی تجہیز و تکفین حضرت خواجہ معین الدین  
چشتیؒ نے کی۔ ان کا مزار بالائے کوہ تارا گڑھ نزد اجمیر شریف مرجع  
خلائق ہے مشہور روایت ہے کہ وہاں اب بھی شب کے وقت نمازیں  
کی تجہیز کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ۶۹۸ھ میں میراں سید خٹکسوار کی ولادت  
ہوئی تھی اور ۱۱۳۳ھ کی عمر میں ۴۹۸ھ میں آپ شہادت کے درجہ  
پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد شیخپورہ متلع موگیر، بہا کے اطراف و جواہ  
میں آباد ہیں۔

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۸	سید خلیل شیخپوری
۲۷	دیوان ابو سعید
۲۶	دیوان سید جعفر
۲۵	سید اہل اللہ بالکھنی
۲۴	پیر سید محمد اشرف
۲۳	سید جلال دانشمند
۲۲	سید حامد چاند
۲۱	سید محمود پیارے
۲۰	سید اکبر
۱۹	سید محمد
۱۸	سید ضیاء الدین
۱۷	سید احمد
۱۶	سید شہاب الدین
۱۵	سید عبدالرزاق
۱۴	سید عبدالرحمن
۱۳	سید عبدالعزیز
۱۲	میراں سید حسین خٹکسوار
۱۱	سید برہان الدین
۱۰	سید ابو الوہد
۹	سید ابراہیم
۸	امام تقی الجوادؑ

لے مخزن الانساب ۳۱۵، کنز الانساب ۴۹، تحقیق الانساب ۱۹، مخزن ابرار ۱۱۶

## شجرہ و تذکرہ سید حمید الدین چکیش

سید زین بدر عربی جامع ملفوظات مخدوم الملک  
ثرف الدین یحییٰ مینری کے مطابق حضرت مخدوم سید  
حمید الدین رضوی شہیدی چکیشؒ نے خود ارشاد  
فرمایا کہ خواجہ نجیب فردوسی سہروردی ان کے حقیقی  
ماموں تھے۔ سید حمید الدین چکیش کے فرزند سید  
علیم الدین تھے جن کے فرزند سید امام الدین تھے۔  
سید امام الدین کے دو فرزند تھے جن میں مخدوم  
سید علیم الدین شاہ میکہ سجادہ نشین تھے۔  
مخدوم سید حمید الدین رضوی چکیش کا عقلیابی  
بارک ربنت شیخ ذکی الدین بن مخدوم الملک شیخ ثرف الدین  
یحییٰ مینری سے ہوا۔

مسماۃ عزیز النساء کا عقد سید ظفر الدین سے ہوا  
جو موضع پلاوال کے رہنے والے تھے مسماۃ صالحہ  
سید نظام الدین رضوی خاتون کا عقد سید نظام الدین سے ہوا جو موضع  
سید امام الدین شہیدی اور کچہرہ پکورہ کے رہنے والے تھے۔  
سید قیام الدین کے تین فرزند اور دو دختر ہیں۔  
فرزند ان (۱) سید نسیم احمد (۲) سید فرخ احمد  
مخدوم سید الدین چکیش (۳) حافظ سید عون احمد (مخدوم)

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۶	سید حمید الدین چکیش
۱۵	سید علار الدین
۱۴	سید شاہ حسن مصطفیٰ
۱۳	سید شاہ عباس
۱۲	میر سید علی
۱۱	سید شاہ حیدر
۱۰	سید قاسم
۹	موسیٰ المبرق
۸	امام تقی الجواد
۷	امام علی رضا
۶	امام موسیٰ کاظم
۵	امام جعفر صادقؑ
۴	امام باقرؑ
۳	امام زین العابدینؑ
۲	امام حسینؑ
۱	حضرت علیؑ
۲۶	سید قیام الدین
۲۵	سید نظام الدین رضوی
۲۴	سید امام الدین شہیدی
۲۳	سید ابو محمد
۲۲	سید عبداللہ
۲۱	مخدوم سید الدین چکیش
۲۰	سید نظام الدین رضوی
۱۹	سید امام الدین شہیدی
۱۸	سید ابو محمد
۱۷	سید عبداللہ
۱۶	مخدوم سید الدین چکیش

دختر ان (۱) وقار النساء (۲) فاطمہ الزہراء - ماخذ: - کرسی نامہ مرتبہ سید محبوب الحق و قاضی المتصدی

## شاہ ابوالمعالی لاہوری

پشت نمبر اساتذہ گرامی

۸	امام تقیؑ
۹	سید موسیٰ البرقؑ
۱۰	سید محمد
۱۱	سید اسماعیل
۱۲	سید داؤد
۱۳	سید محمود
۱۴	سید مسعود
۱۵	سید شاہ میر
۱۶	سید محمد باہ
۱۷	سید محمد
۱۸	سید ابوالحیات
۱۹	سید ابوالہاب
۲۰	سید ابوالعطائی
۲۱	سید عبدالباقی
۲۲	سید ابوالفضل
۲۳	سید ابوالغنیؑ
۲۴	سید ابوالحسن
۲۵	سید ابوالکلام
۲۶	سید ابوالقاسم
۲۷	سید عبدالرشید
۲۸	سید عبدالغنیؑ
۲۹	سید عبدالعزیز
۳۰	سید تقی الدین
۳۱	سید آدم صفی الدین
۳۲	سید ابوالغنی ثانی
۳۳	سید مبارک
۳۴	سید فتح محمد
۳۵	سید مصیب اللہ
۳۶	سید ابوالمعالی لاہوری

- (۱) تحفۃ القاریہ  
(۲) نغمات داؤدی  
(۳) مونس جاں  
(۴) گلدستہ بارش ارم  
(۵) زعفران ناز  
(۶) ہشت محفل (قلمی نسخہ)

## سید ابراہیم و سید محبوب رضوی دیوبند یونی ہند

(شجرہ نسب ۲۲)

گیا رہی مدی ہجری کے اوائل میں خاندان سادات کے ایک بزرگ سید محمد ابراہیمؒ نے اہل اللہ کے مشورہ سے دیوبند کا انتخاب کیا۔ دہلی کی مرکزی حکومت کی طرف سے دیوبند میں قیام کے لیے مسجد اور مسیح خانقاہ تعمیر کرائی گئی اور مدد و معاش کے لیے زمینیں دی گئیں۔ ہندوستان میں سادات رضویہ کا خاندان کھنڑ خیر آباد، اور زید پور میں موجود ہیں۔ سرسید احمد خاں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابراہیم کے اجداد میں سید حسینؒ حص سے ترکہ وطن کھسکے اور اُس آئے اور وہاں سے ہند تشریف لائے۔ شیخ بہار الدینؒ نے کراچی سے بیعت ہوئے اور سندھ میں جگہ میں اقامت گزیر ہوئے۔ وہیں ۹۵۰ھ میں وفات پائی۔ تقریباً ۲۰ سال کے بعد شہاب الدین کی ساتویں پشت میں سید محمودؒ قاری حص سے ہند آئے۔ شیخ محمودؒ کھنڑ سے جہنور چلے گئے۔ قطب الدین مینائے دل سے خلافت حاصل کی۔ ۹۸۵ھ میں مکھنڑ میں وفات پائی۔ سید محمد ابراہیمؒ اپنے دادا سید محمودؒ قلندر سے سلسلہ قادریہ شطاریہ میں بیعت تھے۔ اور ادیبائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے آپ ۵ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج و زیارت سے شرف ہوئے۔ سید محمد ابراہیمؒ شیخ علاء الدین چشتی کے مشورہ کے مطابق دیوبند میں قیام فرمایا تھا جہاں مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ سید محمد ابراہیمؒ نے ۱۰۳۲ھ کو وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید محمد اسماعیلؒ اور شاہ محمد امینؒ، سید احمد شہید بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ میں جب دیوبند تشریف لائے تو فرمایا یہاں سے علم کی پو آتی ہے، جسے مکاشفہ اور پیشین گوئی کہا گیا اس لیے کہ اس کے بعد ہی دلائل و دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اس خانوادہ کے مشاہیر میں حکیم سید برکت علی، حاجی آل حسن، مولانا سید محمد میاں اور مولانا سید حامد میاں قابل ذکر ہیں۔

نشت نمبر  
۳۷ سرسید احمد خاں

۳۶ سید محمد متقی

۳۵ سید محمد ہادی

۳۴ سید محمد عباد

۳۳ سید برہان

۳۲ سید محمد دوست

۳۱ سید عزیز

۳۰ سید حافظ احمد

۲۹ سید ابراہیم

۲۸ سید شرف الدین

۲۷ سید موسیٰ

۲۶ سید باقر

۲۵ سید جعفر

۲۴ سید کاظم الدین

۲۳ سید یاحسین

۲۲ سید علی

۲۱ سید ابو الفتح

۲۰ سید عیسیٰ

۱۹ سید محمد

۱۸ سید جعفر

۱۷ سید علی

۱۶ سید محمد

۱۵ سید احمد

۱۴ سید موسیٰ

۱۳ سید احمد

۱۲ سید احمد نعیم

۱۱ سید محمد اعرج

۱۰ سید احمد اکبر

۹ سید موسیٰ المبرق

۸ امام تقی الجواد

## سرسید احمد خاں

سرسید احمد خاں کی تاریخ ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۲۲۲ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۸۴۷ء ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں عرب سے ہرات ہوتے ہوئے ہندوستان ہوئے۔ آپ کے دادا جواد العلہ عالمگیر ثانی کے عہد میں ایک ہزار پیدل اور ۵۰۰ سوار فوج کے منصب دار تھے۔ آپ کے والد سید محمد تقی خاں بہادر کا بھی شاہ عالم ثانی کے دور میں یہی منصب ہوا۔ آپ ۱۸۳۷ء میں دہلی کے صدر امین کے سررشتہ دار مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں مجبور کے سبب بیچ مقرر ہوئے۔ آپ کو حکومت برطانیہ سے خطابات بھی ملے اور آپ دائرہ کونسل کے ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔ آپ کا خاندان سادات دہلی میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ آپ کے نانا خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر حکومت برطانیہ کے خاص محتدا در شاہ دہلی کے وزیر تھے۔ وہ علوم ریاضی اور ہندسہ کے عالم بھی تھے۔ سرسید احمد خاں کی تاریخ وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ ستمبر ۱۳۱۵ھ ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

(۱) رسالہ اسباب لغات ہند

(۲) آثار العابد

اولاد سید حامد اور سید محمود دو بیٹے تھے۔ سید محمود کے بیٹے کا نام سید راس مسعود تھا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

## سیر طریقت سید شاہ برہان الدین بقا نظامی دستگیر، کراچی

۲۵ حکیم عیسیٰ شاہ برہان الدین بقا نظامی	۲۵ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۲۴ حکیم سید شاہ محمد حسین رضوی	۲۴ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۲۳ علامہ سید شاہ محمد حسین رضوی	۲۳ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۲۲ سید شاہ سجاد حسین	۲۲ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۲۱ سید شاہ باقر حسین	۲۱ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۲۰ سید شاہ جعفر حسین	۲۰ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۹ سید شاہ آل رضا	۱۹ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۸ سید شاہ حسن علی	۱۸ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۷ سید شاہ حسین علی	۱۷ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۶ سید شاہ عابد حسین	۱۶ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۵ سید شاہ زاہد حسین رضوی	۱۵ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۴ آقا محمد علی رضوی	۱۴ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۳ آقا احمد علی رضوی	۱۳ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۲ سید شاہ زوار حسین	۱۲ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۱ سید سلطان حسین	۱۱ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۱۰ سید شاہ احمد	۱۰ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۹ سید موسیٰ المبرق	۹ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۸ امام تقی الجواد	۸ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء
۷ امام علی رضا	۷ حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء

نوٹ: اسے شعبہ میں ۲۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں۔

سید بقا صاحب کے خسر صادق حسین بن صفدر حسین معزول بادشاہ اودھ و اجداد علی شاہ کے ساتھ لکھنؤ سے کلکتہ آئے تھے وہ بادشاہ کی فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

ہوئے۔ اور پانی پت کرناں میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ یہ مغل بادشاہ فرخ سیر کا دور حکومت تھا۔ آقا محمد علی رضوی بڑھاکھیرا پانی پت گنج سیداں کرناں میں آسودہ خاک ہیں۔ ان کے نامور فرزند سید شاہ زاہد حسین رضوی پنجاب سے نقل مکانی کر کے صوبہ بہار پہنچے جہاں وہ شیرگاہی ضلع کی میں قیام پزیر ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے۔ یہ خاندان نو پشتوں تک عظیم آباد میں رہا۔ سید شاہ زاہد حسین کی آٹھویں پشت میں علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی تولد ہوئے جن کا شمار عظیم آباد کے جید علماء اور معتبر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ علامہ کے ایک فرزند حکیم مولانا سید شاہ محمد حسین رضوی پیدا ہوئے جو عظیم آباد کے ذی علم بزرگ اور ماہر طبیب تھے یہی بزرگ بقا نظامی کے والد ماجد تھے۔ بقا صاحب کی سگی بہن رابعہ خاتون پرنسپل مہاراجہ تیار گراں کالج گلزار باغ پٹنہ کا۔

۱۹۴۷ء میں ہوا۔ بقا صاحب کی ہمیشہ زادی کا نام بلقیس بیگم ہے جو امام رضا ساکن مشک تالاب پٹنہ کی زوجہ ہیں۔ بقا صاحب کے بھائی سید ذاکر حسین زکریا کا انتقال مٹیابرج میں ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ نقش بقا ان کا پہلا مجموعہ کلام تھا۔ دوسرا مجموعہ مہبائے بقا پروفیسر تار شاہی نے ترتیب دی اور ایک کتاب مکتوب بقا کے نام سے چھپی۔ بقا نظامی سلاسل معروف میں چاروں سلسلوں سے مستفیض ہیں انہیں نظامی پشتی قادری سہروردی اور نقشبندی سلاسل طریقت سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ وہ برصغیر کے ایک منفرد صوفی شاعر، ادیب، خطیب، طبیب اور جامع کمالات شخصیت کے مالک ہیں۔

### تصنیفات بقا

(۱) نقش بقا (۲) مہبائے بقا (۳) مکتوب بقا (۴) مطلب القلوب (۵) مرآۃ بندگی (۶) انتخاب دیوان یادگار معروف (۷) مجربات درویشی (۸) رباعیات بقا (۹) لوائے حمد (۱۰) انوار بندگی (فارسی سے ترجمہ)

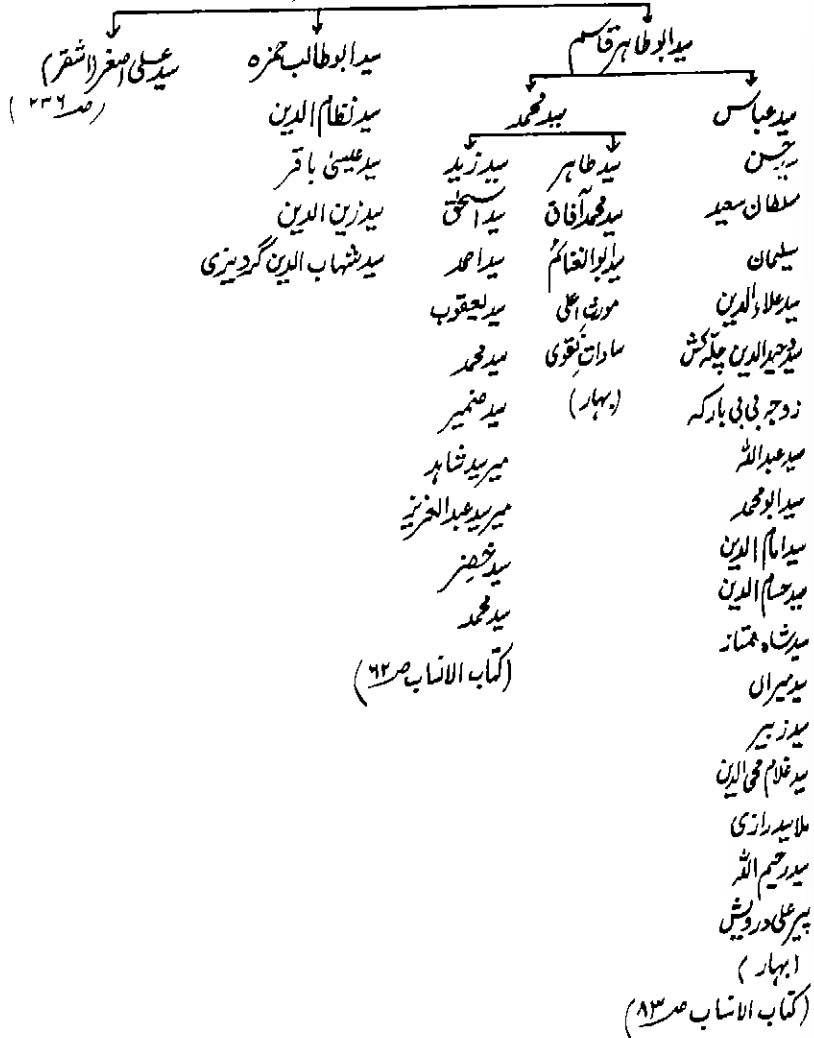
شہسپ جبریل (مجموعہ نعت شریف)

معمم راز (مجموعہ غزلیات)

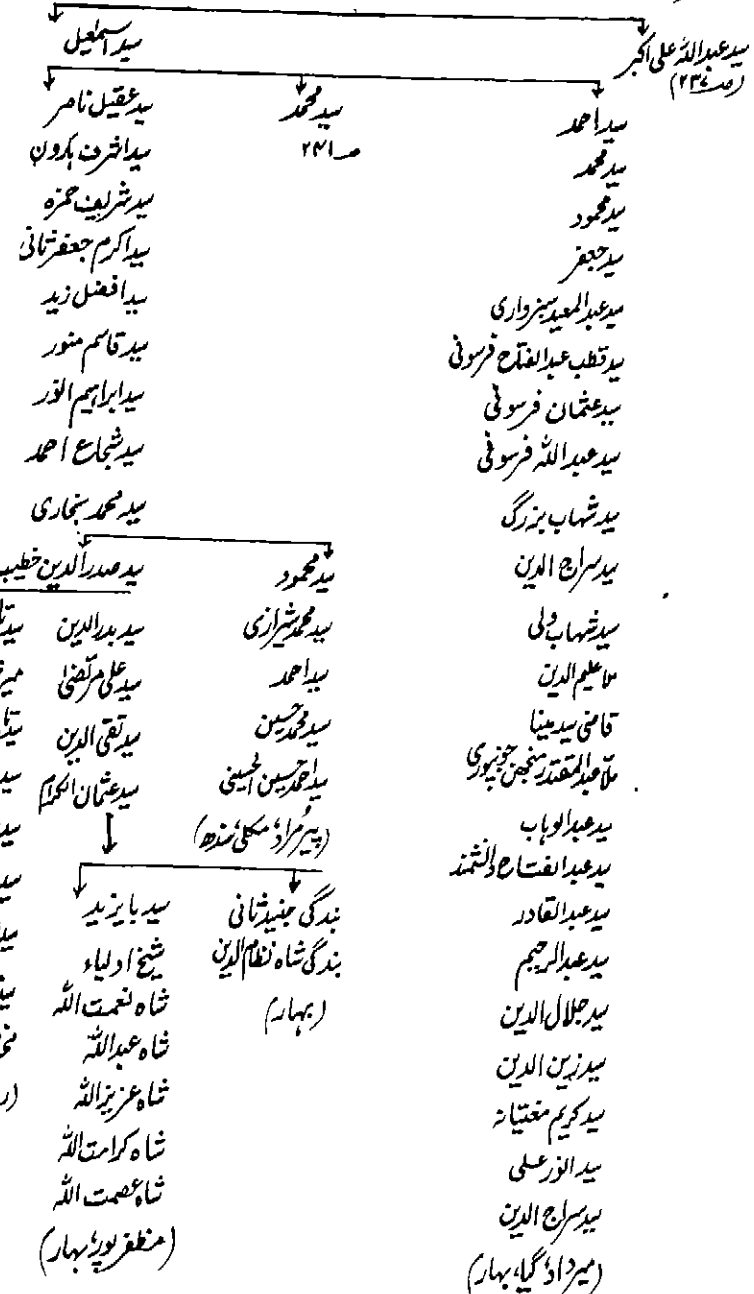
چشمہ وا (مجموعہ مقالات)

### باب مآساہ فی حق

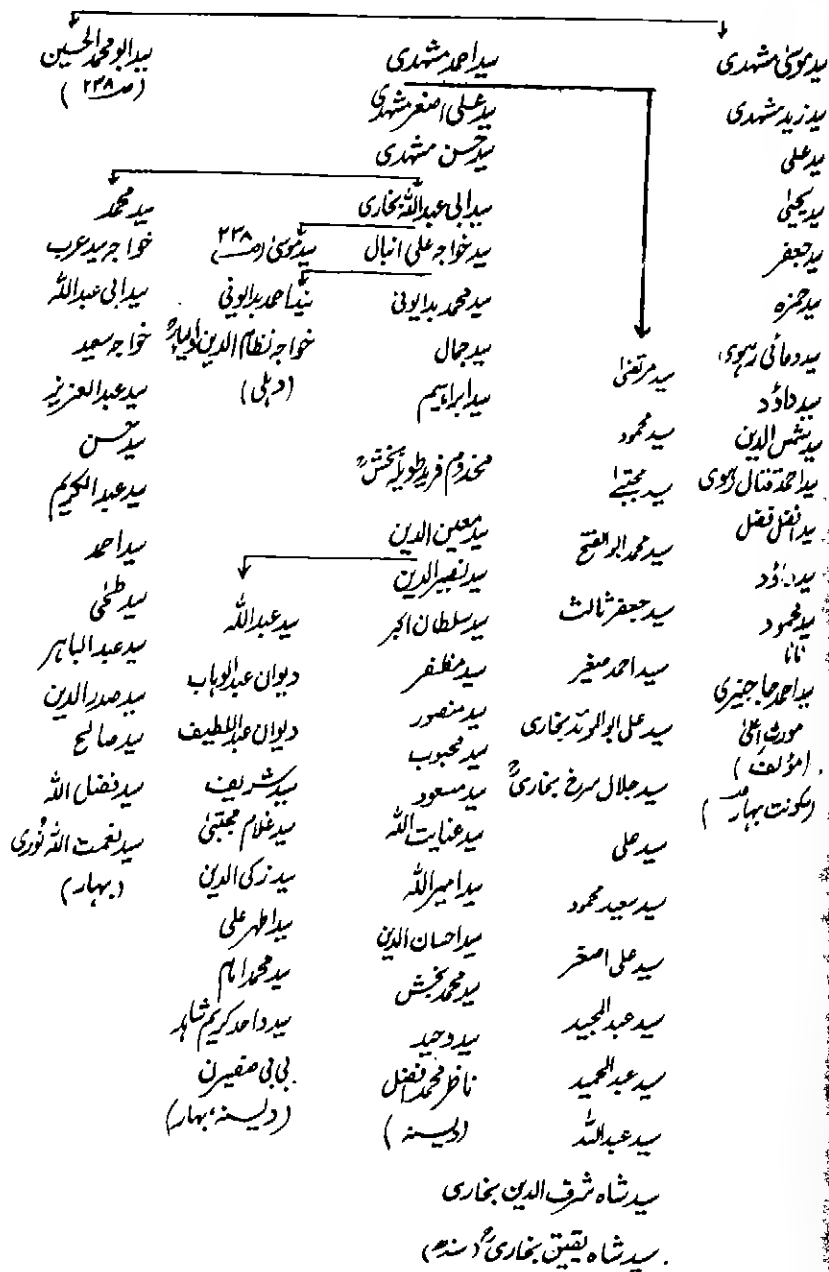
## شجرہ نسب اولاد عبد اللہ جعفر بن امام نقی ہادی



# شجره نسب اولاد سیدی اصغر (اشقر) بن عبد الله جعفر بن امام بادی نقی



# شجره نسب اولاد سید ابو عبد الله علی اکبر بن سیدی اشقر (مسنه ۲۳۷)



## اولاد سید موسیٰ

(شجرہ نسب ۲۳۸)

سید عبدالرحمن

سید عبداللہ

خواجہ ابوبکر

خواجہ عزیز

سید کمال الدین

سید عبدالرشید

محمد سید احمد

مولانا سید دولت

سید فضل اللہ

سید حسن

سید عبدالسمیع

سید محمود

سید نعمت اللہ

سید نیر اللہ

سید محبت اللہ

سید نجیب فخری

سید غلام میر

سید کمال الدین

عاطف عظیم الدین

(میردادلیا، بہار)

## اولاد سید ابو محمد الحسین

(شجرہ نسب ۲۳۹)

سید محمد

سید ابو جعفر ابراہیم

سید ابونصر مصمم

سید ابو الحسن محمد

سید ابونصر مصطفیٰ حبیبی

سید قطب مودود حشمتی

سید نجم الدین ابوالاحمد

سید رکن الدین محمد

سید نظام الدین احمد

سید قطب الدین محمد

سید منیر الدین محمد

سید ابو الدین محمد

سید تقی الدین محمد

سید قطب الدین محمد

سید نظام علی

سید ناصر محمد خاکی

سید منتخب ابوالاعلیٰ جعفر

سید سقا الدین عبدالعلی

سید عبدالحمی (مد۳۹)

## سید حلال حیدر

(شجرہ نسب ۲۳۹)

۲۳۔ جہانیاں جہان گشت

۲۲۔ سید احمد کبیر

۲۱۔ سید جلال سرخ بخاری

۲۰۔ سید علی ابوالمعد بن زواری

۱۹۔ سید احمد صغیر

۱۸۔ سید جعفر ثالث

۱۷۔ سید محمد ابوالفتح

۱۶۔ سید مجتبیٰ

۱۵۔ سید محمود

۱۴۔ سید تقی

۱۳۔ سید احمد ابویوسف

۱۲۔ سید ابی عبداللہ علی اکبر

۱۱۔ سید علی اصغر (اشقر)

۱۰۔ سید جعفر ثانی

۹۔ امام تقی رضا

## اولاد سید عبدالحمی

(شجرہ نسب ۲۳۸)

سید عبدالصمد

سید عبدالغنی

سید زہد عبدالشکو

سید عبدالہادی

سید اسماعیل الیاسی

سید عبدالولی

سید عارف عبدالعزیز

سید سقّی دارش علی

سید زہد حسین

سید احمد حسین

سید ابوالاعلیٰ مودودی

(لاہور)

سید عبدالقوی

سید عبداللہ

سید احمد اللہ

سید حمید الدین

سید سیر علی

سید احمد علی

سید ارشد علی ثناء

(دیوبند، لکھنؤ)

سید محمد علی

سید آمنہ خاتون

زوجہ سید علی بنار موسیٰ

سید حسن رضا

(اُتار دہلی)

## اولاد سید تاج محمد حقانی

(شجرہ نسب ۲۳۸)

سید شاہ فیض اللہ

سید محمد ملیح

سید رحمت حسین

سید فیض الدین بیک پوری

سید شجاعت حسین

سید واجد حسین

سید محمد قاسم

سید محمد ہاشم فاضل شمس

شیخ پور، مونگیر

(مدون سید آباد سندھ)

سید ضیاء اللہ

سید شاہ ولی

سید امام الدین

سید شیر علی

سید مراد علی

سید شجاعت علی

سید محمود علی

سید آمنہ خاتون

زوجہ سید علی بنار موسیٰ

سید حسن رضا

(اُتار دہلی)



إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ

بلاشبہم نے اُتارا اس قرآن کو شبِ قدر میں (قرآن)



سادات بخاری و باطنی بکدر پنجاب، شجره سید جماعت علی شاه (پنجاب)

مخدوم جهانیاں جہاں گشت	۹- امام نقی	۳۱- سید محمد قاسم علی
سید ناصر محمود	۱۰- جعفر ثانی	۳۲- سید محمد شاہ
سید فضل اللہ	۱۱- اصغر علی	۳۳- حاجی شاہ
سید عبد الجلیل بخاری	۱۲- سید اسماعیل	۳۴- نسیم اللہ
سید احمد عبدالقادر داؤد شریف	۱۳- سید ذکیل	۳۵- اللہ داد شاہ
سید محمود	۱۴- سید مارون	۳۶- قتال شاہ
سید فتح	۱۵- سید حمزہ	۳۷- ابراہیم شاہ
سید جمال	۱۶- ابوالکلام زید	۳۸- بہادر شاہ
سید احمد	۱۷- سید ہاشم	۳۹- جمال شاہ
سید لطیف	۱۸- سید محمد شاہ	۴۰- سید بیگ محمد شاہ
سید کبیر	۱۹- سید ابراہیم	۴۱- معصوم شاہ
سید حامد	۲۰- سید محمد کی (بکری)	۴۲- سید علی شاہ
سید نورنگ	۲۱- صدر الدین محمد خطیب	۴۳- سید رفیق شاہ
	۲۲- سلطان شاہ	۴۴- ملک شاہ
	۲۳- نیک نظر شاہ	۴۵- روشن شاہ
سید شیر شاہ	۲۴- سید حم شاہ	۴۶- سید کچھو شاہ
محمد چراغ شاہ	۲۵- مصطفیٰ شاہ	۴۷- سید پیر شاہ
سید گل شاہ	۲۶- نوہار شاہ	۴۸- احمد شاہ
	۲۷- روشانی بی بی	۴۹- بی بی کرم الہی
	۲۸- نوجہ سادات علی	۵۰- سید شاہ
	۲۹- معدن اللہ	۵۱- سید جماعت علی شاہ
سید محمد شاہ	۳۰- جعفر شاہ	(سالار عجم ۲۲۳)
پروفیسر ڈاکٹر سید		(سادات نقوی خیر لڑا میوالی پنجاب)
عبدالرحمن مہدی		
(مصنف سالار عجم)		

سالار عجم ۲۵۱، سالار عجم ۲۲۳، سادات نقوی خیر لڑا میوالی، پنجاب -

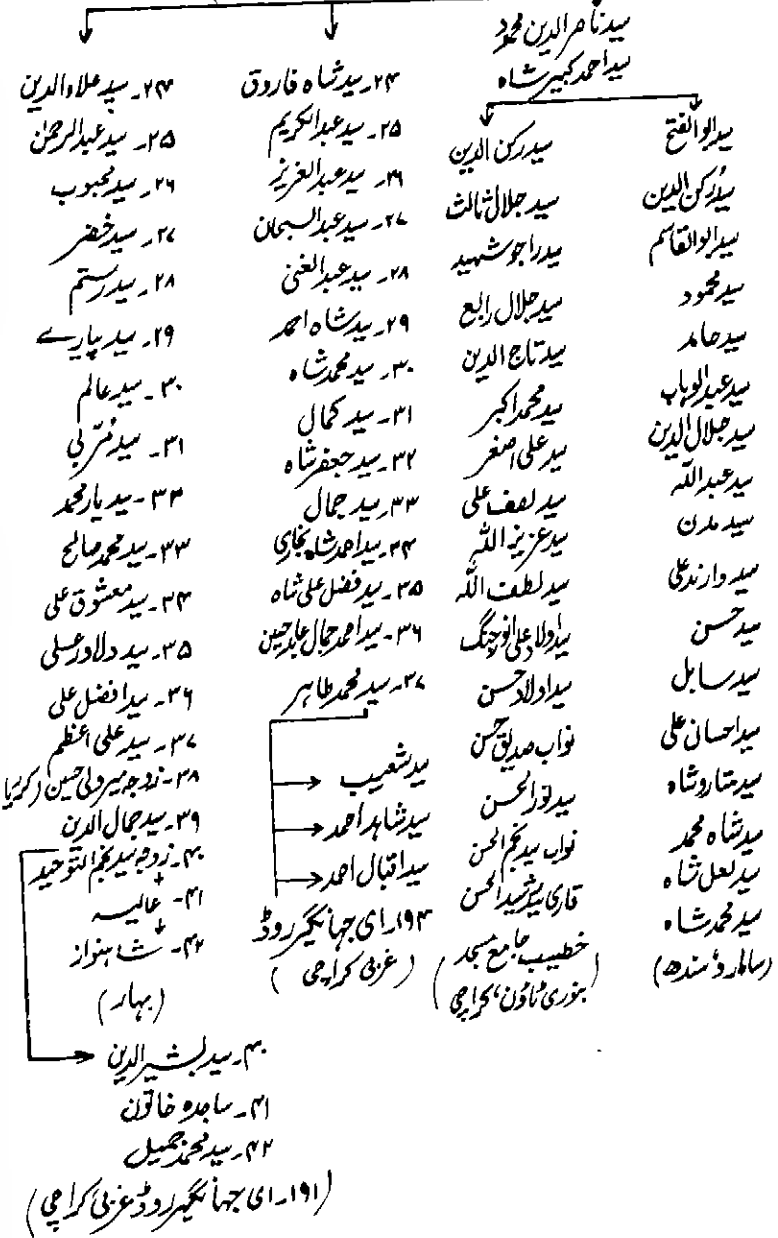
شجرہ نسب اولاد سید محمد بن سید اسماعیل بن سید شمسقر  
(شجرہ نسب ۲۳۶)

شجرہ نسب اولاد سیدنا الدین محمد جہاں گشت (۲۳۸)

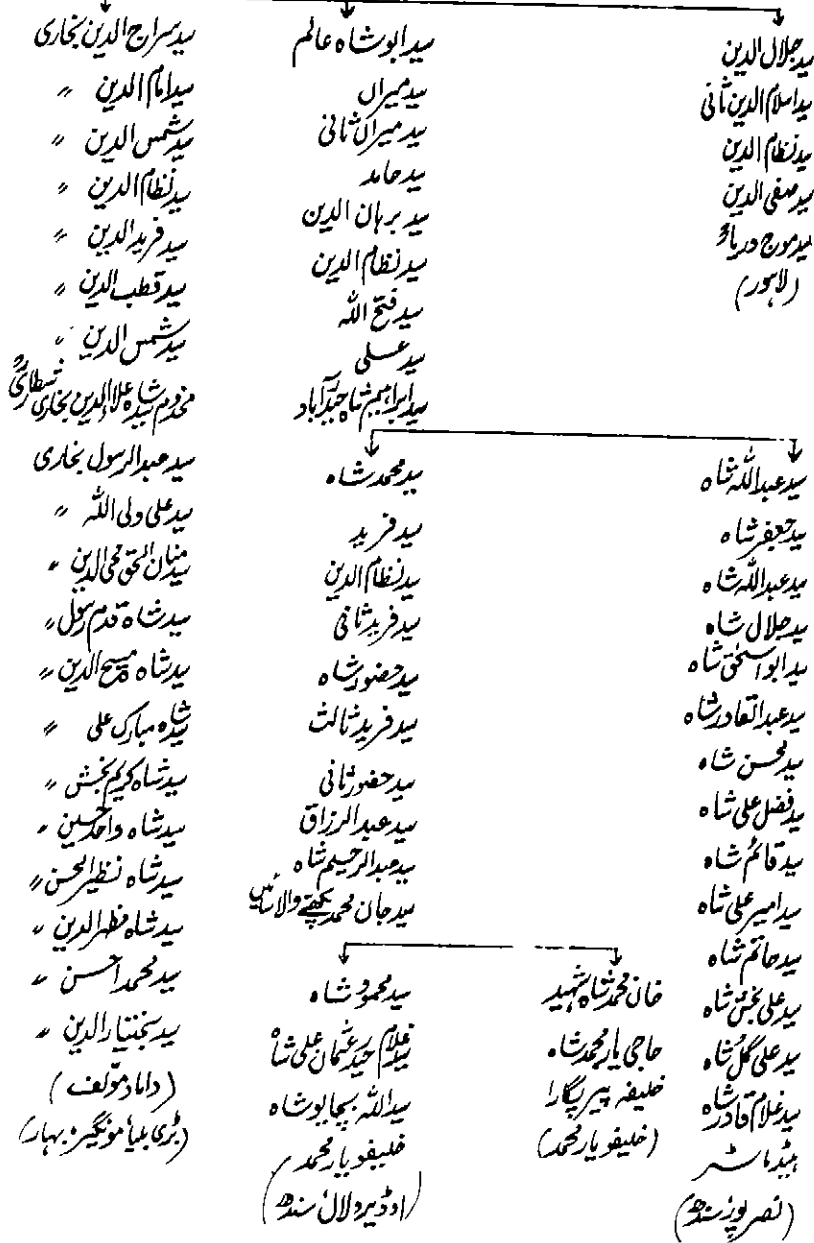
سید محمد رضا	سید ذکی الدین بزرگ	سید اسماعیل و جہاں الدین
سید محمد سفیان	سید شاہ نظام الدین	سید کبیر الدین
سید محمد رنا	سید ذکی الدین ثانی	سید حسن قطب بخاری
سید ابوالحسن	سید شاہ مبھض قتال	شہاب عبداللہ قطب
عابی بیک بن پری (پرت)	سید محمد حافظ	سید شاہ راجہ
سید محمد معز الدین	سید برہسے دانشمند	دیوان ابراہیم بخاری
سید سراج الدین	سید برہان الدین	دیوان فضل بخاری
سید عبدالحمید	سید عمر	سید محمد طیب
سید عبدالعزیز	سید فرید	سید محمد تقی
سید حبیب الدین	سید ولی اللہ	سید محمد نقی
سید مخدوم برہسے	سید عبداللہ	سید بدر الدین
سید ابوالفتح کمانی	سید فہیم اللہ	سید احمد علی
سید شاہ عبدالغفار	سید احمد اللہ	سید امیر علی
سید شاہ محمد اولیاء	سید اسد علی	سید عابد علی
سید شاہ محمد درویش	سید حبیب حسین	سید محمد تقی
سید محمد شاہ	سید داود حسین	سید اکبر حسین
سید شاہ مردان علی	سید عبدالحمید	سید محمد طیب
سید شاہ محمد علی (کاکو)	سید عبدالقدوس	سید ابوالعباس
سید شاہ امیر اکبر	سید عبدالودود	سید منظور عباس
سید شاہ فیض حسین (بہار)	(میرزا بیگمیر گیارہ بار)	سید منصور عباس نقوی
(مصنف گل خشتہ)		ڈی سیکر ٹری
شاہرود داغ دہلوی		(شکار پور، سندھ)

(آثار کاکو اند سید شاہ غفور الرحمن علی محمد کاکوی مد ۱۱۰، ۱۱۱)

اولاد سید جلال حیدر جهانیاں جہاں گشت  
(شجرہ نسب صد ۲۳۵)



اولاد سید علیہم الدین بن سید محمد بن سید جلال حیدر جهانیاں جہاں گشت  
(شجرہ نسب صد ۲۳۵)





شجره نسب ۲۳۷

(شجرہ نسب ص ۴۳۷)

اے آتشِ فرقت دلہا کباب کردہ سیلابِ اشتیاق جانا خراب کردہ

۱۸۰ بزم صرفیہ ص ۱۸۰

معونیت حسین

نَالُور، پٹنہ، بہار

پیشوئی سیکر، بہار

سید شاہ عطا الحق ابوالحسنات شاغل فرید  
(جھوٹی سیکیم، بہار شریف، پٹنہ)

سید علی محمد

[illegible]

(A)

## مخدوم سید شاہ جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشت

(شجرہ نسب ۲۳۸)

آپ کا اسم گرامی سید حسین جلال الدین اور لقب جہانیاں جہاں گشت ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ شعبان ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۵۸۸ء بروز جمعرات عین شہب رات کو مقام اوج شریف ہوئی۔ آپ کا دصال ۸ سال کی عمر میں ۱۰۰۵ھ بروز عبدالاضیٰ ہوا اور آپ اوج شریف ملتان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان سید احمد کبیر بخاریؒ اور چچا سید محمد بخاریؒ سے علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت عمیق اور وسیع تھا۔ وہ عالم متبحر، حافظ قرآن اور ماہر علم الکلام تھے۔ آپ شیریں کلام باخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ سلطان محمد تغلق نے انہیں شیخ الاسلام مقرر کیا اور ۴۰۰ خانقاہیں آپ کے تعارف میں دیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور سات سال تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں گزارے جہاں آپ نے شیخ عبداللہ یافعیؒ اور عبداللہ مطریؒ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ عالم اسلام کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ آپ یمن، عدن، دمشق، لبنان، بعلو، کوفہ، کربلا، نجف اشرف، شیراز، تبریز، بلخ، نیشاپور، خراسان، سمرقند، گازرون، بحرین اور غزنی کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے وطن اوج شریف ملتان لوٹے۔ جہانیاں جہاں گشت نے ۲۰ بزرگوں سے خزانہ خلافت حاصل کیا۔

- (۱) سید احمد کبیر سہروردیؒ (والد) (۲) قوام الدین خلیفہ رکن الدینؒ (۳) رکن الدین ابو الفتحؒ
- (۴) شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ (۵) شیخ مدینہ عبداللہ مطریؒ (۶) شیخ شرف الدین محمود شاہؒ (۷) شیخ نجم الدین کبریؒ (۸) سید محمد بخاریؒ (چچا) (۹) نظام الدین اولیاءؒ (۱۰) قطب الدین منورؒ (۱۱) نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۱۲) قطب عدن فقیہہ لصالؒ (۱۳) ابو اسحق گازرونیؒ (۱۴) امام الدینؒ (۱۵) حمید حسینیؒ
- (۱۶) سید احمد کبیر رفاعیؒ (۱۷) نجم الدین اصفہانیؒ (۱۸) حضرت خضر علیہ السلام (۱۹) احمد الدین حسینیؒ (۲۰) شیخ نور الدینؒ

سہ جہانیاں جہاں گشت مکہ

رہتے دفات سے کچھ قبل بقعہ خاص سے مختلف چیزیں خلفاء کو عطا کیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو بابا فرید گنج شکرؒ کا عانت کیا ہوا مسئلہ خرقہ، تسبیح اور عصا حوالے کیا اس کے بعد مدینہ کی غازیہ چلی اور جب آفتاب طلوع ہوا تھا تو یہ آفتاب دین مستور ہو گیا۔ تاریخ دفات چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ میں مزار پر انوار دہلی میں مرجع خلافت ہے۔ روز مبارک کی عمارت سلطان محمد تغلق نے بڑائی ساری عمر تجرد میں گزار دی۔

حضرت محبوب الہی کی تعینات حسب ذیل ہیں:-

- (۱) فرامد الفوائد (۲) افضل الفوائد (۳) راحت المعبین (۴) سیر الادبیات، اول الذکر خواجہ حسن بھٹی نے مرتب کیا ہے۔ فرامد الفوائد کو ہر زمانہ میں مقبولیت حاصل رہی امیر خسروؒ نے بھی اپنے مرشد کے ملفوظات افضل الفوائد کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ مگر اس کو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ برٹش میوزیم میں فارسی مخطوطات میں حضرت محبوب الہیؒ کے ملفوظات میں ایک کتاب راحت المعبین بھی ہے جس میں ان کے ایک نامعلوم مرید نے ۶۸۹ تا ۹۹۰ھ تک کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ خواجہ سید محمد مالک امیر خور نے بھی سیر الادبیات میں خواجگانِ چشت کے حالات اور محبوب الہیؒ کے ملفوظات درج کیے ہیں۔

**خلفاء** حضرت محبوب الہیؒ کے خلفاء کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بعض مشہور معروف خلفاء کے اسم گرامی حسب ذیل ہیں:-

- (۱) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۲) حضرت امیر خسروؒ دہلی (۳) شیخ قطب الدین نند (۴) شیخ حسام الدین طائیؒ (پاک پٹن) (۵) شیخ برہان الدین غریب (دیوگری) (۶) شیخ حسام الدین سوختہ (سانجھر) (۷) شیخ اخئی سراج الدین (مالہ، بنگال) (۸) خواجہ شمس الدین دہلویؒ (ظفر آباد) (۹) شیخ شرف الدین ابو علی شاہ قلندر (پانی پت) (۱۰) حضرت شیخ فتوح الدین (ظفر آباد) (۱۱) خواجہ سالاہن (جین)



## جہانیاں جہاں گشت کے ملفوظات و تصنیفات

(۱) ترجمہ قرآن (فارسی)، (۲) ترجمہ رسالہ منکبہ (فارسی)، (۳) اربعین صوفیاء (۴) ہرزالعالمین  
ویر الطالبین (۵) جامع العلوم (۶) سراج الہدایہ (۷) مقررنامہ (۸) خزانہ جلالی (۹) جواہر جلالی  
(۱۰) اعمال و اشغال فوائد (۱۱) فوائد المصلین (۱۲) منظر جلالی (۱۳) مناقب مخدوم جہانیاں -  
حضرت مخدوم کے تین صاحبزادے تولد ہوئے (۱) سید محمد (۲) سید عبداللہ بخاری (۳) سید  
ناصر الدین محمود (۴) دختر جو سید شرف الدین مشہدی سے منسوب ہوئیں۔ سید محمد بخاری دکن چلے گئے۔  
سید عبداللہ دہلی میں آباد ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے ناصر الدین محمود اوج شریف میں رہے۔ آپ  
کثیر الاولاد تھے۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۶، بعض نے ۲۸ نام گنوائے ہیں۔  
در اصل یہی وہ فرزند ہیں جن کی اولاد برصغیر کے ہر گوشہ میں آباد ہیں۔

ہمعصر صوفیائے کرام | شیخ شرف الدین بھیمی مینری بہاری، سید اشرف جہانگیر سمنانی اور  
شیخ علامہ الدین لاہوری

ہمعصر شہا بن دہلی | علامہ الدین غلی، شہاب الدین غلی، قطب الدین مبارک، ناصر الدین خسرو،  
غیاث الدین تغلق، محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق۔

خلفاء | اشرف جہانگیر سمنانی، سید صدر الدین راجو قال (برادر)، سید علم الدین ترمذی، سید اشرف مشہدی  
بالوتاج اللہ بکھری، سید محمود شیرازی، سید سکندر بن مسعود، سید علامہ الدین بن سید حسینی، سید شرف الدین  
سامی اور مولانا عطاء اللہ

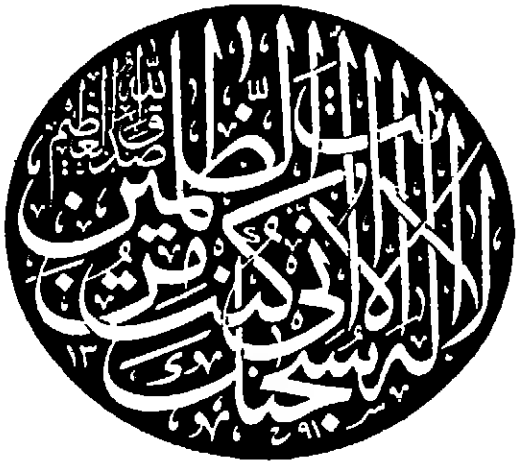
اقوال جہاں گشت | ایک مدینہ کے بعد ہندوپاک کی زمین عنفیت والی ہے۔ حضرت آدم کا قدم  
پہلے پہل ہند کی سرزمین کو چھوا۔ خواجہ خضر یہاں اکثر نظر آتے ہیں۔ یہاں ابدال زیادہ پائے جاتے ہیں۔  
مجراسود کا رخ بھی ہندوپاک کی طرف ہے۔ عمل کے بغیر نسب بے کار ہے۔

۲۔ چار عورتیں ساری عورتوں سے افضل ہیں:- (۱) حضرت حوا (۲) حضرت مریم (۳) حضرت  
عائشہ (۴) حضرت فاطمہ (۵) حضرت عائشہ کی فضیلت علم و اجتہاد کی بنا پر ہے۔

جہانیاں جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری مدظلہ العالی

- ۳۔ میں میں سونا مکروہ ہے۔ اس سے تنگی عیش، کوتاہی عمر اور قتل معاش پیدا ہوتی ہے۔
- ۴۔ مخدوم نے راجو قال سے فرمایا: تساں راجے اسال خرابے، یعنی تم بادشاہ ہم فقیر۔
- ۵۔ "کھاٹڑا ہے چھاٹڑا کہاں" یہ جملہ ادوکا ہے جو پہلے پہل مہنٹ مہنٹ، کھگ یا طبع بہار میں مخدوم  
عبداللہ شطاری کے ساتھ سفر میں بولا گیا ہے۔ مطلب ہے "سچے عرفان" کی کمی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



## سید صدر الدین راجو (راجن) قتال

(شجرہ نسب ۲۳۸)

سید صدر الدین راجو قتالؒ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چھوٹے برادر تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے مرید ہو کر برادر بزرگ سے خرقہ خلافت پایا اور ان کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ راجو قتال کو سیر و شکار کا بہت شوق تھا۔ ۸۲۴ھ مطابق ۱۴۲۲ء میں وفات پا کر اودھ شریف میں مدفون ہوئے۔ ان کے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید جلال خواجہ (۲) شیخ روح اللہ (۳) سید عبدالعزیز (۴) سید ابوالحسنؒ سید ابوالحسنؒ کا انتقال ۱۱۰۵ھ مطابق ۱۷۰۰ء کو ہوا۔

مخدوم راجو قتالؒ نے سید فضل الدین بخاریؒ بن سید ناصر الدین محمود بخاریؒ کو اپنا سجادہ بنالیا۔  
**خلفاء** مخدوم فضل الدینؒ، کبیر الدین اسماعیلؒ، برہان الدین قطب عالمؒ، شیخ عطار الدینؒ، شاہ داؤد قریشیؒ، مخدوم عبدالوہابؒ، اسماعیل قریشیؒ، مخدوم جہاں شاہؒ، شیخ سارنگؒ۔

**تصنیف** اودھ کا مجموعہ تکمیرات راجو قتالؒ

**نوٹ** ڈاکٹر رفیعہ سلطان نے اپنی کتاب میں ”اودھ و نثر آغاز و ارتقاء“ ص ۶۵ میں صدر الدین راجو قتالؒ برادر جہانیاں جہاں گشتؒ اور سید یوسف حسینی راجو قتالؒ کو ایک شخصیت سمجھ لیا ہے۔ اور جہاں گشت کے بھائی صدر الدین راجو قتالؒ کو خواجہ بندہ نواز گیسو دہاؒ کا والد بتایا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صدر الدین راجو قتالؒ ان کے والد نہیں تھے بلکہ سید یوسف حسینی راجو قتالؒ خواجہ بندہ نواز گیسو دہاؒ کے والد بزرگوار تھے۔

## سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ مکیؒ سندھ

شمار	اسماء گرامی	سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ
۲۵	سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ	مبارک الدین بن مظفر الدین کے عہد میں شیراز سے سندھ وارد ہوئے سلطان
۲۴	سید احمد	کا عہد حکومت ۷۳۳ھ تا ۷۴۵ھ تھا۔ پیر مرادؒ کی ولادت ۸۳۳ھ میں
۲۳	سید محمد شیرازی	ہوئی اور وفات ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۰ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ٹھٹھہ شہر
۲۲	سید محمود	کے مشہور قبرستان مکی میں مرجع خلافت ہے۔ سید علی کلاں شیرازی پیر مرادؒ
۲۱	سید محمد کئی بھکری	کے حقیقی برادر تھے اور ان کے مرید بھی۔ ان کی ولادت ۷۹۵ھ میں اور
۲۰	سید محمد شجاع احمد	وفات ۸۴۷ھ میں ہوئی، پیر مرادؒ کی سکونت ٹھٹھہ شہر میں تھی۔ ان کے
۱۹	سید ابراہیم نور	دو بیٹے تھے (۱) سید شاہ محمد جلال شیرازی (۲) سید شاہ جلال شیرازی، سید
۱۸	سید قاسم منور	شاہ محمد جلال شیرازی کی ولادت ۸۲۷ھ میں ہوئی اور وفات ۹۰۳ھ
۱۷	سید افضل زید	میں ہوئی۔ مزار مکی میں ہے۔ سید علی شیرازی ثانی سید شاہ جلال شیرازی کے
۱۶	سید محمد اکرم جعفر ثالث	فرزند تھے۔ ان کی ولادت ۹۰۴ھ میں ہوئی اور وفات ۹۷۱ھ میں ہوئی۔
۱۵	شاہ محمد شریف حمزہ	
۱۴	شاہ محمد اشرف ابن	
۱۳	شاہ عقیل ناصر	
۱۲	سید شاہ اسماعیل	
۱۱	سید علی امغر	
۱۰	سید علی جعفر ثانی	
۹	سید امام محمد علی نقی	

## سید شاہ یقینؒ بخاری

(شجرہ نسب ص ۱۳)

تحفۃ الکرام کے معنی میر علی شیر قانع اور تحفۃ العاہرین کے معنی شیخ محمد اعظم ٹھٹھری کے مطابق آپ کا اسم گرامی سید شاہ یقینؒ بخاری تھا۔

”پیر یقینؒ وی سالک خدا آگاہ و عارف باللہ بود و کرامات آں بزرگوار بسیار و بے شمار الیٰ“  
امراض یک چلہ زیارت دی مدامت می نمایند و از ہر قسم کہ مرض باشد نجات می یابند گویند این آستانہ  
آں پیر یقینؒ است کہ در ارض مکرالہ، بر کنارہ آب شور آسودہ است“

(تحفۃ العاہرین ص ۱۰۶، مطبوعہ ۱۳۵۲ھ)

”سید یقینؒ بزرگے معروف شمال رویہ ہند اور نگاہا ملہ شش گردی مدفون در گاہش بارندہ“  
 حاجات و ہر گزہ علیاں را واداشعاف و کرامات است“ (تحفۃ الکرام بخاری ص ۱۰۶، مطبوعہ مکتبہ بھریؒ)  
 حضرت سید شاہ یقینؒ بخاریؒ کا مزار چوٹ جہاں سے ۸ کلومیٹر جنوب میں موضع ”کچھڑہ“ میں واقع ہے جو لاڈلوں سے ۵ کلومیٹر شمال میں ہے۔ قلمی نسخہ کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۵ھ میں بخارا میں ہوئی۔ آپ اپنے جد اعلیٰ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ (متوفی ۶۹۱ھ) کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے۔ سید شاہ یقینؒ بخاریؒ ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں اور والد کی طرف سے حسین سید۔ آپ دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ نے پہلی شادی سلطان چنگیز خاں کی بیٹی سے کی تھی جن کے لہن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی سید قاسم شاہ بخاریؒ کی دختر نیک اختر محترمہ فاطمہ سے کی جن سے دو فرزند تولد ہوئے ایک سید علی دوسرے سید جعفر، سید جلال الدین سرخ بخاریؒ اویح شریف آنے کے بعد دونوں فرزندوں کو بخارا واپس بھیج دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد سید علی بخاریؒ دوبارہ واپس ہند آگئے۔

سید شاہ یقینؒ کے والد سید شرف الدین بخاریؒ کے ۷ فرزند تھے :

سلہ جانیان خاندان ص ۶۲، ۶۳، ۶۴، تحفۃ السالکین ص ۱۸، تاریخ اوج ص ۹۸، سید شاہ یقینؒ ص ۲۴

(۱) سید عبداللہ من شاہ (۲) شاہ موسیٰ (۳) شاہ اسمعیل (۴) شاہ سلیمان (۵) شاہ مراد (۶) سید علی کستری (۷) سید شاہ یقینؒ بخاریؒ، ان کی ایک دختر بھی تھیں جن کو بی بی نیک خاتون کہتے تھے جب شاہ یقینؒ کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو والد ماجد کا ۸۴۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ چھ ماہ بعد والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ وفات کے وقت والد نے اپنے فرزند شاہ اسمعیل اور شاہ سلیمان کو وصیت کی کہ شاہ یقینؒ کو میری وفات کے بعد مدد بھیج دینا۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا سید عبداللہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلہ میں آپ کے والد کے خاص عقیدت مند سید محمد محمود شاہ شیرازی بھی تھے۔ اس زمانہ میں سیاحت ہی کے ذریعہ روحانی تعلیم ہوتی تھی۔ سب سے پہلے یہ قافلہ نجف اشرف پہنچا وہاں شاہ نے حضرت علیؑ کے مقبرہ کی زیارت کی اور فیض و برکات حاصل کر کے کربلائے معلیٰ پر چلے کشتی کی۔ بعد ازاں شاہ نے شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے بیت المقدس پہنچے اور حضرت اسحقؑ اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر چلے کشتی کر کے روحانی تربیت حاصل کی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کے مزارات پر حاضری دی۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدثر رسولؑ پر حاضری دی جہاں آپ کو حضور پاکؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں ان کی ملاقات خواجہ غفر سے ہوئی جو بہترین لباس میں طبرس تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم پہلے کہ تمہیں ہندوستان بھیجا دوں۔ چند ماہ کی مسافت کے بعد شاہ یقینؒ ۸۵۱ھ میں ہندوستان آئے۔ سات سال کی عمر میں سفر پر روانہ ہوئے تھے دس سال کے بعد سترہ سال کی عمر میں سیر و سیاحت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ کے پاس واپس مکرالہ آئے۔ آپ نقشبندی اور قادری سلاسل طریقت میں بیعت تھے۔ سیر و سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ مکی کے قبرستان میں چلے کشتی کی بعد ازاں حضرت سید علی بھیریؒ وانا گنج بخش کے مزار پر لاہند میں تین سال تک چلے کشتی رہے۔ ۸۵۴ھ میں واپس لوٹے تو مجسم شفا میں چلے گئے تھے۔ اب ان سے کرامات کا مدد ہونے لگا جس کی طرف ایک نظر دیکھ لیتے وہ شفا پا جاتا۔ ایک روایت کے مطابق سید شاہ یقینؒ کی شادی سید محمد محمود شاہ شیرازی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی والد اعلیٰ بالقبولاب ۸۵۵ھ بعد نماز عشاء آپ کا رسم نکاح ادا ہوا اتنے میں ایک قریب گاؤں کی عورت ردتی پستی شاہ یقینؒ کے پاس آئی اور فریاد کرنے لگی کہ ڈاکوؤں نے میرے

بیٹے کو رغمال بنالیا ہے۔ شاہ سائیں خدا کے لیے میرے بیٹے کو پچائیں فوراً آپ اسی حالت میں سہرا باندھے اس عورت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ڈاکوؤں کو علم تھا کہ وہ عورت شاہ یقین ہی کے پاس چلے گی چنانچہ شاہ یقین کے پہنچنے ہی ڈاکوؤں نے ہلہ بول دیا اور سرتن سے جدا کر دیا۔ سرتن سے جدا ہوتے ہی گردن سے کلمہ شہادت کی آوازیں آنے لگیں۔ ڈاکو سائیں کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوئے بلکہ سارا گاؤں مسلمان ہو گیا۔ جہاں شادی کا رسم ادا ہوا تھا اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ غلام شاہ کلہوڑہ نے تعمیر کرایا تھا۔ مزار کی دیکھ بھال آپ کے خلیفہ فقیر جموں ورس کیا کرتے تھے۔

**شاہ بندر کا پس منظر** لکڑالہ میں ڈھائی ہزار سال قبل ایک عظیم قدیم ریاست "لکڑاری" قائم تھی۔ یہی وہ عظیم دھرتی ہے جسے "باب النعوف" بھی کہا جاتا ہے۔ امام تصوف حضرت شیخ بایزید بسطامی کے استاد حضرت شیخ ابوعلی سندھی کا تعلق بھی لکڑالہ ہی سے تھا۔ لکڑالہ کے بزرگ ہستیوں میں شاہ یقین بھائی کا اسم گرامی سرفہرست ہے جن کا ذکر تحفۃ الکرام، تحفۃ الطاہرین، تحفۃ السالکین اور دربار شہید وغیرہ میں موجود ہے۔

**تواریخ** وقت کے ساتھ ساتھ یہاں کے سواحلی علاقوں میں کتنے ہی انقلابات آئے۔ سب سے پہلے ۵۱۶ ق۔م میں ایران کا بادشاہ دارا حملہ آور ہوا اور اس علاقہ پر قبضہ چھایا۔ سکندر اعظم بھی اس علاقہ میں آیا تھا۔ اس علاقے میں غوری بھی آئے۔ یہاں یونانیوں کے بعد مختلف خاندانوں کی حکومت رہی۔ بارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے دور میں لکڑالہ ایک آزاد ریاست تھی جو موجودہ کیٹی بندر کا اچھل اور شاہ بندر پر مشتمل تھی۔ تاریخ میں لکڑالہ کی سرکشی کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ ریاضی کی قدیم ریاست تھی جسے غلام شاہ کلہوڑہ نے صوبہ سندھ میں شامل کیا تھا۔ اسی علاقہ میں ۱۶۵۱ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد تعمیر کی تھی جسے تاریخ میں "لکڑالہ بندر" بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شاہ عالمگیر بھٹائی بھی لکڑالہ میں سیر و تفویض کے لیے آئے تھے۔ اورنگ آباد ۱۶۵۸ء میں قائم رہا۔ ۱۱۷۲ھ مطابق ۱۷۵۸ء میں اورنگ آباد میں غلام شاہ کلہوڑہ بھی رہائش پذیر تھا جو آج کل ویران ہو چکا ہے۔ شاہ بندر میں ایک مضبوط قلعہ بھی تعمیر کرایا گیا تھا جس کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ ۱۷۵۷ء میں شاہ بندر ایک اہم بندرگاہ تھا۔ یہاں انگریزوں نے کوٹیاں بھی بنوائی تھیں جو ۱۷۵۷ء میں ویران ہو گئیں۔

**جغرافیہ** موجودہ ٹھٹھہ ضلع کو دیائے سندھ و حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو ہے اور بائیں طرف سمبالو سب ڈوئین میرپور بٹھورو، جاتی، شاہ بندر اور کارو پھان تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ شاہ بندر تعلقہ کے شمال میں تعلقہ جاتی اور دریائے سندھ ہے اور جنوب میں بحیرہ عرب اس تعلقہ کا طول و عرض ۲۰ میل اور ۲۵ میل ہے۔ شاہ بندر کا رقبہ ۱۳۹۵۶۸۳ مربع میل ہے۔ تعلقہ کے ساحلی علاقہ کو مقامی زبان میں "کچھ بھل" کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں سامونڈی بہتی ہے۔ آج کل یہ علاقہ سیم و تھوک کا شکار ہے۔ ۱۸۹۲ء تک تعلقہ کا ہیڈ کوارٹر شاہ بندر تھا جب دیلے سندھ نے رخ بدلاتا رفتہ رفتہ یہ شہر ویران ہو گیا اور ۱۸۹۲ء میں ہیڈ کوارٹر لاڈلوں منتقل کر دیا گیا جس کی آبادی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۲۸ افراد پر مشتمل ہے۔ وقت گزرتا رہا اس علاقہ میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو سکی۔ اس تعلقہ میں جالی، مین، میرپور، شیدی اور کھٹی قابل آباد ہیں اس تعلقہ کا مشہور تجارتی مرکز چوڑھڑ جالی ہے۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق شاہ بندر کی آبادی ۷۶۷۵۴ نفوس پر مشتمل ہے۔

**آفاتِ سادی** آفاتِ سادی اور طبعی تبدیلیوں کے سبب اس تعلقہ کی آبادی کم ہے۔ ۱۹۷۳ء میں سامونڈی میں زبردست طغیانی آئی تھی اور ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو زبردست زلزلہ آیا تھا۔

**آب و ہوا** تعلقہ کی آب و ہوا موافق ہے اور یہاں ۷۰ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

**پیداوار** اس علاقہ کی خاص پیداوار چاول، تیل کے بیج، سبزی جگتا اور کیلا ہے۔ آزادی کے قبل یہاں کی پیداوار شاہ بندر کے ذریعہ باہر بھیجی جاتی تھی۔ اس وقت کراچی یہاں کی فصلوں کا خاص مرکز ہے۔ یہاں کا گنا زیادہ تر ٹھٹھہ شوگر مل بھیجا جاتا ہے اور کیلا ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

**تعلیم** اس تعلقہ میں ۶۰ پرائمری اسکول، ایک مڈل اسکول، ۲ ہائی اسکول اور ایک گرلز اسکول قائم ہیں جن میں ۱۳۹۸ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

**صنعت** برطانوی عہد حکومت میں شاہ بندر قلعہ شوروں کا مرکز تھا۔ ۱۷۶۳ء میں ۶۰ ہزار ٹن قلعہ شوروہ برسی بھیجا گیا تھا۔ ۱۸۱۹ء کے زبردست زلزلہ میں یہ بندرگاہ تباہ ہو گیا۔

نوٹ: ۱۔ علامہ عبدالحلیم لاہوری بھی شاہ بندر میں مقیم تھے۔

(۲) آدم خاں بلوچ اسسٹنٹ مختار کا میرپور ساکرو کی روایت کے مطابق الرضی کی دستاویز کی رو سے اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اورنگ آباد یعنی شاہ بندر کی حیثیت ایک ضلع کی تھی اور میرپور ساکرو کراچی اس کی تحصیل تھی۔

**اولیاء و مشائخ** | شاہ بندر ہمیشہ سے اولیاءوں، درویشوں کا مسکن رہا ہے۔ حاجی ابراہیم، سید فتح علی شاہ کھڑی سید محمود شاہ بن سید راجہ شاہ، اشرف شاہ لکھنوی، جلال کھٹی، میاں محمد اور عثمان عباسی یہاں کے مشہور اولیاء گذرے ہیں۔

**موتے مبارک** | شاہ بندر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس مرنے مبارک یہاں محفوظ ہے۔ ہر سال عید الاضحیٰ کے دن اس کی عام زیارت ہوتی ہے۔ شاہ ابراہیم غوثؒ یہ موتے مبارک لے کر آئے تھے۔

**علماء و مشائیر** | شاہ بندر کے اخوند خانوادہ میں علامہ عبدالفتاح مشہور عالم و فقیہ تھے۔ مولوی فتح علی نندھو سندھ خلافت تحریک کے روح رواں تھے۔ سید شکر اللہ قاضی شاہ بندر کے قاضی تھے حاجی محمود مشہور طبیب تھے۔



## سید شاہ علامہ الدین بخاری شطاریؒ بڑی بلیا منگیر بہار

(شجرۂ نسب ص ۲۲)

حضرت سید شاہ علامہ الدین بخاری شطاریؒ بن سید شاہ شمس الدین بخاریؒ ۸۵۸ھ مطابق ۱۴۵۵ء میں تولد ہوئے اور موضع بڑی بلیا ضلع منگیر بہار میں رہائش اختیار کی۔ سید شاہ علامہ الدین بخاریؒ ایام طفلی ہی میں والد ماجدہ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پردہ اول سید شاہ فرید الدین بخاریؒ نے آپ کی پرورش و پرورش کی۔ علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۹۲ء میں وطن کو خیر باد کہے بنداد ہوئے۔ سیروساحت فرماتے ہوئے موضع بڑی بلیا میں آجے۔ یہ تسمہ قدیم لکھنویہ ریوے اسٹیشن سے متصل قومی شکر کے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علامہ الدین فطی کی تعمیر کردہ ایک مسجد ۹۹۹ھ مطابق ۱۴۹۶ء کے کھنڈرات اب تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ جیل حروف میں کنو کیا ہوا سنگ سیاہ پر اس مسجد کا کتبہ وہاں محفوظ ہے۔

مخدوم علامہ الدین بخاریؒ نے حضرت نور اللہ شطاریؒ سے بیعت، اجازت و خلافت حاصل کی تھی اور وہ حضرت عبداللہ شطاریؒ کے مرید و مجاز مرسل خلیفہ تھے۔ شطاریہ سلاسل کا اجرا ہندوستان میں انہیں کے ذریعہ ہوا ہے۔ مخدوم علامہ الدین بخاریؒ بڑی بلیا میں مدفون ہیں جہاں ان کا مزار مرجع خلافت ہے۔

۱۔ حالات زندگی حضرت سید شاہ علامہ الدین بخاری شطاریؒ از محمد اشم شطاریؒ ۲۵۰ مطبوعہ دی آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ۔  
۲۔ بزم شمالی تذکرہ شعلے شمالی بہار، ارشاد ان فادق ص ۱۲۲ تا ۱۴۴، مطبوعہ ۱۹۶۷ء۔

## حضرت سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ

(شجرہ نسب ص ۲۳۳)

سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری شطاری کی ولادت با سعادت ۱۱۱۳ھ مطابق ۱۷۰۱ء میں ہوئی۔ جلئے پیدائش اور جائے دفن موضع بڑی بلیا بگہ سرسے ہے۔ حضرت حسن بخاری بڑے ہی محترم غلام کے چشمہ چراغ تھے اور مخدوم علار الدین کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے راسخ العقیدہ حنفی تھے۔ سلسلہ رشد و ہدایت ہمیشہ جاری رکھا۔ خانقاہ کے معارف کے لیے شاہان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی جائدادیں ان کے اجداد کو ملی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی جائدادیں حاصل تھیں۔ بھلگی کا سلسلہ سلسلہً بعد سلسلہً اب بھی اسی خاندان میں چل رہا ہے۔ موجودہ سجادہ خانقاہ بلیا بگہ سید شاہ منیار الحق کی بخاری کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ بہ شکل مخطوط حضرت حسن کی خانقاہ عالم نیاہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار بلیا میں مرجع خلافت ہے۔

### نمونہ کلام حسن بخاری

وطن مری ہے بلیا بگہ  
کہ وہاں شہ علار الدین کا ڈیرہ  
جلال الدین حیدر کے میں فرزند  
بخاری بن بخاری سلسلہ بند  
علار الدین کے میں ہم پشت توں  
علار الدین علیم الدین سے دیوں



## سید وارث علی شاہ دیوہ شریف یوپی

(شجرہ نسب ص ۲۳۴)

سید وارث علی شاہ سلاسل وارثیہ کے مرشد اعلیٰ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب نقوی النسب تھے اور سادات اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے آپ دیوہ شریف میں تولد ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہو گئے پہلے حج کی سعادت کے بعد ہی زندگی بھر کے لیے احرام ہی کر اپنا لباس بنالیا۔ زندگی بھر فرش خاک پر سوئے۔ جہاں گشت تھے۔ ترکی کے سلطان عبدالحمید، یورپ کے شہزادہ ہمارک اور دیگر حکمران وقت آپ کے عقیدت مند اور حلقہ گوش تھے۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور دست سوال دراز نہیں کیا۔ ڈیڑھ لاکھ غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر شرف بر اسلام ہوئے۔ آپ کا پیغام محبت تھا۔ دیوہ شریف میں آپ کا مقبرہ مرجع خلافت ہے۔ ترکی کے سفر کے دوران آپ شاہی بارش پہنے اور فرش پر کھل بچھا کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے سلطان عبدالحمید آدھر آ نکلا۔ ان سے سوال و جواب ہوا۔ سلطان بے حد متاثر ہوا۔ اور محل میں شاہ صاحب کا شایان شان استقبال کیا۔

## سید شاہن سرکار پنگر یوٹنڈو باگو بدین

(شجرہ نسب ص ۲۳۵)

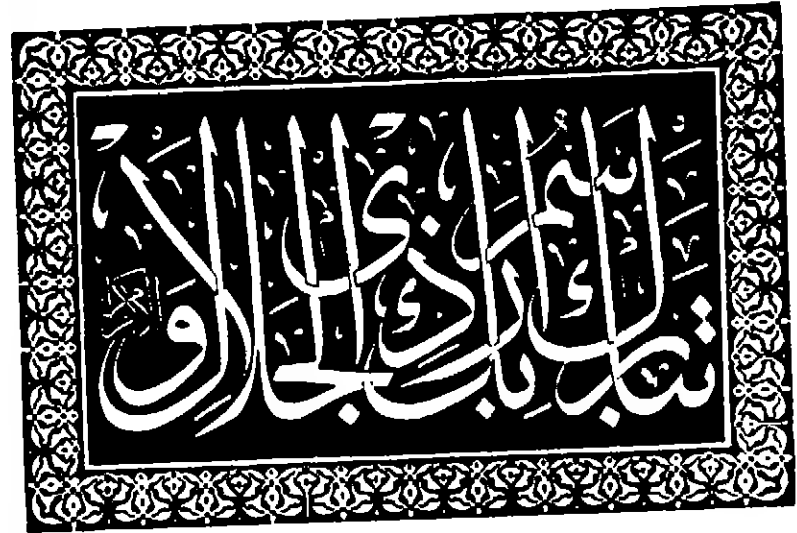
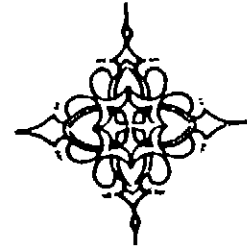
آپ کی وفات ۱۳۲۹ھ/۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد بخار سے سندھ وارد ہوئے۔ سید شاہ غازی باجوہی مدنی ہجوئی میں سندھ تشریف لاتے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں سید ثمن شاہ حسن و جمال کے مالک تھے خوہر بورت لباسوں کے شوقین اور سیلوں اور ساز و سرود کی محفل میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ آپ پرانے جھنڈ گودام کے رہنے والے تھے جو آپ کی بددعا سے ویران ہوا پہلے عشق مجازی میں گرفتار ہوئے بعد ازاں عشق حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخر عمر میں پنگر یوٹنڈو باگو بدین کے باشندوں نے ان کی آؤ بھگت کی۔ آپ نے پنگر یوٹنڈو کے لیے دعا کی جس کی برکت سے آج پنگر یوٹنڈو

ملہ تذکرہ اولیائے سندھ ص ۵۹،



خوشحال ہے۔ اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں۔ آپ کا مزار پنگرہ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ٹنڈو پاکو میں منیع بدین میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ درگاہ پر ہر زمانہ مرفا ساتھ لے کر جاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے۔

شجرہ نسب | سید شہنشاہ بخاری بن سید گل شاہ ثانی بن سید قربان علی شاہ بن سید علی بخش شاہ بن سید گل شاہ غازی۔



## نواب صدیق حسن قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

(شجرہ نسب ص ۲۲۲)

نواب سید صدیق حسن کا خاندان سادات حسینی نقوی ہے۔ سید تاج الدین سے قبل سب صلحاء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لے کر علی انور جنگ بن لطف اللہ تک اہل دولت و ثروت ہوئے۔ علامہ سید اولاد حسن قزجی سید احمد شہید کے اجل خلفاء میں سے تھے اور بڑے عالم دین تھے۔ نواب صدیق حسن بڑے مفسر و محدث، فقیہ اور عالم دین تھے اور بھرپال کے وائے ریاست بھی تھے۔ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بریلی میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دور قنوج میں گزرا۔ علوم مرآت فی حقہ الدین خاں آرزو سے پڑھے۔ تفسیر و حدیث و فیروشیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی، شاہ یعقوب دہلوی اور قاضی حسین انصاری سے پڑھی۔ پہلی شادی ملشی جمال الدین مدار الہام ریاست بھوپال کی دختر سے ہوئی جن سے نواب نور الحسن خاں طیب اور نواب علی حسن خاں طاہر تولد ہوئے۔ نواب سید نور الحسن کا نکاح میر حیدر علی بن مراد علی کی دو دختروں سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ نواب نور الحسن صاحب تصانیف گزرے۔ وہ شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے خلفاء میں سے تھے ۸ محرم ۱۳۲۶ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید محمود الحسن اور نواب سید نجم الحسن جو جنوری ۱۹۶۲ء کو فوت ہوئے انہیں کے صاحبزادے قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ قاری صاحب نے حیدر آباد دکن سے میٹرک کیا۔ مولانا فضل اللہ نبیرہ مولانا محمد علی نوگرہری بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مشکوٰۃ ترمذی، ابن ماجہ اور بخاری شریف کی تعلیم حاصل کی۔ ندوہ میں استاد تجوید مقرر ہوئے مولانا عبدالحفیظ بھادی سے ادب کی کتابیں پڑھیں۔ قاری صاحب کا عقد مولانا سید ابوالحسن ندوی کی جانبی سید و فاطمہ بنت سید یحییٰ قطبی سے ہوا جن سے چار فرزند اور ۵ دختر ہیں۔ (۱) سید صدیق حسن طیب (۲) سید یوسف حسن طاہر (۳) سید عتیق حسن قاسم (۴) سید منزل حسن۔

## مولانا سید شاہ احمد جمال عابد حسین بخاری رامپوری

شجرہ نسب پدری

چند کلمہ اسمائے گرامی

۲۷	سید محمد طاہر	مولانا سید احمد جمال عابد حسین بخاری کا آبائی سلسلہ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ آپ کے جد امجد سید احمد شاہ بخاری کے مریدین مکرم معظمہ مدینہ منورہ بمبئی، حیدر آباد، بانس بریلی، مراد آباد، رامپور میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم
۲۶	سید احمد جمال عابد حسین	حادثہ قاری فقیر محمد سید فضل علی شاہ عرف سید چندہ میاں صاحب کے مریدین زیادہ تران کے اپنے وطن رامپور ہی میں کثرت سے آباد تھے۔ جن میں اکثر مشہور
۲۵	سید فضل علی شاہ	معروف بزرگ بھی گزرے ہیں۔ آپ ابتدا سے تیس سال تک اپنے وطن رامپور میں اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت سے فیضیاب ہو کر بحیثیت سے سرفراز ہوئے۔
۲۴	سید احمد شاہ بخاری	آپ نے علوم مروجہ مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، اصول فقہ، منطق، حدیث، تفسیر، طب، طبیعیات اور فلسفہ وغیرہ میں درک حاصل کیا۔ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء
۲۳	سید جمال	میں مدرسہ خلیفہ ٹرنک میں مولانا حکیم حاذق سید برکات احمد میرنگری سے چھ سال تک بقیہ علوم کا درس لیتے رہے اور ان کے درس میں شامل ہو کر مدرسہ
۲۲	سید جعفر شاہ	خلیلیہ کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد والد صاحب نے ۶ شعبان ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء بروز دوشنبہ علماء، فقہاء، مشائخ کبار اور علمہ عزیزان و اقارب اور دیگر
۲۱	سید کمال	معززین شہر اور خاص طور پر سید قطب شاہ سجادہ نشین کی موجودگی میں ان کے جد امجد کے عرس کے موقع پر عام جلسہ میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی
۲۰	سید محمد شاہ	فرمائی اور قائم مقام مامور فرمایا جس کا سلسلہ ہندو جاری ہے۔ آپ کے فرزند
۱۹	سید شاہ احمد	کا اسم گرامی سید محمد طاہر ہے جو جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی میں قیام پذیر ہیں ان
۱۸	سید عبدالغنی	زٹ :- شجرہ میں ۱۹ اسماء کے ساتھ کے صاحبزادگان کے نام (۱) سید محمد شعیب (۲) سید شاہد احمد (۳) سید اقبال احمد ہیں۔
۱۷	سید عبد السبحان	ہونے سے رہ گئے ہیں۔
۱۶	سید عبدالعزیز	
۱۵	سید عبدالکریم	
۱۴	سید شاہ فاروق	
۱۳	سید بلال الدین حیدر	
۱۲	جہانیاں جہاں گشت	

سہ قلمی نسخہ مشافہ ۱۱۱

## شجرہ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(شجرہ نسب ۲۳۱ تا ۲۶۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلی کے ایک معزز گھرانے کے چشم چراغ تھے۔ ان کے خاندان میں نامور صوفیائے کرام گزرے ہیں۔ ہند میں سلاسل چشتیہ کے شیخ الشیخ خواجہ قطب الدین مودودی چشتی (متوفی ۷۵۲ھ) اس خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں۔ مولانا مودودی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید احمد حسن مودودی تھا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ مولانا کی ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (دکن) میں ہوئی۔ اورنگ آباد ہی سے ۱۴ سال کی عمر میں مولوی کا امتحان پاس کیا بعد ازاں دہلی کا رخ کیا اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء مولانا میدان صحافت میں سرگرم عمل رہے۔ مدینہ دہلی تاج (جیلپر) مسلم (دہلی) اخباروں میں صحافت کی۔ ۱۹۲۵ء میں الجمعیت کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء سے دم آخر تک ترجمان القرآن نکالتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آ گئے۔ دارالسلام (پٹھان کوٹ) کے مرکز میں اصلاحی کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ پہلے امیر منتخب ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا لاہور منتقل ہوئے اور مرتے دم تک طویل جدوجہد میں مصروف رہے۔ اقامت دین کے لیے آنکھ محنت کرتے رہے۔ شب و روز تعینف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ مولانا نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو فیصلہ دیا کہ میں وفات پائی۔ وہ اچھرو، لاہور میں اپنے مکان کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا ہمہ جہت شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسر قرآن، محدث، اعلیٰ محقق، مبدع بدل مورخ، دہر، مفکر اسلام، معلم، مبلغ اسلام، مصلح وقت اور مجتہد عصر تھے۔ یوں تو مولانا کی کل تصنیفات ۱۶۴ ہیں جن میں ۷۸ مشہور ہیں جن میں سے بعض کتابیں ۲۵ زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جن کی عالم اسلام میں دھوم مچ گئی۔ ۱۹ کتابوں کے

لے روزنامہ جہات کراچی مودودی نمبر ۱۳۲۹،

## شجرہ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اساتے گرامی	ولادت	وفات	مدفن	اساتے گرامی	ولادت	وفات	مدفن
۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۹۰۳ء	۱۹۷۹ء	پشاور	۲۰۔ علامہ نظام الدین احمدؒ	۱۵۸۳ء	۱۶۳۳ء	مدفن
۲۰۔ مولوی احمد حسنؒ	۱۲۷۲ء	۱۳۳۹ء	دہلی	۱۹۔ رکن الدین محمدؒ	۱۵۲۵ء	۱۶۳۵ء	مدفن
۲۹۔ مفتی الزاہر سید حسنؒ	۱۳۲۰ء	۱۳۵۳ء	دہلی	۱۸۔ نقیبہ نجم الدین ابوالاعلیٰؒ	۱۳۹۲ء	۱۵۷۷ء	مدفن
۳۸۔ سید النقی علیؒ	۱۱۷۲ء	۱۲۵۳ء	دہلی	۱۷۔ قطب الدین مودودیؒ	۱۴۲۰ء	۱۵۲۷ء	مدفن
۳۷۔ سید العارف عبدالغفرؒ	۱۱۳۷ء	۱۱۹۹ء	دہلی	۱۶۔ ابوالیوسف یعقوب حسنؒ	۱۳۷۵ء	۱۴۵۹ء	مدفن
۳۶۔ سید حافظ عبدالغفرؒ	۱۰۶۲ء	۱۱۵۷ء	دہلی	۱۵۔ ابوالحسن محمدؒ	۱۳۳۱ء	۱۴۰۶ء	مدفن
۴۵۔ سید لکھن علیؒ	۱۰۳۶ء	۱۱۱۰ء	دہلی	۱۴۔ سید ابوالنصر سمانؒ	-	۱۳۹۸ء	مدفن
۴۴۔ سید لکھن علیؒ	۹۹۲ء	۱۰۸۲ء	پشاور	۱۳۔ مجتہد ابوجعفر ابراہیمؒ	-	۱۲۷۰ء	مدفن
۳۳۔ سید الزاہر عبدالغفرؒ	۹۹۰ء	۱۰۸۰ء	پشاور	۱۲۔ سید ابوالحسن محمدؒ	۱۲۹۵ء	۱۳۵۲ء	مدفن
۳۲۔ عبدالغفرؒ	۹۲۹ء	۹۸۹ء	پشاور	۱۱۔ سید ابوالحسن محمدؒ	۱۲۷۰ء	۱۳۲۲ء	مدفن
۳۱۔ الشکر عبدالغفرؒ	۸۹۴ء	۹۸۹ء	پشاور	۱۰۔ ابوالبرکات عبدالغفرؒ	۱۲۳۸ء	۱۲۹۲ء	مدفن
۳۰۔ نقیبہ عبدالغفرؒ	۸۶۲ء	۹۸۷ء	پشاور	۹۔ ابوالحسن علی نقیؒ	۱۲۱۲ء	۱۲۵۳ء	مدفن
۲۹۔ آقا الدین عبدالغفرؒ	۸۲۶ء	۹۲۲ء	پشاور	۸۔ امام ابوالحسن عبدالغفرؒ	۱۱۹۵ء	۱۲۲۰ء	مدفن
۲۸۔ علامہ شمس الدین ابوالاعلیٰؒ	۸۱۷ء	۹۱۶ء	پشاور	۷۔ ابوالحسن الرضاؒ	۱۱۵۳ء	۱۲۰۳ء	مدفن
۲۷۔ ناصر الدین محمدؒ	۷۹۲ء	۸۲۶ء	پشاور	۶۔ ابوالحسن موسیٰ کاظمؒ	۱۱۲۸ء	۱۱۸۳ء	مدفن
۲۶۔ سید نظام الدین علیؒ	۷۸۸ء	۸۰۸ء	پشاور	۵۔ النکی ابوجعفر صادقؒ	۸۰۰ء	۸۱۵۸ء	مدفن
۲۵۔ قطب الدین ابوالحسنؒ	۶۸۷ء	۷۵۳ء	پشاور	۴۔ ابوجعفر محمد باقرؒ	۵۷۷ء	۱۱۱۲ء	مدفن
۲۴۔ تقی الدین محمدؒ	۶۶۶ء	۷۳۵ء	پشاور	۳۔ علی زین العابدینؒ	۵۲۸ء	۵۹۲ء	مدفن
۲۳۔ ابوہریرہ الدین احمدؒ	۶۴۵ء	۷۱۲ء	پشاور	۲۔ سید الشہداء امام حسینؒ	۵۲۰ء	۵۶۱ء	مدفن
۲۲۔ ضیاء الدین محمدؒ	۶۲۷ء	۶۹۹ء	پشاور	۱۔ حضرت علیؒ	-	۶۰۰ء	مدفن

نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت	نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت
۱	ابوجنیدہ اور ابوالیوسف	۱۹۶۲ء	۱۱	رسالہ دینیات	۱۹۳۲ء
۲	دکن کی سیاسی تحریک	۱۹۶۴ء	۱۲	سلاجقہ	۱۹۵۴ء
۳	اسلامی قانون	۱۹۴۸ء	۱۳	سود	۱۹۵۸ء
۴	اسلامی ریاست	۱۹۶۲ء	۱۴	تفہیم القرآن (جلد ۶)	۱۹۴۹ء
۵	الجهاد فی الاسلام	۱۹۳۰ء	۱۵	تفہیمات ۳ جلد	۱۹۷۲ء
۶	خلافت و ملکیت	۱۹۶۷ء	۱۶	تحریک آزادی ہندوستان	۱۹۶۰ء
۷	خطبات	۱۹۵۷ء	۱۷	تجدید احیائے دین	۱۹۵۲ء
۸	مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش	۱۹۳۹ء	۱۸	ترجمان القرآن	۱۹۷۸ء
۹	پروہ	۱۹۳۹ء	۱۹	تفہیمات	۱۹۳۹ء
۱۰	رسائل و رسائل	۱۹۵۱ء			

شجرہ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ



## مولانا عبدالسلام نیازی استاد مولانا مودودی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید احمد حسن اور مولانا الیاس کا نزوی بانی تبلیغی جماعت کے والد محترم سے حاصل کی۔ مولانا نے عربی، فلسفہ، منطق، علم الکلام وغیرہ کی تعلیم اپنے بلند بزرگ مولانا ابوالخیر مودودی کے ساتھ مولانا عبدالسلام نیازی سے حاصل کی جو اس حد کے مجرب کلاں سمجھے جاتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مرحوم و منفرد کو اپنے ان شاگردان رشید پر بڑا ناز تھا۔ مولانا نیازی ہند کے صوبہ سی پی برار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالسمان اور دادا عبدالوہاب قادری سلاسل کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مولانا فضل حق خیر آبادی کے نواسر تھے۔ ۸ سال کی عمر میں میرٹھ کے مدرسہ خیر المدارس میں داخل ہونے کے بعد قرآن حفظ کیا۔ فارسی کی تعلیم مولانا خیر محمد اور شاہ محمد عظیم سے حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مولانا ہدایت اللہ لٹانی سے علم حاصل کیا۔ رامپور میں مولانا عبدالحق سے درس لیا جو ان کے نانا کے شاگرد تھے۔ پھر اپنے ماں مولانا عبدالحق خیر آبادی سے ۸ سال تک تحصیل علم کہتے رہے۔ دہلی واپس آکر مکیم محمود خاں دوازمکیم اعلیٰ سے طب کا علم حاصل کیا۔ سر آرنلڈ کو فارسی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ ڈاکٹر ہرین سے فرانسیسی اور عربی زبان پڑھی اور ان کو عربی پڑھائی۔ پندت جگت ہاراج سے سنسکرت زبان سیکھی۔ تقریباً ۲۰ سے زیادہ زبانیں بول سکتے تھے۔ آثار قدیمہ کے ہزاروں سال پرانے کتبوں کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ متوکل شاہ محضوب جو اپنے وقت کے بزرگ تھے مولانا نیازی کو دہلی لے جا کر شاہ نظام حسن کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نیازی نے ان کے دستِ حقِ پدیدت کی اور سات سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مولانا نیازی کے دستِ مبارک پر ۳۶ ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مولانا نیازی نہ صرف مجرب کلاں تھے بلکہ روحانی اعتبار سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی کی وفات حسرتِ آیات ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ان کے جنازہ میں تقریباً ۱۳ لاکھ آدمی شریک ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ہر دلعزیزی کا پتہ چلتا

## علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی حیدر آباد سندھ، آبائی وطن (شجرہ نسب ص ۲۱)

آپ شہر حیدر آباد سندھ کے قاضی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۱۴ء کو محلہ چاندپورہ پٹنہ صوبہ بہار ہند میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید محمد قاسم تھا اور آپ کے جد امجد سید شاہ واجد حسین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید مودودی حقیقی سے ملتا ہے۔ آپ کے جد امجد سید اسماعیل شاہ کچھ نشیں بھکری بھکر سے نقل مکانی کر کے دور اکبری میں ٹھٹھہ پہنچے پھر وہاں سے فقل ہو کر صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے موضع شیخ پورہ میں مع اہل و عیال سکونت پذیر ہوئے۔ حاجی سید نور الہدیٰ سی آئی اے بانی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مولانا شمسی کو ۸ سال کی عمر میں موضع کانھاسے پٹنہ بلایا اور تعلیم و تربیت کے لیے اپنے چچا مولانا سید معین الدین کے حوالہ کیا۔ گیارہ سال کی مدت میں تمام متوجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر لی اسی دوران آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے گزٹ بجوشن کیا۔ کچھ دنوں تک آپ مدرسہ اسلامیہ ادنگ آباد گیا بہار میں عربی ادب اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔ ۱۹۴۰ء میں خدائیش اور نیٹل لائبریری پٹنہ میں ریسرچ ٹیٹلار کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۵ء دیوال ایشیا ٹیک سوسائٹی کلکتہ میں بھی اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں علامہ شمسی موضع کانھاسے ہجرت کر کے حیدر آباد سندھ میں داخل ہوئے اسی سال آپ نے حیدر آباد میں پروڈیشل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۵۰ء تک اس سے منسلک رہے۔ درمیانی مدت میں حکومت نے آپ کو جامعہ اسلامیہ بھادپور میں شیخ التصوف مقرر کیا لیکن چھ ماہ کے بعد حکومت سندھ نے ہمارا کر کے واپس لائبریری میں بلوایا۔ علامہ شمسی دسمبر ۱۹۶۹ء میں اپنی دختر است پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں گورنر سندھ نے آپ کو سندھ یونیورسٹی کا ممبر اور ممبر سٹڈیٹ نامزد کیا۔ ۱۹۵۹ء میں علامہ شمسی ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے بھی منسلک رہے جہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۸۱ء میں مدرسہ دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد میں مفتی اعظم سندھ

علامہ مفتی خلیل خاں برکاتی کی چٹکش پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر چار سال تک فائز رہے۔ آپ کا درس قرآن انتہائی دلکش اور مسرور کن ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ اپنے عاشق رسول، حق گو اور عالم باطن تھے۔ علیہ السٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز المرکز اسلامی کراچی سے آخر دم تک وابستہ رہے۔ آپ ۲۲ کتابوں کے مصنف تھے۔ یکم محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء کو طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔



## شجرہ و تذکرہ سید اللہ بجاوشاہ بخاری حیدر آباد سندھ

اسمائے گرامی

۳۴۔ سید اللہ بجاوشاہ بخاری  
۳۵۔ سید غلام حیدر عثمان علی شاہ ثانی  
۳۶۔ سید محمود شاہ ثانی بخاری  
۳۷۔ سید غلام حیدر شاہ بخاری  
۳۸۔ سید محمود شاہ بخاری  
۳۹۔ سید جان محمد کچھ والا سی  
۴۰۔ سید عبداللہ بن محمد شاہ بخاری  
۴۱۔ سید عبدالرزاق شاہ بخاری  
۴۲۔ سید حفیظ شاہ ثانی بخاری  
۴۳۔ سید فرید شاہ ثالث بخاری  
۴۴۔ سید حضور شاہ بخاری  
۴۵۔ سید فرید شاہ ثانی بخاری  
۴۶۔ سید نظام الدین بخاری  
۴۷۔ سید فرید شاہ بخاری  
۴۸۔ سید محمد شاہ بخاری  
۴۹۔ سید ابراہیم شاہ حیدر آبادی  
۵۰۔ سید علی بخاری  
۵۱۔ سید فتح اللہ بخاری  
۵۲۔ سید نظام الدین بخاری  
۵۳۔ سید برہان الدین بخاری  
۵۴۔ سید حامد شاہ بخاری  
۵۵۔ سید میراں شاہ ثانی بخاری  
۵۶۔ سید میراں شاہ بخاری  
۵۷۔ سید شیخ ابرار شاہ عالم بخاری  
۵۸۔ سید قطب علم الدین بخاری  
۵۹۔ سید ناصر الدین محمود شاہ  
۶۰۔ سید جلال الدین جہاں گشت

اللہ بجاوشاہ کی ولادت ۲۴ اپریل ۱۹۲۶ء میں موضع غلیغریہ محمد شاہ نزد اوڈیو محلہ میں ہوئی۔ وہ زمانہ تھاجب حضرت پیر سید صفت اللہ شاہ شہید انگریز سرکار کے اسیر تھے اور ان پر حیدر آباد جیل میں غداری کا مقدمہ چل رہا تھا اور ان کے حُرّ مقتدین پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ اللہ بجاوشاہ نے ۱۹۶۶ء میں اپنی تعلیم مکمل کر لی اور وہ جام شہود یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کر لیا۔ ۱۹۶۵ء میں ٹریشری آفس ہار میں ٹریشر کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور آج کل اسی مقام پر متعین ہیں۔

اللہ بجاوشاہ فلاح و بہبود کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اور اپنے اوطاق میں اسکول چلا رہے ہیں۔ راقم سے ان کے دیرینہ مراسم ہیں اور گھر طبعات ہیں۔ وہ بہت ہی درد مند دل رکھتے ہیں اور خلوص کے پکیہ ہیں۔ اللہ ان کی عمر دواز کرسے۔ آئین، راقم کو ان کی دوستی پر فخر ہے۔ مجھ سے بڑی وضعداری اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

فرزندان اللہ بجاوشاہ بخاری

(۱) سید اعجاز علی شاہ (۲) سید محفوظ علی شاہ بخاری (۳) سید افضل علی شاہ (۴) سید ظفر علی شاہ بخاری

فرزندان سید محمد شاہ بخاری برادر اللہ بجاوشاہ

(۱) سید ذوالفقار علی شاہ بخاری (۲) سید گلزار علی شاہ بخاری ، (۳) سید عثمان علی شاہ بخاری -

نوٹ :- سید اللہ بجاوشاہ بخاری کا خاندان سید شاہ میر پکارا کامریہ ہے۔ اس خاندان کو خلافت ملی ہے جو اب تک چلی آ رہی ہے انہیں شجرہ نے پر فخر ہے

اولاد سید امام حسن عسکریؑ

سید شاہ نظام الدین  
(ساوات مشہدی کھیم کرن پنجاب)  
(سالار عجم ۲۴-۲۲)

五

اولاد خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ	
سید علی اکبر	۲۰ خواجہ برید غلام الدین
سید محمد جامع	۲۱ خواجہ برید غلام الدین
سید عبداللہ	۲۹ خواجہ سید کمال الدین
سید محمد حسن نقی	۳۰ خواجہ برید غلام الدین
سید حسن مقبول	۳۱ خواجہ سید جمال اہر
سید ہلاق	۳۲ خواجہ محمد علی الدین پانی
سید محمد رومی	۳۳ خواجہ عبدالقادر
سید فخر الدین	۳۴ خواجہ سید علی
سید عبداللہ	۳۵ سید حیدر شاہ
سید حسین اکبر	۳۶ سید بدر الدین
سید حسین محبوب	۳۷ سید محمد تاج الدین اولیاء
سید کمال الدین	(ناگپور، ہند)
سید برہان الدین	
سید جلال الدین	
خواجہ عبداللہ بناری	
خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ	
سید عبداللہ عرب	
سید فضل ہمدی	
حسین ہمدی حسن الدین	
حسین ہمدی جمال الدین	
حسین ہمدی بدیع الدین شہرل	
سید محمد عظیم ریخا قلندرؒ	
(مدون، کراچی)	
سید علی اصغر	
سید احمد اصغر	
سید محمد مدنی	
سید محمد منی	
سید محمد امین الدین	
سید علی راجہ	
سید اسد اللہ	
سید محمد راجہ	
سید امین الدین	
سید شہر محمد قادری	
سید شاہ صادق حسین	
سید اسد اللہ شیر محمد	
سید عبدالفتاح امام الدین	
سید بن العابدین	
سید شمس الدین	
سید عبداللہ (کاپی)	
سید عبدالفتاح	
سید اشرف علی	

(مکس مدرسہ محمود بنی)

## اولاد سید علی اکبر شاہ پیر بابا ترمذی بونیر سوات

(شجرہ منہ)

سید معطی پیر بابا دکن افغانستان سے نقل مکانی کی اور علاقہ مانہرو، ہزارہ میں آباد ہوئے  
سید حبیب پیر بابا

میاں سید عبداللہ  
میاں سید تاسم  
میاں سید حسن  
سید عبدالوہاب  
سید مسعود شاہ

اولاد خواجہ بہار الدین نقش بندہ

(شجرہ منہ)

خواجہ سید علامہ الدین	پیر سید امام شاہ	پیر سید جلال شاہ
خواجہ سید عماد الدین	سید ابراہیم شاہ	نامعلوم
خواجہ سید کمال الدین	میاں خواجہ نور	نامعلوم
خواجہ سید نصیر الدین	میاں قدرت شاہ	سید زینف شاہ بابا ہاشمی
خواجہ سید جمال احمد	میاں مرسل شاہ	سید حسن انصاری شاہ ہاشمی
خواجہ محی الدین (سپاہ)	سید شیریں شاہ	سید داؤد شاہ ہاشمی
خواجہ عبدالقادر	سید بادشاہ	سید لائق شاہ ہاشمی
خواجہ سید علی	سید عبدالعقید شاہ	ڈاکٹر سید حسن شاہ ہاشمی
سید حیدر شاہ	(علاقہ مانہرو)	(چٹھان کالونی، کراچی)
سید بدیع الدین		
سید محمد تاج الدین اولیا		
(مدفن ناگپور)		

## سید جمال الدین افغانی

(شجرہ نسب)

سید اسادات مولانا جمال نقش پایش بہر چشم تو تیا است (اقبال)  
آپ مشہور محدث سید علی ترمذی دہلی بابائیر کی اولاد میں تھے اس لیے نام کے ساتھ حسینی لکھنا باعث فخر سمجھے تھے۔ آپ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں افغانستان میں کنڑ کے علاقہ اسد آباد میں ولد ہوئے۔  
دافع ہو کر کنڑ کے سادات سے ہمیشہ افغانوں کو خصوصی عقیدت رہی ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک  
سید محمد صفدر تھا۔ آپ کی تعلیم زیادہ تر افغانستان، عراق اور ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وقت کے  
جلیل القدر علماء سے عربی و فارسی زبانیں سیکھیں۔ آپ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں سترو سال کی عمر میں  
ہندوستان ہوئے یہاں ایک سال رہ کر آپ نے انگریزی زبان سیکھی ۱۲۶۳ھ میں حج کی سعادت حاصل  
کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ امیر افغانستان کے مشیر بنے۔ بعد ازاں وہ مصر، روس  
اور لندن گئے۔ پیرس میں اپنے شاگرد شیخ عبدہ مصری کے ساتھ مل کر عربی رسالہ "العروة الوثقی" جاری کیا۔  
پیرس سے شام، ایران کی دعوت پر ایران گئے۔ اسی سال جلاوطن ہو کر قسطنطنیہ پہنچے۔ بالآخر ۱۳۱۴ھ  
مطابق ۹ مارچ ۱۸۹۶ء میں اسی شہر میں منہ کے سرطان کے سبب آپ کا انتقال ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک  
فرانسیسی بیہودی ڈاکٹر نے آپریشن کے وقت آپ کو زہر دے دیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ  
سال کی تھی۔ آپ نے ملازمت کی عظیم خدمت انجام دی اور ساری عمر تکلیف میں گزار دی۔ ان کی دو  
تصانیف "العروة الوثقی" اور "تمتہ البیان فی تاریخ الافغان" زیادہ مشہور ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کے عالمی  
سیاسی رہنما تھے۔ ان کی زندگی اور جدوجہد کا مقصد عالمی اسلامی اتحاد تھا۔ مقصد کے حصول کے لیے  
مجاہدات کو شاں رہے۔ بارہا قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاہ قاجار ایرانی نے آپ کو قید میں  
رکھا پھر برف میں دھاکر ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ قید خانہ سے بچ کر نکل گئے۔

## بابا تاج الدین اولیاءؒ

(شجرہ نسب ص ۲)

حضرت بابا سید تاج الدین تاج الاولیاء، مقام کامٹی ۱۵ رجب ۸۱۲ھ بروز دوشنبہ ۱۷ جنوری ۱۸۹۱ء کو ناگپور میں تولد ہوئے۔ بابا صاحب والدین کے اکوٹے فرزند تھے جب ایک سال کے ہوئے تو والد بزرگوار کارنگون میں انتقال ہو گیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ صاحبہ نے مدرسہ میں داخل کرایا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر تک آپ نے عربی، فارسی، اعداد اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ ہی میں علم لدنی کا اظہار ہونے لگا۔ آپ بے حد کم گو اور سلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ اکثر تنہائی میں مولانا رومؒ اور حافظ شیرازی کے اشعار گنگنا یا کرتے تھے حافظ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

سے غم مصطف بسوزد آتش اندر کعبزن ساکن بت خانہ باش و موم آزادی مکن

کم سنی ہی میں عبادت دریافت میں وقت صرف ہونے لگا جب عمر ثریف ۱۸ سال ہوئی تو انہوں نے بھی آبائی پیشہ یعنی فوج کی ملازمت اختیار کر لی۔ آپ قادریہ، چشتیہ اور نظامیہ سلاسل سے بیعت تھے۔ آپ کو ایسی نسبت بھی حاصل تھی۔ دوران فوجی ملازمت آپ ریاضت اور مجاہدہ سے فاقل نہیں رہے۔ چھ سال تک ملازمت کی پھر ملازمت ترک کر دی۔ اب آپ پر جذب وستی کا فلبہ رہنے لگا۔ اور کرامات کے صدور بھی ہونے لگے۔ ایفائے عہد کی تلقین کیا کرتے۔ بابا صاحب تربیت باطنی کرتے تھے اور تزکیہ نفس پر زور دیتے تھے حضرت نے رزق حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے اور دست سوال دراز کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ ۲۶ محرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف ناگپور میں مرجع خلائق ہے۔

## منقبت

لے تاج الدین تاج الاولیاء آری نبی ابن علی سرور اولیاء  
وارث توئی لے مویا را سرار اولیاء سرتاج عالی مرتبت سالار اولیاء  
داخل شدی در شہر دل بادیدہ گلزار خوش نصیب یار شہر یار اولیاء  
می خواہم دلعائے خیر تو لے تاج اولیاء دست دعا دراز در دربار اولیاء  
آرزو دارم توئی من دیدے در خواب آں روئے زیبا نعمت دیدار اولیاء

صدر جمالیہ نجم منم بیدار بخت تاجی

ہست تاجدار ناگپور سرکار اولیاء

(مؤلف)

وَاِنَّا لَعَلَّیْ خُلُوْعَ عَظِیْمٍ

اور اے پیغمبر خدا! ہم آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)





## باب قلندر اولیاء

## سید حسن اُختری محمد عظیم برخیا

قلندر بابا ۱۸۹۸ء میں قصبہ خواجہ سلع بلند شہر لوی، ہند میں پیدا ہوئے۔ قیام علی گڑھ میں آپ کا میلان مددیشی کی طرف بڑھ گیا۔ اسی دوران آپ اپنے نانہا تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپدی کے پاس ناگپدی تشریف لے گئے جہاں آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ یہ سلسلہ ۹ سال تک رہا۔ ذریعہ معاش کے لیے آپ نے رسائل و جرائد کی صحافت کی۔ شرار کے طواغ کی اصلاح اور ترتیب کا کام کیا۔ کراچی میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ ڈان اخبار میں سب ایڈیٹر رہے۔ رسلہ نقاد میں کام کیا۔ بابا صاحب ۱۹۵۶ء میں سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ ابو الغیض قلندر علی سہروردی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ گیارہ سلاسل طریقت کے خلیفہ تھے۔ آپ سلسلہ عظیمیہ کے مرشد اعلیٰ ہیں۔ وہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ۲۷ مفر ۱۳۹۹ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار کراچی میں مزبح خلائق ہے۔

نوٹ: سیدنا امام حسن عسکری ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

سید حسن اختری محمد عظیم برخیا ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

دونوں سالوں کا فرق (۲۷۵ - ۱۳۹۹) ۱۱۲۴ سال۔ اگر ایک پشت

کی اوسط عمر ۲۰ سال فرض کر لیا جائے تو امام حسن عسکری ۷۷ بابا قلندر

تک (۳۰ ÷ ۱۱۲۴) ۳۷ کل، ۳۷ پشتیں بنتی ہیں جبکہ سب نام میں منف

پندرہ یا سترہ واسطے دکھائے گئے ہیں گویا میں یا بائیس پشتیں کم

تحریر کی گئی ہیں جو کہ تحقیق طلب ہے۔ (مصنف)

نمبر شمار	اساتے گرامی
۱۵	سید محمد عظیم برخیا قلندر
۱۴	سید حسین مہدی
	سید علی الدین شریک
	مقدم حسین مہدی
۱۳	سید جمال الدین نقوی
۱۲	حسین مہدی
	مکن الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری
	نسب مادی
۱۷	قلندر بابا
۱۶	بی بی سیدہ
۱۵	عبدالقدیر
	حسن مہدی
۱۴	سراج الدین
	حسن مہدی
۱۳	صدر الدین
	حسن مہدی
۱۲	جلال الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری

## باب ۱۴ سادات واسطی جاجینری

واسطی | خراسان کے دامن کوہ میں ایک پُر فضا مقام واسط واقع تھا جو آج کل واسط الحسنی کہلاتا ہے۔ شہر واسط میں کُرد اور عرب قبائل آباد تھے۔ یہ شہر بغداد اور بصرہ کے واسط میں واقع تھا اس لیے یہ واسط موسوم ہو گیا۔ کسی زمانہ میں یہ شہر شاہی لشکر کے لیے مصلحتی قیام گاہ ہو کر رہا تھا۔ اسی مقام پر غلامے بغداد اور آل سلجوق نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ چونکہ واسط عراق اور عرب کے درمیان واقع ہے اس لیے ایک طرف محلے پُرفضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھونکے۔ روشنی العفا میں موزین لکھتے ہیں کہ واسط پُرفضا مقام ہے اور مردم خیز علاقہ بھی۔ سید ابو الفرج اسی شہر میں مقیم تھے اس لیے وہ اور ان کی اولاد واسطی کہلائے۔ اولاد سید ابو الفرج اولیاء کا طین میں سے تھے اور صاحبان تعزیف و تالیف تھے۔ اس لیے زمانہ بھر میں علم و فضل میں ممتاز رہے۔ یہ لوگ ہند میں وارد ہونے کے بعد سلطنت دہلی میں صاحب اختیار رہے اور حکمران قفلسے سرفراز کئے گئے۔ سادات بارہ صلحان سیف و قلم بھی تھے۔ اسی خانوادے میں سید احمد گیسو دراز کا پبی اولیاء رائد گذرے ہیں۔ سید حسام الدین ثانی شہر میران پور بعد سلاطین اور صاحب اختیار تھے۔ حاجی افضل بلگرامی عالم باعمل اور قاضی بلگرام تھے۔ یہ سارے کے سارے سادات واسطی تھے۔ ہندوستان میں حضرت ابو الفرج واسطی کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ان کی ایک بڑی تعداد پنجاب، لوی، بہار اور حیدر آباد دکن سے پاکستان ہجرت کر گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ سادات واسطی کی داستان ہجرتوں کی داستان ہے۔

جاجینری | حکومت کے ظلم اور تعدی سے مجبور ہو کر حضرت زیدؒ نے خود ج کیا تھا یہ ظلم و جور انتہا کو پہنچا اور بے شمار سادات قتل کر دیے گئے یہاں تک کہ سادات کا مینا دو بھر گیا تو تمام سادات گوشہ ہائے گنہامی میں چلے گئے۔ جس کو جہاں پناہ ملی چھپ گئے اور اپنا صوبہ و نسب خفیہ رکھا تاکہ غائب شاہی کے شکار نہ ہو جائیں۔

الغرض سادات کے بہت سارے خاندان کسپری میں افلاس و تنگی کے شکار ہو گئے۔ وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں ادھر سے ادھر سرگرداں رہے۔ ان کے لیے دنیا تنگ کر دی گئی اس افلاقی کے عالم میں ہاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا تو رہی ہی کسپری پر ہی ہو گئی۔ سادات مدینہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے جبل ارنق کے مقام پر پہنچے جو شام و عرب کے درمیان واقع ہے۔ وہاں زندگی کے کچھ آثار نظر آئے۔ سادات وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس قریہ کا نام جابینہ تھا۔ سادات کی ایک جماعت روزگار کی تلاش میں اس قریہ کو چھوڑ کر شہر بغداد کے مضافات میں آباد ہو گئی۔ چونکہ وہ جابینہ سے آئے تھے انہوں نے اس محلہ کا نام بھی جابینہ ہی رکھا۔ چونکہ اس جگہ ہر شخص کا گزارہ مشکل تھا اس لیے وہاں سے کچھ لوگ کوچ کر گئے اور واسط میں آباد ہو گئے اور زیادہ تر مدینہ واپس چلے گئے۔ الغرض سادات واسطی کا مرکز و مرکز مدینہ، بغداد، جابینہ اور واسط رہا ہے۔

**حضرت زید شہیدؒ** حضرت امام حسینؑ کے فرزند امام زین العابدینؑ سے ہوئے۔ بچے تھے جن سے سادات حسین فاطمی کی نسل جاری ہوئی۔ حضرت زین العابدینؑ کے گیارہ فرزند تھے (۱) علی اصغر امام باقرؑ (۲) محمد اصغر (۳) عبد الرحمن (۴) حسن اکبر (۵) حضرت زید شہیدؒ (۶) حسین اصغر (۷) حسن اصغر (۸) عبد اللہ (۹) سلیمان (۱۰) حسین اکبر (۱۱) محمد الاثری۔

واقع ہو کر فاطمہ بنت امام حسنؑ کا عقد امام زین العابدینؑ سے ہوا اور آپ کے بطن سے امام باقرؑ کی ولادت ہوئی۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادر گرامی کا نام حور یہ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں بخاری بن ابو عبیدہ ثقفی نے انہیں تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؑ کو ہبہ کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت زید شہیدؒ پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو العیین ہے اور سن ولادت ۵۵ھ ہے۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام باقرؑ کے بعد حضرت زید شہیدؒ اپنے کل بھائیوں میں افضل تھے۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادر گرامی کے بارے میں عبد اللہ بن حسنؑ کی والدہ جناب فاطمہ کا قول ہے کہ زید کی ملل غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں، جناب حور یہ کے بطن سے زید، عمر، علی اور خدیجہ تولد ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب زید بن علی بن حسین بن حضرت علیؑ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔

علامہ الدین اور یس نے کثیر الاخبار میں لکھا ہے کہ:

”ایک دن صبح کو امام زین العابدینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رات میں نے جناب رسالتؐ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر بشت میں لے گئے اور ایک حور کا میرے ساتھ عقد کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یا علی جب ادلاؤ زمین پیدا ہو تو اس کا نام زید رکھنا“

چونکہ امام زین العابدینؑ کو حضرت زید شہیدؒ کی بشارت ہو چکی تھی۔ جب زید پیدا ہوئے تو امام نے قرآن مجید سے نکل دیجی اور اس فرزند کا نام زید رکھا۔

حضرت زیدؒ کو اللہ نے ایسی نبی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئی جیسا کہ علامہ میرزا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ:

”میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صبیح ہے یعنی حضرت زیدؒ کی والدہ سندھ کی رہنے والی تھیں اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ ان کی دادی شہر بانو والی فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں تو اس کا مطلب گویا یہ ہوا کہ ان میں عربی، قریشی، ہاشمی، فاطمی، علوی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایرانی اور ہندوستانی صفات بھی مروجہ طور پر منتقل ہوئیں۔ شاید ہی زمانہ میں اس قسم کی موروثی خصوصیات کسی فرد واحد میں جمع ہوئی ہوں“

(حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی ص ۱۳)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الذراری فی ابنائے اسراری میں خفزی سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک مروان نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دعویٰ خلافت رکھتے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں کیونکہ تم کینز زادے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ”حضرت اسمعیلؑ کی ماں بھی کینز تھیں لیکن ان کے صلب سے خیر البشرؑ پیدا ہوئے۔ یہ سن کر ہشام لا جواب ہو کر آگ بگولہ ہو گیا،“ حضرت زید دربار سے نکل کر کوثر روانہ ہوئے۔ کوثر کے باشندوں کی بڑی تعداد امویوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی لہذا اہل کوثر اموی حکمرانوں کے ظلم و استبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی دہر کے متلاشی تھے۔ حضرت زید شہیدؒ کی اس اتفاقی آمد کوثر والوں میں زندگی کی بہرہ ور ہو گئی۔ اہل کوثر کی اس کیفیت کو مولانا مودودی صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

”ایک مدت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خاندان علیؑ کا ایک متاز فرزند آیا تھا۔ یہ شہر مدینہ سے شیخان علی کا گھر تھا اس لیے حضرت کے آنے سے یک لخت علوی تحریک میں جان پڑ گئی اور لوگ کثرت سے ان کے گرد جمع ہونے لگے ویسے بھی عراق کے باشندے ساہا سال سے بنی امیہ کے ظلم و تم

**حضرت زید شہید کی شہید** [سفید رنگ، بزرگ چشم، پیرستہ ابرو، دراز قامت، انبوہ ریش، کشادہ سینہ  
یعنی بلند، سیاہ سرہانے سروریش۔ آپ کے دونوں عارض حضرت علیؑ سے مشابہ تھے۔ آپ بہت بڑے ذی علم  
تھے اور نہایت فصیح و بلیغ، جب کوئی سوال کرتا تو جواب میں تعمیل نہ فرماتے اور ہر کلمہ کا جواب الگ الگ  
دیتے۔ یہاں تک کہ محبت تمام فرما دیتے تھے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور جری و سختی تھے۔

**یحییٰ بن زید شہید** [عمدۃ الطالب میں مرقوم ہے کہ حضرت زید کی اولاد میں چار فرزند تھے جن کے  
نام (۱) یحییٰ (۲) حسین (۳) عیسیٰ ابو یحییٰ (۴) محمد ہیں۔ ان میں سے یحییٰ نے ولید بن یزید بن عبد الملک  
کے ابتدائی دور حکومت میں بنی امیہ کے مظالم کے خلاف خروج کیا اور شہید ہوئے۔

جسٹس امیر علی اپنی کتاب میں رقم کرتے ہیں کہ :

”مالوسی کا شمار نوجوان یحییٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں چھپتے پھرتے رہے۔ آخر کار  
یہ سوچ کر کہ بزدلوں کی طرح مرنے سے بہتر ہے کہ بہادری کی طرح تموار ہاتھ میں لیے میدان جنگ  
میں جان دی جائے۔ انہوں نے علم جہاد بلند کیا اور رعونہ نامی گاؤں میں لڑتے ہوئے جان دی اور  
وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہت مشہور ہے اور آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ قتل ہونے  
سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ ایک تیر سے جوان کی کپٹی میں آکر چوہریت ہو گیا تھا ان کی ہلاکت  
واقع ہوئی۔“

حضرت زید شہید کی نسل آپ کے تین فرزندان (۱) عیسیٰ ابو یحییٰ (۲) حسین (۳) محمد کے  
ذریعہ گوشہ ہائے عالم میں پھیلی اور زیدی کہلائی۔ حضرت یحییٰ کی شہادت عالم شباب میں ہوئی اس  
لیے آپ کی نسل کا کسی کو علم نہیں بعض لوگوں نے ان کی اولاد کے بارے میں لکھا ہے لیکن وہ غیر  
معتبر ہے۔ ان کے برادر سید عیسیٰ کی کنیت ابو یحییٰ تھی اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

**عیسیٰ ابو یحییٰ** آپ کا اسم گرامی دراصل عاصی ہے لیکن بنی امیہ کے خوف سے آپ نے اپنا نام عیسیٰ  
لکھا تھا۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اکثر شیر کا شکار کرتے تھے اس لیے موتم اشبال کہلائے یعنی شیر کے بچوں  
کو پیتم کرنے والا۔ تمام القاب کے ساتھ آپ ”سید الابdal عمدة النصال محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم  
اشبال کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی آپ کو  
اپنے ماموں ابراہیم قتیل بن عبد اللہ المحض نے پرورش کیا آپ نے اپنے ماموں کے ہمراہ منصور و ولایتی

بہتے بہتے تنگ آچکے تھے اور اٹھنے کے لیے سہارا چاہتے تھے۔ علوی خاندان کے ایک صالح عالم فقیہ شنفیت  
کا میسر آ جانا انہیں غنیمت محسوس ہوا، (خلافت و ملکیت ۲۶۶ تا ۲۶۷)

حضرت زید شہید نے کو فرہنج کر کے لائے میں خروج کیا۔ چند ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر  
بیعت کی تھی مگر خروج کے وقت صرف ۴۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ کوفیوں نے اپنی جلی غفلت و غابانگی  
اور بے وفائی و غداری کا مظاہرہ آپ کے ساتھ بھی دیا کیا جیسا کہ آپ کے جدامام حسینؑ کے ساتھ  
کیا تھا۔

یوسف بن عمر ثقفی بارہ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہشام بن عبد الملک کے حکم سے آپ کے  
مقابلے پر آیا۔ تین شہانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ یوسف کی فوج کے مدد با آدمی کام آئے لیکن حضرت زید شہید  
کے تلیل لشکر سے صرف ۶۰ آدمی کام آئے۔ ناگاہ یوسف کے غلام راشد نے ایک تیر مارا جو حضرت  
زید کی پیشانی پر دونوں ابروؤں کے درمیان لگا اور آپ گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ اس وقت آپ  
کی عمر ۲۲ سال تھی آپ کے لشکریوں نے آپ کی نقش مبارک کو پوشیدہ دفن کر دیا۔ یوسف نے منادی کر لیا  
کہ جو شخص زید شہید کی قبر کا پتہ دیکھا اس کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ ایک حبشی سندھی  
غلام جو دفن کے وقت موجود تھا اس نے آپ کی قبر کا پتہ بتا دیا۔ یوسف نے تعش کو قبر سے نکلوا کر سر  
افس کو جدا کر کے ہشام کے پاس بھیجا اور تن اطر کو وارپ لٹکا دیا۔ چار سال تک تن اطر معلوب رہا  
جب ہشام مر گیا تو یوسف ثقفی نے ولید بن یزید کے حکم سے جسد مبارک کو اتار کر جلوا دیا اور خاک  
کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جس جگہ جسد مبارک جلایا گیا تھا وہاں اب ایک تہہ بنا دیا گیا ہے جہاں ایک  
چھوٹی سی بستی آباد ہو گئی جسے زید کہتے ہیں۔

جب جناب زید شہادت پر فائز ہو چکے تو آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچ گئی  
تھیں۔ ان میں سب سے چھوٹے صاحبزادے عیسیٰ ابو یحییٰ کا سن اس وقت صرف ایک سال کا تھا۔ تین  
صاحبزادے آپ کے قید کر دیئے گئے تھے انہیں بھی باپ کی طرح معلوب کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا  
مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دارود قید خانہ کو ان کی حالت پر رحم آیا آدمی رات کو ان کو چھوڑ دیا۔  
یہ غریب سادات رات ہی رات کو ذ سے روانہ ہوئے بھرپور سچے اور بنی امیہ کے آخری حکمران تک  
روپوش رہے۔

اور دوسرے عباسی بادشاہ پرفرج کشتی بھی کی لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ مدینہ کی سکونت ترک کر کے ہمدی عباسی کے وقت تک بصرہ میں پوشیدہ رہے۔ شیخ نقیب تاج الدین نے لکھا ہے کہ آپ آخر وقت میں کوفہ میں سقائی کا کام کرتے تھے اس لیے امام ہاشمی کہلائے۔ عیسیٰ ابوبیسی نے ۳۶ سال کی عمر پاکر ۱۶۸ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ حسن بن صالح نے آپ کی ناز جنازہ پڑھائی اور آپ کو پوشیدہ دفن کر دیا۔ وہ شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہیں :

سہ (۱) جب لوگوں کی آنکھیں سوجھاتی ہیں میں خوف سے جاگتا رہتا ہوں اور ایک لمحہ کیلئے بھی نیند نہیں آتی ہے۔

(۲) اہل ظلم نے مجھے جلا وطن کر دیا حالانکہ سوائے آخرت کی یاد کے میرا کوئی تصور نہیں۔  
(۳) میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے لہذا میرے لیے ان کے پاس شری نہیں ہے۔

(۴) وہی بات کہتا ہوں جو خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا دل قابو میں نہیں میں جاگتا رہتا ہوں۔  
(۵) جس کی دونوں جوتیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اس بادیہ پیمانی کی شکایت کرتا ہو جس سے ترو کی کلیاں روگردانی کرتی ہوں۔

(۶) میں وطن سے دور ہوں اور خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں ایسا خوف جیسے آدمی جلا دے خوف کھاتا ہے۔

(۷) ایسے شخص کے لیے موت ہیں راحت ہے اور موت تو ہر شخص کی گردن میں پڑی ہوئی ہے۔  
عیسیٰ ابوبیسی نے چار فرزند چھوڑے (۱) حسین غسارہ (۲) محمد (۳) زید (۴) احمد مختفی حسین غسارہ کا حال کسی نے نہیں لکھا۔ زید نے شام میں سکونت اختیار کی۔ احمد مختفی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و زاہد گزرے ہیں۔ علم فقر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت سی تصانیف آپ نے چھوڑیں۔ بارون رشید نے آپ کو تہذیب کر لیا اور ربائی کے بعد آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں ۲۳۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

محمد بن عیسیٰ بن زید شہید | آپ کی اولاد کثیر تھی جو اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ آپ نے اپنے

والد بزرگوار کی طرح بصرہ میں پوشیدہ زندگی گزار دی اور وہیں انتقال ہوا۔ مدینہ میں آپ کے ایک صاحبزادہ سید علی تھے جو عراق چلے گئے اور سید علی عراقی کہلاتے۔ سید علی عراقی سے سید زید تک سب عراق ہی میں رہے۔ مگر زید کے فرزند سید یحییٰ نے عراق کی سکونت ترک کر کے فذک کے مقام پر خیبر میں سکونت اختیار کی۔ سید یحییٰ کے فرزند سید حسین خیبر سے اپنے آبائی وطن مدینہ چلے آئے اور ان کے فرزند سید داؤد بھی مدینہ میں ہی رہے۔ سید داؤد کے صاحبزادے سید ابو الفرج واسطی عاملان مدینہ کے مظالم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن کو خیبر باد کہا اور عراق کے شہر واسطہ میں سکونت اختیار کی اور واسطی مشہور ہوئے۔ آپ واسطہ میں نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور فہم و فراست، تدبر اور سیاست میں شہرہ آفاق تھے۔ امیر کو ذرا اور رئیس بصرہ آپ سے مہات ملکی میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ کے تدبیر سے برابر مستفید ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد سیاست کے معاملہ میں امیر عراق سے شکر رنجی ہو گئی اس لیے آپ نے حفظ جان و آبرو کے خیال سے واسطہ کو خیبر باد کہا۔ آپ اپنے چاروں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر مع اہل و عیال غزنی تشریف لائے۔ غزنی میں محمد غزنوی سلطان نے پذیرائی کی اور انہیں ہمراہ لے کر مہات سر کرنے کی غرض سے ہندو وارد ہوا۔ پنجاب فتح کرنے کے بعد سلطان محمود غزنی لوٹ گیا اور اپنے ہمراہ سید ابو الفرج واسطی کو بھی لے گیا۔ آپ کے چاروں فرزند سرہند کے قریب کلاں نور میں اپنی اپنی جاگیر میں فروکش ہوئے اور ان کی اولاد ۱۸۰۰ سال تک پنجاب میں سکونت پذیر رہی بعد ازاں ہند کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابو الفرج غزنی سے واسطہ لوٹے جہاں ۴۴۰ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

**سادات کا سند سے تعلق** | (۱) حضرت خولہ بنت ایاں بن جعفر رضی اللہ عنہما حضرت علیؓ کی ساتویں زوجہ تھیں جو ائمہ دلتھیں۔ حضرت خولہ دراصل حبشیہ سندھ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی ہاشم کی کنیز تھیں جن کے بطن سے محمد اکبر (محمد غنی) پیدا ہوئے جو بڑے شجاع اور بہادر تھے۔ کہلائے مسلی بن حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کے خلاف خروج کیا۔ جنگیں لڑیں۔ ان کی خون آشام تلوار نے چار مانگ عالم میں علوی شجاعت کی دھاک بٹھادی جن کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

(۲) یزدجرد ملک فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ غلیظہ دم کے عہد میں ایران فتح ہوا اور حضرت شہر بانو بنت یزدجرد گرفتار ہو کر مدینہ آئیں تو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس عہدیہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت شہر بانو چونکہ نوشیرواں عادل کے خاندان کی شہزادی ہیں اس لیے انہیں کسی شہزادے کو پیش کیا جائے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور ان کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کر دیا۔ یزدجرد کی ملکہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ چنانچہ امامؓ نہایت فرماتے ہیں کہ:

”یزدجرد آخر ملوک فارس کی بیٹی سلاقتہ جن کو سندھ بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدینؓ کی والدہ محترمہ تھیں۔ مشرف بر اسلام ہونے کے بعد جن کا لقب ”شہر بانو“ ہوا۔“

(۳) حضرت زید شہیدؓ کی مادر گرامی کا نام حور علیہ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں جنہیں قتادہ بن ابوعبیدہ ثقفی نے تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؓ کو جو بکر دیا جن سے حضرت زید شہیدؓ تولد ہوئے۔

(۴) حضرت زید شہیدؓ کے فرزند احمدؓ ولد کے بطن سے تولد ہوئے اُم ولد بھی سندھ کی رہنے والی تھیں یعنی کلان کی شہزادی تھیں۔

گویا اس طرح حضرت زید شہیدؓ کی دلدی، والدہ اور زوجہ تینوں کا تعلق سندھ کی سرزمین سے تھا اس لیے سادات زیدی واسطی جابینہ کی سندھ سے مادری رشتہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ:-

(۱) حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتویں زوجہ حضرت خولہؓ سندھ (سندھ کی رہنے والی تھیں)

(والدہ محترمہ محمد بن حنفیہ (محمد اکبر) بن حضرت علیؓ)

(۲) حضرت امام حسینؓ بن علی بن ابی طالب کی زوجہ حضرت شہر بانو (سلاقتہ) سندھ تھیں۔

(والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ)

(۳) حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ کی زوجہ حور علیہ بھی سندھ تھیں۔

(والدہ محترمہ حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ)

ملکہ مرۃ الانساب ص ۱۵۳ تا ۱۵۴، ملکہ سادات نواز پور ص ۱۵۴، ملکہ سادات نواز پور ص ۲۶

(۴) حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ کی زوجہ اُم ولد بھی سندھ تھیں۔  
(والدہ محترمہ محمد بن زید شہیدؓ)

اس طرح ثابت ہوا کہ زیدی سادات کا سندھ سے بہت ہی قدیم اور گہرا رشتہ ہی نہیں سندھ کی سرزمین سے مادری نسبت ہے۔

ماتنی شہر کے رئیس کریم بخش نظامانی کی سندھی تصنیف ”کیسی کتاب“ سے اقتباسات

سندھ و ایران کے قدیم روابط کے سلسلے میں اعظم کوئی کی تاریخ ایران کو معتبر روایت کے طور پر کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے مطابق سندھ و ایران کے تعلقات بہرہ گزیر کے زمانہ سے ہی قائم رہے ہیں جن کا ذکر فردوسی کے شاہنامہ میں ملتا ہے مثلاً

مگر نامہ ”شنگل“ از ہندوستان

کہ اردو لکچر دار لکھے دوران

توش ”کی“ و ”شنگل“ نگہبان ہند

چرا باد خواہی ز چہن و ز سندھ

اسی تاریخ میں اعظم کوئی رقم طراز ہے کہ ہندو سندھ کے بادشاہ ”شنگل“ کے بہرہ گزیر کے گہرے مراسم تھے جو نوشیرواں عادل کے دود میں بھی قائم رہے۔ اسی زمانہ میں ہندو سندھ کی مشہور قدیم کتاب ”بھیلہ و دمنہ“ کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا۔ بلکہ عرب و عجم کے درمیان جنگ و جمل میں بھی سندھ نے ہمیشہ ایران کا ساتھ دیا تھا جن میں کاظمیہ، قادیسیہ، جملہ لار و فتح مائن قابل ذکر ہیں۔

دوستانہ سفارتی تعلق کے پیش نظر ایران کے بادشاہ کا اکثر و بیشتر ہندو اگر سیو شکار سے لطف اندوز ہونے کی ریت بہت پرانی تھی چنانچہ ساسانی خاندان کا آخری بادشاہ ”یزدگرد“ بھی مہاراجہ رائے سہاسی اول کے دود میں سندھ میں راجہ ”سیدھ“ کی دعوت پر اس کا مہمان بنا تھا۔ اسے سندھ کے سرسبز علاقوں اور تفریح گاہوں کی سیر لائی گئی تھی۔ سیر و تفریح میں ماتنی کے دیائے رین کی سیر کا پروگرام بھی شامل تھا۔

بادشاہ کو ماتنی شہر میں سندھ کے مشہور بہادر، پہلوان اور سرداران فوج اور سپہ سالاروں سے بھی ملاقات لائی گئی تھی۔ اسی سفر کے دوران یزدگرد نے ماتنی میں شادی کی تھی اور شاہ نے ملکہ کا نام ”ماہ طلت“

سہ کیسی کتاب“، بزبان سندھی از رئیس کریم بخش نظامانی (ماتنی)، ص ۶۳ تا ۶۷،









اولاد سيد ابوالفراس

سید علی مسعود	سید ابوالفتح ثنائی
سید علی باگه	سید حسین
سید محمد	سید علی
سید ہادیہ	سید محمد صفری قاضی بلگرام
سید ابوالفتح ابراہیم	سید عمر
سید حوالہ الدین	سید حسین

سید نور الهدی      سید حامد علی      سید سنجو      سید منجو

سید حامد علی  
 زوج  
 اسدی بیگم  
 (دہلی)  
 فرزانہ  
 شریا  
 رضیہ  
 شاہ

مستزاد الانساب ص ۹۱، تاریخ خانہ ان برکات ص ۴، چہار انواع ص ۲،

”غلام علی آزاد بنگالی ملا مرید عبد الجلیل بنگالی کے لواحق تھے۔“

## سادات نہٹوریو پی

(شجرہ نسب ۲۸۹)

نہٹور ضلع بمبھڑیو پی میں زیدی سادات کا ایک خاندان ۵۰۰ سال سے آباد ہے ان کے مورث اعلیٰ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی تھے جو بارہویں صدی عیسوی میں سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں ترمذ کلال دکرستان سے ہجرت کر کے ہند آئے۔ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی نے موضع کیتھل (ہریانہ) میں سکونت اختیار کی اور ستیل گٹھ تالاب کے کنارے جھونپڑی ڈال کر تبلیغ شروع کی اور ایک کرامت کے ذریعہ دربار دہلی سے دشمناس ہوئے۔ رائے پتھور سے ملاقات ہوئی۔ ان کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کی دختر نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے دست مبارک پر ایک ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے خود ایک جہاد میں شریک ہو کر ۴۱۹ھ مطابق ۱۲۲۲ھ میں شہید ہوئے۔ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی کے ایک فرزند سید جلال الدین غازی دھلی گٹھ کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ ان کے خلاف میں سید اشرف گنج بخش، سید احمد، سید محمد، سید محمود، سید حسن عسکری کا زمانہ پندرہویں صدی عیسوی کا ہے۔ سید حسن عسکری کے فرزند سرکار سنبھل میں چار ہزاری منصب پر فائز تھے۔ راجپوتوں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ مزار جھوسی لالا آباد میں "فیاضیہ" کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ ان کے فرزند سید حسن ترمذی اپنے والد ماجد کے منصب پر آئے مگر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ عہد اکبری تھا۔ سید حسن ترمذی کے اخلاف میں سید علی گھوڑا بخش ان کے اخلاف میں سید سعد اللہ عہد عالمگیری میں عامل مالوہ رہے۔ ان کے بیٹے شریف علی صوبہ دار تھے۔ دوسرے بیٹے سید سعد اللہ دہلی میں دہلی دربار سے منسلک رہے۔ یہ اٹھارویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔

اس خاندان کی کثیر تعداد منہز عہدوں پر فائز رہی۔ حکومت وقت سے خطابات پائے حتیٰ کہ "امیر علی گینڈویٹر" میں سادات ترمذی کو "الشیخان نہٹور" کہا گیا ہے۔ سید عابد حسین مصنف "سادات نہٹور" کے پوتے سید بشیم حسین بن سید مبارک حسین "انجمن اشاعت قرآن عظیم" سے منسلک رہے۔

سلف عربی النسل مسلمان ۳۵۵ھ، سلف تاریخ فرشتہ

## سید ابوالفراس

(شجرہ نسب ۲۹۱)

جس وقت سید ابوالفراس واسطی کے چاروں صاحبزادے سید نجم الدین بن سید عز الدین سید ابوالفضل، سید داؤد اور سید ابوالفراس ہندوستان میں پنجاب کے مشرقی حدود پر آباد ہوئے تو نصیر الدین بن نجم الدین موضع تہن پور، سید ابوالفضل موضع چھت بنور، سید داؤد کوٹلی اور سید ابوالفراس موضع جاجینڑ میں مسکن گزریں ہوئے۔ آج کل یہ قریبات ہاراج پٹیلہ کے مقبرعات ہیں۔ تقریباً ۱۸۰ برس بعد جب ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو اولاد سید ابوالفراس واسطی ہند کے مختلف حصوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفراس کے پوتے سید علی باگھ بن سید مسعود تک سادات جاجینڑی میں رہے۔ سید علی باگھ کے فرزند سید محمد نے جاجینڑ سے نقل مکانی کی اور قریب ہی موضع دھرسول ضلع گورکھ پور مشرقی پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے چار پشت تک یعنی سید بدر الدین بن سید عز الدین بن سید ابوالفتح ابلیس بن سید حدایہ بن سید محمد تک یہ خاندان وہیں رہا۔ سید بدر الدین بن سید عز الدین نے نقل مکانی کی۔ ان کے ایک برادر سید شمعن اور ان کا خاندان دھرسول ہی میں رہا۔ بعد میں یہ لوگ سادات نواز پور کہلائے۔ سید بدر الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد جاجینڑی (۲) سید محمود (۳) جاجینڑی سید احمد جاجینڑی اور ان کے برادر بزرگ سید محمود جاجینڑی ۷۴۴ھ میں اختیار الدین بن بختیار خلجی کے عہد میں سادات بارہک فوج کے ساتھ سید ابراہیم ملک بیا اور شاہ نور برادر بختیار کاکی کی سرکردگی میں بہار وارد ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد سلطان دہلی کی طرف سے جاگیرات میں چودہ مواضعات عطا ہوئے جہاں وہ اور ان کی اولاد آباد ہوئی جسے بارہ گیاں کہتے ہیں جن میں سے بیشتر سادات جاجینڑی پر مشتمل ہیں یہ مواضعات صوبہ بہار کے ضلع موگیر میں واقع ہیں۔ سید احمد جاجینڑی کا مزار موضع ندیاواں نزد لکھی سرائے ضلع موگیر میں پیر پہاڑی پر مرجع خلافت ہے۔

## دو غازیان جاجیز

### (۱) سید علی مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی

سید مسعود جنہیں سید علی مسعود بھی کہا جاتا ہے سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرج واسطی کے پوتے تھے۔ راہبرائے پتھور اکو راہ راست پہ لانے کے لیے سلطان شہاب الدین ۷۵۵ھ میں سید مسعود کو راجہ کے دربار میں بھیجا۔ آپ کے ہمراہ کچھ ہزار دو سو سواروں کا لشکر تھا جب یہ بزرگ ماجہ کے دربار پہنچے اور گفتگو کا آغاز کیا تو آپ نے پہلے اپنا حسب و نسب بتایا اور اسے کا متعقد بیان کیا۔ دوران کلام آپ نے سلطان کا نام پورے القاب و آداب کے ساتھ لیا کیونکہ اس سے قبل جب رکن الدین حمزہ راجہ کے دربار میں گئے تو اس نے سلطان کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ بہر حال آپ کی گفتگو سن کر راجہ نے اپنے میسر سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے مطابق سید الاشان کو آزمائش میں ڈالا گیا جس میں اللہ رب العزت نے آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ ان کرامات سے متاثر ہو کر ماجہ نے پیشکش کی کہ سید الاشان کسی آزد کا انہار فرمائیں اور کوئی شے طلب فرمائیں۔ آپ نے راجہ کے امر پر نرد کوٹ (نرہر) کی ریاست جو راجہ کے داماد کے زیر نگین تھی طلب فرمائیں۔ ماجہ نے اپنی مسزوری ظاہر کرتے ہوئے متبادل ریاست کی پیشکش کی لیکن سید الاشان نے مسترد کر دیا لہذا راجہ چلاؤ تا ملد قصبہ نرد کوٹ (نرہر) کے دینے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن جب سید مسعود اپنے لشکر کے ہمراہ نرہر کے قریب پہنچے تو اسے کا داماد مزاحمت کی غرض سے کثیر فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ غریزہ جنگ ہوئی اسلامی لشکر فتیاب ہوا۔

ایک سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنی فوج کو آزد سرلوہ تریب و نئے کر ۷۵۸ھ میں ترائن کی دوسری جنگ لڑی اور اپنی سابقہ ہزیمت کا بدلہ چکا دیا۔

تقسیم سے قبل نرہر کی حیثیت ایک قصبہ کی تھی جو نظامت شیخا داٹی ریاست جے پور کے تحت تھا۔ لیکن عہد قدیم میں نرہر ایک خود مختار ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ سید علی مسعود نے

۱۰۹۱ھ سادات نواز پور صفر ۶۹۱ھ

نرہر فتح کر کے وہاں دین اسلام کی تبلیغ و توسیع پر خصوصی توجہ دی۔ آج بھی مسعود غازی کا مزار مریخ خلائق ہے۔

### سید خان غازی و دیگر غازیان (۲)

سید خان غازی سید احمد جاجیزی کی آٹھویں پشت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ یوں ہے۔  
”سید خان غازی بن سید اللہ داد بن سید شاہ منجن بن سید خداوند سید شاہ محمد بن سید شاہ محمود بن سید عاتم دہولی بن سید حیدر باگھ بن سید احمد جاجیزی“

سید احمد جاجیزی کے برادر بزرگ سید محمود جاجیزی حضرت سید قطب الدین بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید احمد جاجیزی کے پرپوتا سید شاہ محمود حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید شاہ محمود کے فرزند سید شاہ محمد بھکر کے قلعہ دار تھے۔ سید احمد جاجیزی کے چچا سید شیخ (مدفن دھرم پور) برادر سید بدر الدین کی پانچویں پشت میں سید محمد نواز دہر پور اعلیٰ سادات نواز پور، پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے صاحب سیف و قلم بزرگ تھے اور دربار عالمگیری میں قدو منزلت رکھتے تھے۔ عہد عالمگیری میں قباد خان ٹھٹھہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اس نے سید محمد نواز کو اپنے صوبہ کا میر بخش یعنی سپہ سالار بنایا۔

سید خان غازی عہد اکبری میں سالار لشکر تھے ان کے کا ناموں کا ذکر ملاحظہ ہو اکبر نامہ ۵۰ تا ۵۱ سیر الامراء ۱۳۲ تا ۱۶۳) سید خان غازی عہد اکبری میں امرار نو ہزاری میں سے تھے۔ اور دہاری امرار میں ان کا شمار اکیسواں تھا۔ ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۷۸ء میں مہاراج مان سنگھ صوبہ دار بہار اور شاہی سپہ سالار تھا۔ سید خان کو فرومات کے باعث شہنشاہ اکبر نے غازی، کا خطاب و حرمت فرمایا۔ سید خان غازی اور سید راجہ علی خاں کو اکبر بادشاہ نے سادات بارہ کی فوج کے ساتھ راجہ مان سنگھ کی امداد کے لیے مامور کیا۔ راجہ مان سنگھ نے سید خان غازی کو افر فوج مقرر کر کے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ سید خان غازی نے قصبہ سورج گڑھ (مونگیر) کو فتح کیا اور باغی محمد خاں اور دیگر افغانوں کو

۱۰۹۱ھ بزم صوفیہ ص ۳۰ بزم صوفیہ ص ۳۰ مائٹ الامراء ص ۹۲ و رومنہ العشاء۔

۱۰۹۱ھ سادات نواز پور ص ۸۲ منتخب التواریخ از فتنی عبدالشکور ٹھٹھری۔

۱۰۹۱ھ تاریخ حسن ص ۹۲۔

بہار کے حدود میں قتل کیا اس کے بعد غلطہ منیجر کو اپنے تصرف میں لایا۔ کھر گہر کے زمیندار راجہ سنگرام سنگھ اور راجہ چورن مل گدھور کو شکست دے کر مطیع کیا بلکہ تمام باغی زمینداروں کو بھاگپھور اور کھلگاؤں کے حدود میں مطیع کیا۔ سنت خوزیر جنگ اور جدوجہد کے بعد اڑیسہ، چانگام، سوار گاؤں عمود آباد اور فتح آباد کو باغیوں سے واپس لیا۔ راجہ کنور سنگھ کے ہمراہ گوانکٹھہ روانہ ہوئے اور جنگ و جدال میں نام پیدا کیا۔ گڑھ انبہ متصل جموئی میں راجپوت راجہ گدھور کے ساتھ سخت معرکہ پیش آیا اور بہت خوزیری ہلے جس میں سید خان غازی قتیاب ہوئے۔ گڑھ انبہ کا گنج شہیدان جموئی اور امرتھ کے درمیان واقع ہے جو زبان زوہد خلائق ہے۔ بادشاہ اکبر نے گڑھ انبہ اور امرتھ کا علاقہ مع دیگر موانعات جاگیر میں عطا کیا جو آج سادات کا بارہ گیان کہلاتا ہے۔ سید خان غازی یہیں متمکن ہوئے اور مدفون ہیں۔ تا حال وہ علاقہ اسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ، طبقات اکبری میں سید خان غازی کے کارنامے مراحت کے ساتھ مرقوم ہیں۔ سید خان غازی کا مزار امرتھ میں تالاب کے سامنے واقع ہے۔ آج تک ان کے فیوض و برکات اور کرامات جاری و ساری ہیں۔ مزار کی دیکھ بھال ان کے ہیشہ زادگان کے ذمہ تھی جو موضع اڈساڑھ میں متمکن تھے جن کے مزارات بھی وہیں واقع ہیں۔ ان کے فرزند سید سلونی درویش کامل تھے اور سلطنت کی ملازمت ناپسند کرتے تھے۔ سید خان غازی نے سید بایزید، سید عبدالحی اور دیگر بزرگان کو امرائے سلطنت میں داخل کیا تھا۔ سید بایزید امرائے سہ مدد پنجاہ سوار میں تھے۔ گجرات میں راجہ پوس کے مقام پر جب بغاوت ہوئی تو اس ہم کو سر کرنے کے لیے انہیں قیادت کیا گیا جنہوں نے سخت معرکہ کے بعد شاہی تسلط قائم کیا۔ سید ابوالعالی کو ناظم بہار مقرر کیا گیا نواب بہت جنگ، شمشیر خان افغانی بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ سید بایزید اور سید عبدالحی نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور نیک نامی حاصل کی۔ میر معز الملک اور ان کے برادر میر علی اکبر میر شریف، میر محمود، میر احمد، میر مرتضیٰ، سید جمال حسین، میر ظاہر، سید ابوالقاسم، میر نظام الدین، سید ابوالحسن، میر عبدالمومن، میر داد، میر درویش، سید ابوالاسمعی، میر گلٹی، میر ابوالتراب، میر محمد قاسم، میر محمد سعید سادات غلطہ بہار اکبر کے دور میں افواج شاہی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔ شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ عالم سلاطین تیموری کے عہد میں سادات غلطہ بہار افواج شاہی

خوٹ :- سید محمد اسلم ہنگی بندر کے قاضی تھے۔

میں عہدہ ہائے جلیلہ اور عہدہ تعینا پر فائز رہے۔ انہیں جاگیریں اور عافیاں عطا کی گئیں۔

سید احمد جاجیزئی کا سراپا | گندی رنگت، چہرہ کابی، بڑی بڑی روشن آنکھیں ابرو ملے ہوئے۔ دراز قامت، داڑھی بڑی، بال گھنے قدر سے تراشیدہ، زلفیں بڑی، سینہ کشادہ، ناک کھڑی اور بلی مائل سر اور داڑھی کے بال سیاہی مائل، پیشانی چڑی اور فراخ، گوش مبارک دراز، صورت سے ذکاوت اور بردباری ہویدا، چہرہ سے رعب و دبیدہ مترشح، متناسب الاعضاء۔ بخوش پوشاک خوش لباس، سخی جری اور متنازع شخصیت۔

شجرہ سادات واسطی پر تبصرہ | یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جرمادات واسطی سید ابوالفتح واسطی کی اولاد ہیں ان تک ان سب کا شجرہ نسب ایک ہی ہونا چاہیے۔ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں۔ ہجرت کے واقعہ کو ۱۲۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حضرت علیؑ سے آج تک اڑتالیسویں پشت و جود میں پہنچی ہے۔ پشتوں کا حساب لگانے سے پہلے پشتوں کے سالوں کا تعین ازلیس ضروری ہے۔ آج کے دور جدید میں نسل انسانی ۲۵ سال کی سمجھی جاتی ہے جبکہ دو قدیم میں ایک نسل ۳۶ سال کی شمار کرتے تھے۔ آئیے انسانی نسل کی اوسط عمر نکال کر آج کی اڑتالیسویں پشت ثابت کریں۔

۲۵ اور ۳۶ کو جمع کر دیجئے اور حاصل جمع کو ۲ سے تقسیم کر دیں۔ (۳۶ + ۲۵) ÷ ۲ = ۳۰.۵  
انسانی کی اوسط عمر ۳۰ بنتی ہے۔ چونکہ سال رواں ۱۴۱۰ ہجری ہے لہذا ۳۰ کو ۳ سے تقسیم کر دیجئے اس طرح خارج قسمت ۴۰ بنتا ہے گویا سید لعیم حسن فرزند راقم سینتالیسویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرہ نسب راقم صنفیرہ اور ہماری نواسی سیدہ رابعہ عمر ۶ ماہ گویا اڑتالیسویں پشت میں ہے چونکہ ہجرت کے واقعہ کے بعد آج تک کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال گزر چکے ہیں اس لئے پشتوں کا حسب اوسط سالوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔

استاذ زمانہ اور تحقیق کی کوتاہیوں کے سبب حقائق پر صدیوں کے حجابات حائل ہیں ان حالات میں شجرہ نسب کا مرتب کرنا ایک دشوار ترین کام ہے بلکہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس کام کے لیے انتھک محنت اور لگن کی ضرورت ہے اور اس کام کی تکمیل اللہ کی توفیق اور بزرگان دین کی توجہات سے ہی ممکن ہے۔ ناچیز کو انہی تمام مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ الحمد للہ! اس حقیر فقیر کی سعی بیغ سے یہ مشکل کام انجام کو پہنچا۔

مشتہر شجرہ ہائے نسب تضادات سے خالی نہیں جس کی وضاحت الگ الگ ہی مناسب

ہے، اکثر شجروں میں متعدد نام رہ گئے ہیں۔ چونکہ عرب کے دستور کے مطابق اصلی نام کے ساتھ ساتھ القاب اور کنیتیں بھی لکھی جاتی تھیں اس لئے ناموں میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں مثلاً سید محمد علی موتم اشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور برادر کا اسم گرامی بھی یحییٰ تھا اس لئے بہتوں نے سید محمد علی ابو یحییٰ کی اولاد کو ان کے بھائی یحییٰ کی اولاد تصور کیا ہے۔ شجرہ انساب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں۔ دوسری مثال یہ ہے۔

سید محمد علی ابو یحییٰ بن حضرت زید شہید کا اسم گرامی مع القاب و کنیت اس طرح ہے "سید ابوالفضل سید محمد علی ابو یحییٰ موتم اشبال" سید روشن علی مصنف "سید القاریخ" نے غلط فہمی کی بنا پر ابوالفضل کو پدر بنایا اور سید محمد علی کو فرزند تصور کیا۔ تیسری مثال سید محمد علی بن زید شہید کو امام ماشکی بھی کہا گیا ہے۔ سورج گڑھا کے نسب نامہ میں کنیت کی غلطی کی بنا پر انہیں امام ماشکی کے بجائے امام اشکی لکھ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ شجرہ انساب کی ترتیب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جو سہواً سرزد ہوئی ہیں۔

سید روشن علی مصنف "سید القاریخ" نے حضرت علیؑ سے سید ابوالفرح واسطی تک پندرہ پشتیں گنوائی ہیں جو درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سید ابوالفرح واسطی متوفی ۵۴۴ھ۔ اگر ۴۴۷ھ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیا جائے تو اوسط حساب کی رو سے بھی پندرہ پشتیں بنتی ہیں۔ بہر حال بیشتر سادات بارہ کے شجروں میں حضرت علیؑ سے سید ابوالفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں ہی درج ہیں۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب سید غلام علی آزاد بنگرامی "مخزن الانساب صفحہ ۱۹" سید روشن علی سے ڈیڑھ سو سال قبل علامہ عبدالجلیل بنگرامی نے فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں ۱۱۲۵ھ میں اپنا منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (ماثر الکلام صفحہ ۲۵۹) اس کے تسلسل کی رو سے بھی حضرت علیؑ سے سید ابوالفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں بیان کی گئی ہیں۔ علامہ عبدالجلیل کا شجرہ سب سے قدیم شجرہ ہے جس کو اساسی حیثیت حال ہے۔ مزید برآں سادات بارہ کی تمام شاخوں نے اس شجرہ کی پیروی کی ہے۔ سادات حاجیزی، بہار بھی چونکہ سادات بارہ کی چوتھی شاخ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں اس لئے چاروں شاخوں کا شجرہ نسب سید ابوالفرح واسطی تک لازماً ایک ہی ہونا چاہیے البتہ کچھ ناموں میں اختلاف پائے

غور پایا جاتا ہے جس کی وضاحت اگلے صفحوں پر کی جائے گی۔ اگر حضرت علیؑ سے سید ابوالفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں تسلیم کر لی جائیں تو سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی سے سید احمد حاجیزی تک ۹ پشتیں بنتی ہیں لیکن بارہ گیاں، مونجیر کے شجروں میں دونوں کے درمیان ۷ کے بجائے صرف تین نام یعنی سید مسعود، سید ابوالفتح، ابراہیم اور سید بدرالدین درج کئے گئے ہیں جبکہ سید ابوالفرح واسطی اور سید احمد حاجیزی کے درمیان ۲۹ سال کا فرق ہے۔

سید ابوالفرح واسطی کا سال وفات ۴۴۷ھ ہے اور سید احمد حاجیزی کی بہار میں آمد کا سال ۴۴۷ھ۔ دونوں کا فرق (۴۴۷ - ۴۴۴) = ۳ سال۔ اگر ۲۹ کو ۲۰ پر تقسیم کیا جائے تو درمیان میں ۹ پشتیں بنتی ہیں جبکہ تاریخ حسن میں صرف ۳ پشتیں درج کی گئی ہیں جو صرف غلط معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ سادات حاجیزی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا شجرہ کسی دوسرے حاجیزی نسب نامہ سے ضرور ملنا چاہیے۔ ہمیں یہ نام سادات نواز پورہ کے شجرے میں ملتے ہیں تاکہ پشتوں کا حساب درست ہو اور شجرہ مکمل ہو۔ واضح ہو کہ سادات نواز پورہ بھی سید مسعود بن سید ابوالفراس کی اولاد ہیں اور سادات حاجیزی ہیں یہ اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) سید علی باگھ بن سید مسعود بن سید ابوالفراس

(۲) سید محمد بن سید علی باگھ بن سید مسعود

(۳) سید ہدایہ بن سید محمد بن سید علی باگھ

(۴) سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ہدایہ بن سید محمد

(۵) سید عزالدین بن ابراہیم بن سید ہدایہ

(۶) سید بدرالدین سید عزالدین بن سید ابوالفتح ابراہیم

سادات نواز پورہ کے شجرے میں تاریخ حسن کے مطابق تینوں درمیانی اساسی نام

ملتے ہیں (۱) سید مسعود (۲) سید ابوالفتح ابراہیم (۳) سید بدرالدین۔

سید عزالدین کے دو فرزند تھے (۱) سید شیخ (۲) سید بدرالدین

سید شیخ کا فرزند دھرسوں ضلع نارول یا گوڑہ گاؤں متصل سرہند، ریاست پٹیالہ مشرقی

پنجاب میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید بدرالدین نے دھرسوں سے نقل مکانی کی۔ ملاحظہ ہو

علامہ عبد الجلیل		غلام علی بنگالی		سادات واطی کھنڈ سلوات نواز پور		محمد حسن علی	
نہار اساتے گرامی		نہار اساتے گرامی		نہار اساتے گرامی		کنڈال انساب	
۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض
۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	حضرت امام حسین رض
۳	امام زین	۳	امام زین	۳	امام زین	۳	امام زین
۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید
۵	سید عیسیٰ ابوبکری	۵	سید عیسیٰ ابوبکری	۵	سید عیسیٰ ابوبکری	۵	سید عیسیٰ شہید
۶	سید محمد	۶	سید محمد	۶	سید محمد	۶	سید محمد (صفودائی)
۷	سید علی	۷	سید علی	۷	سید علی	۷	سید علی (مرد)
۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	سید حسین
۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی
۱۰	سید حسین عراقی	۱۰	سید حسین عراقی	۱۰	سید حسین عراقی	۱۰	سید حسین عراقی
۱۱	سید علی	۱۱	سید علی	۱۱	سید علی	۱۱	سید علی
۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید زید الحسن زید
۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر
۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ
۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید محمد (حین)
۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید محمد داؤد
۱۸	سید ابوالفرج واطی	۱۸	سید ابوالفرج واطی	۱۸	سید ابوالفرج واطی	۱۸	سید ابوالفرج واطی
۱۹	سید ابوالعزاس	۱۹	سید ابوالعزاس	۱۹	سید ابوالعزاس	۱۹	سید ابوالعزاس
۲۰		۲۰		۲۰		۲۰	سید سعید
۲۱		۲۱		۲۱		۲۱	سید علی باگھ
۲۲		۲۲		۲۲		۲۲	سید محمد
۲۳		۲۳		۲۳		۲۳	سید ہادیہ
۲۴		۲۴		۲۴		۲۴	سید ابراہیم
۲۵		۲۵		۲۵		۲۵	سید عبدالرین
۲۶		۲۶		۲۶		۲۶	سید شیخ
۲۷		۲۷		۲۷		۲۷	سید معروف

(مغزن الانساب صفحہ ۱۰۰ مرتبہ کریم الدین احمد) میردادی بہار بعد ازاں سید احمد جاجیزی اور سید محمود جاجیزی سادات بارہہ کی فرج کے ساتھ ۱۷۷۷ھ میں عازم بہار ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد چودہ مواضعات گزر بسر کے لئے جاگیر میں شاہ دہلی کی طرف سے عطا ہوئے جہاں ان کا اولاد زیادہ تر مونیگر میں آباد ہیں۔

### شجرہ ۱۱ شجرہ نسب علامہ سید مناظر احسن گیلانی زیدی واسطی

یہ پہلا شجرہ نسب میرے پیش نظر ہے۔ علامہ سید مناظر احسن گیلانی زیدی واسطی جاجیزی ہیں ان کی وفات ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں ہوئی۔ یہ حضرت علیؑ کی پینتالیسویں پشت میں تھے۔ ان کے فرزند چھالیسویں پشت میں اور پوتے تینتالیسویں پشت میں آتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ شجرہ بالکل مکمل ہے یعنی سارے اسمائے گرامی موجود ہیں اس لئے اس شجرہ کو مثالی کہا جاتا ہے۔ محقق حضرات کو دعوت تحقیق دی جاتی ہے تاکہ اس شجرہ کے ممکنہ حسن و قبح سے لوگ واقف ہوں اور ممکنہ غلطی یا سہو کی درستگی یا اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

### ۱۱ شجرہ نسب تاریک بربطانی تاریخ حسن ۱۱

اس شجرہ میں حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی تک چھ اور سید ابوالفرج سے سید احمد جاجیزی تک ۱۴ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۲	سید عمر
۶	۱۳	سید زید ثالث

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صدایہ
۱۰	۲۵	سید عزالدین

### ۱۲ شجرہ نسب صغیر ہنگرامی از پرندیسر ظفر اوکا نوی ۱۲

یہ شجرہ بھی ہر طرح مکمل اور مصدقہ ہے صرف ایک نام درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۶	سید محمد حیدری

۱۲ تاریخ حسن صفحہ ۸۷ صغیر ہنگرامی صفحہ

### ۱۳ شجرہ نسب سید مصباح الہدیٰ دلسینوی بربطانی نسب نامہ دلسینہ

اس شجرہ میں ایک نام پشت نمبر ۹ پر سید علی عراقی کو سید علی ابابکر درج کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔ اس شجرہ میں بھی اور شجروں کی طرح کچھ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی
۳	۱۲	سید زید ثانی
۴	۲۱	سید علی باگھ
۵	۲۲	سید محمد
۶	۲۳	سید صدایہ

نمبر شمار پشت نمبر اسمائے گرامی

۷	۲۳	سید ابراہیم
۸	۲۵	سید محمد الدین
۹	۲۶	سید بدر الدین

۸ شجرہ نسب مخدوم پیر سید شاہ محمد حمید را جگیری بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹  
یہ شجرہ نسب مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۷	سید علی
۲	۸	سید حسین

نوٹ :- یہ دونوں نام متنازعہ فیہ ہیں

سید کریم الدین احمد علوی حسینی جعفری میردادی بہاری اپنی کتاب مخزن الانساب صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ پر رقم طراز ہیں کہ نسب نامہ سید غلام علی آزاد بگڑامی اور یہ نسب نامہ را جگیری میاں بہار دونوں ایک ہی ہیں اس لئے کہ دونوں سلسلے سید ابوالقرح واسطی کی اولاد کے ہیں صرف دونوں نسب ناموں میں دو ناموں کا فرق ہے یعنی سید علی اور سید حسین۔ میر غلام علی آزاد بگڑامی کے نسب نامہ میں یہ دونوں نام نائید ہیں اور دوسرے میں کم شاید یہ کتابت کی غلطی کے نتیجے میں۔  
۹ منظوم شجرہ علامہ عبد الجلیل بگڑامی صفحہ نمبر ۱۹۵

علامہ سید عبد الجلیل بگڑامی سادات بارہہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حاجی سید ہیں۔  
۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں اپنا نسبی منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا  
ملاحظہ ہو (ماثر الکرام صفحہ ۲۵۹)

یہ شجرہ تمام موجودہ شعروں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اس شجرہ کو سادات بارہہ کی تمام شاخوں نے مصدقہ تسلیم کیا ہے۔

۸ شجرہ نسب سید غلام علی آزاد بگڑامی بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹  
یہ شجرہ حضرت علیؑ سے سید ابوالقرح واسطی تک مکمل ہے۔

۸ شجرہ نسب سادات واسطی لکھنؤ بمطابق تاریخ حسن صفحہ ۸۸ تا ۸۹  
یہ شجرہ بھی مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی

۹ شجرہ نسب بمطابق نسب نامہ سادات فوارا ز سید ارغنی احسن زیدی  
یہ شجرہ نسب مکمل ہے صرف دو نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں

(۱) سید زید ثالث پشت ۱۲ اور (۲) سید حسین پشت ۱۳

۱۰ شجرہ نسب مخدوم محسن علی بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۲۲  
اس شجرہ نسب میں بارہ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

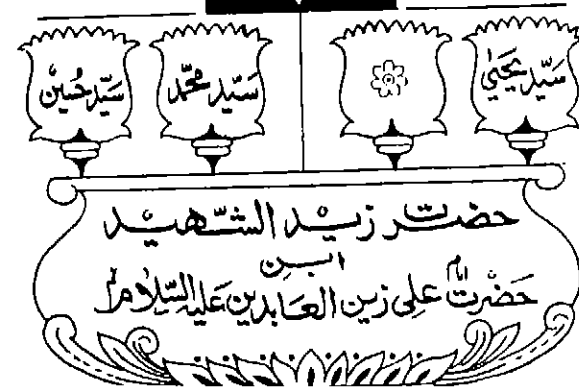
نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۲۰	سید مسعود
۷	۲۱	سید علی باگہ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صلاح

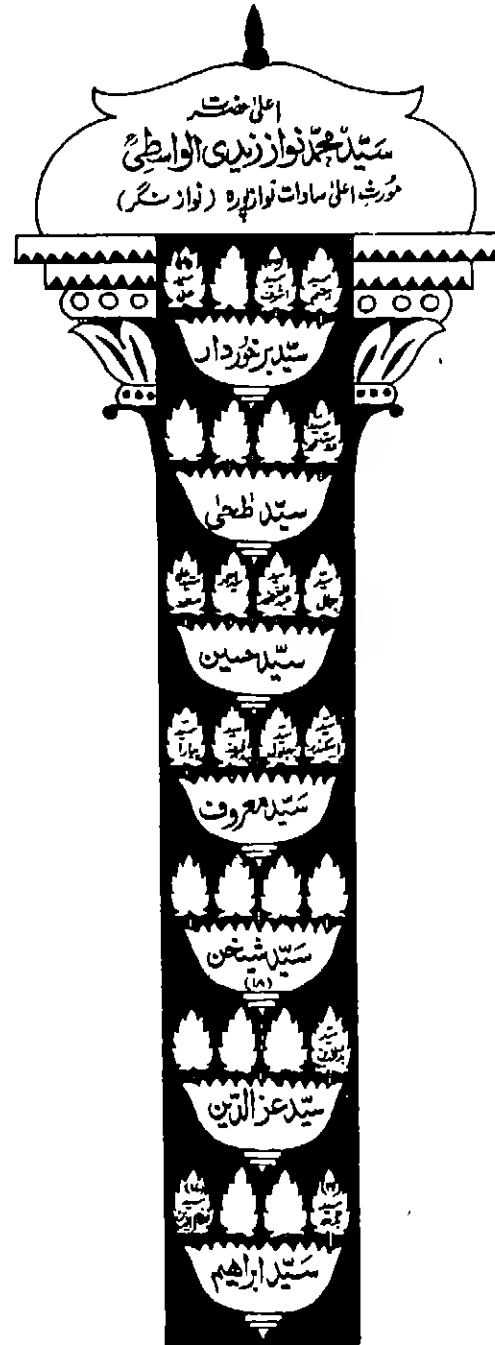


نمبر شمار	پشت نمبر	اسماء گرامی
۱۰	۲۵	سید عبدالدین
۱۱	۲۶	سید بدرالدین
۱۲	۲۷	سید احمد جاجیزی

ایک غلطی کا ازالہ | واضح رہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرح واسطی کے پوتے تھے۔ سادات نواز پور صفحہ ۲۲۲ کے نسب ناموں میں یہی سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ سادات باہرہ، مظفرنگوہ کے سید روشن علی نے بھی سید مسعود کو سید ابوالفراس کا فرزند تحریر کیا ہے لیکن ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سید روشن علی کی تصنیف سید التاریخ کے آخر میں اپنا تہمید شامل کتاب کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سید مسعود کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے، سید مسعود بن اسماعیل بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس۔ ظاہر ہے کہ وہ سادات جن کا سلسلہ نسب کسی بھی فرزند کے توسل سے سید مسعود تک پہنچتا ہے ان کے لئے یہ ترتیب قابل قبول نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نسب تسلسل کا مانتہ تحریر نہیں کیا جو اشد ضروری تھا۔ سید صفدر حسین نے سہو یا اراداً سادات بگرامی کے نسب نامہ میں سید مسعود کو شامل کر کے غلطی کی ہے کیوں کہ ابوالفرح ثانی سید مسعود کے بھائی تھے پر داد انہیں۔ آزاد بگرامی کے بیان کے مطابق سید ابوالفراس کے فرزند سید ابوالفرح ثانی اور ان کے فرزند سید حسین سادات بگرام کے اجداد میں ہیں۔ مزید برآں سید محمد صفحہ ۲۲۲ مورث اعلیٰ سادات بگرام کو سید مسعود کے بیٹے کے فرزند تحریر کیا ہے۔ بہر حال یہ امر صدقہ ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے فرزند تھے اس سلسلہ میں لازماً ڈاکٹر سید صفدر حسین سے سہو ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ سید محمد صفحہ ۲۲۲ مورث اعلیٰ سادات بگرامی سید ابوالفرح واسطی کی پانچویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرہ نسب صغیر بگرامی صفحہ ۲۲۲ از پروفیسر ظفر ادکانوی جب کہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اپنے ضمیمہ میں سید محمد صفحہ ۲۲۲ کو سید ابوالفرح واسطی کی ساتویں پشت میں درج کیا ہے جو صرف دو ناموں کے غلط اندراج کے سبب ہوا یعنی سید اسماعیل اور سید مسعود۔

پروفیسر ظفر ادکانوی نے اپنی تصنیف "صغیر بگرامی" میں مرتبہ شجرہ نسب میں سید اسماعیل اور سید علی مسعود کے نام درج نہیں کیے ہیں ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بگرامی صفحہ ۱۱۲ اور محمد صفحہ ۲۲۲ ابوالفرح ثانی کا پر پوتا تحریر کیا ہے جو درست ہے اسی طرح سید روشن علی مصنف سید التاریخ اور سید الغنی حسین مصنف سادات نواز پور صفحہ ۲۲۲ میں سید محمد صفحہ ۲۲۲ کو سید ابوالفرح ثانی کا پر پوتا ہی تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بگرامی صفحہ ۲۲۲ (سید محمد صفحہ ۲۲۲) (ناصح بگرام) حسین واسطی بن سید علی بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس۔





## سید محمد صفری احسینی واسطی بالگرامی

(شجرہ نسب ص ۲۸۴)

سید محمد صفری نے سلطان التمش کے عہد میں بالگرام فتح کیا جس کی تفصیل انہوں نے اس طرح بیان کی ہے: "۶۱۶ھ میں سلطان التمش کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھوں بالگرام فتح ہوا، سید محمد صفری احسینی سادات بارہ کے ہم جد تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سید ابو الفرج واسطی مع اپنے بیٹوں سید ابو الفرج سید ابو الفضل اور سید داؤد کے ہند وارد ہوئے اور بادشاہ ہند سے بارہ گاؤں جاگیر میں عطا ہوئے۔ بارہ انہیں موصافات کے مجموعہ کا لقب ہے۔ سید ابو الفضل کی اولاد سادات بارہ اور سید ابو الفرج کی اولاد سادات جاجیری اور سادات بالگرامی کہلائی۔ سید ابو الفرج کی چوتھی پشت میں سید محمد صفری پیدا ہوئے ان کے دادا شاہی منصب دار تھے۔ اپنے وقت میں بالگرام پہنچے۔ بالگرام کے ہندو اور ان کے درمیان مناقشہ ہوا۔ بعد میں سید محمد صفری نے فوج کشی کی آخر کار راجہ مارا گیا اور بالگرام فتح ہوا۔ سید محمد صفری نے سلطان کے نام سے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کی۔ انہوں نے بارہ سے اپنے اہل و عیال کو بلوایا اور اہل حرفہ اور شاگرد پیشہ جوانوں کے ساتھ بالگرام میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں ان کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سید محمد سالار کی اولاد نے محلہ سید داؤد آباد کیا جن سے آٹھ قبائل ہوئے اور چند محلے آباد ہوئے۔ پرگنہ بالگرام کی زمین دہانہ کی اولاد کو ملی۔ جن میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں وغیرہ تھے۔ دوسرے بیٹے سید عمر سے قبیلہ بھیترو (بہترہ) موسوم ہوا۔ اس قبیلہ کے لوگ بادشاہ دکن، منصبدار شاہی اور صاحب میف و قلم تھے جن میں علامہ عبد الجلیل بالگرامی اور غلام علی آزاد بالگرامی زیادہ مشہور ہوئے۔ پروفیسر ظفر اوکاڑی کے آباؤ اجداد بھی اس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب سید نور الحسن خاں بھی اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جو قصہ کوآٹھ پرگنہ نواز ضلع شاہ آباد آہ کے رہنے والے تھے۔ سید محمد صفری کی اولاد آج بھی صفری کہلاتی ہے۔ سید محمد صفری ۶۴۵ھ میں وفات پا گئے اور بالگرام ہی میں مدفون ہوئے۔

نوٹ:- بہار کے وزیر تعلیم سید محمد بھتیرہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے وہ ۱۹۴۶ء میں تقسیم ہند سے کچھ قبل پرنسپل اسکول، بہار میں ماسٹر کے لیے تشریف لائے تھے جہاں راقم طالب علم تھا۔ (مؤلف)

## مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی

(شجرۂ نسب ۱۹۳۳ء)

سلطان محمود غزنوی سید ابو الفرج واسطی اور ان کے فرزند ان سید ابو الفراس، سید ابو الفغانل اور سید ابو داؤد کو ہمراہ لے کر غزنی سے روانہ ہوا اور ہندوستان وارد ہو کر پنجاب فتح کیا۔ واپسی کے وقت سید ابو الفرج واسطی کو ساتھ لے گیا اور ان کے فرزندوں کو پنجاب میں سرہند، نور اور جاجیزہ کی بلگرامی عطا کیں جہاں سید ابو الفرج واسطی کی اولاد ۱۸۰ سال تک سکونت پذیر رہی پھر جہاں دلی میں بادشاہت قائم ہوئی تو یہ لوگ مشرقی ہند کی طرف منتقل ہو گئے۔ انہیں بارہ موانعات کے مجموعہ کو بارہ کہتے ہیں یہ لوگ سادات بارہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ خاص کر سید ابو الفغانل کی اولاد سادات بارہ کے نام سے موسوم ہوئی اور سید ابو الفراس کی اولاد سادات جاجیزہ کہلائی۔ سید ابو الفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد مغری فاتح بلگرام تولد ہوئے ان کے دادا سید حسن منصب دار شاہی تھے بلگرام کے ہندوؤں کے ساتھ ان کا مناقشہ ہوا جس میں سید محمد مغری کامیاب ہوئے اور فاتح بلگرام کہلائے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے سید سالار اور سید محمد عمر سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ بلگرام آباد کیا ان سے آٹھ قبائل آباد ہوئے جن سے چند محلے اور آباد ہوئے انہیں میں سید اعظم الدین اور نین الدین حسن خاں ہیں دوسرے فرزند سید عمر سے ایک قبیلہ ہمتہ دہر تیرہ ہوا۔ اس قبیلہ کے لوگ صاحب منصب اور صاحب علم و فضل ہوئے انہیں میں علامہ عبد الجلیل اور مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی ہیں۔ صیغہ بلگرامی کے آباد اجداد بھی اسی قبیلے میں ہیں۔ اسی خطہ سرزمین کے حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی تھے۔ آپ ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۱ء میں تولد ہوئے۔ شہر شاعری کا ذوق شروع سے تھا آپ کے والد کا نام سید محمد نوح تھا اور آپ علامہ عبد الجلیل بلگرامی کے نواسہ تھے۔ حج سے شرف ہو کر ۴۸ سال حیدر آباد میں گزار دیے۔ مشہور و معروف ادیب و شاعر تھے۔ ان کا نعتیہ قصیدہ عربی زبان میں بہت مشہور ہوا۔

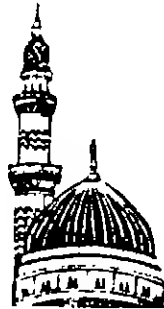
سہ ماہانہ الحبیب پھلواڑی شریف مارچ ۱۹۶۷ء ص ۲۵

مولانا نے حسان الہند کا خطاب عطا کیا۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ سن وفات ۱۹۸۳ء ہے۔  
(غزل)

دل از خیال ہوشے شہرِ ساماں در بغل  
ایں شیشہ باشد دیدنی دار و چراغِ دل  
روز قیامت ہر کسے دست گیرِ نامہ  
من نیز عاقری شوم تصویرِ جاناں در بغل  
شہرِ نکو بیاں دیدہ ام خواند در حق خود  
جائے کتاب آئندہ عقل و دبستان در بغل  
آزاد بایں درد دل آرد اگر وہ درچین  
پوشیدہ قمری را کند سر و خراماں در بغل

# وَأَنَا لَعَلِّي خُلِقْتُ عَظِيمًا

اور اے پیغمبرِ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)



خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی شاہ برکت اللہ کے خاندانہ کے سجادہ نشین سید آل رسول احمد میاں  
خلیفہ خاص تھے۔ اعلیٰ حضرت کو سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت انہیں سے ملی۔



إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ ذُو الْكَرَمِ

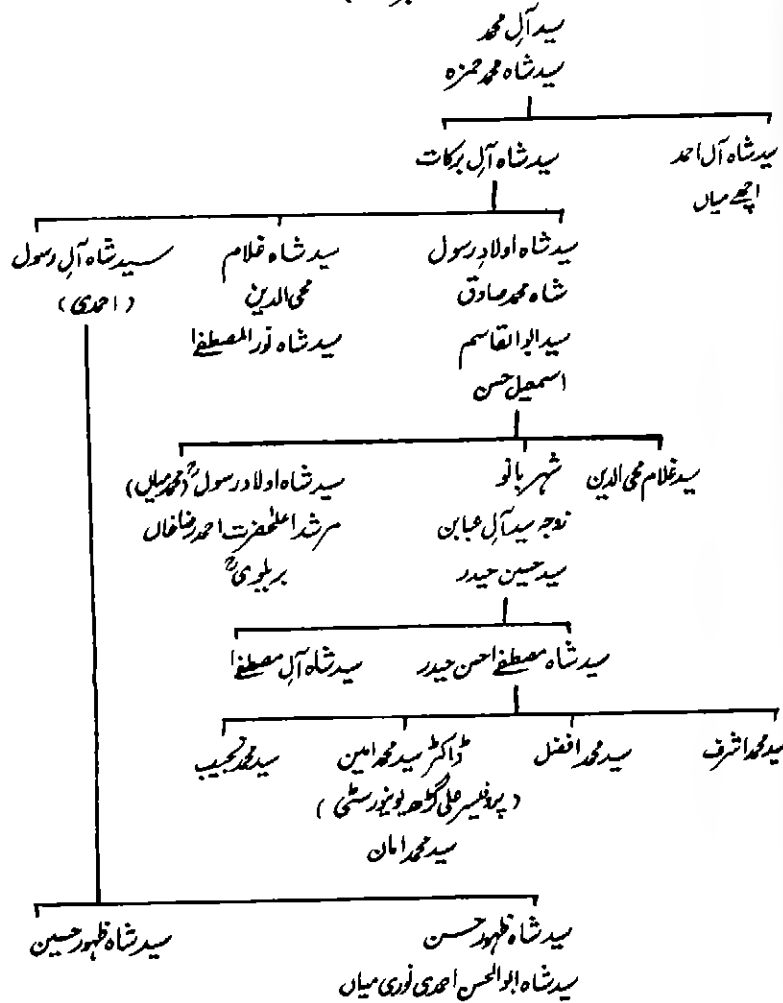


(شجرۂ نسب ۲۹۲)

۱۰ چهار انواع از سید شاه برکت اللہ ص ۲۶

# شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ ماہرہ شریف

(شجرہ ۲۱۸)



ادب السالکین از سید شاہ آل احمد اچھے میاں ۱۳۱۱ھ  
مصطفیٰ اسے حیدر حسن یکم از سید آل حسین میاں قادری برکاتی ۱۳۱۵ھ

# سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں برکاتی ماہرہ شریف یونی

(شجرہ نسب ۱۹۸)

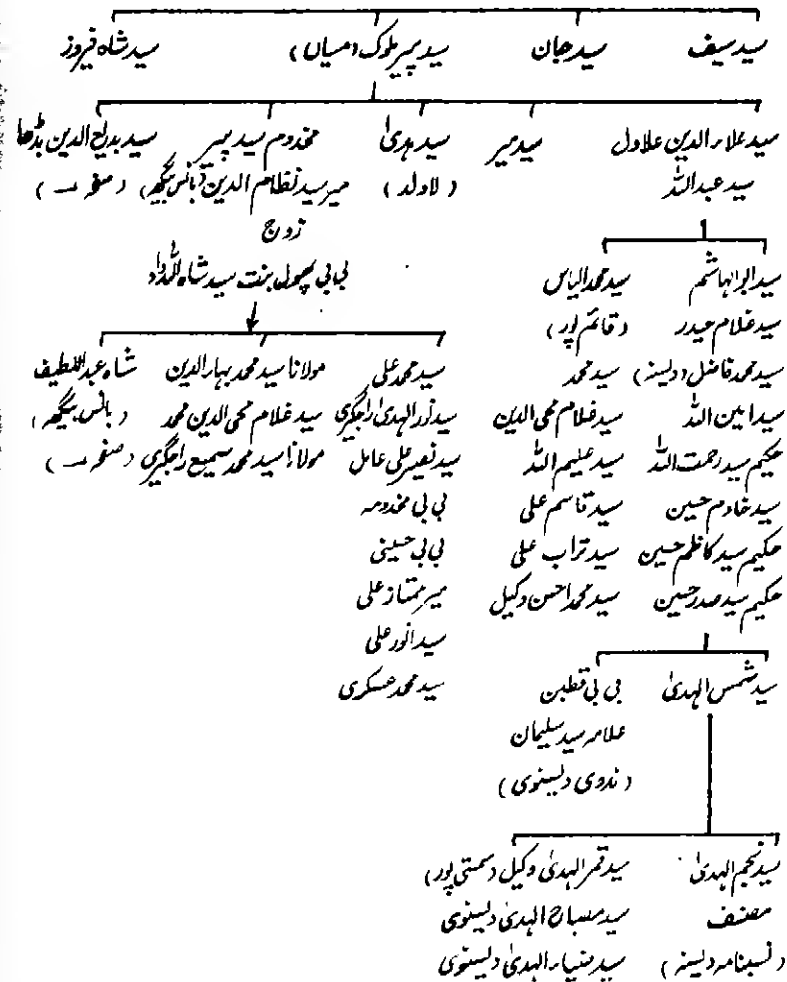
خانہ دین برکاتیہ کا آغاز ماہرہ شریف میں آج سے تقریباً چار سو سال قبل ۱۱۱۵ھ میں بادشاہ جہانگیر کے عہد میں ہوا جب علامہ میر سید شاہ عبداللیل خلف اکبر میر سید عبدالواحد بگڑامی یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اس خانوادہ میں سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب ولادت و کشف و کرامت گذرے ہیں۔ سید شاہ آل برکات ستھرے میاں اچھے میاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید شاہ آل برکات کے فرزند سید شاہ آل رسول ۱۲۵۹ھ میں ماہرہ شریف میں تولد ہوئے تھے جن کے فرزند اکبر کا اسم گرامی سید شاہ ظہور حسن تھا اور جن کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی تھی یہی سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں برکاتی کے والد ماجد تھے شاہ احمد نوری کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے دو عقد کئے لیکن لا ولد رہے۔ خلافت و بیعت جہاد محمد سے ملی تھی۔ اساتذہ کرام میں مولانا نور احمد بدایونی، مولانا محمد سعید بدایونی، مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا فضل رسول بدایونی اور مولانا احمد حسن مونی راویا مشہور ہیں۔ آپ کا وصال گیارہ رجب ۱۳۲۴ھ میں ماہرہ میں ہوا۔ وہ سید شاہ برکت اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیفات میں چند رسائل تحکیم و عقاید و آداب مریدین و اولاد و اذکار و اشغال و اعمال فقہ میں ہیں۔ "سراج العارف" کا اردو ترجمہ بعد میں ہوا۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور تخلص سعید اور نوری فرماتے تھے۔

۲۳	سید شاہ ابوالحسن احمد نوری
۲۲	سید شاہ ظہور حسن
۲۱	سید شاہ آل برکات
۲۰	سید شاہ آل برکات
۱۹	سید شاہ حمزہ
۱۸	سید آل محمد
۱۷	سید شاہ برکت اللہ
۱۶	میر سید اویس
۱۵	علامہ میر سید عبداللیل بگڑامی
۱۴	میر سید عبدالواحد بگڑامی
۱۳	سید ابراہیم
۱۲	سید قطب الدین
۱۱	سید ماہرہ
۱۰	سید بٹھا
۹	سید کمال
۸	سید قاسم
۷	سید حسین
۶	سید نصیر
۵	سید حسین
۴	سید عمر
۳	سید محمد صفی
۲	سید علی
۱	سید حسین
۰	سید ابوالفرح ثانی
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفرح واسطی

سہ آداب السالکین از سید شاہ آل احمد اچھے میاں ۱۳۱۱ھ  
سہ نور علی نور از سید شاہ ابوالحسن احمد نوری ۱۳۱۵ھ

## شجرہ اولاد سید محمود جاجیری

میر سید یحییٰ  
میر سید حبیب  
میر سید یحییٰ  
مخدوم چاند شہید



## سید مصباح الہدیٰ دہلوی

(شجرہ نصب ص ۲۲۰)

اصل نام - سید مصباح الہدیٰ

دہلی نام - مصباح دہلوی

والدہ کا نام - الحاج سید قمر الہدیٰ وکیل (سمتی پور)

جائے پیدائش - دہلی ضلع ٹنڈہ (نالندہ) صوبہ بہار ہندوستان

تاریخ پیدائش - ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۱ء

تعلیم - ۱۹۳۷ء میں کنگ ایڈورڈ اننگش ہائی اسکول سمیتی پور ضلع دربھنگہ سے پٹنہ یونیورسٹی کامیٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں اور ۱۹۳۷ء میں اسی یونیورسٹی سے بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔  
ملازمین بریلی اور ٹنڈہ میں سرکاری ملازمت کئے، کلکتہ، بہار شریف اور ڈھاکہ میں اسکولوں میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پاکستان میں تقریباً ۲۹ سال تک ملازمت کی اور دسمبر ۱۹۸۳ء میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

ادبی سرگرمیاں - ۱۹۴۷ء میں آزاد دی کے بعد کلکتہ سے ایک ماہنامہ "آفاق" جاری کیا جس کے چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں کلکتہ سے میرے افسانوں کا مجموعہ بنام "گدگدی" شائع ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہونے لگا تو اس کے ایڈیٹر بن گئے۔ ۱۹۵۱ء میں کلکتہ، ڈھاکہ، کراچی اور راولپنڈی میں متعدد ادبی محفوں میں شریک ہوتے رہے۔ اردو ادب انجمن دہلی میں افسانے اور مضامین شائع ہونے کی تفصیل الگ درج ہے۔

لافہنامہ سادات و ملوک دہلی ص ۳۴ ۱۷۱ فہنامہ سادات و ملوک دہلی ص ۳۴

۴۔ ایچ بی کلچرل سینس.... روزنامہ سہول اینڈ ٹیٹری گزیٹ لاہور، یکم فروری ۱۹۶۰ء

دی موڈرن ہیپلر (مزاحیہ) ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ستمبر ۱۹۵۹ء

مولانا محمد علی.... روزنامہ ٹائٹلز آف کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۰ء

۱۰۲۔ اسپیکو لیٹر ہینراے اسٹریج پیشین فورمنی ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۸ نومبر ۱۹۵۹ء

..... مالومیاں ..... ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۱۶ اگست ۱۹۵۹ء

وہابی قائد اعظم..... روزنامہ ایسٹرن اکرا میں چھپا کا نمبر ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

۴۴ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹیلی ویژن پاکستان .... روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء

۳۔ سرسید احمد خان..... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء

ایہ خسرو..... روزنامہ خیبر میل، پشاور، ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء

۳۱. فیوٹبیل پروگرس ان دی فیلڈ آف ایجوکیشن روزنامہ ایمرٹن ایجنسز جٹا ٹاؤن ۱۶ مای ۱۹۶۵ء

مولانا الطاف حسین حالی.... روزنامہ پاکستان ٹائمز، راولپنڈی، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء

۱. مولانا حالی ..... روزنامہ بلوچستان ٹائمرز، کوئٹہ۔ یکم جنوری ۱۹۸۸ء

مودرن ٹریکس آف سیرنگنز (مزاحیہ) روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء

ایجوکیشنل پروڈکشن این پاکستان .... روزنامہ یونیٹی چٹانگ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء

ایوب مینو نیسٹو اے بکین لائٹ... روزنامہ ایسٹرن ایکزپریسز چانگائی ۲ فروری ۱۹۶۵ء

روزنامہ رائے میں ٹائٹلز حیدرآباد ۱۷ فروری ۱۹۶۵ء

۱۹۶۵ء فروری ٹورسٹ.... روزنامہ کیمپان انٹرنیشنل، تہران۔ ۲ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۹۶۵ء مارچ ۲۳۔ روزنامہ یونٹ، چٹاگانگ

ڈیولپمنٹ آف ٹوریزم۔۔۔ روزنامہ مارنگ نیوز، کراچی ۱۵۔ اپریل ۱۹۶۵ء

..... روزنامه مارنگ نیوز، طہا کہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء

روزنامہ ایسٹرن ایکسپریس، چٹاگانگ، ۲۰ اپریل ۱۹۷۵ء

سائنسیک کلامیٹ ان پاکستان .... روزنامہ خیبر میل، اپشاور ۲۳ مئی ۱۹۶۵ء

ہیمیلی... پریزنٹ اینڈ فیوچر... روزنامہ اندین ٹائمز حیدرآباد ۱۰ جون ۱۹۹۵ء

۱. علامہ سید سلیمان ندوی۔ روزنامہ مشرق، لاہور، ۲۲۔ نومبر ۱۹۶۲ء

۲۔ سلیمان ندوی، جسٹس بن اینڈ جج مور (انگریزی) اردو نامہ، ۱۰ دان، کما جی ۲۲، نومبر ۱۹۷۳ء

۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی ..... روزنامہ دحریت، کراچی ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء

۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی..... روزنامہ الفجر، حق، کوٹلہ، یکم دسمبر ۱۹۷۲ء

۱۔ علامہ اقبال اینڈ سلیمان ندوی (انگریزی) روزنامہ دُرّان، ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۱. اقبال آیتہ سلیمان ندوی ہید کامن آؤنجلکسٹو (انگریزی) دوز نامہ مورنگ نیوز کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۲ء

عظیم سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی ... روزنامہ جبارت، کراچی ۲۱ دسمبر ۱۹۸۵ء

روزنامہ مازنگ نیوز کراچی ۲۲ نومبر ۱۹۸۱ء

..... دوز نامہ بلوچستان مائیکرو کوئٹہ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء

... ماہنامہ سیارہ، لاہور اقبال نمبر فروری مانتھ ۱۹۷۸ء

مجله دینہ الیوسی ایشن ۱۹۸۵ء

...بجانب دینہ الیوسی ایشن کے اچے جولائی ۱۹۸۸ء

مے پینڈورا زبر کس (مختصر افسانہ)۔۔۔ الاسٹیر ریڈ وکیل آف پاکستان کراچی ۱۹۵۳ء

گرہیں آف اسلامک پروڈیوٹس... ویکی اسٹوڈنٹس وائس کراچی ۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء

تاریخ بیج (مختصر کہانی) ... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء

کلچرل سینس..... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ، فروری ۱۹۶۰ء

یسیس ان پاکستان..... روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸ مئی ۱۹۶۰ء

بیس ان پاکستان..... روزنامہ ٹائٹرف کراچی ۳۰ جنوری ۱۹۶۷ء



- ۳۰۔ فیصلی... پریزنٹ اینڈ فیوچر... روزنامہ المیزان ایڈیٹر چٹاگانگ ۱۹ جون ۱۹۶۵ء  
 ۳۱۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹیلی ویژن پاکستان... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۲۳ مارچ ۱۹۶۷ء  
 ۳۲۔ ... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳ مارچ ۱۹۶۷ء

## اردو میں افسانے اور افسانچے

- ۱۔ مین سوچے ماہنامہ مشیر کراچی... ماہنامہ ذوالقرنین بدایین
- ۲۔ ایک افسانہ (انگریزی سے ترجمہ) روزنامہ عصر جدید، کلکتہ... ستمبر ۱۹۴۵ء
- ۳۔ نیویانک کے چوہے (انگریزی سے ترجمہ) ماہنامہ پیام تعلیم دہلی۔ نومبر دسمبر ۱۹۳۸ء
- ۴۔ افسانچے... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ مارچ ۱۹۵۱ء
- ۵۔ ماہ میرے جیسے... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۳ مارچ ۱۹۶۳ء
- ۶۔ آپریشن کے بعد... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۸ اپریل ۱۹۶۲ء
- ۷۔ نوآبادی... ماہنامہ مشیر، کراچی، اپریل ۱۹۵۷ء
- ۸۔ ٹوٹن کا بندل... ماہنامہ سوداگر، کراچی، نومبر ۱۹۶۰ء
- ۹۔ حرف شہادت... ماہنامہ سوداگر، کراچی، ستمبر ۱۹۶۷ء
- ۱۰۔ ناقابل شکست... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء
- ۱۱۔ قوس و قزح... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء
- ۱۲۔ بھائی جان... ماہنامہ کائنات، لاہور، جون، ۱۹۳۹ء
- ۱۳۔ ہلف ٹکٹ... ماہنامہ سیارہ، لاہور
- ۱۴۔ نقب زن... ماہنامہ بتول، لاہور
- ۱۵۔ دو محاذ... " " " " " "
- ۱۶۔ انوکھی قربانی... " " " " " "
- ۱۷۔ افسانچے... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ خاص نمبر ۱۹۵۱ء

## اردو میں مضامین

- ۱۔ مٹائی کھو جانے پر (ملٹن کی ایک نظم کا ترجمہ) ہفت روزہ دہلال، کلکتہ، ۲۰ اگست ۱۹۴۹ء
- ۲۔ اردو مشرقی پاکستان میں... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، عیدِ قربان ۱۹۵۰ء
- ۳۔ کراچی کی کہانی... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، یکم مارچ ۱۹۵۶ء
- ۴۔ بید کا مار آپ کی رائے میں... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۴ جون ۱۹۶۱ء
- ۵۔ رائے جی منیر... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۷ مارچ ۱۹۶۳ء
- ۶۔ کائنات کی کہانی... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء
- ۷۔ حقیقی جمہوریت... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۸ نومبر ۱۹۶۴ء
- ۸۔ رقی (آزاد نظم)... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، ۸ اپریل ۱۹۶۳ء
- ۹۔ مرید کا مکتب فکر اور اس کی خدمات... ہفت روزہ کشمیر، راولپنڈی، ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۰۔ جمہوریہ مالی... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اپریل، ۱۹۶۵ء
- ۱۱۔ علامہ اقبال نے یہودی خطرے کو بدقت بھانپ لیا تھا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء
- ۱۲۔ علامہ اقبال اور واقعہ شہادت... ماہنامہ سوداگر، کراچی، اشاعت خاص ۱۹۶۷ء
- ۱۳۔ سوشلزم اقبال کی نظر میں... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۶۸ء
- ۱۴۔ کیا اردو ٹائپ کی ترویج ممکن ہے... روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء
- ۱۵۔ میرا ڈرائنگ روم... روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء
- ۱۶۔ صیہونیت، یہودیوں کی نظر میں... روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء
- ۱۷۔ راست بازی... روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ وفات، راولپنڈی۔
- ۱۸۔ بیماروں کی عیادت... روزنامہ جبارت، کراچی ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۴ء
- ۱۹۔ خون کا عطیہ... روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ جبارت کراچی ۶ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ حریت، کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۸۴ء

شجرہ ۵	شجرہ ۶	شجرہ ۷	شجرہ ۸	شجرہ ۹
اسماء گرامی	اسماء گرامی	اسماء گرامی	اسماء گرامی	اسماء گرامی
سید علی شیر	سید حیدر باگ	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید احمد جاجیری	سید احمد جاجیری	سید احمد جاجیری	سید احمد جاجیری	سید احمد جاجیری
سید علی شیر	سید حیدر باگ	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید محمد الدین	سید قاسم ربوی	سید کن الدین	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید فیض اللہ	سید محمود	سید بزرگ	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید ناصر علی	سید محمد	سید بزرگ (دست)	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید ملا الدین	سید خاوند	سید یونس	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید سعید	سید شاہ مخین	سید بو دھن	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید عالم	سید اللہ داد	سید معروف	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید قاسم	سید خان غازی	سید چاند	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید قطب الدین	سید سونی	سید باشم	سید شاہ جمال الدین	سید شاہ جمال الدین
سید حسن زید	سید احمد علی	سید قطب الدین	سید امیر الحسن	سید امیر الحسن
سید محمد الدین (دستی)	سید سکندر	سید محبوب	سید اکبر علی	سید اکبر علی
سید احسن	سید فیروز	سید مہارو	سید صلی	سید صلی
سید غفر علی	سید مقیم	سید محمد حکیم	سید مان علی	سید مان علی
سید شاہ کیلی علی	سید دھوم	سید اللہ بخش	سید قلی علی	سید قلی علی
اولاد میں	سید شجاعت علی	سید عقیق اللہ	سید نواز علی	سید نواز علی
غلام حسن علی	مولانا سید محمد حسن	سید جواد علی	سید خواجہ علی	سید خواجہ علی
سید محمد سعید	سید سید	سید محمد سعید	سید محمد سعید	سید محمد سعید
سید باد کوچی	سید سید	سید سید	سید سید	سید سید
سید الانساب	سید سید	سید سید	سید سید	سید سید

(مصنف مجمع الانساب سید جمال الدین  
مزار سادات علیا، مریچک، ہند)

وہ تاریخ حسن ۵۸۰ھ منسلک دینے والا تاریخ حسن ۵۸۰ھ منسلک دینے والا

نوٹ: بی بی رقیہ ابراہیم ملک بیا کے ہمراہ غزنی سے ہندوستان وارد ہوئیں ان کا عقیدہ  
سید احمد جاجیری سے ہوا۔ بی بی رقیہ ملک بیا کی عزیز بھین اور سادات حسن سے تعلق رکھتی تھیں  
اس لیے ان کی اولاد نجیب الطرفین سادات ہیں۔ (تاریخ بارہ گیان - ۱۱)

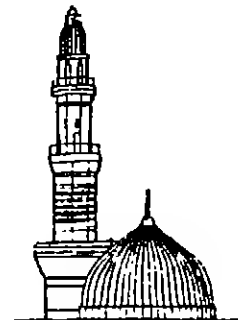
- ۲۰۔ وقت کی قدر و قیمت... روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۵۔ مارچ ۱۹۸۲ء  
۲۱۔ صفائی... روزنامہ جنگ کراچی، ۲۷ جنوری ۱۹۸۲ء وفاق ۶ جنوری ۱۹۸۲ء مشرق ۱۹ جنوری ۱۹۸۲ء  
۲۲۔ سید صباح الدین عبدالرحمن... مجلہ دینہ ایسوسی ایشن، کراچی، جولائی، ۱۹۸۸ء

## شعری مجموعوں پر تبصرے

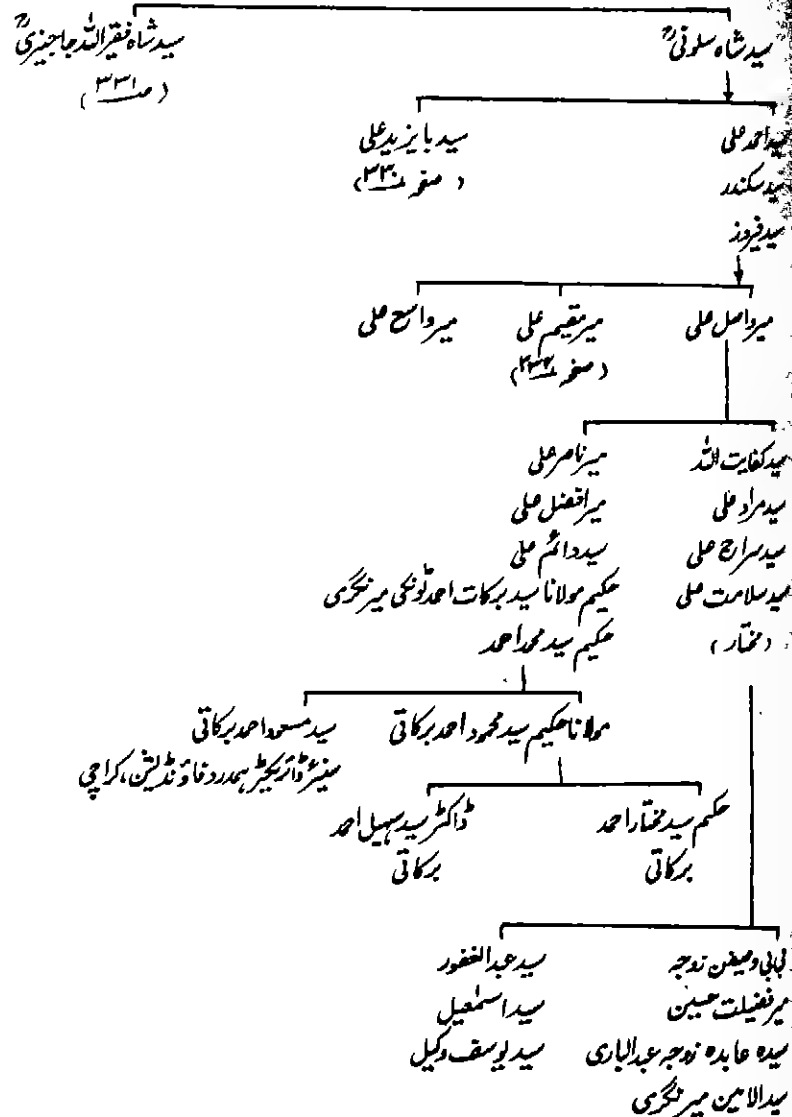
- (۱) "سپائیاں" از غلش کلکتوی مطبوعہ اسلام آباد تبصرہ مجلہ ۱۹۸۳ء (۲) خواب کی ریت از غفر  
نہدی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۲ء (۳) نعتوں کا مجموعہ عاز صابر کا سنگتوی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۲ء  
(۴) دل کی کتاب از جمیل عظیم آبادی کراچی ۱۹۸۵ء (۵) خبار ماہ از خسرو پوری، کراچی ۱۹۸۵ء  
(۶) نور چرا از نصیر آرزو مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء (۷) جمیل عظیم آبادی کی "دل کی کتاب" ماہنامہ سیارہ  
لاہور اشاعت خاص ۱۹۸۵ء۔

مندرجہ بالا کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور افسانے ہندوستان و پاکستان کے اخبارات  
اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں جن کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جاسکا۔ ماہنامہ شمع، دہلی۔ ماہنامہ  
آکر سورت، دہلی۔ ہفت روزہ خبردار، بمبئی۔ ماہنامہ ادیب، مالیکاوٹ۔ ماہنامہ نظام تعلیم  
سیالکوٹ۔ ماہنامہ نیرنگ خیال، راولپنڈی۔ ہفت روزہ مسلم، ڈھاکہ۔ اور ماہنامہ  
تعمیر انسانیت لاہور میں ان کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔

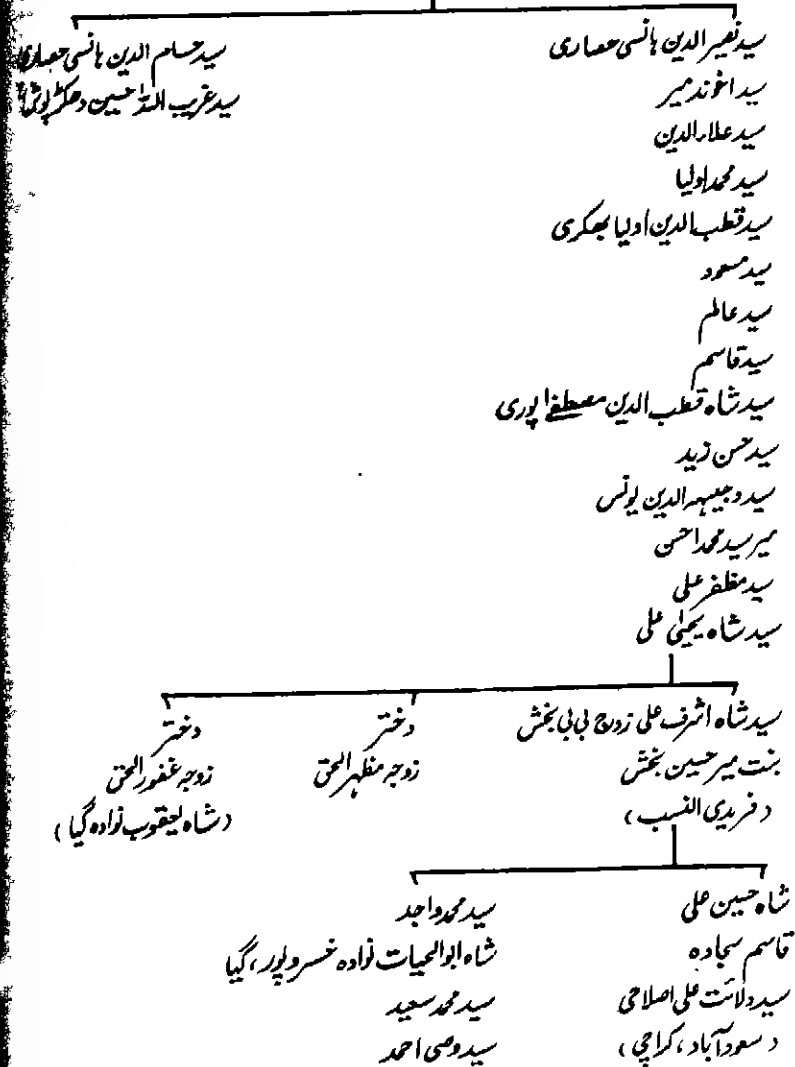
مزید برآں متعدد اردو اور انگریزی اخبارات میں خطوط بنام ایڈیٹر شائع ہوئے  
جن کی فہرست طویل ہے۔



(شماره ۲۲۷)

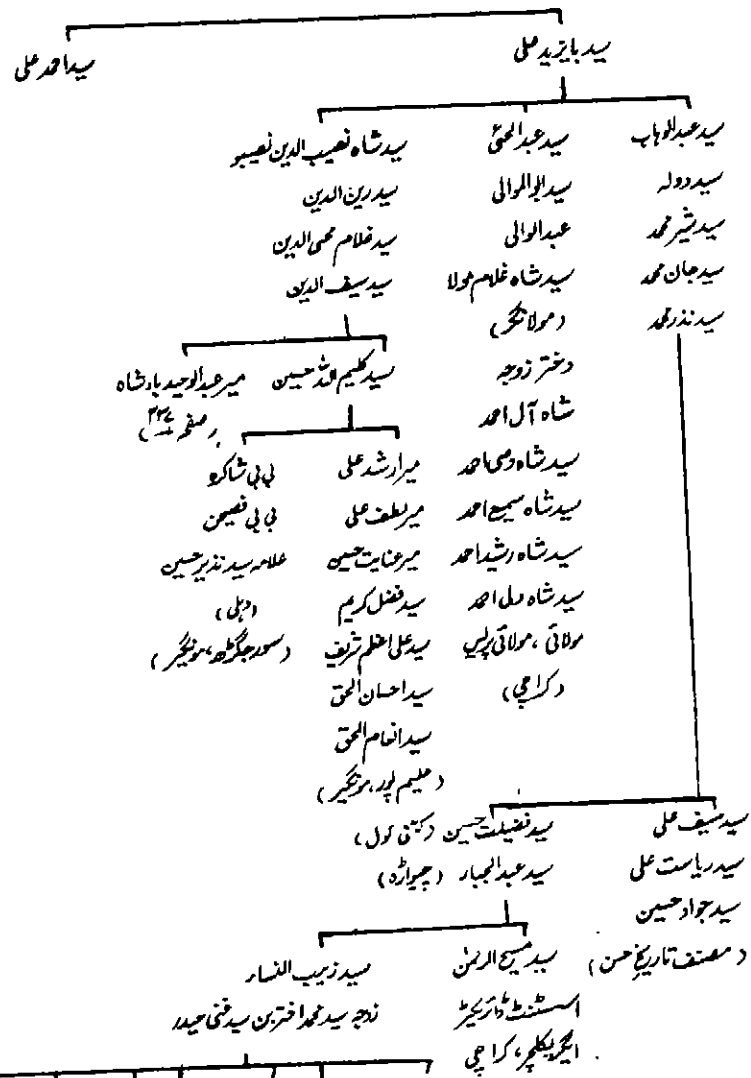


د شجره صفحہ ۳۲  
سید فیض اللہ



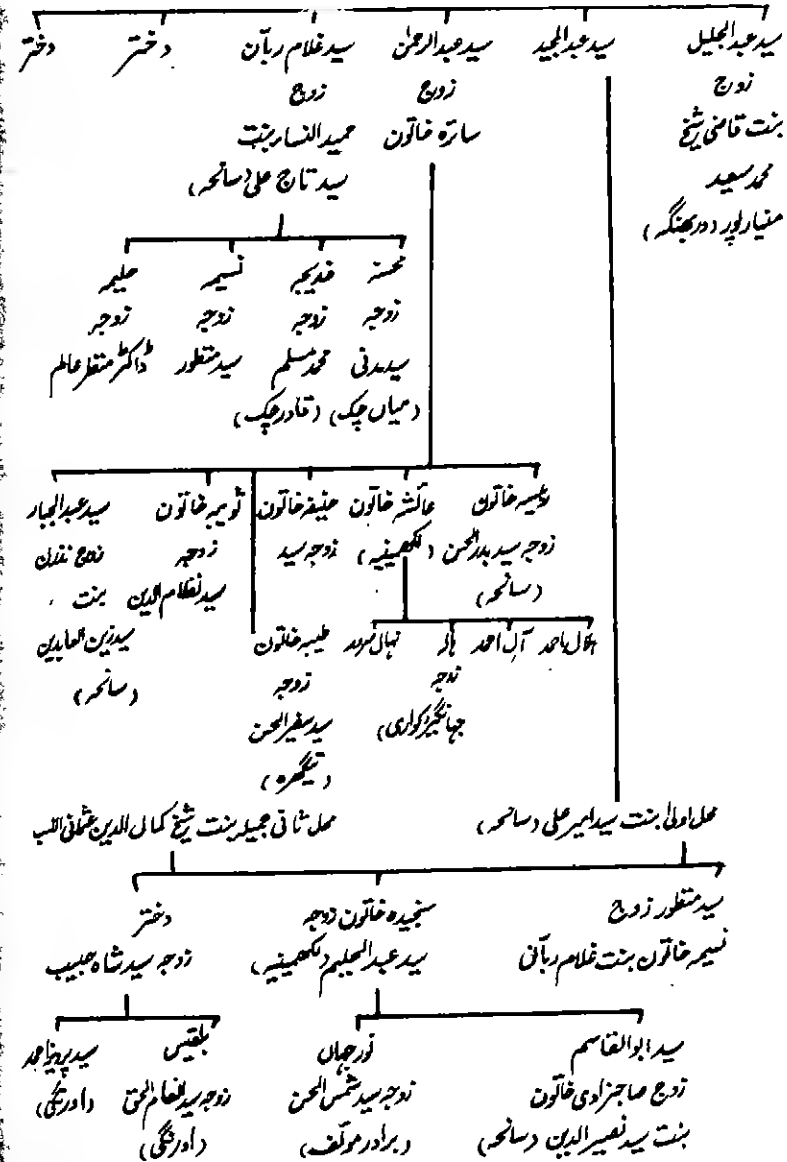
شجرہ اولاد سید شاہ فقیر اللہ حاجت رُو بن سید خان غازی

سید احمد علی

[illegible]

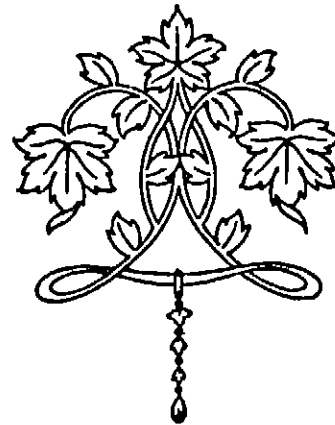
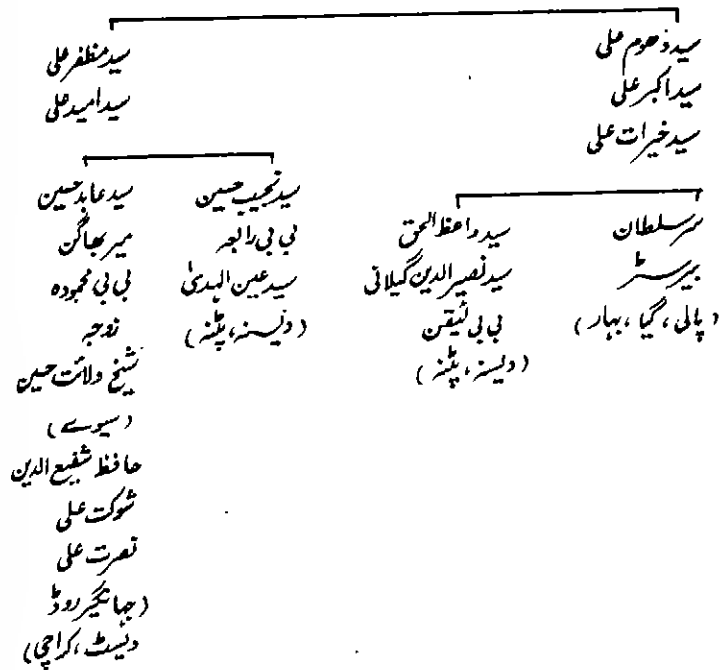
اولاد سید وزارت حسین مختار بیگم بن سید احمد حسین بن سید ارشد علی

(صفر ۲۳۲)



**نوٹ:** سید احمد حسین کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ (۱) سید وزارت حسین، (۲) سید وزارت حسین، (۳) سید غفران

شجرہ نسب اولاد میر مقیم گیلانی  
( صفحہ ۳۳۲ )



شجرۂ نسب اولاد سید نصیب الدین نصیبو

(موقوفہ ۲۲۰)

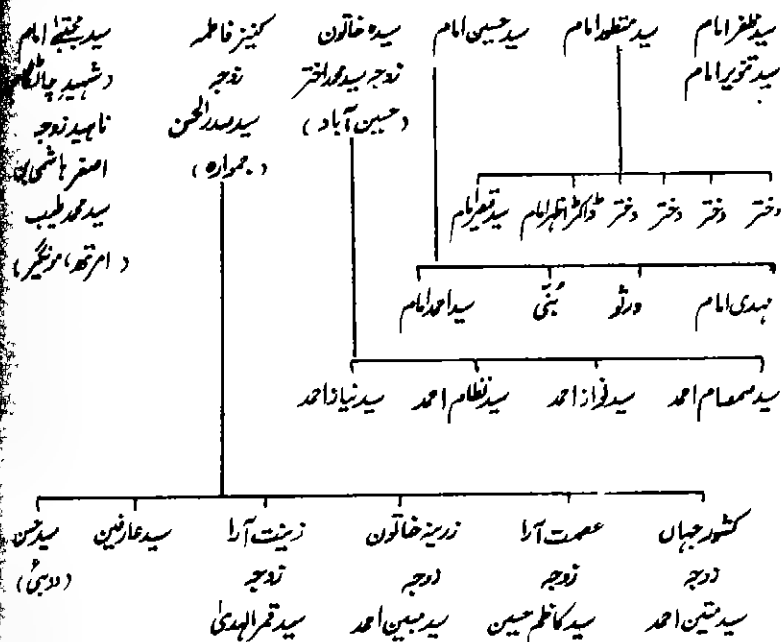
سید محمد رفیع مختار (چربیہاری)

سحر انشیں	غزالہ	سید فاضلہ حسین	سید انظر حسین	سید ظفر حسین	سید مظفر حسین
	فاطمہ تبسم				
	شکوفہ نازن				

۳۰۔ شاہ غلام مصطفیٰ ۳۰۔ شاہ فہم تختہ ۳۰۔ شاہ غلام حسن  
 ۳۱۔ شاہ احمد حسن ۳۱۔ سید فیض علی ۳۱۔ بی بی لطیف شادی (باڑھ) نوجو سید فرزند علی باڑھ  
 ۳۲۔ سید شاہ ہزار حسن ۳۲۔ سید شاہ تاج الہ ۳۲۔ مولی سید امام علی  
 ۳۳۔ سید دراشت حسین ۳۳۔ سید امیر حسن  
 ۳۴۔ سید شاہ لطیف احمد  
 ۳۵۔ سید شاہ وجاہت حسین بی بی حمید  
 ۳۶۔ محمد یحییٰ محمد ابوالبقا  
 شاہ آل احمد (۳۳) بی بی عابدین بی بی وحیدہ (۳۳) بی بی نعیم  
 حکیم عبداللطیف طاکر عبدالکیم  
 سید نسیم الحق بیرٹا سید انیس الحق مصنف دیرٹرا  
 سید نسیم الحق سید نسیم الحق سید نور الحق سید ظہور الحق  
 (باڑھ) (باڑھ) (باڑھ) (باڑھ)  
 سید عظیم الحق سید محبوب الحق بی بی سرور سید نواف الحق  
 (باڑھ) (باڑھ) (باڑھ) (باڑھ)

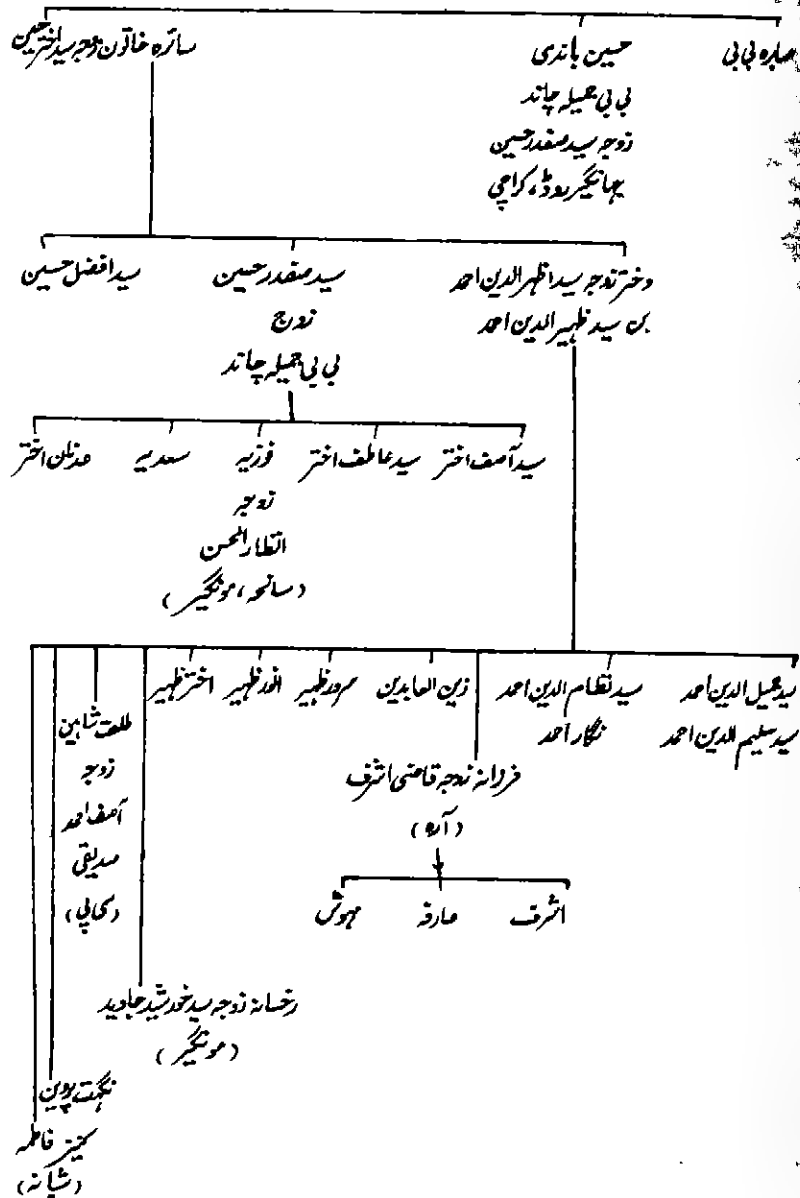
اولاد سید عیسیٰ مختار بن محمد صدیق

(منقول)



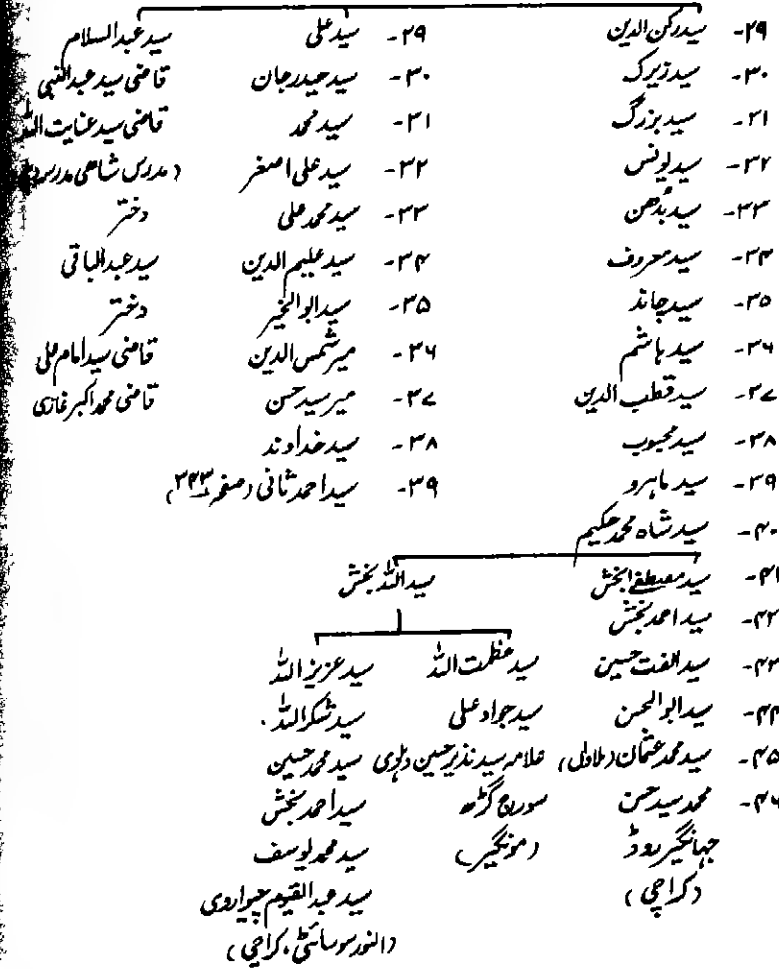


اولاد بی بی سلمی بنت شاہ قیام الدین پیر بنگھ گیا، بہار



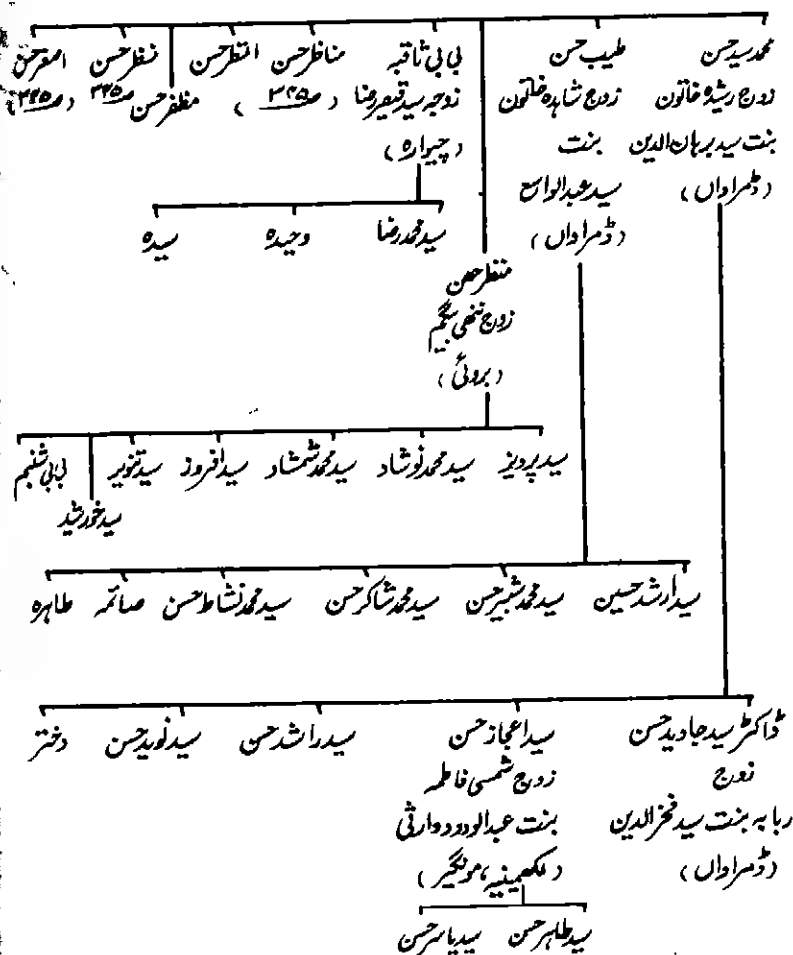
اولاد سید احمد ثانی بن سید خداوند

(شجرہ ۲۲۲)



اولاد سید محمد عثمان

(شجرہ مطہرہ ۲۴۲)

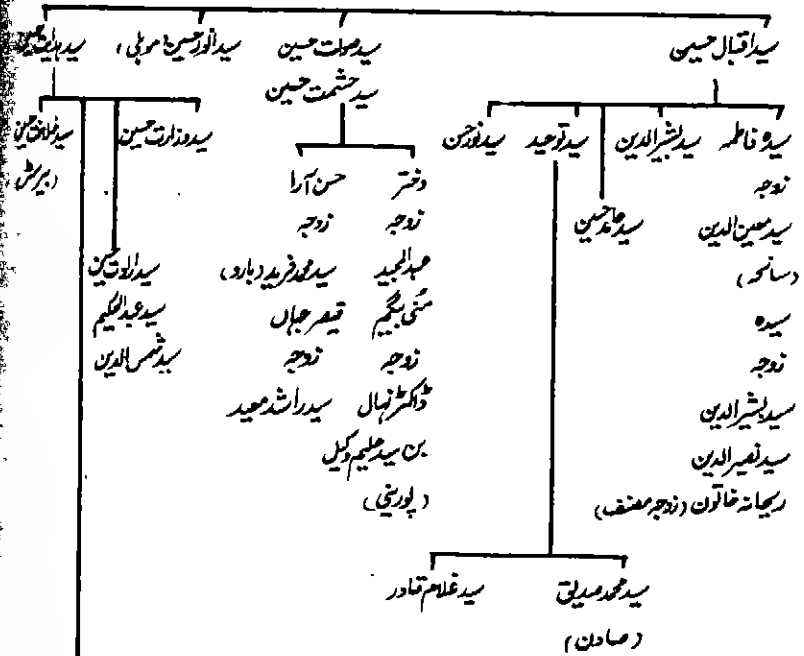




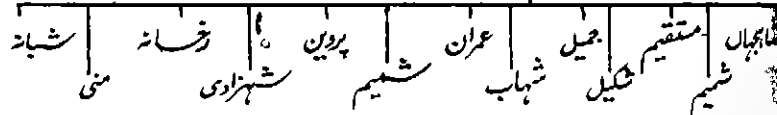
مولانا سید بشیر الدین بن سید اقبال حسین (اورین)  
(۳۴۸)

(۳۴۸)

عظیمی خاتون      ساجدہ خاتون      فاطمہ



سید امانت حسین  
سید عزیز حسین  
سید عظمت حسین  
دختر  
مکرمہ قاسمی سید عبدالرب



## شجرہ تذکرہ مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پوش و بی بی مہر

## بی بی معصومہ بنت مخدوم سید حسام الدین ہانسی جھاری

پشت نمبر اسمائے گرامی

۳۲	مخدوم سید غریب اللہ حسین
۳۱	مخدوم سید حسام الدین جعفری
۳۰	سید فیض اللہ
۲۹	سید معز الدین
۲۸	سید علی شیر جاجیزی
۲۷	سید احمد جاجیزی

مخدوم سید غریب اللہ حسین

مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوش مخدوم  
علاء الدین علاء الحق پنڈوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کا  
تعلیم و تربیت کے بعد سلاسل سہروردیہ میں خرقہ نظام  
حاصل کیا۔ مخدوم دھکڑ پوش منیر شریف سے پورنیا  
دیناج پور (بنگال) منتقل ہوئے۔ انہوں نے دھکڑ پوش  
کے لئے مہسی، دیناج پور بنگال، تاج پور پورنیا اور  
کو اپنا مستقر بنایا اور ترویج اسلام کی بہت سی فلاح  
تعمیر کروائیں۔ ان کی کادشوں سے بنگال میں اسلام پھیل  
ان کے عہد میں بنگال کا ہندو راجہ گنیش بڑا ظالم و جاہل  
اس نے مخدوم سید حسین دھکڑ پوش کے فرزند ارجمند  
حسین کو شہید کر دیا۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمانہ  
مخدوم دھکڑ پوش کو تعزیتی خط لکھ کر تعزیت کی اور گور  
رنج دالم کا اظہار کیا۔ آپ کا مزار تاج پور پورنیا بہار  
مرجع خلافت ہے۔ آپ سلاسل طریقت میں سلسلہ  
کے بانی تھے۔ منیر شریف کے فواج میں موضع دھکڑ پوش  
آج بھی موجود ہے۔ آپ کے فاطمی حسین سید ہونے کے  
سبب آپ کی قرابت داری مبارک کے تمام سادات اہل بیت  
سے عرصہ قدیم سے ہے۔

جب سید نقیب شاہ بادشاہ گور (بنگالہ) نے وفات پائی  
تو ان کی جگہ ان کا نواسہ سید حسین شاہ بن احمد شاہ ابدال تخت نشین  
ہوا۔ گردش زمانہ سے تخت و تاج چھوڑ کر تربت میں وارد ہوئے  
اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا  
تو تخت و تاج اپنے بیٹے سید علی ابدال کے حوالے کر دیا۔ سید علی  
ابدال بادشاہ گور (بنگالہ) کا عقد بی بی معصومہ سے ہوا جن کے بطن  
سے سید احمد شاہ ابدال تولد ہوئے۔ سید حسین شاہ بن سید احمد شاہ  
کا مزار رہوہ دنگا مظفر پور شہر میں مرجع خلافت ہے۔

سید احمد شاہ ابدال کا عقد بی بی مریم بنت مخدوم صفی سے ہوا جن سے سید قطب  
بنیکی اور سید محمد تولد ہوئے۔

## علامہ مناظر احسن گیلانیؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۲۲۷)

مولانا مناظر احسن گیلانی کے آباد اجداد موضع مانہ شیخپورہ ضلع مونگیر، صوبہ بہار کے رہنے والے تھے جو سادات زیدی الواسطی کی بارہ بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بارہ مواضعات بارہ گاناں کہلاتے ہیں جہاں سید احمد جاجیزی کی اولاد آباد ہیں۔ سید احمد جاجیزی کا مزار موضع ندیاواں میں واقع ہے جو کبھی سرلے ضلع مونگیر میں ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا آبائی پیشہ کاشت کاری اور زمینداری تھا۔ مولانا گیلانی کے چچا دادا میر شجاعت علی کی پہلی شادی موضع چوارہ نزد شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہوئی۔ دوسری شادی موضع گیلانی ضلع پٹنہ میں بی بی قبولن سے ہوئی۔ اس طرح میر شجاعت علی گیلانی کے باشندہ ہو گئے۔ صدیوں قبل موضع گیلانی بودھوں کا علاقہ تھا۔ اب تک وہاں ایک بڑا تالاب اور ایک بودھ مٹھ کی تاریخی عمارت بودھوں کی یاد دلاتی ہے۔ اس گاؤں کا قدیم نام گوند پور تھا۔ سید ندیم الدین جیلانی اپنے فرزند سید شہاب الدین اور پوتے سید منہاج الدین کے ہمراہ دہلی وارد ہوئے اور دہلی ہی میں مدفون ہوئے۔ سید شہاب الدین مخدوم شرف الدین یحییٰ عیسوی کے ہمراہ اپنے بیٹے سید منہاج الدین کے ساتھ بہار آئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہار شریف گیلانی سے ۱۲ میل پر ہے۔ والد کی رحلت کے بعد سید منہاج الدین کا دل اچاٹ ہوا اور وہ وہاں سے منتقل ہو کر گوند پور آئے جہاں انہیں بادشاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی چونکہ وہ گیلان (بغداد) سے آئے تھے اسی نسبت کی بنا پر اس کا نام گیلانی رکھا۔

لے مضامین مولانا گیلانی از مظہر گیلانی صفحہ ۱۲ تا ۵۱

## مولانا حکیم سید برکات احمد ٹوکی میرنگری

مولانا سید برکات احمد ٹوکی میرنگری کے والد ماجد کا اسم گرامی داکٹر علی تھا جو میرنگر دیہہ کے باشندہ تھے اور سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے تھے اور سید احمد جاجیزی کے بیٹے سید حمید باگہ کا داماد تھے۔ حکیم سید دائم علی نے علامہ مناظر احسن گیلانی کے داماد سید محمد احسن سے درس لیا تھا پھر تلاش معاش میں ریاست ٹنک تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے علم طب میں ایک مقام سید شامی طبیب بنے ان کے بعد ان کا مورخہ فرزند مولانا حکیم سید برکات احمد بھی ریاست ٹنک میں شامی طبیب مقرر ہوئے۔ مولانا حکیم برکات احمد اپنے نام کے آخر میں میرنگری بہاری ٹوکی لکھا کرتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں مولانا نے ٹنک میں مدرسہ خلیلیہ قائم کیا تھا جہاں وہ تدریس دیا کرتے تھے۔ وہ مدرسہ اس زمانہ کا مشہور محوف مدرسہ تھا۔

مولانا برکات احمد کے فرزند کا نام حکیم سید محمد احمد تھا جن کے دور میں فی الوقت کراچی میں میاں قائم ہیں :-

(۱) مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی، لیاقت آباد کراچی

(۲) سید محمد احمد برکاتی مجدد دواخانہ، کراچی سینٹر ڈائریکٹ ہیں

آپ بچوں کے معروف ادیب بھی ہیں۔

پشتہ نام	اساتے گرامی
۳۶	حکیم سید محمود احمد برکاتی
۳۵	حکیم سید محمد احمد برکاتی
۳۴	مولانا حکیم سید برکات احمد
۳۳	سید دائم علی
۳۲	میر افضل علی
۳۱	میر ناصر علی
۳۰	میر واصل علی
۲۹	سید فیروز
۲۸	سید سکند
۲۷	سید احمد علی
۲۶	سید سلونی
۲۵	سید خان غازی
۲۴	سید اللہ داد
۲۳	سید شاہ منجن
۲۲	سید خداوند
۲۱	سید محمد قلعہ دار حبیب
۲۰	سید شاہ محمود
۱۹	سید قائم بیہوئی
۱۸	سید شاہ خضر حیدر بیگ
۱۷	سید احمد جاجیزیؒ

۷۰ مسلم شریعت بہار ص ۱۲۶

سید منہاج الدین کا عقد ڈمراواں میں خواجہ اعلیٰ (برادر خود خواجہ لاہوری لاہور) کا فرمایا نیک اختر بی بی خدیجہ سے ہوا۔ اس طرح سید منہاج الدین کا تعلق موضع ڈمراواں سے براہ راست دو قوی خواجہ برادران کے مزارات موضع ڈمراواں کے قریب ہیں۔ دونوں بہت ہی مشہور بزرگ ہیں۔ اب بھی ان کے مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک شخص محمد بن سید صاحب بن سید کرم علی بن سید محب اللہ بن سید مقیم بن سید محمد شریف بن سید محمد شاہ بن سید بدیع الدین بن سید منہاج الدین پھر گیلانی لوٹ آئے۔ میر مقیم زیدی الواسطی موضع کساری کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۳ء میں میر مقیم گیلانی میں آباد ہو گئے اس طرح یہ بستی زیدی واسطی سادات کرام کا وطن بنی جن کی دوسری شاخ گیلانی میں آباد ہے۔ میر شفاعت علی تک یہ خاندان عالم میں رہا۔ میر شجاعت کے محل ثانی سے مولانا محمد احسن اور مولوی محمد حسن وکیل تولد ہوئے۔ مولانا محمد احسن کا عقد گیلانی میں بی بی آمنہ بنت امام بخش بن قیم اللہ بن میر مقیم سے ہوا جن سے مولانا احسن کے تین فرزند تولد ہوئے۔ سید ابوالنصر۔ سید ابوالخیر۔ سید ابوظفر لاولد فوت ہوئے۔ سید ابوالخیر حافظ، عالم اور حکیم تھے یہ بھی لاولد فوت ہوئے۔ حافظ ابوالخیر کے تین فرزند تولد ہوئے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ سید سکرام احسن اور سید مظہر احسن۔ ان کے علاوہ سید ابوالخیر کی تین دختر تھیں بی بی آمنہ لانی۔ صفیہ۔ باجرہ۔ آمنہ لانی کا عقد مظاہر حسین ساکن کٹنی کول سے ہوا۔ بی بی صفیہ کا عقد مولانا الطیف اللہ بن مولانا محمد علی مونگیری سے ہوا جو مولانا امت اللہ رحمانی کے بڑے بھائی تھے۔ بی بی باجرہ کا عقد گیلانی ہی میں مولانا عبدالعزیز سے ہوا جو اچھے شاعر اور قاری تھے۔ انہیں غلام بہادر کا خطاب ملا تھا اور وہ آمریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ گیلانی سے منتقل ہو کر صاحب گنج آباد آباد ہو گئے جہاں وہ ۴۰ سال تک مسجد میں عزت نشین رہ کر وفات پا گئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ۱۱۹۹ھ میں اپنی نانہال موضع استھانواں پٹنہ میں تولد ہوئے۔ مولانا کا تاریخی نام "ابوالظفر" رکھا گیا تھا جس سے سن ولادت ۱۲۱۵ھ بنتا ہے جبکہ تاریخی بارہوی کیوں میں ۱۲۱۵ھ لکھا گیا ہے۔ مولانا کی تاریخ وفات ۵۔ جون ۱۲۵۱ھ ہے۔ آپ کے چچا ابوالنصر نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود حکیم اور عالم تھے اور منطق و فلسفہ میں اپنے والد مولانا محمد احسن کے نقش قدم پر کامزن تھے۔ اس وقت مولانا محمد احسن کا مدرسہ پورے ہندوستان

میں مشہور تھا۔ اس مدرسہ میں بہار اور ہندوستان کے علاوہ سرحد اور کابل تک کے طلباء ایک ایک اچھی تعداد مولانا سے تلامذہ کے لئے آئی۔ ہزارہ کے مولانا عبداللہ نے تو گیلانی ہی میں وطن اختیار کیا اس طرح اس گاؤں میں رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تعلیم و تالیف نصف صدی تک غلغلہ رہا۔ مولوی ابوالنصر نے اسی ماحول میں مولانا گیلانی کو عربی فارسی منطق فقہ اور حدیث کی تعلیم دلوائی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن کے ایک شاگرد حکیم دائم علی ریاست تک میں سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا۔ ان کے فرزند حکیم برکات نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ اس وقت منطق اور فلسفہ تک پورے ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے بھتیجے کو مولانا برکات احمد کے پاس راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں بھیجا۔ اس وقت مولانا گیلانی کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ ۷ سال تک ٹونک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ علم حدیث تکمیل کے لئے مولانا عازم دیوبند ہوئے اور مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا محمود الحسن علیہ الرحمۃ کے تلامذہ میں رہے۔ شیخ الہند نے مولانا کو اپنا مرید کیا اور دو سالہ "القاسم" اور "الرشید" دیوبند کی ادارت ان کے سپرد کی اور مبلغ ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر دی ایک سال میں مولانا دونوں رسالوں کی ادارت سنبھالتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب "الودعقاری" لکھی جس کو دیکھ کر مولانا اشرف علی تھانوی نے پیشین گوئی کی کہ یہ مصنف حقیق ہوگا۔ پھر دوسری کتاب کائنات روحانی لکھی۔ ایک سال کے بعد مولانا دیوبند سے وطن واپس آئے اور مونگیری میں مولانا محمد علی مونگیری کے زیر سایہ ایک رسالہ جاری کرنے کی تگ و دو میں لگے رہے لیکن سرمایہ فراہم نہ ہو سکا۔ اسی دوران بھاکپور اور درہنہ میں دعوۃ تبلیغ میں مصروف رہے۔ ایک دن ایک مجمع میں ایک ہندو مولانا کی تقریر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ آخر کار دوبارہ دیوبند جا کر "القاسم" اور "الرشید" کی ادارت سنبھالی جس کے عوض ۵۰ روپے تنخواہ ملتی۔ حیدرآباد میں استھانواں کے سید محمد الدین بیرسٹر مولانا کے عزیز تھے۔ وہاں قیام کے دوران ان کی ملاقات "فسر قرآن" مولانا حمید الدین فراہی پرنسپل مدرسہ نظامیہ سے ہوئی جن کی وساطت سے



## مونگیر

مونگیر بھوپور، مگھڑ اور متھلا میں واقع ہے۔ نسلی اور لسانی اعتبار سے یہ وسیع و عریض خطہ بہت سے لوگوں کے انتہائی حسین و جمیل، زرخیز اور مردم خیز علاقے ہیں۔ بھوپور کا علاقہ آره، چھپرہ، غازی پور، پٹنہ، پٹنہ سے جو پور تک پھیلا ہوا ہے۔ برصغیر میں کبیر داس بھوپوری زبان کا ایک عظیم شاعر گزرا ہے جسے ہندی زبان کا بابا آدم کہتے ہیں اور ماہرین لسانیات بھوپوری زبان کو ہندی زبان کی ایک شاخ کہتے ہیں۔ مگھڑ کا علاقہ دنیا کی تاریخ میں عظیم الشان ہے اسی علاقہ میں پالمی پینر (پٹنہ) واقع ہے جو صدیوں تک برصغیر پاک و ہند کا دار الحکومت رہا۔ یہ ہمیشہ علم و عرفان کا سرچشمہ اور گہوارہ بھی رہا ہے۔

متھلا کا علاقہ رامائن کی ہیروئن سیتا کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ والیکئی نے یہیں بیٹھ کر اپنی تالیف کی تھی۔ یہ دیار حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے۔ یہاں کے برہمن زادوں اور برہمنوں کے حسن کو طلائی حسن کا نام دیا جاتا ہے۔ چھٹی رنگ کی طرح ان کا حسن دمکتا ہے اسی لیے حضرت امیر خسرو بھی یہاں کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ دیم کہ زن تربت را جب حسن رکھئے چھٹے، گفتہ کہ دہن از با بھنی او لعل جھڑے چھٹے اسی دیار میں متھلی زبان کا ایک عظیم شاعر و دیا پتی بھی گزرا ہے جس کی رومانی شاعری یہیں ان کے شاعر ہونے کی یاد دلاتی ہے اور جو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

مونگیر کا خطہ اپنے متصل علاقوں سے متاثر ہے اور مختلف تہذیبوں کے سرچشموں سے سیر لب و آرا ہے اور برابر اپنی زرخیزی اور مردم خیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ نواب میر قاسم نے جب انگریزوں کے جنگ کی ٹھانی تو اس نے نظامت بنگالہ کا دار الخلافہ مرشد آباد سے مونگیر منتقل کر دیا اور مونگیر کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ چنانچہ مونگیر کے قلعہ سے اس نے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کر دی جس کے نتیجے میں دو جنگیں لڑی گئیں آخر کار بکسر کی جنگ میں ۱۸۵۷ء میں نواب

ہرنیموڈ کراچی اختر اور نیوی نمبر ۱۳۹۱ تا ۱۴۰۱ء، ثغر سادات بہتور از مولانا عبدالرشید ندوی

۱۹۲۰ء میں مولانا گیلانی عثمانیہ یونیورسٹی میں دینیات کے لکچرر مقرر ہو گئے۔ ۲۸ سال کے بعد صدر لقی صاحب کی سبکدوشی پر مولانا صدر شعبہ دینیات مقرر ہوئے اور آخر کار ۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء کو سبکدوش ہوئے۔ مولانا کی وفات پر مولانا فیض نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا کا عقد بی بی آمنہ بنت سید محمد نذیر داروغہ سے ۱۹۱۲ء میں ہوا جن سے ایک فرزند سید محمد الدین اور ایک دختر تولد ہوئی۔ سید محمد الدین حکومت پاکستان میں پی ایس اے ایس کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔ دختر کا عقد صلاح الدین بن مکارم احسن سے ہوا۔ مولانا ایک جامع شخصیت تھے وہ مدیر اور پروفیسر رہے اور ۲۵ سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ آخری دنوں میں تصوف سے لگاؤ ہو گیا تھا۔ مولانا کی زندگی ہمیشہ فقیرانہ رہی۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مظہر احسن باہو عثمانیہ میں ریڈر تھے۔ مولانا ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف - تدوین قرآن، تدوین حدیث، مقالات احسان، اسلامی معاشیات، نظام تعلیم و تربیت، سوانح قاسمی، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی، ظہور نور وغیرہ۔



میر تقاسم انگریزوں سے برسرِ پیکار رہتے ہوئے مارا گیا۔ سید قمر علی میر تقاسم کی فرج میں ہفت ہزار کا منصب پر فائز تھے وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ میر قمر علی سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے تھے۔ سید شاہ برہان الدین بن سید احمد جاجیزی (مدفون سانحہ مونگیر) کی گیارہویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ نواب میر تقاسم ماری شجرہ کی رو سے زیدی النسب تھے۔

سادات منتقل سفر میں رہے ہیں۔ بغداد، بنارہ، مصر، مراکش، بہار، کھنور، دہلی، لاہور، موشی پشاور، کشمیر، چکھر، سکھر، ٹھٹھہ اور ملتان وہ کہاں نہیں گئے اُد کہاں نہیں پہنچے سارا کھانڈ ان کا ہے۔ ان کا اپنا ملک اور ان کا اپنا گھر۔



## شمس العلماء علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی مولانا گرامی

( شجرہ نسب صفحہ ۳۲۷ )

علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی دہلی میں مولانا شاہ محمد اسلمی کے مسند نشین ہوئے مولانا

محمد اسلمی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسہ تھے اسی لئے آپ کو بھی میاں صاحب کہا جاتا ہے۔ جس کو سید نذیر حسین نے پسند فرمایا۔ مسئلہ میں میاں صاحب حج کو تشریف لے گئے۔ ان کے دوران دوسرے ممالک کے علماء نے آپ سے حدیث کی سند لی اسی موقع پر آپ کو شیخ المصطفیٰ خطاب ملا۔ بعد ازاں حکومت انگلشیہ نے بھی آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

**دکن** صوبہ بہار کا مشہور سرسبز و شاداب اور مردم خیز ضلع مونگیر آپ کا وطن ہے جو پٹنہ سے ایک ہفت گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ دکن اور راجپوت سے اتر گنگا کے جنوب و شمال واقع ہے۔ یہ علاقہ مانس کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔ مونگیر نے آبنوسی اشیاء کی صنعت اور بندوبست ماری کی بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مونگیر شہر ب دریا نے گنگا پٹنہ سے سوئیل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی ضلع ایک قصبہ سورج گڑھ دریا نے گنگا کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قصبہ مونگیر شہر سے ۲۰ میل اتر اور پٹنہ سے ۸۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ سادات بنی فاطمہ کی سکونت مدت مدید سے یہاں چلی آتی ہے یہی میاں صاحب کا وطن ہے۔

سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں اورین کے ہندو راجہ نے گاؤ کشی کے جرم میں چند مسلمانوں کو شہید کر دیا جب یہ خبر سلطان تک پہنچی تو مولانا نور برادر حضرت بختیار کاکی کی سرکردگی میں ساٹھ ہزار کاشکار اورین کی جانب روانہ ہوا۔ ساٹھ سادات عظام کو ایک ایک ہزار فرج پر مشرف کر دیا گیا۔ انہیں رسالہ داروں میں میاں صاحب کے جدِ اعلیٰ سید شاہ احمد جاجیزی اور

ان کے برادر بزرگ سید شاہ محمود جاجیزی بھی تھے۔ راجہ اندر دول شکست کھا کر فرار ہو کر  
 فتحپالی کے بعد دونوں سادات ہزارے اسی علاقہ کو سکونت کے لئے پسند فرمایا لہذا موضع  
 اور رہوی کو مرکز بنایا۔ سید احمد جاجیزی (مدفون ندیاواں نزد مکھی سرسے مونگیر کے  
 فرزند تھے (۱) سید شاہ علی شیر جاجیزی (۲) سید شاہ خضر حیدر باگھ (مدفون بجنہ) (۳) سید  
 جمال الدین (مدفون جوارہ) (۴) سید شاہ برہان الدین (مدفون سانچہ پر گنہ بلیا، بکھرہ  
 مونگیر) (۵) سید شاہ محمد یوسف دولہ (مدفون موضع چنٹر ساسے ضلع گیا)۔ ایک فرزند  
 ایکساری میں رہے۔ ایک دہلی چلے گئے۔ دوسرے بارہ گیاں میں اقامت اختیار کی اور ایک در  
 گنگا کے پار شمال میں موضع سانچہ میں آباد ہو گئے۔ سید احمد جاجیزی کی اولاد میں سے کچھ  
 بلیتھوا چلے گئے۔ کوئی اہرہ جابساہ کوئی علی نگر میں متکون ہوا اور کوئی مولانگر و سورج گڑھ کو  
 مسکن بنایا۔ میاں صاحب کے والد سید جواد علی کئی پشتوں سے موضع بلیتھوا میں رہتے تھے  
 کے تین حقیقی بھائی (۱) سید چند (۲) سید عید و (۳) سید کلب علی تھے لیکن کھٹے پٹھن میں  
 جواد علی ہی قابل تھے اور فارسی دانی میں ممتاز تھے۔

**ولادت** | میاں صاحب کی ولادت ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ مولوی سید سجاد حسین اور مولوی  
 حسین علامہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میاں صاحب کی بڑی ہمشیرہ کی شادی بلیتھوا میں ہوئی  
 تھی۔ علامہ سید نذیر حسین دہلوی دادیہال اور نانہال دونوں طرف سے حسینی زیدی الاسطی  
 اور نجیب السطرفین سید تھے۔ میاں صاحب کا خاندان علم و فضل، دولت و جہالت میں  
 رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عہد عالمگیری میں منصب قضا پر مامور رہے ہیں۔ سادات  
 جاجیزی نہایت معزز، متمشم اور محترم رہے ہیں۔ سید بایزید سے عہد قضا کا سلسلہ شروع  
 ہوتا ہے جن میں قاضی سید وجہ الدین، قاضی سید جمال، قاضی سید عبدالنبی اور قاضی سید غلام  
 مدرس مدرس شاہی دہلی، محمد اعظم، قاضی سالم، قاضی سید امام علی، قاضی سید محمد اکبر غازی  
 ہیں۔ اکبر غازی کے نواسہ سید حفیظ الرحیم آج کل اسی عہد پر سب رجسٹرار ہیں۔

جب میاں صاحب سترہ سال کے ہوئے تو تعلیم کی تکمیل کے لئے امداد علی کو ساتھ  
 لے کر ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں بلیتھوا سے عظیم آباد چلے آئے جو اس زمانہ میں بہادر کا  
 تھا۔ ان کے والد سید جواد علی کوئی نہایت شاعر و شاعرانہ ذہن کا مالک تھے۔ ان ہزاروں شاعر  
 و شاعرانہ ذہنوں میں سے ایک تھے۔ ان کے والد سید جواد علی کوئی نہایت شاعر و شاعرانہ  
 ذہن کا مالک تھے۔ ان کے والد سید جواد علی کوئی نہایت شاعر و شاعرانہ ذہن کا مالک تھے۔

**تصنیفات** | میاں صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ وفات سے  
 ۳۴ سال قبل فرمایا تھا کہ اگر میرے کل فتوے کی نقیص رکھی جائیں تو چار نصابی عالمگیری کے برابر  
 ہوں۔ میاں صاحب کی تصنیفات میں ۵۷ کتابیں مشہور ہیں۔  
**شاگردان** | دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں آپ کے شاگرد موجود تھے۔ ان ہزاروں شاگردوں میں چند  
 شاگردان بر شیعہ یہ ہیں۔ (۱) مولوی عبدالمعین شرر (۲) عبد اللہ غازی بن ولایت علی عادی پوری سالار نواح  
 (۳) ابیلا (سوات) جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے پھانسی دی۔

## سر سید علی امام بیرسٹر، بہار

(شجرہ نسب صفحہ ۱۹۳)

پشت نمبر	اسماء
۳۵	سر سید علی امام لا
۳۴	سید امداد امام اثر
۳۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۳۲	دلوان شاہ پیر محمد امداد علی
۳۱	سید سعید الدین
۳۰	ملا سید سعید
۲۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید عظیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جان
۲۹	سید علی بن جمال بن سید احمد
۲۸	سید جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجیزی
	شجرہ صفحہ ۱۹۳

سر سید علی امام بہار کے مشہور سادات زیدی واسطی جاجیزی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری پاس کیا۔ ۱۹۱۱ء میں واسٹرائٹ ہندوستان کا انتخاب ممبر قانون کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں ہندوستانی کورٹ میں جج ہوئے۔ جون ۱۹۱۹ء میں مملکت آصفیہ دکن کے صدر اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں لیگ آف نیشنل کے پہلے اجلاس میں ہندو کی نمائندگی کی۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں مسلمانان ہند کے نمائندہ وفد میں سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کی قیادت میں واسٹرائٹ سے ملے جس میں سر سید علی امام بھی رکن تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء میں نواب سلیم اللہ خاں کی قیام گاہ دھاکہ شاہ باغ کے اجلاس میں سر علی امام شریک معاون تھے۔ ان کا شمار آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ ۱۹۲۱ء اجلاس ۱۹۲۱ء میں امرتسر میں منعقد ہوا جس کی صدارت سر علی امام نے کی۔ ان کا وہ خطبہ صدارت بہت ہی اہم ہے۔ ۱۹۲۴ء میں کانپور کی مسجد کا قضاہ انجی محنت مشاق سے مل گیا۔ علامہ اقبال ان سے بہت متاثر تھے۔ دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر علامہ اقبال اور سر علی امام ایک ہی جہاز پر ہم سفر تھے۔ ان کو بے شمار اشد یاد تھے۔ ان کے والد سید امداد امام اثر بھی مایہ ناز لایہ شاعر تھے۔ ایک بار سر علی امام لاہور تشریف لائے تو علامہ نے یہ شعر کہہ دیا: "نیکو حق امت خیر البشر آیا" مسلمانو! مبارک ہو! امام منظور آیا علامہ اقبال نے سر علی امام کی عقیدت میں ایک مثنوی لکھی اور اسرار خودی کا اقتساب ان کے نام کیا۔

## (پیش کش: محضو سر سید علی امام از علامہ اقبال)

عشق سولہاں زد مرا آدم شدم	ازہ کشت و آفتاب انبار کرد
عالم کیف و کم عالم شدم	خرمین از صدر رمی و عطار کرد
حرکت اعصاب گردوں دیدہ ام	خام ام از ہمت فکر بلند
در رنگ بد دورہ خوں دیدہ ام	ماذا ای نہ پر دہ در صحرانگند
بہر انسان چشم من شبہا گر نیست	قطرہ تا ہم پایہ دریا شود
تا دریدم پردہ اسرار زلیست	ندہ از بالیدگی صحران شود
از دون کار گاہ مکنات	نذر اشک بقرار از من پذیر
بر کشیدم ستر تقویم حیات	گر بیٹے اختیار از من پذیر
مٹے در باغ با آغ آوازہ اش	
آتش دلہا سرود سادہ اش	
امام سید والانسب	
مخدومانت فخر اشراف عرب	
سلطنت را دیدہ افروز آمدی	
مخل کل را حکمت آموز آمدی	
آشنائی معنی بیگانہ	
جگہ شمع مرا پروانہ	
مرف فکر مملکتان بادیدہ است	
از دیار من زندگی گل چیدہ است	
پد نقش بستیم انگارہ	
ناقبولے ناکے ناکارہ	

لے مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ - تاریخ حسن صفحہ ۱۲۴

کوٹ (۱) آثار کا کوئین سید امداد امام اثر کے پردادا کو میرا علی درج ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۲۴ آثار کا کو (۲) علامہ اقبال (۳) سر سید علی امام ہندوستان کے قاتل و آخری مسلمان قائم مقام واسٹرائٹ ہوئے یہ اعزاز کسی دیگر ہندوستانی کو حاصل نہ ہوا (۴) جارج پنجم یا ششم شاہ برطانیہ جب عازم ہند ہوا تو نیورہ میں سر علی امام کا مہمان ہوا یہ اعزاز بھی کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہ ہوا آج بھی نیورہ (پٹنہ) بہار میں دیوے ایشیئن پریاڈ کا عجیبی مٹی ہوئی ہے۔

## سر سید علی امام بیرسٹر کے نسب نامہ پر تبصرہ

- (۱) سر علی امام کو مولف مخزن الانساب نے صفحہ ۱۰۰ پر اولاد سید جمال الدین بن سید ابوالفتح بن ابوالفرح واسطی درج کیا ہے جبکہ سید ابوالفتح نائل کے سید جمال الدین نامی کسی فرزند کا نام کسی بھی انساب کی کتاب میں درج نہیں ہے۔
- (۲) مولف مخزن الانساب نے سر علی امام کو حضرت علی کی مینیسوی پشت میں درج کیا ہے ان کا پشت ۴۵ ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

سر علی امام کا انتقال بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔ (یعنی ۱۳۵۰ھ تا ۱۳۵۰ھ) اس وقت سن ہجری (۵۷۰-۱۹۲۰) ۱۳۵۰ھ تھا۔ ۱۳۵۰ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیجئے (اولاد عمر ۳۰ ÷ ۱۳۵۰ سن وفات) = ۴۵۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سر علی امام کا پشت ۴۵ ہے۔ ان کے معاصر شاہیر زیدی میں علامہ مناظر احسن ٹیکلانی کا پشت بھی ۴۵ ہے (ملاحظہ ہو تجرید صفحہ ۲۲۸)۔

(۳) سید ابوالفتح نائل بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد بہار میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ بہار میں فی النسب جاجیزی سادات و دھصول میں منقسم ہیں۔ ایک سلسلہ بگلامی ہے جو زیادہ تر آردہ، کواٹھ، شاہ آباد میں آباد ہیں جو سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں جبکہ سادات جاجیزی سید مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں میں مسک کا بھی فرق ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ سید محمود جاجیزی اور سید احمد جاجیزی ہیں۔ سید محمود جاجیزی کی اولاد زیادہ تر راجگیر اور سیال میں ہے جبکہ چھوٹے بھائی سید احمد جاجیزی کی اولاد زیادہ تر مواضعات بارہ کائواں میں دریائے گنگا کے دونوں جانب مونگیر میں آباد ہیں۔ انساب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد جاجیزی کے پانچ فرزندوں

میں سید علی فرزند سید شاہ جمال الدین ہیں جن کا مزار کوہ جوارہ پر مرجع خلافت ہے۔ انہیں کا اولاد نظرات و انساب میں آباد ہیں۔ یہی سید جمال الدین سر علی امام کے مورث اعلیٰ ہیں جن کا ذکر مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ پر ہے۔

(۴) صاحب مخزن نے سید جمال الدین کو پشت ۲ پر درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۲۸ ہے ملاحظہ ہو شجرہ سر سید علی امام صفحہ ۲۳۶۔



انفروا خفافا وثقالا  
وجہدوا بامولکم  
وانفسکم فی سبیل  
اللہ ذلکم فیراکم  
ان کانتہ تعلمون

سورۃ التہٰۃ



## سر سید سلطان احمد میر سطر، بہار

۴۴	سر سید سلطان احمد	۴۴	سید خیرات علی
۴۳	سید اکبر علی	۴۲	سید دھوم
۴۱	میر مقیم	۴۰	سید فیروز
۳۹	سید سکندر	۳۸	سید احمد علی
۳۶	سید سلونی	۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید شاہ داد	۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند	۳۱	سید شاہ محمد
۳۰	سید شاہ محمود	۲۹	سید حاتم دہوی
۲۸	سید خضر حیدر باگھ	۲۷	سید احمد جاجیزی
۲۶	سید سلطان احمد میر سطر بہار کے سادات زیدی		
	الواسطی جاجیزی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشاہیر بہار میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ اسی		
	خاندان کے سر علی امام اور سر حسن امام۔ ان کے ہم عصر ہیں بلکہ ہم جہ ہیں۔ سر علی امام سید احمد		
	جاجیزی کے سنبھلے فرزند سید شاہ جمال الدین کی اولاد میں جب کہ سر سید سلطان احمد سید احمد		
	جاجیزی کے سنبھلے بیٹے سید خضر عرف حیدر باگھ کی اولاد ہیں۔		

لے ماہنامہ ندیم سبھی ۱۹۳۷ء صفحہ ۴

## سید شہاب الدین رحمت اللہ باریٹ لا

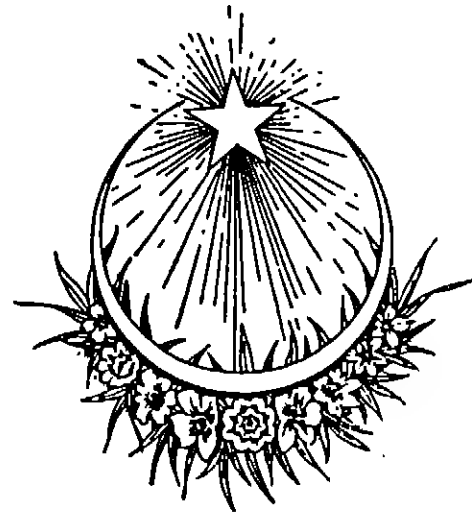
۴۴	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۴۳	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴۲	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۴۱	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴۰	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳۹	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۳۸	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۳۶	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳۵	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۳۴	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳۳	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۳۲	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳۱	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۳۰	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۲۹	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲۸	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۲۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲۶	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۲۵	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲۴	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۲۳	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲۲	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۲۱	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲۰	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱۹	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۱۸	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۱۶	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱۵	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۱۴	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱۳	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۱۲	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱۱	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۱۰	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۹	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۸	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۶	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۵	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۳	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۲	سید شہاب الدین رحمت اللہ	۱	سید شہاب الدین رحمت اللہ

(شہاب رحمت اللہ ازاد کٹر فاراشدی جنگ جمعہ ایڈیشن ص ۸)

(۱) مین جیس فرام غالب (۲) آرٹ این اردو پورٹریٹ ۱۹۵۵ء میں ڈھاکہ سے شائع ہوئی جس کا پیش لفظ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے لکھا۔

(۳) ہنڈریڈ جیس فرام غالب۔

(۴) دی کال آف دی بل (بانگ درا) انگریزی میں منظوم ترجمہ، جس کا پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر این میری شیل نے لکھا ہے۔ کاشف الحقائق کے مصنف ذاب سید امام اثر شہاب کے پرانا نام تھا۔ ذاب نمیر الدین حسین ان کے خالوتھے۔



## پروفیسر شمس الضحیٰ، جامعہ کراچی

اسلمائے گرامی  
شمس الضحیٰ

ہشت نبر

والد کا نام سید محمد مجتبیٰ جو مظفر پور میں دیکن تھے شمس الضحیٰ کے  
نانا کا نام نواب سید یوسف امام تھا جو سید احمد امام آفر کے  
چھوٹے بھائی تھے۔ کرائے پر سرائے کے باشندہ تھے۔  
شمس الضحیٰ ۱۹۲۳ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۳ء سے  
کراچی میں سکونت پذیر رہے۔ سید محمد مجتبیٰ کا راست جدی تعلق  
مخدوم شاہ شعیب شیخپوری سے ہے۔ سید مجتبیٰ کے والد ڈاکٹر  
ناظر حسین موضع پٹھانہ نزد اسلام پور پٹینہ میں آجے پروفیسر  
شمس الضحیٰ کی والدہ سیدہ آل زہرہ نواب سید یوسف امام  
کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پروفیسر صاحب کی ابتدائی تعلیم  
مظفر پور میں ہوئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا اور  
۱۹۴۶ء میں جغرافیہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۴۶ء میں پاکستان آئے  
اور ۱۹۵۲ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ پھر  
اردو کالج کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۶ء میں جامعہ کراچی  
میں جغرافیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے جامعہ کراچی  
کے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے  
عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے انگریزی ادب میں آنرز کیا ہے  
عربی کے گریجویٹ میں فارسی زبان سے بھی شغف رکھتے  
ہیں۔ ترکی زبان سے بھی واقف ہیں۔ ان کے اساتذہ کرام  
میں سید خورشید حسن، پروفیسر کلیم الرحمن اور پروفیسر اختر اور

آل زہرہ زوجہ سید محمد مجتبیٰ  
سید یوسف امام  
سید وجید الدین  
سید اسد احمد علی  
سید سعید الدین  
ملا سید سعید  
سید احمد  
سید خداوند  
سید حسن  
سید شمس الدین  
سید ابوالخیر  
سید علیم الدین  
سید محمد علی  
سید علی اصغر  
سید محمد  
سید حیدر جان  
سید علی  
سید شاہ جمال الدین  
سید احمد جاجیزی

بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے مشہور معروف شعرائے کرام میں شمار ہوتا ہے انہوں نے انگریزی میں بھی شاعری کی ہے اور سونیٹ لکھا ہے۔ آپ کے دو چھپے ہوئے بھائی ہیں۔ سید عسکری امام پاکستان اٹاک انرجی کمیشن میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور سید نجم الہدیٰ بی ایس سی علیگ گڑھ اسکول کراچی میں ٹیچر ہیں اور اچھے غزل گو شاعر ہیں۔

## علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی

شجرہ نسب پدری

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے قائم کردہ دارالعلوم خلیفہ ٹونک میں حاصل کی۔ اس کے بعد امیر شریف میں دارالعلوم معینہ عثمانیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پڑھا۔ طبیہ کالج، دہلی میں عربی زبان میں طب پڑھی اور فاضل الطب و الجراحہ کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء سے حکیم صاحب کا مطلب مزاج خلافت ہے۔ آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں جن میں ”شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان“، فضل حق خیر آبادی اور سن ستاون“، سیرت فریدیہ، الروض الجمود، معنی النطق اور ”نشان راہ“، قابل ذکر ہیں۔ اتفاقاً العرفان فی بابہ لکھا۔ مسکن زمان پر حکیم سید برکات احمد کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ میں اسے سبقاً سبقاً پڑھ رہا ہوں۔ ٹاکٹر ممتاز حسن کی فرمائش پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے وڈیویشن اقبال اکیڈمی شائع کر چکی ہے۔ ”حیات برکات احمد“ ”حیات شاہ محمد اسلمی دہلوی“ اور ”مشاہدات فرنگ“ زیر تصنیف ہیں۔

- ۴۱- حکیم سید محمود احمد برکاتی
- ۴۲- حکیم سید محمد احمد
- ۴۳- حکیم سید برکات احمد ٹونکی
- ۴۴- سید داتم علی
- ۴۵- میر افضل علی
- ۴۶- میر ناصر علی
- ۴۷- میر داتم علی
- ۴۸- سید فیروز
- ۴۹- سید سکندر
- ۵۰- سید احمد علی
- ۵۱- سید شاہ سلونی
- ۵۲- سید خان غازی
- ۵۳- سید الداد
- ۵۴- سید شاہ منجم
- ۵۵- سید شاہ خداوند
- ۵۶- سید شاہ محمد قلعہ دار بھکر
- ۵۷- سید شاہ محمود خلیفہ جہانیاں جہل
- ۵۸- سید عاتق رہبری
- ۵۹- سید شاہ حضرت حیدر باگ
- ۶۰- سید احمد جامینیری

نوٹ سید یوسف امام کے ۵ فرزند اور ۷ دختر تھیں۔ ان کے ایک داماد سید انیس الحسنین رئیس نگر نوشہ تھے جن کے چھوٹے برادر میر سید محمد حسن تھے جن کی نواسی کے بیٹے شیخ واصف علی اے جی پی آر میں ملازم ہیں۔



## سادات سانحہ

”کوہ یحکم برکے نظر آتے ہیں دامن مٹرک سے — تو دندھیا میل کے دیکھ بیا بان مٹرک کے  
سانحہ کے دیاروں میں چمن زار سماں دیکھ — اور دو بار گنگ میں ایک اور جہاں دیکھ  
سانحہ پر گنہ بلیا ضلع مونگیر (موجودہ ضلع بیگوسرائے) کا یہ گاؤں مونگیر شہر سے تقریباً  
میسٹر کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سانیہو ہے جو راجستھان  
کا مرکز اور گہوارہ رہا ہے۔ واقع ہو کر چکوار بہار میں راجپوتوں کی ایک جنگجو اور بہادر قوم ہے۔  
علی وردی خان، حکمران بنگال و بہار کے عہد میں یہاں ایک جنگ لڑی گئی تھی جس میں سرنگم  
کا قلعہ فتح کیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے درد سر بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے پتہ  
چلے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع سانحہ سادات جاجپزی سے آباد ہوا۔ اس سلسلے  
ایک بزرگ سید شاہ برہان الدین جو سید احمد جاجپزی کے چوتھے فرزند تھے یہاں آکر آباد ہوئے  
جن کا مزار موضع سانحہ میں واقع ہے۔ چاروں طرف خزار کے پختہ دیواریں ہیں جہاں کچھ پرانے  
ہیں انہیں درختوں کے درمیان پختہ صحن میں دو قبریں ہیں جو سید شاہ برہان الدین اور ان کے فرزند  
سید شاہ باگھ کی ہیں۔ یہ قبریں تقریباً چھ سو سال پرانی ہیں اور درمیان میں اٹھارہ پشتیں گزری ہیں  
اس لیے بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح علم ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی ساحل سے لے کر دریائے  
مک کا علاقہ شامان مغلہ کی طرف سے انہیں جاگیر میں ملا تھا جس پر خراج معاف تھی اس لیے یہ  
معافی کہلاتی تھی۔ سید شاہ باگھ کے فرزند اور سید احمد جاجپزی کے پوتے سید شاہ محمد یونس کی پانچویں  
پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ (۱) سید شاہ معین الدین عرف عالمی  
دادا (۲) سید شاہ محی الدین، سید شاہ معین الدین کا مزار راقم الحروف کے گاؤں احمد گنج میں ہے۔  
مٹرک واقع ہے۔ موجودہ سانحہ کے قبیلوں موافقات (۱) بہاؤ دی (۲) احمد گنج (۳) محمود گنج میں  
انہیں کی اولاد کثرت سے آباد ہیں۔ پہلے سانحہ کا نام برہان الدین نگر تھا جو امتداد زمانہ سے  
فوٹ:۔۔ پچپن میں راقم الحروف کو ایک بار عید کی نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ زیارت اور فاتحہ کی سعادت حاصل  
ہوئی تھی۔

جو لوگ ”بہاؤ دی“ کہا جانے لگا۔ جب آبادی بڑھی تو دو گاؤں کا اور اضافہ ہوا۔ سید احمد جاجپزی کے  
نام کی مناسبت سے ایک گاؤں احمد گنج اور ان کے بڑے بھائی سید محمود جاجپزی کے نام پر دوسرا  
گاؤں محمود گنج کہا جانے لگا۔ سید شاہ مقبول کے دوسرے بیٹے سید شاہ محی الدین اپنی جاگیر اور اراضی  
کی دیکھ بھال کے سبب دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کی اولاد مولائگر، سورجکھٹہ  
پہلی، آبگل، باڑہ اور دریا پور وغیرہ موافقات میں سکونت پذیر رہے۔ لیکن گنگا شکست کے بعد  
جب دریائے گنگا نے اپنا رخ بدلاتو ان میں سے بیشتر دریا کے شمالی علاقہ میں آکر آباد ہوئے ان کی  
اولاد آجکل موضع تیگورہ، پکھٹول، برونی، بارہ، خضرچک، سید پور، بنہرو، بلیا اور لکھنویہ وغیرہ میں آباد ہیں۔  
ان کے اس طرف نقل مکانی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کے مورث اعلیٰ سید شاہ برہان الدین  
گنگا کے اس پار موضع سانحہ میں آسودہ خاک تھے۔

سانحہ مٹرک | یہ مٹرک جی ٹی روڈ سے ملتی ہے اور آمد رفت کے لیے بہت اہم شاہراہ ہے۔ راقم الحروف  
نے اپنے بچپن کے دور میں جنگ عظیم دوم کے اواخر میں اس مٹرک کے ذریعہ امریکی و برطانوی ٹینک بردار فوجی  
دستوں کو گزرتے دیکھا ہے۔ یہ دریائے گنگا کے سیلاب کو روکنے کے لیے بند کا بھی کام کرتی ہے اس لیے اس  
کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی مٹرک کے کنارے سانحہ، لکھنویہ، بلیا، قصبہ، بیگوسرائے، برونی، بارہ،  
چلوریا، تیگورہ، بنہرو وغیرہ موافقات اور شہر آباد ہیں۔ یہی مٹرک آگے شہر مظفر پور اور درہنہ کے حدود  
میں داخل ہوتی ہے جو تربہت کو چلی جاتی ہے۔ لیکن جب سے نیشنل ہائی وے یعنی آسام روڈ بنایا  
اس کی اہمیت صرف مقامی ہو کر رہ گئی ہے۔

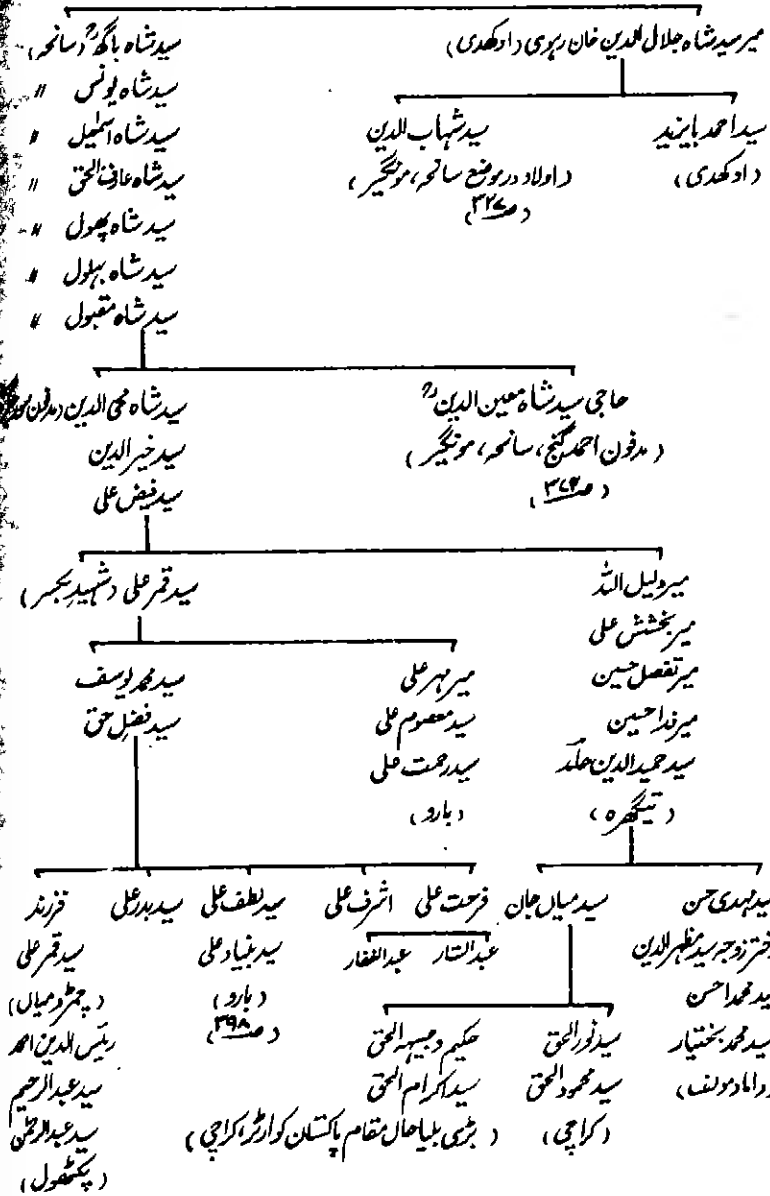
میر شہ جلال الدین خاں رموی مہاری موش اعلیٰ اکوہدی  
منوگم بہار

منوچهر بہار

شمارت نمبر	اسمائے گرامی	سید احمد جاہیزی کے پانچ بیٹوں میں سید شاہ برہان الدین چوتھے نمبر
۱۹	میر سید شاہ جلال الدین	پر تھے۔ یہ عبور دیاے گنگ موضع سانحہ پر گنتہ بلیا، بیکو سرائے ضلع موگیر بہاد
۲۸	سید شاہ برہان الدین	میں آباد ہوئے اور سانحہ کا نیا نام برہان الدین نگر رکھا گیا جو امتداد زمانہ سے
۲۷	سید احمد جاہیزی	بگو کوڑ پہاڑ دی، کہا جانے لگا۔ سید شاہ برہان الدین اسی گلوں میں مدفون
۲۹	سید بدر الدین	ہیں۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید شاہ باگھ تھا اور دوسرے فرزند
۳۵	سید عبدالدین	کا نام میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری تھا۔ سید شاہ باگھ اپنے والد
۲۲	سید ابو الفتح ابراہیم	بزرگوار کے ساتھ سانحہ میں آباد ہوئے۔ انہیں کے فرزند سید شاہ یونس
۲۳	سید ہدایہ	تھے جن کی پانچویں پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو
۲۲	سید محمد	ساجزادگان مشہور ہوئے (۱) سید شاہ معین الدین (۲) سید شاہ محی الدین
۲۱	سید علی باگھ	سید شاہ معین الدین (حاجی دادا) بڑے جید عالم و فاضل اہل صوفی بزرگ
۲۰	سید مسعود	تھے ان کے مفضل حالات سانحہ کے ذکر میں درج ہیں۔ موضع سانحہ کے مملکت
۱۹	سید ابو الفراس	جاہیزی انہیں کی اولاد ہیں۔ ان کے دوسرے براہ سید شاہ محی الدین گنگ
۱۸	سید ابو الفتح واسطی	شکست کے باعث اپنی زمینیں پر دریاے گنگ کے اس پار جنوب میں علیحدہ

اسی طرح ان کی اولاد موضع آنگل، دریا پور، باڑھ، سورجگڑھ، ہلدی اور ملا نگر میں آباد رہے۔ لیکن دوسو سال گزر جانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگ نقل مکانی کے لیے پھر اسی طرف آ گئے۔ ان کی نقل مکانی کے دو بڑے اسباب تھے :-

۱۱ گنگ شکت | دیار سے میں دریائے گنگا کے شمال اور جنوب دونوں جوانب کی زمینیں اور جاگیریں ان کی ملکیت تھیں اس لیے دریائے گنگا کے شکت و رنجت سے یہ براہ راست متاثر ہوئے جب دریا نے رخ بدلا تو کچھ زراعتی زمینیں اور مردہ گیتیں کچھ کٹ کر ادھر چلی گئیں جس کے سبب یہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔



(۲) چراگاہوں کی تلاش | دوسری بڑی وجہ نقل مکانی کی معاشی تھی۔ اپنی بیٹیسوں اور مویشیوں کی چراگاہوں کی تلاش میں وہ اس طرف آئے اور دیا کے کنارے سرسبز و شاداب علاقے موضع نیگہرہ، نہرو، خضر چک، برونی، پکٹھول، ٹھکری چک، پھلوریا، بڑی لیا اور حسینہ میں آباد ہو گئے۔

سید شاہ برہان الدین کے دوسرے نامور فرزند میر سید جلال الدین خاں دہوی بہاری اسی طرف سے۔ وہ موضع اوکھدی کے مورث اعلیٰ تھے اور بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں فوج میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے ان کے صحیح النسب سادات حمین واسطی جاجیزی ہونے کا ذکر تاریخ حسن، شاہنامہ فیروز شاہی اور تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے۔

### عہد ملہن کے سادات

”سادات عظام کچھل، سادات جاجیز، سادات بیان، سادات صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل و نندار اور متقی تھے“ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۲)

### سادات جاجیز

”علامہ الدین غلی کے عہد میں سادات جاجیزی کی اولاد و احقاد کمالات کے اعلیٰ مراتب رکھتے تھے۔ مولف نے ان بزرگان دین و دولت کو دیکھا ہے اور ان کے مکارم اخلاق، بزرگی، سرواڑی و بویا نیکی اور بے پناہ خوبیوں کا پچھم خود مشاہدہ کیا ہے۔ اگر میں ان سادات عظام کے اوصاف اور خوبیوں کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے متعدد جلدیں لکھنی پڑیں گی۔“ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۵۱)

### فیروز شاہ کی اہل بیت سے محبت

”تمام سادات کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ بادشاہ کی درازی عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔ فیروز شاہ اہل بیت کے ساتھ خلوص اور محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔“ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۵۱)

”میر سید جلال الدین خاں دہوی بعد سلطان فیروز شاہ تغلق بر منصب پنج ہزاری دہشت اکھڑا۔ تاریخ اور صرف جلال الدین خاں غزنوی زشتہ و احلس راگزاشت“

لے نسب نامہ دینہ ص ۱۹۲، تاریخ حسن ص ۸۹، ۵۶، ۸۹، لے تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۲، ۵۱۰،

مؤرخ اکثر سادات حکام اہل کاران کو صرف خاں لکھا گیا ہے۔ میر سید جلال الدین خاں دہوی بہاری فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے لیکن اکثر مؤرخوں نے ان کو صرف جلال الدین لکھا ہے اور اصل حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔“ (تاریخ حسن ص ۱۵۱)

میر سید شاہ جلال الدین کی اولاد اسی اطراف میں پھیلی پھولی اور پھیلی۔ ان کی چھٹی پشت میں مع اوکھدی میں میان نصر الدین گزرے ہیں جن کے نامور فرزند سید شاہ فخر الدین پایہ کے بزرگ بنے ہیں۔ ان کا مزار موضع اوکھدی میں ہے جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مزار کی موت شہزادہ یکم نشان کے عہد میں ہوئی تھی بادشاہ دہلی ۱۵۵۷ء میں جب بنگال سے لوٹ کر دہلی کی جانب روانہ ہو رہا تھا کہ بزرگی کا شہرہ سن کر اوکھدی میں آستانہ پر حاضر ہوا اور طالب دعا ہوا۔ سید شاہ فخر الدین نے بادشاہ کو شربت پیش کیا اور دعا پڑھ دیں۔ اسی خانوادے میں میر اکبر علی غازی (شہید بنگ پھلوریا ۱۵۷۷ء) اور سید عطاء علی تولد ہوئے جن کے مزارات اوکھدی اور ڈمراواں موانعات کے اطراف جواہر میں موجود ہیں۔ میر اکبر علی کے سوا سال بعد مولف کے مورث سید نواز علی تولد ہوئے جنکی شادی موضع سانمہ (احمد گنج) میں سید وارث علی کی پھر چچی سے ہوئی۔ اس طرح یہ خاندان موضع سانمہ میں پانچ پشتوں تک آج رہا۔ اوکھدی کا یہ خاندان بزرگوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ اسی سلسلے کی آخری کڑی سید شاہ شمس الحسن العین بزرگ ہیں جو مولف کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں جو بڑی سرعت سے علم و عرفان کی منازل طے کر رہے ہیں جب سے ان کو اپنے بزرگوں کا فیضان ملا ہے یہ فیض عام شب و روز جاری ہے۔ اور پیر آستانہ سادات سانمہ کے در سے بے شمار لوگ فیضیاب ہو کر روحانی اور جسمانی امراض سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہر شب جمعہ اور ہر ماہ تیسویں تاریخ کی شب حلقہ درس اور لکڑ کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ اور نگین سیکڑ میں ہے جہاں تعویذ اور دعاؤں کے لیے لوگوں کا اتنا بندھا رہتا ہے۔

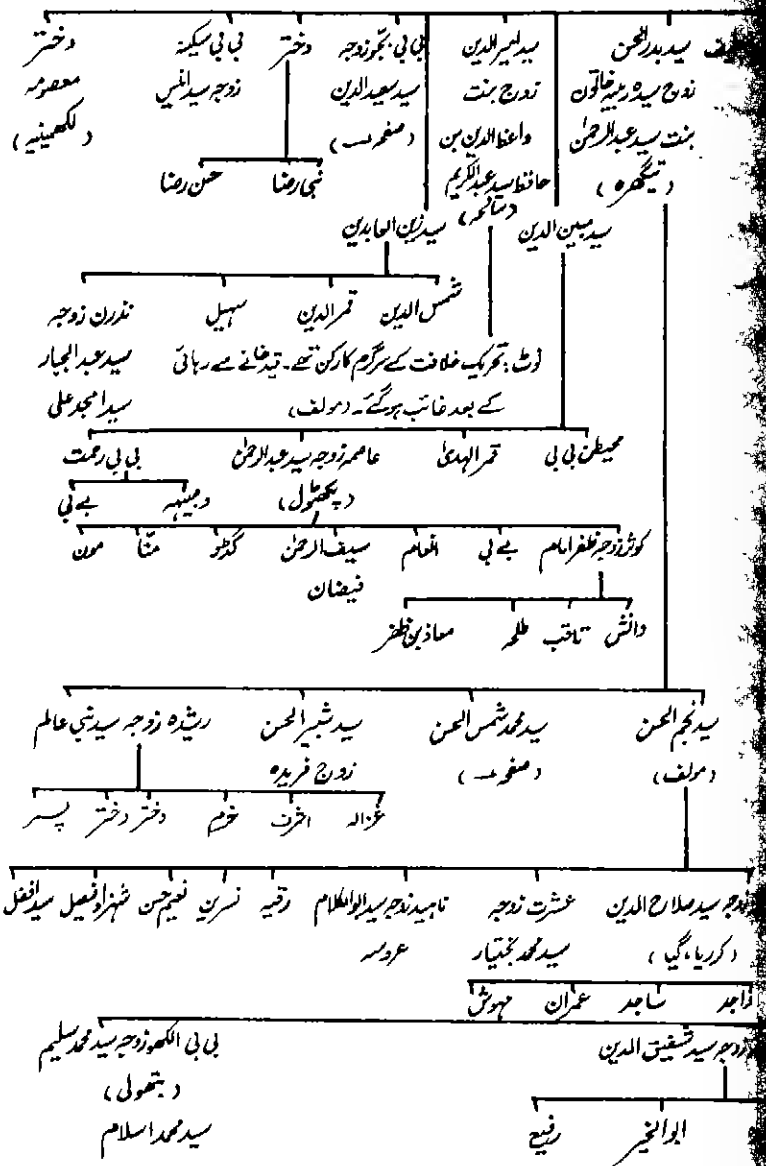
سید شاہ شمس الحسن العین پیر آستانہ سادات سانمہ ۱۹۳۹ء میں موضع سانمہ (احمد گنج) پر گئے جلیہ لے تاریخ بارہ گیاں ص ۱۱۱، لے تاریخ بارہ گیاں ص ۱۲۵، لے رسالہ معارف اور صلے عام آزادی نمبر پٹنہ، لے تاریخ بارہ گیاں ص ۱۳۵، لے تاریخ بارہ گیاں ص ۱۳۹،

لے کچھ بیہنسہ ہٹری آف بہارا ڈاکٹر سید حسن عسکری و قیام الدین احمد جلد دوم (حصہ اول)، ص ۲۳۱،

سید شاہ شمس الحسن جب ڈیڑھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ محترمہ کی علالت کے بعد رحلت کر گئیں اس لیے ان کی نانی محترمہ سائرہ خاتون نے ان کی پرورش کی دس سال کی عمر میں اپنے نانا سید عبدالرحمن نیگہردی کے پاس پوربندہ میں رہے جہاں پوربندہ سیشن کورٹ میں ملازم تھے۔ ۱۹۵۷ء میں ان کے نانا جان کا حالتِ سفر میں انتقال ہو گیا تو دونوں بھائی بے سہارا ہو کر پاکستان ہجرت کر گئے۔ ڈھاکہ پہنچ کر انہیں بڑی محنت و مشقت کرنی پڑی۔ نہ موافق اور نہ ماسعد حالات کا دیوانہ وار مقابلہ کیا اور انہیں ہر طرح کی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ڈھاکہ میں رو کر اپنے بڑے بھائی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ جب میٹرک پاس کر چکے تو قائد اعظم کالج ڈھاکہ میں داخلہ لیا تاکہ دنیاوی تعلیم مکمل ہو سکے اسی اثناء میں ان کی شادی سیدہ نور جہاں بنت سید عبدالعلیم سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ان کو محکمہ ٹیلیفون میں سرکاری ملازمت مل گئی۔ اسی دوران وہ تعویف کی طرف مائل ہوئے۔ عبادت و ریاضت اور اہلِ ادب و وظائف کی کثرت، نماز تہجد کی مشق نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بزرگانِ دین کی توجہات بھی ہونے لگی اور روحانی فیض ملنے لگا۔ ان کی روحانی تربیت سید شائق احمد نعیمی اور سید شاہ برہان الدین بقا نظامی نے کی اور چاروں سلاسلِ طریقت کی خلافت و اجازت سے نوازا گئے پھر تاجیہ سلسلہ سے منسلک ہو گئے۔

شجرہ اولاد سید عبد الرحمن بخش بن سید خواجہ علی

(شجرہ ص ۲۲۷)

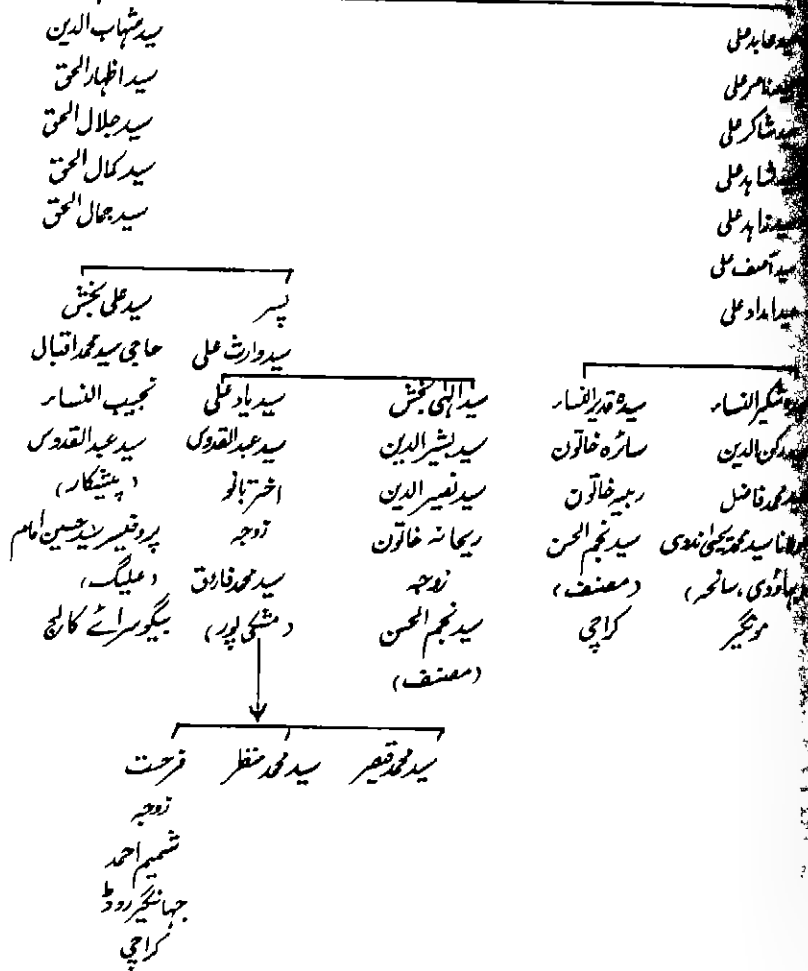
[illegible]



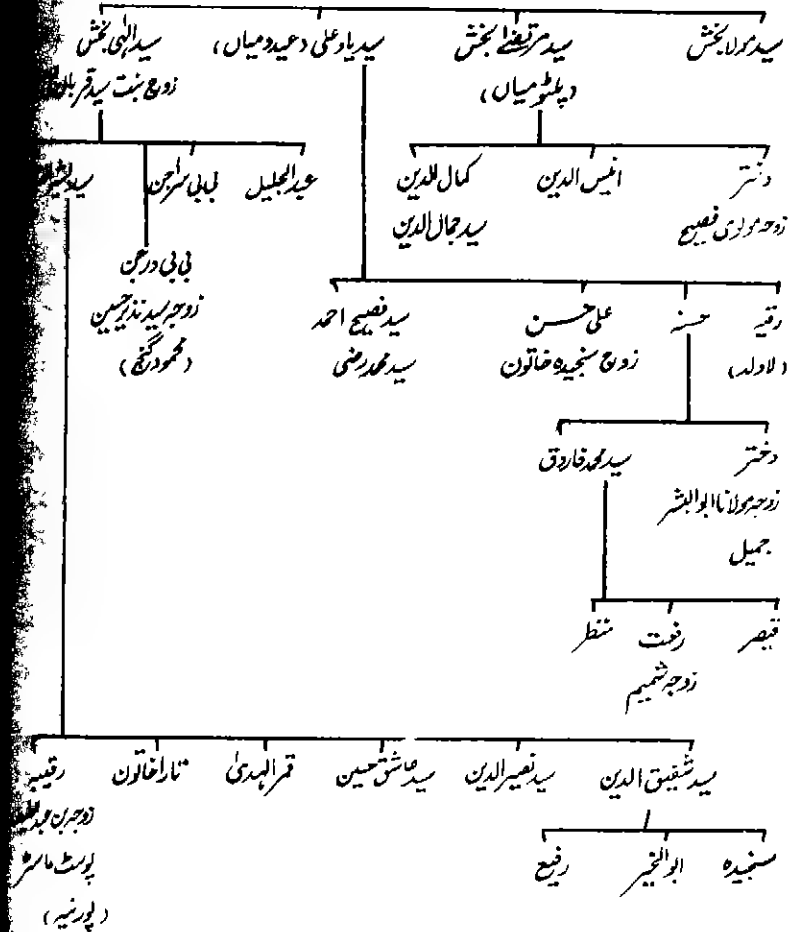
شجرۂ نسب اولاد حاجی سید معین الدین (سامعہ)

سید شاہ معین الدین کی دوسری پشت میں مولانا سید محمد یحییٰ ندوی عرف چھپتر بابا جن کے والد کا اسم گرامی سید محمد فاضل تھا جو اپنے گاؤں کے سرآوردہ شخصیت تھے۔ مولانا دادا سید رکن الدین عرف گدڑی میاں ولد سید کبیر الدین اپنے وقت کے بڑے بااثر زمیندار سید محمد یحییٰ کو بچپن ہی میں اپنے والدین کی ہر اہی میں حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا نے لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا عقد مولانا سید محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ سے ہوا۔ ندوی اپنے وقت کے بڑے عابد و زاہد ہیں۔ اللہ نے ان کو علم و فضل سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنے علم و جاہت کے وارث ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آپ شاہ فیصل کی دعوت پر عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے مکتہ المکرمہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کی بڑی ہوتی۔

سامعہ کے سادات کا معاشی دار و مدار اپنی جاگیر و معافیات پر تھا زائد گو تار مار - زمین  
اولادوں میں بٹی رہیں - کچھ لوگ متمول رہے اور کچھ لوگ مفلوک الحال ہو گئے - انگریزوں کی دوسری  
غلامی نے ان کی کمر توڑ رکھ دی لیکن عرب کے تمدن کو سینے سے لگائے رکھا - اپنے خبیث  
حیدر بنی سید ہونے کا شرف آخر تک قائم رکھا - یہاں کے لوگ بڑے سیدھے سادے اور سادہ  
ہوتے ہیں چنانچہ سامعہ کے اطراف میں ان کے متعلق یہ عام مقولہ بہت مشہور ہے :  
سامعہ کے ریہ کنڈے میں ازار ———— سب لگیو ہو سید پکڑو عیدو بیکار



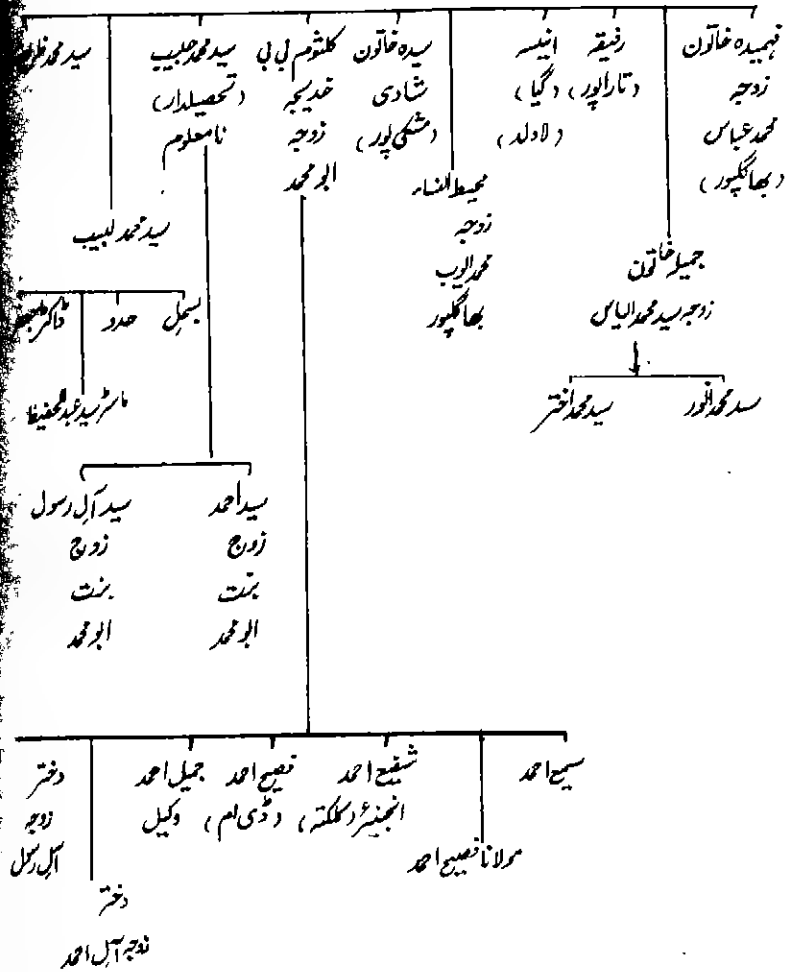
شجرہ اولاد سید وارث علی پوتا سید جمال الحق داماد





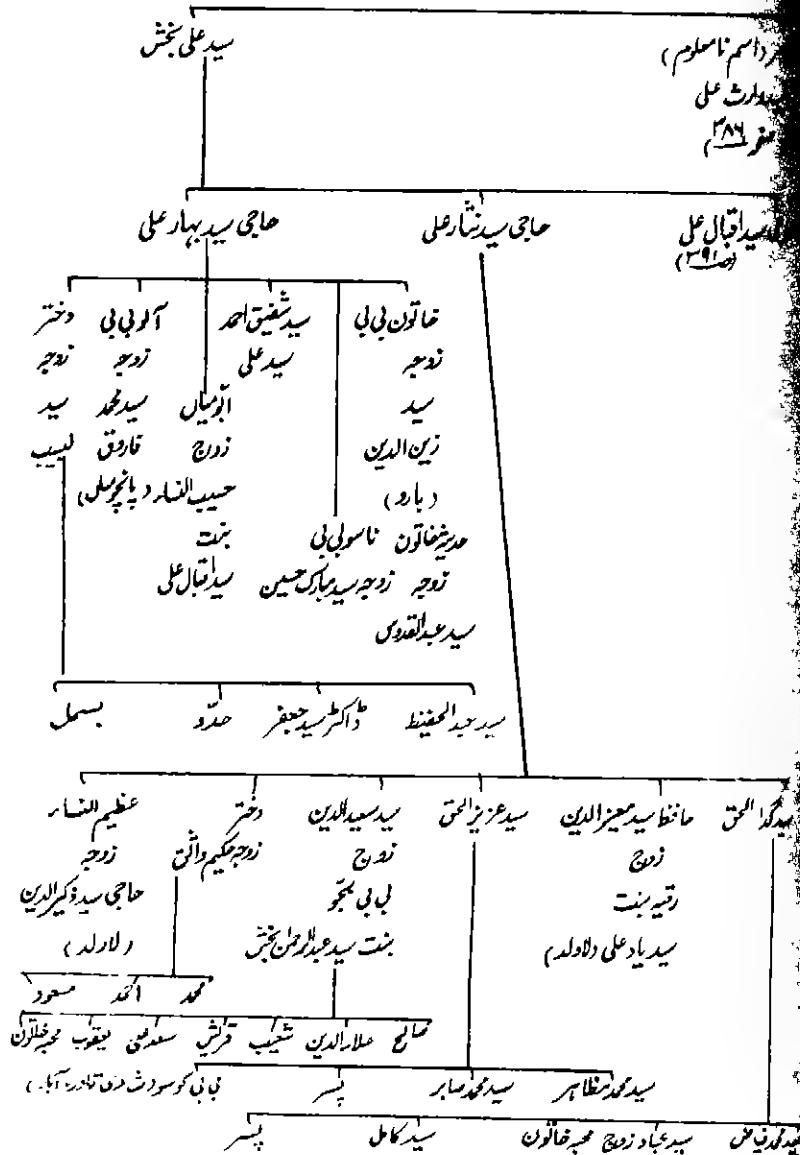
# اولاد سید دانش علی بن سید آصف علی (احمد گنج)

سید واعظ الحق عرف (واحد یار) (۲۸۴۰)

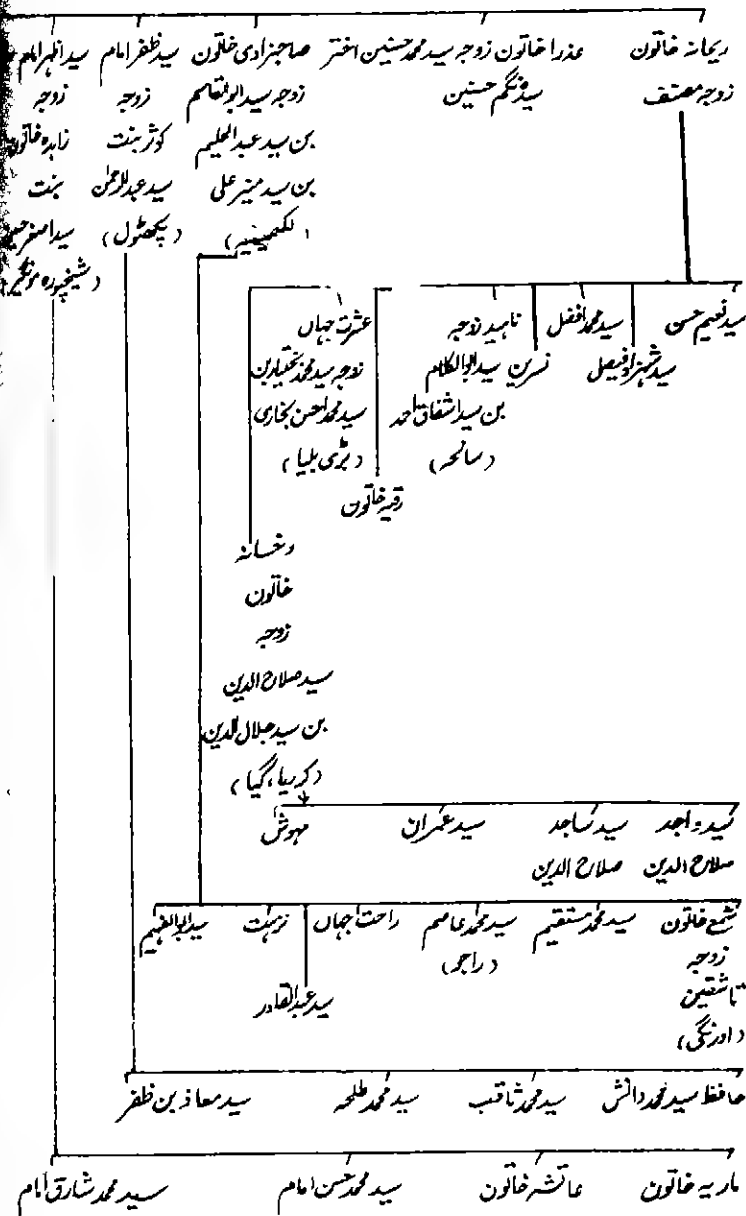


# شجرہ اولاد سید جمال الحق

(مغیر ۲۸۵)

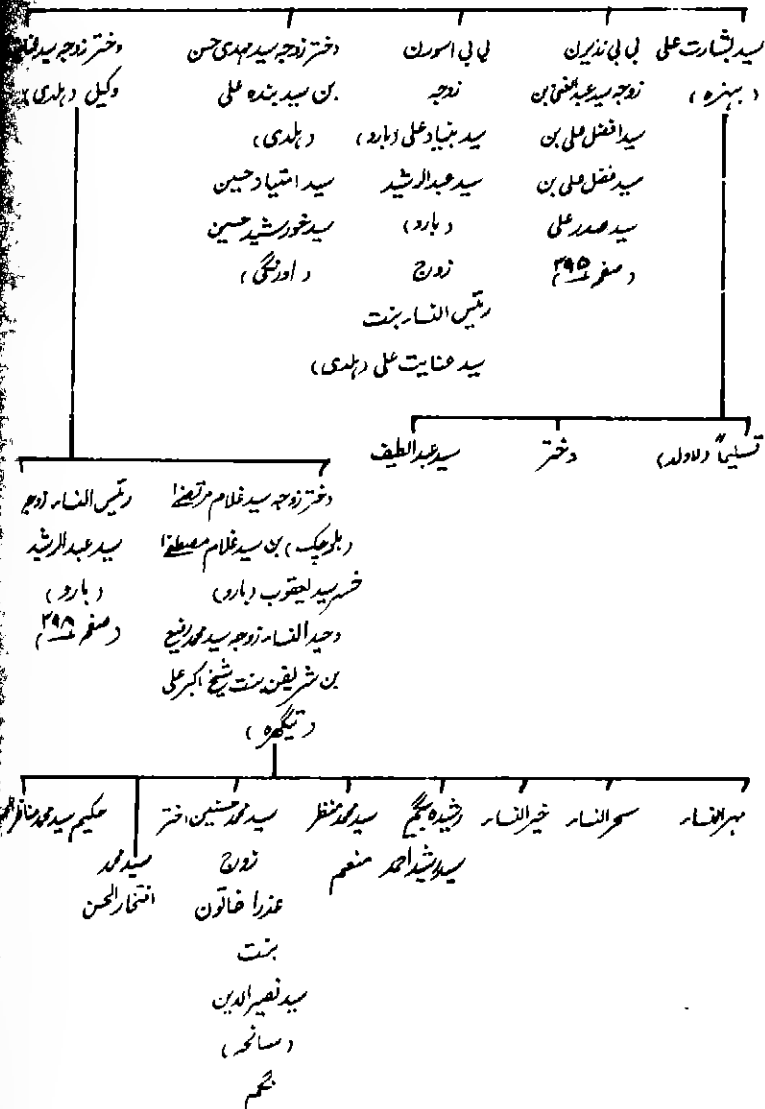
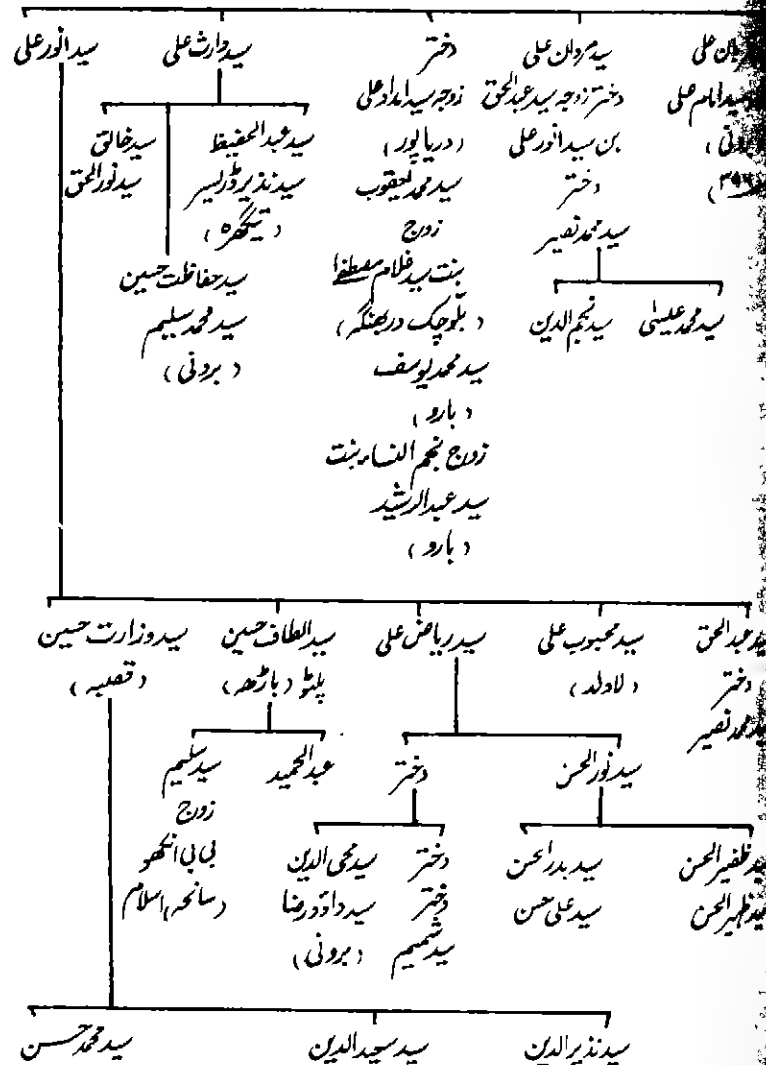


شجرہ نسب سید حاجی اقبال علی  
(۳۸۵)

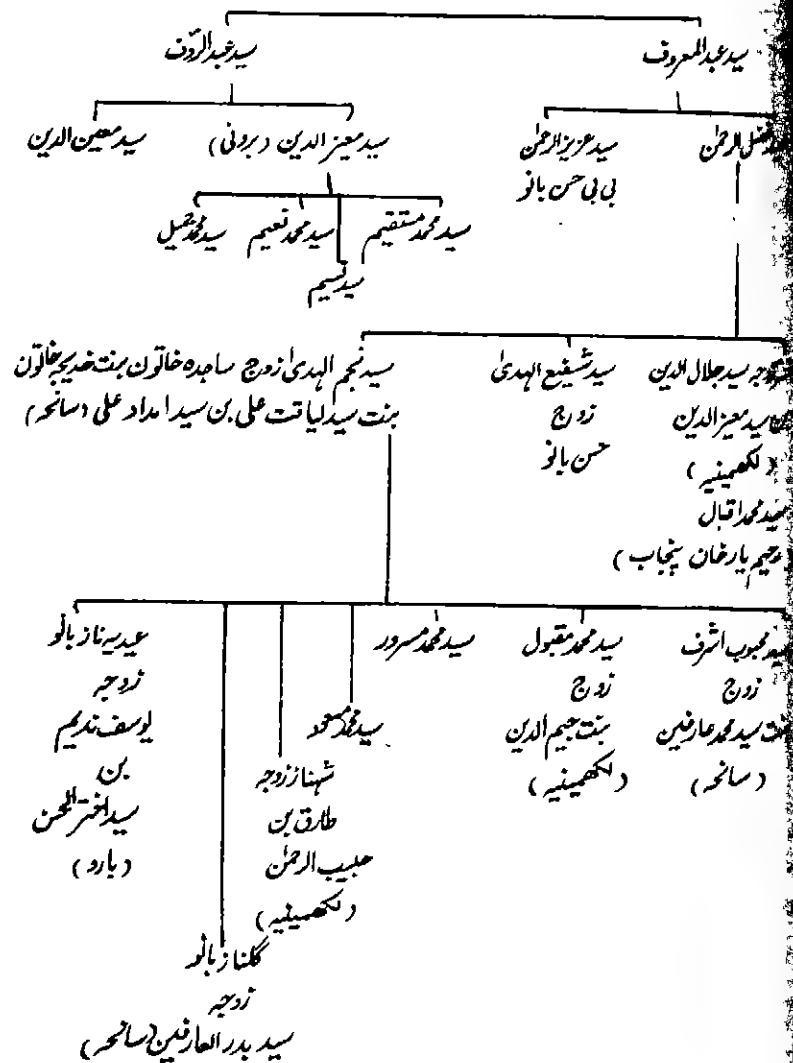


اولاد سید اشرف علی بن سید فضل حق

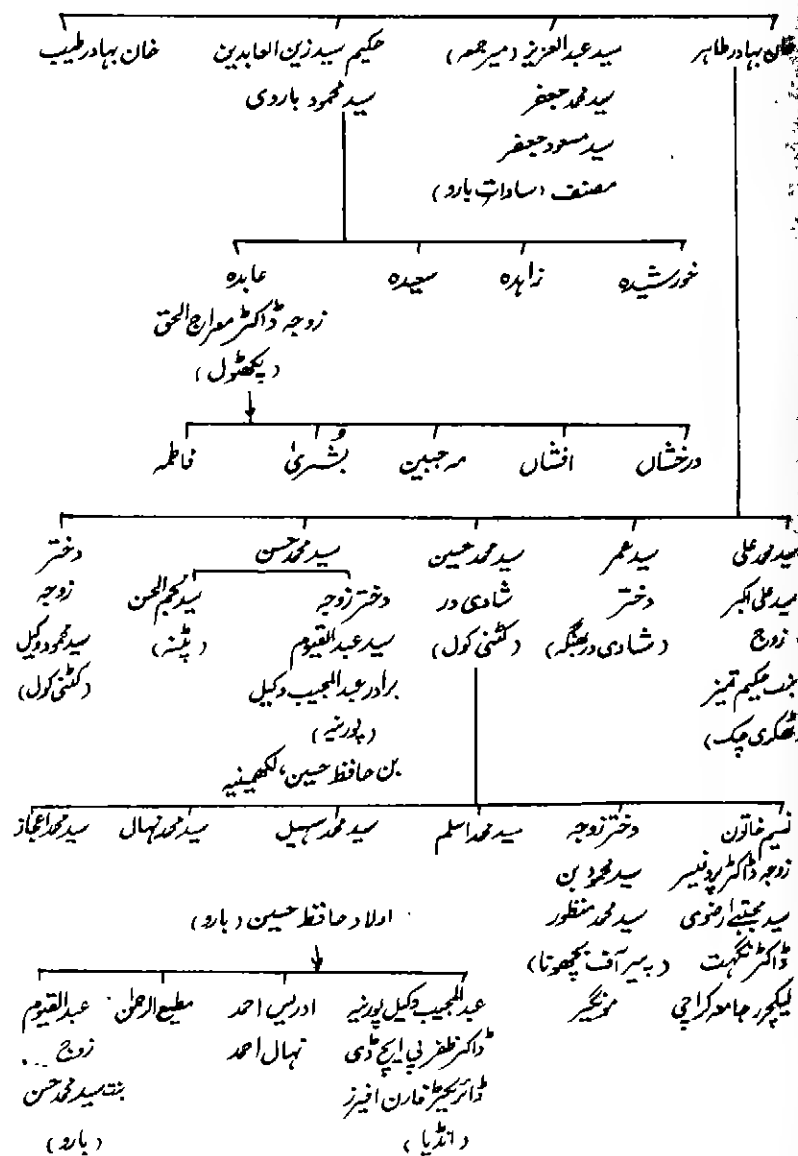
(شجرہ صفحہ ۱۷۷)



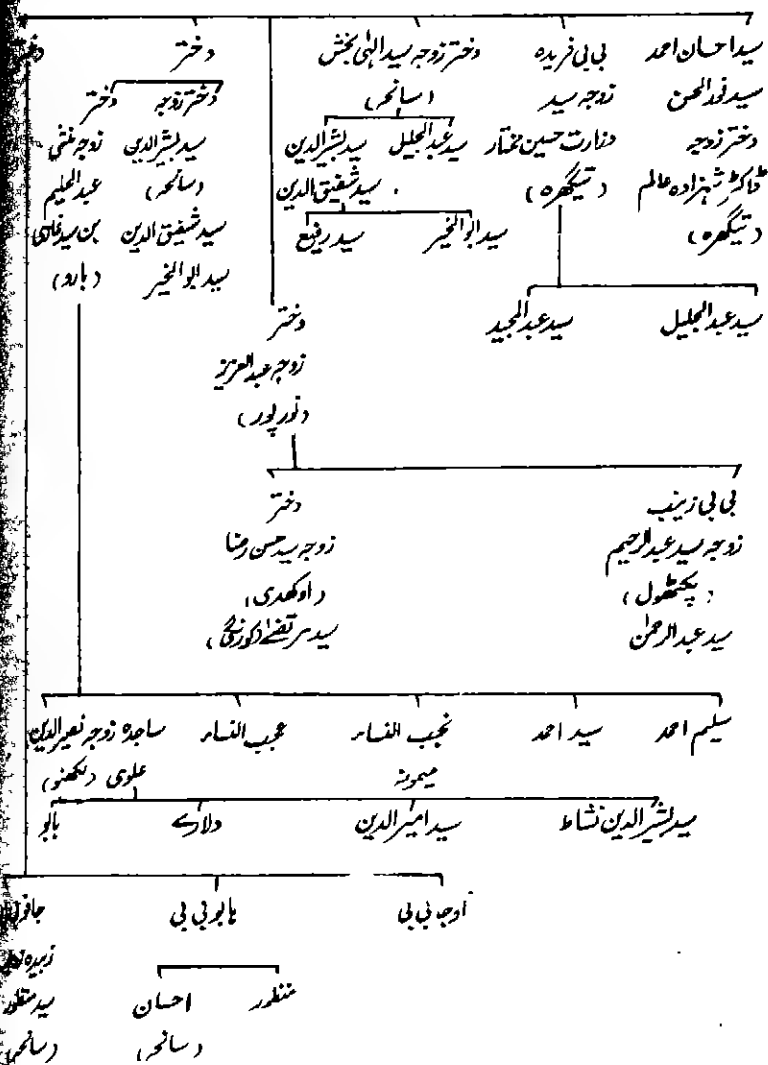
اولاد بی بی نذیر ن زوجہ سید عبد الغنی بنت سید اشرف علی  
(شجرہ ۲۹۲)



(شجرہ صفحہ ۲۷۲)



(شجرہ سفر ۲۹۳)



اولاد سید عبد الرشید بن سید نبیا و علی (بارو)

اولاد سید عبد الرشید بن سید منیا علی (یارو)

[illegible]

سید عبدالواحد سید عبدالحمید سید عبدالعید  
 زوج (پرنسپل پٹنہ کالج)  
 جمال آغا  
 بنت سید فضل کریم  
 (خضعت چک)

تیمم النساء قمر النساء  
 زوجہ  
 (پٹنہ ہائی کورٹ) سید محمد رفیع سید عمر دواز  
 (دریا پور) بن سید فضل کریم  
 (۳۹۹) بن قاضی سید علی بخش  
 (مفتوی دیگھوہ) ۳۹۹

سید راشد محمد دختر سید محمد شاہ دختر  
 زوجہ سید اختر الحسن  
 (مفتوی ۳۹۹) حاد فواد

سید نور شہیدہ سیدہ باہرنا  
 زوجہ زینت  
 (مفتوی ۳۹۹) فضل حسین  
 (مفتوی ۳۹۹) فخر النساء  
 زوجہ

سید ظفر الاسلام  
 زوجہ  
 سیدہ خاتون (ولیسہ) بنت سید محمد نذیر بن سید عمر الدین بن سید الفتیمین (سلاواں) بنت سید عبدالعید

سید امتیاز سید شاد شاہکار شاد زہری فوزیہ یامین سید شہرین نیگمت عمت  
 سید شاد ظفر سید ارشد ظفر

سید محمد ارشد سید مسعود رضا فریحہ غزالہ فرح فلزادہ فرحمن  
 سید کوثر سید جاوید سید تنویر

سید وزارت حسین تنگہ

(شجرۂ نسب ص ۲۲۱)

سید شاہ فقیر اللہ جاجیزیؒ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے سلسلے میں موضع باڑہ ضلع پٹنہ میں سکونت فرما گئے۔ سید شاہ فقیر اللہ جاجیزیؒ کی ساتویں پشت میں سید عبدالرحمن جاجیزیؒ تقریباً ۸۰ سال قبل ہجری میں مادات جاجیزی کے سجادہ نشین تھے۔ انہیں دنوں سید ارشاد علی بھی اپنے غلام دادوں کے ساتھ اپنی جینسوں کو لے کر چراگاہ کی تلاش میں ادھر آ چکے اور موضع حسینہ میں آباد ہو گئے۔ انہیں کے پوتے سید وزارت حسین مختار تھے جو پیدا تو حسینہ میں ہوئے لیکن مستقل طور پر دانیال پور (دیگرہ) میں آباد ہو گئے۔ ان کی شادی سید قربان علی کی دختر سے ہوئی جو سید امام علی کے داماد تھے۔ یہ سب لوگ نسباً سادات حسینی زیدی الواسطی جاجیزی ہیں۔ سید وزارت حسین بگوسرائے تحصیل میں وکالت کیا کرتے تھے۔ ان کی اپنی زمینداری تھی اور باغات تھے۔ وہ بڑے متمول اور خوش باش انسان تھے۔ وہ بڑے جری، بہادر اور تیز فہم آدمی تھے۔ کئی بار ہندو زمینداروں سے محاذ آرائی ہوئی، تنہا ہندوؤں میں گھر گئے لیکن اپنی خاندانی غیر معمولی بہادری اور شجاعت اور تیز فہمی کے سبب ہندوؤں کے زہنے سے صاف بچ کر نکل آئے ان کی دو بیویوں سے چار صاحبزادے تھے۔

سید خورشید پرویز  
تزوج  
منز آئی (چرنی)  
شیریک نادیر نوید  
سوزان  
سلطی  
سمیه  
فیصل  
عمر  
عبدان  
عمران  
دانش

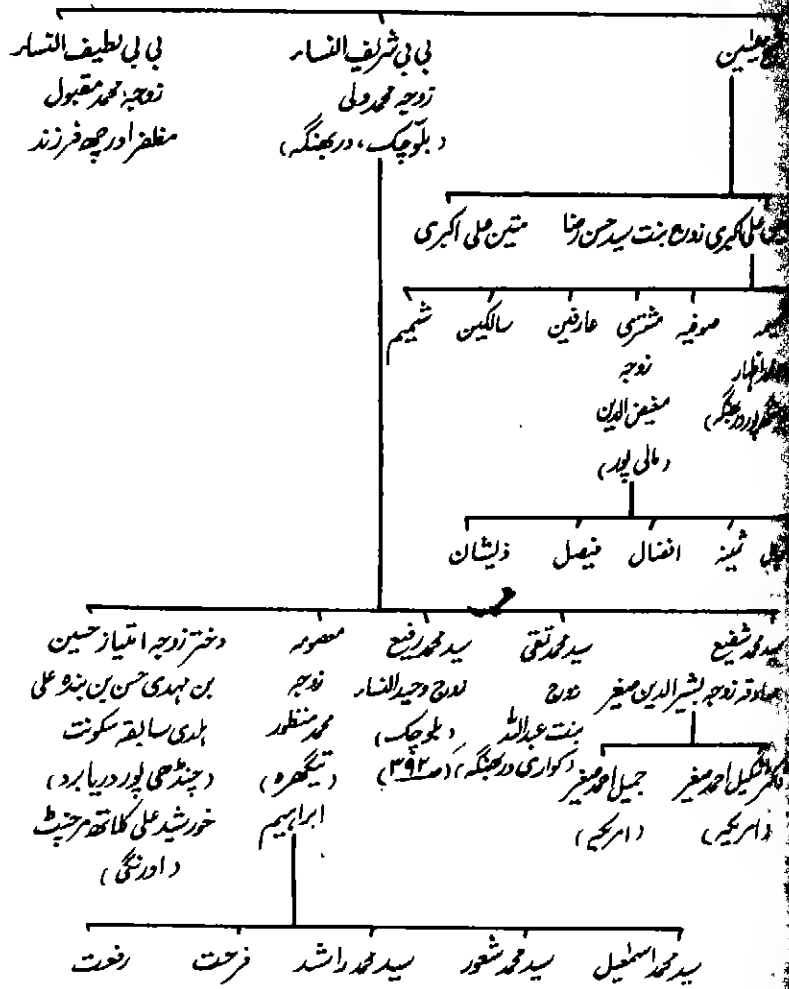
سید جادید قمر  
تزوج  
ریحانہ  
سید احمد قمر  
تزوج  
فریدہ  
کامل  
آصف  
نبیلہ  
عبدان

سید رشید پرویز  
تزوج  
شبانہ  
سید حامد پرویز  
تزوج  
بیگم بیٹ چرنی  
سرسید سید  
راجیل  
فہد  
عمران

سرت  
تزوج  
سید محمد علی  
یاسین  
تزوج  
فاروق اعظم  
تزیین  
محمد احمد  
عمران

قیصر ہمالہ  
تزوج  
سید راشد  
معدیہ  
زینا  
تزوج  
محیب  
داکٹر آفاق  
عمران

شیخ اکبر علی (۲) شیخ اصغر علی (۳) بی بی میمنہ سارتمینوں بھائی بہن  
(۱) شیخ اکبر علی



گاہل انہیں کے نام سے منسوب ہو گیا۔ یہ گاؤں تیگھر کے قریب ہی واقع ہے۔ چھ پشتوں کے بعد خانوادہ منقل ہو کر موضع قادر چک (بارو) میں آ بسا۔ یہیں محمد مسلم پیدا ہوئے۔ جو بعد ازاں ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے انہیں کے سب سے بڑے صاحبزادے الین ایم اختر ہیں جو دلاور پال نامی ناہال کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ وہ ۱۹۶۹ء میں اورنگی ٹاؤن سے بلدیہ کراچی کے کونسل منتخب ہوئے۔ انہوں نے بیش بہا ترقیاتی کام کر کے اورنگی شہر جیسی گناہم اور غریب بستی کی شہرت میں چار چاند لگا دیئے۔ اورنگی ٹاؤن کے تمام بڑے ترقیاتی منصوبے کی تکمیل انہیں کے مرہون منت ہے۔ لہذا وہ اورنگی شہر اور شہر سے باہر بھی بے حد مقبول ہوئے۔ اپنی ہر دلعزیزی کی بنیاد پر وہ کونسل اور کچی آبادی کے چیرمین مقرر ہوئے۔ ان کے اندر تحریری اور تنظیمی صلاحیتیں بدجہانم محمد ہیں۔ ابھی یہ جوان ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند اور عزم شخصیت ہونے کی بنا پر ہر کام پر کامیابی ان کی منتظر ہے۔ شجرہ پدی ملاحظہ ہو۔

ایس ایم اختر بن محمد مسلم بن محمد نبی علی (بنو میاں) بن سید محمد ریاض الدین العمر،

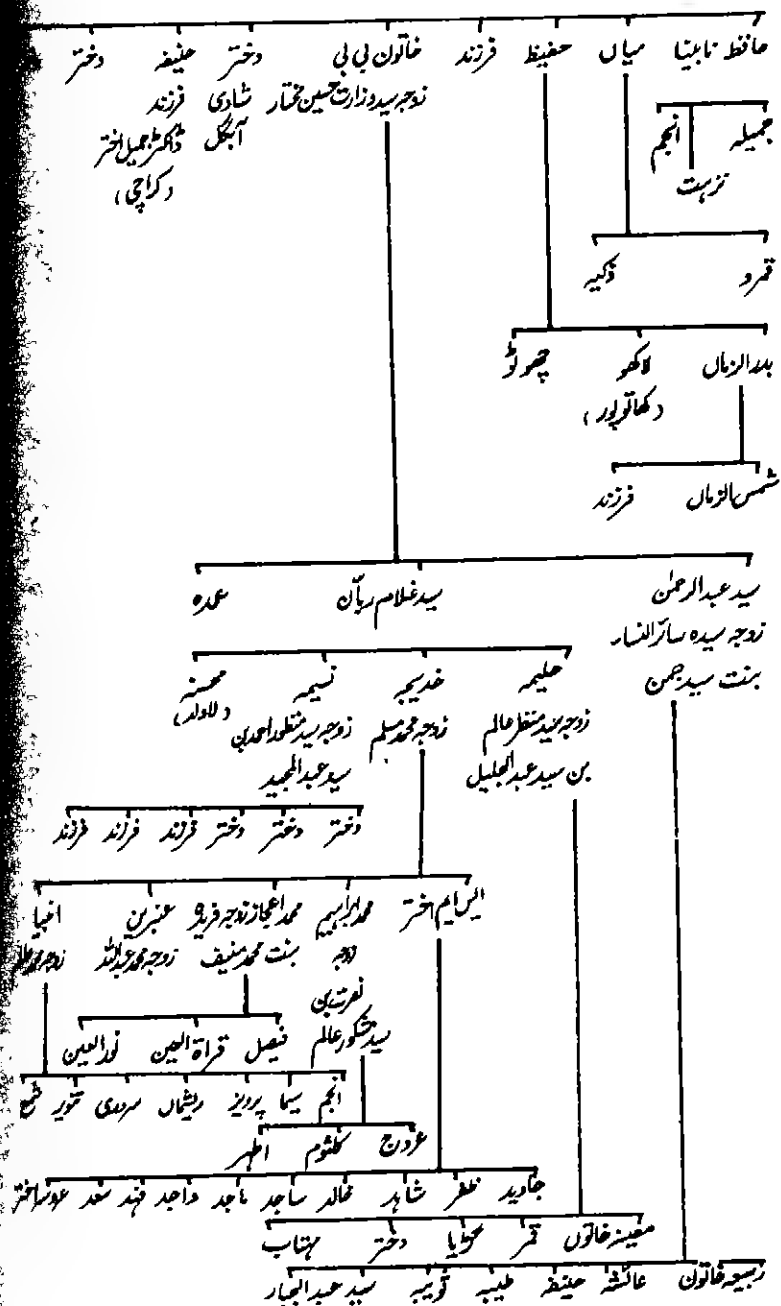
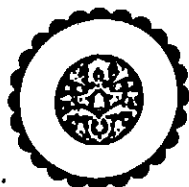
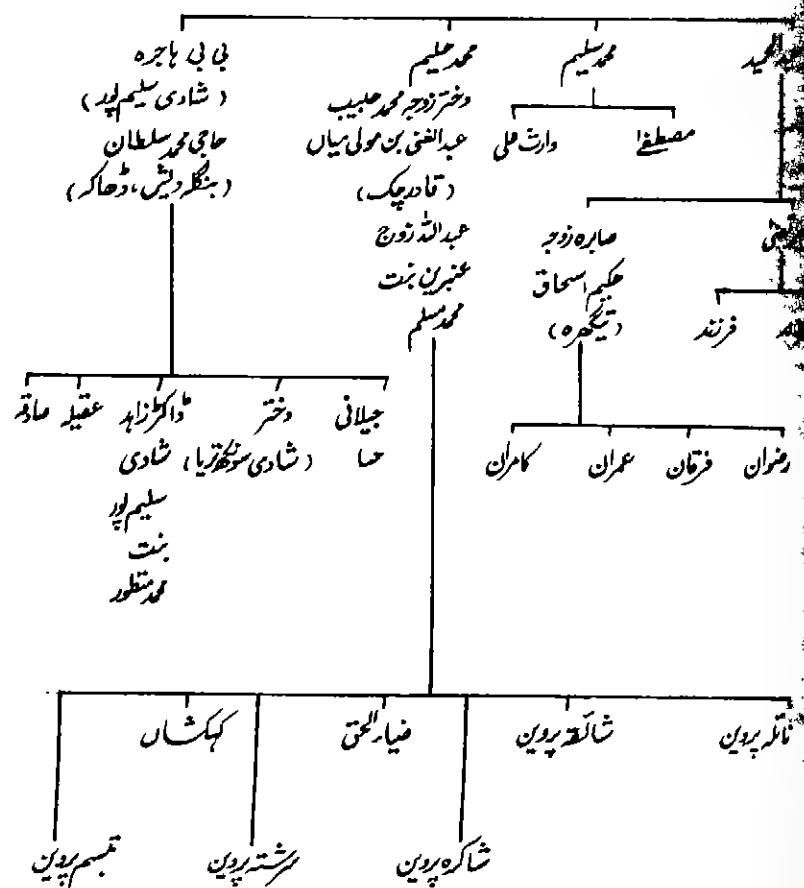


نور علی الدین





اولاد بی بی صغیر النساء ہمیشہ شیخ اکبر علی تیمگرہ



## سید محمد محمود باروی

د شجرۂ نسب ۲۹۴

مولوی حافظ سید محمد محمود تخلص محمود خلف حکیم سید زین العابدین بن سید رحمت علی ۱۲۹۲ھ میں موضع باد منع موگیر میں تولد ہوئے، مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہوئے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۷ء تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے منصب پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی اور کلکتہ منع اسکول میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۴۹ء میں فرائض سے بیکلاس ہونے کے بعد کلکتہ میں مستقل آباد ہو گئے۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں :-

(۱) شمع کے پروانے (۲) جامع القواعد

آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

ارسطوئے زمانہ اور سکندر جاہ ہوتا ہے مگر ہوتا ہے دنیا میں کوئی انسان مشکل سے  
شمع کی خفگی ہو پروانے کا ہو مرنا جینا ہوا لیا جینا مرنا ہوا لیا مرنا  
۱۳۴۸ھ میں مولانا حامی شاہ محمد نعمت اللہ نقشبندیؒ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر دونوں باپ بیٹے نے فارسی زبان میں جو قطعات کہے تھے وہ درج ذیل ہیں :-

تاریخی قطعات از حکیم سید زین العابدین حیرت رئیس بارو موگیر

شہ نعمت اللہ آں پیر مرد کہ ہادی دیں بود و شرع متین

سالہ ہرم شمال ۱۳۴۲ اور ۲۴۳۲، مکہ ولی گل از مولانا محمد عیسیٰ انصاری (م ۱۳۶۹ھ)

فوٹ : حکیم سید زین العابدین کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ کے مشہور و معروف مختار تھے اور لاہور کے مقرر کردہ تھے جہاں وہ بہت ہی محترم اور محترم تھے اچھی خامی جاتا دہائی اسی دہر سے ان کے فرزند ان طاہر، مجھ، وغیرہ خان بہادر اور رئیس کہلائے۔ سید رحمت علی کے ایک فرزند سید عبدالعزیز مشہور شاعر گزرے ہیں۔ (ہرم شمال از شادان فاروقی ۲۴۲ھ)

بخسید بریں رفت ناگاہ اور دل عالمے گشت اندوہ گیس  
چون سال فزتش ز پیر فلک بختم بیامد بگو ششم چہیں  
کہ حیرت مکن فکر سال و سال بگو یہاں شد بخلد بریں

تاریخی قطعات از حافظ سید محمد محمود باروی مدرسہ عالیہ کلکتہ

شہ محمد نعمت اللہ شیخ کامل بلندا بست از دار فاخت سفر سوئے جہاں  
بود او پیر طریقت عارف اسرار بدلم از ملتش افتاد بس کوہ گراں  
فکر کردم چون بسوئے سال و ملتش سوئے از غم فرقت دل من گشت بے تاب و قول  
آمد از غیب حافظ این چنین سالش بگو ز پیر عرفاں زیب ملک نعمت اللہ ناگاہاں



## ڈاکٹر آغا عطاء الدین

صدر شعبہ سیاسیات، ٹی کالج ناظم آباد کراچی

ڈاکٹر آغا عطاء الدین کے نانائے بزرگوار کا نام سید محمد سعید عرف کالو بابو تھا وہ تیگروہ کے سادات میں سے تھے۔ خان بہادر طہار رئیس ہارید سید محمد سعید (کالو بابو) کے بہنوئی تھے۔ آغا عطاء الدین کی والدہ کی پرورش و پرورش خان بہادر طہار کے گھر بار میں ہوئی تھی یہیں ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو آغا صاحب پیدا ہوئے۔ اعیان وطن میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عطاء الدین ہے آغا صاحب کے دادا حاجی وحید الحق کی نانی سید کمال بی بی سید آغائی کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلائے اس طرح ان کو سادات رضوی ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عطاء الدین پدیری نسب کی رو سے شیخ صدیقی ہیں جو درجہ سنگہ کا مشہور خاندان ہے جبکہ مادری نسب کی رو سے حینی زیدی واسطی جاہیزی ہیں۔ یہ شتمل پور درجہ سنگہ کے شتمل گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں چنانچہ معنف احوان کی کتاب ”بہاری مسلمان“ میں ان کے چچا مولوی مصلح الدین کا ذکر خصوصی طور پر آیا ہے وہ درجہ سنگہ مصلح مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے اور تحریک پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا تھا۔ ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ مینیری کے سلاسل فروسیہ کے مرید تھے۔ آغا صاحب کی والدہ کے نانائے سید محمد سعید اور سید قربان علی (دہلوی) سید امام علی کے داماد تھے اس طرح دونوں آپس میں حقیقی ہم زلف تھے۔

سلحہ اعیان وطن ص ۱، آئندہ ترجمہ ص ۲۹۷، بزم شمال از شادان فاروقی ص ۲۹۰، ۲۹۱

سید قربان علی، سید عبد الجلیل (تیگروہ)، سید بشیر الدین (سانحہ) اور والدہ سید عبدالرحمن (پکھڑول) کے حقیقی نانائے تھے۔ آغا عطاء الدین نے ۱۹۳۶ء میں مسلم اسکول درجہ سنگہ سے میٹرک کیا اور سی ایم کالج درجہ سنگہ سے انٹر کیا تھا اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۵۳ء میں ایم اے ایل ایل بی کیا۔

۱۹۶۱ء میں انہوں نے بہار یونیورسٹی پٹنہ سے پی ایچ ڈی کیا۔ اسی سال آپ نے پاکستان ہجرت کی اور گورنمنٹ سٹی کالج ناظم آباد کراچی میں اسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے فی الحال وہ اسی کالج میں صدر شعبہ سیاسیات ہیں۔ آپ کالج کے ہر دلعزیز پروفیسر ہیں اداساتہ و طلباء میں یکساں محبوب ہیں۔ اب تک آپ نے آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں :-

دستور ہند ایک نظر میں۔ لوح و قلم، نیاپال کے دستور پر تبصرہ (انگریزی) گورلیس جینیسیس، انگریزی  
توالی، خطبات علمی کانگریزی ترجمہ، خود تھری پبلک آف پاکستان، پروفیٹ محمد جبریل ربیع،  
اولاد (۱) آغا محمد نجیب (۲) آغا طارق (۳) آغا محمد بلال (۴) آغا محمد التمش (۵) آغا محمد فیصل (۶) بہرہ  
نسرین نوجو سید افروز احمد (کراچی پریسرز)، عزیز پروفیسر مجتبیٰ رضوی -

**نسب پدیری** ڈاکٹر آغا عطاء الدین، افضل الدین احمد صدیقی، حاجی وحید الحق صدیقی، بابولیسین (شتمل پور)  
بابولیسین، ننھے خاں (افتخار الدین حسین خاں)، اولاد داروغہ نعیم اللہ خاں اور روشن علی خاں انشا پر داز  
شتمل پور برادر داروغہ نعیم اللہ خاں تھے۔

نوٹ :- ننھے خاں داروغہ نعیم اللہ خاں کے پوتے تھے۔ (۲) بابولیسین کے ایک فرزند کا نام شیخ نصیب الحق ماجر تھا جو مشہور و معروف شاعر تھے۔ یہ خاندانہ مشائخ صدیقی ہے خان کا خطاب خانانہ تھا جو بعد کے لوگوں نے پسند نہیں کیا۔

نسب مادری

پشت نبرہ اسمائے گرامی

۴۶	ڈاکٹر آغا عطاء الدین
۴۵	نوجو افضل الدین احمد شتمل پور
۴۴	سید محمد سعید (کالو بابو) تیگروہ
۴۳	نوجو سید عبدالحمید
۴۲	سید امام علی
۴۱	نامعلوم
۴۰	میر جہر علی
۳۹	میر قمر علی شہید بکسر
۳۸	سید نعیم علی
۳۷	سید خیر الدین
۳۶	سید شاہ محی الدین
۳۵	سید شاہ مقبول
۳۴	سید شاہ بھول
۳۳	سید شاہ پھول
۳۲	سید شاہ عارف الحق
۳۱	سید شاہ اسماعیل
۳۰	سید شاہ یونس
۲۹	سید شاہ باگھ
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاہیزی

## باب ۱۵ شجره سادات علوی تھانوی

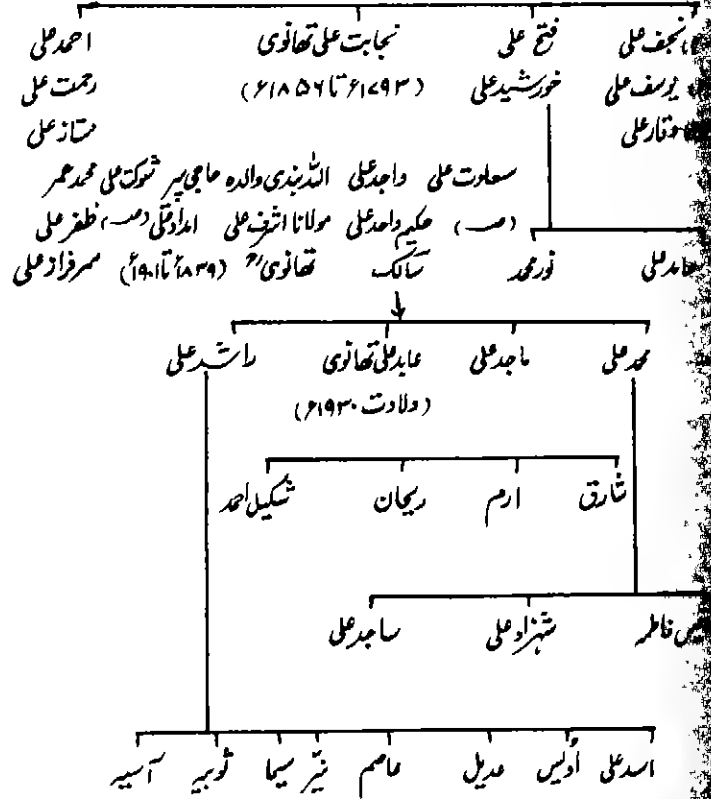
پشت نمبر اسلئے گرامی

- ۱- حضرت علی بن ابی طالب خوارزمی
- ۲- محمد اکبر
- ۳- حسین  
عبدانان  
(صفوحہ ۳۱۲)
- ۴- علی احمد الکفری
- ۵- حسین حق بین زاد الطرفین
- ۶- نور الدین طوسی
- ۷- منیار الدین حق پرست
- ۸- علی اعظم قدس سرہ
- ۹- علی اکبر خداداد دست
- ۱۰- علی اصغر شریف الرکات
- ۱۱- ابوالقاسم
- ۱۲- ابوالعالی
- ۱۳- ابوبکر اردبیلی
- ۱۴- علی زین
- ۱۵- محمد باقر
- ۱۶- شاہ حسین ثانی
- ۱۷- محمد زید
- ۱۸- محمد بن بایزید شاہ
- ۱۹- حسین فرودس
- ۲۰- علی سرمست

پشت نمبر اسلئے گرامی

- ۲۱- سلطان فرخ شاہ (امیر اسلان)
- ۲۲- مرجان شاہ
- ۲۳- سلطان محمد شریف
- ۲۴- سلطان ابواسمعیل ہوشاہ
- ۲۵- سلطان ابوسعید رازی (سکونت بہار)
- ۲۶- ابوالاحمد رازی
- ۲۷- نور الدین کمال حق دانشدر
- ۲۸- عبدالعزیز عبدالرسول
- ۲۹- تاجی محمد فاضل (سکونت جھنڈا)
- ۳۰- احمد رازی محبوب الرسول
- ۳۱- شاہ عبدالزاق (جمعہ خانہ مظفر)
- ۳۲- شمس الدین ۲۴ ذوالحجہ ۶۹۵ھ
- ۳۳- شاہ محمد مزکی (بڑا)
- ۳۴- شاہ جمال محمد مصنف غیر النساء
- ۳۵- عبدالعقبنی
- ۳۶- عبدالقادر
- ۳۷- عبدالکریم
- ۳۸- حبیب اللہ مورث اعلیٰ (سکونت بہار)
- ۳۹- غلام نبی
- ۴۰- حافظ رحم علی
- (صفوحہ ۳۱۳)

## اولاد حافظ رحم علی علوی تھانوی



## شجرہ شاہ سالار مسعود غازی

تبصرہ

اسلمے گرامی

اسلمے گرامی

اسلمے گرامی

۱۲۔ شاہ سالار مسعود	۱۳۔ شاہ سالار مسعود غازی	۱۴۔ شاہ سالار مسعود	۱۵۔ شاہ سالار مسعود غازی
۱۱۔ شاہ غازی	۱۲۔ شاہ غازی	۱۳۔ شاہ غازی	۱۴۔ شاہ غازی
۱۰۔ عطار اللہ غازی	۱۱۔ عطار اللہ غازی	۱۲۔ عطار اللہ غازی	۱۳۔ عطار اللہ غازی
۹۔ طاہر غازی	۱۰۔ طاہر غازی	۱۱۔ طاہر غازی	۱۲۔ طاہر غازی
۸۔ طیب غازی	۹۔ طیب غازی	۱۰۔ طیب غازی	۱۱۔ طیب غازی
۷۔ شاہ محمد غازی	۸۔ شاہ محمد غازی	۹۔ شاہ محمد غازی	۱۰۔ شاہ محمد غازی
۶۔ شاہ عمر غازی	۷۔ شاہ عمر غازی	۸۔ شاہ عمر غازی	۹۔ شاہ عمر غازی
۵۔ ملک آصف	۶۔ ملک آصف غازی	۷۔ ملک آصف غازی	۸۔ ملک آصف غازی
۴۔ بطل غازی	۵۔ قطب غازی	۶۔ قطب غازی	۷۔ قطب غازی
۳۔ عبدالننان	۴۔ علی بن حنفیہ	۵۔ علی بن حنفیہ	۶۔ علی بن حنفیہ
۲۔ محمد بن حنفیہ	۳۔ شاہ جعفر	۴۔ شاہ جعفر	۵۔ شاہ جعفر
۱۔ حضرت علی	۲۔ محمد بن حنفیہ	۳۔ شاہ بطل غازی	۴۔ شاہ بطل غازی
مرآۃ مسعودی	۱۔ حضرت علی	۲۔ شاہ عبدالننان	۳۔ شاہ عبدالننان
۳۔	۲۔ محمد بن حنفیہ	۳۔ محمد بن حنفیہ	۴۔ محمد بن حنفیہ
(شجرہ ۱)	۹۵۔	۱۰۰۔	۱۰۵۔

(شجرہ ۱)

(شجرہ ۲)

(شجرہ ۳)

## شاہ سالار مسعود غازی

(شجرہ نسب ۴۱۲)

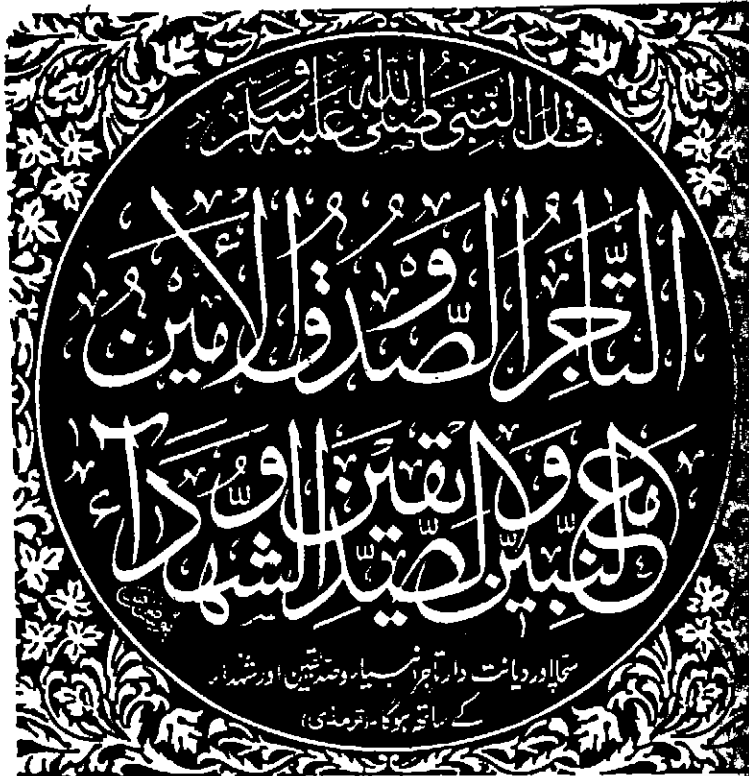
حضرت علیؑ نے اپنے فرزند بلند محمد بن حنفیہؒ کو ایک خرقہ مع اشتر دل دل و ذوالفقار عطا فرما کر انہیں مقرر فرمایا۔ محمد بن حنفیہؒ کے فرائض و کمالات تواریخ کی کتابوں میں درج ہیں بعض روایات مطابق حضرت امام حسینؑ نے بھی خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔ محمد بن حنفیہؒ کے دو فرزند تھے۔ شاہ عبدالننان غازی (۲)، شاہ عبدالقادر غازی شاہ سالار مسعود شاہ عبدالننان کی اولاد میں یکو شاہ عبدالفتاح کی اولاد میں خواجہ احمد گیسو دراز پیر و مرشد اہل ترک شاہ ولایت ترکستان میں ہیں۔ سالار مسعود غازی کی والدہ کا اسم گرامی سہر علیؒ ہے جو سلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ غزنوی حضرت علیؑ کی پندرہویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔

سالار شاہ غازیؒ میں لشکر ہزار کے ساتھ غزنی سے قندھار تشریف لائے پھر کابل کی راہ سے اجیر پہنچے۔ یہیں ۸۱۱ھ میں کوکشیہ بوقت صبح صادق سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی۔ جب چار سال کے ہوئے تو سید ابراہیم نے بسم اللہ پڑھوائی۔ دس برس کی عمر سے جلالت الہی اور شب بیداری کا فوق پیدا ہوا۔ ۸۱۵ھ میں سلطان محمود غزنوی کا لشکر سونہات پر حملہ آور ہوا جس میں سالار شاہ غازی، خواجہ ابو محمد چشتیؒ اور ولی صفت حضرت کاکو نے بڑے بڑے لڑائے انجام دیئے۔ ۸۲۳ھ میں جب آپ ۱۸ سال کے ہوئے تو اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کی غرض سے ہیرا پور پہنچے۔ ہندو راجاؤں کا پیام آیا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ایک ماضی صلح نامہ تیار کیا جائے لیکن کفار راضی نہ ہوئے چنانچہ لشکر اسلام امد کفار کا مقابلہ ہوا پہلی جنگ جس کے سالار سیف الدین تھے سالار مسعود کے ہاتھ نہری۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ہندو تاجداران ہند ترکیب تھے۔ فوج کی قلیل تعداد ہونے کے باوجود دوسری جنگ میں بھی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن تیسری جنگ میں آخری فیصلہ کن لڑائی کے لیے ہندوؤں کا عظیم لشکر اجتماع ہو گیا۔ ہندوؤں نے آخری دم تک لڑنے کی قسم بھی کھا رکھی تھی۔ آخری جنگ کا جب آغاز

نہ نہ ہو سکا۔

نوٹ: (۱۲) امیر خسروؒ نے تحریر کیا ہے کہ سالار مسعود ایک تاریخی شخصیت اور شہید سالار  
ہے۔ (اعجاز خسروی ص ۱۵۵)

(۲) سالار مسعود غازی شہید کا مزار بہرائچ میں ہے کفار سے جہاد کے دوران وہ آگے  
بڑھتے بڑھتے منٹ سارن پھیرہ بہار تک پہنچ گئے تھے۔



ہوا تو میر نصرائیؒ کو میدان اور میاں رجب سالار کو میسرہ کی کمان دی گئی تھی اور خود سالار غازیؒ  
میں رہے۔ گھسان کارن پڑا۔ سید نصرائیؒ موضع ڈکولی میں شہید ہو گئے۔ میاں رجب موضع یمن  
جوت میں شہید ہوئے۔ وہ بیٹلہ پریکے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ جب اسلامی فوج کے بڑے  
بڑے سردار شہید ہو گئے تو سالار سیف الدین کو مدد کے لیے بھیجا گیا جب وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمان  
پر مایوسی پھیلنے لگی۔ ۱۲ رجب ۵۲۳ھ کو پھر حشر برپا ہوا ہر طرف مقتولین کے سر ہی سر تھے۔  
مسعود غازیؒ شہید یونانی ہندو کے تیسرے زخمی ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا مقتول  
سکندر دیولنے نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور ایک دخت کے نیچے مہربانک کو اپنے زانوؤں پر رکھا  
بے ساختہ رونے لگا۔ اسی جگہ آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ سکندر دیولنے کو بھی برابر ہی  
دفن کیا گیا۔

دہلی کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق آپ کا بڑا مقتول تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت  
بادشاہ کو ٹھٹھہ کا مکرہ پیش آیا اس کی والدہ نے نیت کی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اس مہم میں  
ہو گیا تو وہ سالار غازی کے مزار کی زیارت کے لیے بہرائچ جائیں گی۔ اس مکرہ میں فیروز شاہ  
کامیاب ہوا تو اس وقت کے کامل بنگ سید امیر ماہ بہرائچ کے ساتھ زیارت کی غرض سے پہلے  
گیا اور مدفن پر حاضری دی۔ امیر ماہ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ سالار غازیؒ فلاں دن فلاں  
ٹھٹھہ تشریف لے گئے اور فلاں وقت واپس تشریف لائے۔ بادشاہ نے جب مدفن ناچہ دیکھا تو مکرہ  
کی وہی تاریخ تھی نعمیابی کا وہی وقت تھا۔ بادشاہ مقبرہ کے دروازہ پر رک کر دوسری کرامت کے  
بارے میں دریافت کیا تو امیر ماہ نے جواب دیا کہ اس سے بڑی کیا کرامت ہوگی کہ تم سادار السلطنت  
اور مجھ ساقیہ مدد بانی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ اور زیادہ معتقد ہوا۔ منقوب التواریخ  
کے مطابق سلطان دہلی آیا اور ۵۳۷ھ میں نواسہ کو تخت پر بٹھا کر خود موغیا کے گردہ میں شاہ  
ہو گیا اور سالار غازی کے عرس کو بدعت سمجھ کر بند کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا  
اور نگ زیب عالمگیر حضرت سردار کو ساتھ لے کر بہرائچ آیا اور میلہ بند کرنا چاہا مگر

سالار مسعود غازی ص ۲۰ یا ۲۱

سے کیمبر ہنسپوٹری آت بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری (جلد دوم حصہ اول ص ۵۰، ۵۱)

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی علویؒ

شاہ نیاز احمد بریلویؒ ۱۱۵۵ھ میں سرہند میں تولد ہوئے۔ آپ کے آباواجداد پنجاب  
خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ شاہ آیت اللہ علی تخت دہلی چچوڑ کر  
لائے۔ بعد میں سرہند منتقل ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حکیم شاہ محمد رحمت اللہ علی تھا  
آباواجداد سلاسل نقشبندیہ قادریہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ بی بی لاڈل بی خانم  
آپ کے نانا کا نام سید سعید الدین صوفی چشتی تھا جو امام موسیٰ رضا کی اولاد میں سے تھے اور شیخ  
آبادی چشتی کے خلیفہ تھے۔ بی بی لاڈل شیخ محی الدین پاستامی قادری سے بیعت تھیں۔ شاہ  
بریلوی نے پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستارِ فضیلت حاصل کیا  
روز عمار کی ایک جماعت آپ سے سوالات کرتی رہی اور آپ سب کے جواب دیتے بہت خوش  
لیاقت کو دیکھ کر سب علمائے مل کر آپ کے سر پر دستار بندی کی۔ شاہ نیاز احمد بریلوی  
حضرت شاہ فخر الدین دہلوی چشتی سے فیض حاصل کر کے مسند و تکیہ اور دستار مبارک حاصل کیا  
نظامیہ سلاسل میں داخل ہوئے۔ ۱۱۸۵ھ میں حضرت سید عبداللہ بغدادی قادری نے آپ کو  
خلافت عطا کیا جس سے آپ سلاسل قادریہ میں بھی داخل ہو گئے۔ حضرت عبداللہ قادری  
شاہ نیاز احمد بریلوی کا نکاح اپنی دختر سے کر دیا۔ حضرت شاہ نیاز احمد کی دوسری زوجہ کے  
نظام الدین حسین علوی اور شاہ نعیر الدین حسین علوی تولد ہوئے۔ حضرت عبداللہ قادری  
نیاز کور وہیکھنڈ کے شہر ربیلی جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ شہر منچر کے شہر کے وسط میں سکے  
قطب کے نام سے مشہور ہوا۔ خانقاہ میں بہت ہجوم رہنے لگا۔ زائرین ایران، افغانستان  
آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی ۹۵ سال کی عمر پا کر ۶ جمادی الثانی  
میں راہی ملک عدم ہوئے۔ آپ کا مزار ربیلی میں خانقاہ عالیہ نیاز زیہ میں موجود ہے  
آپ کے مزار کے قریب ہی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا بھی مزار ہے۔

تصفیات :- دیوان نایاب شمس العین، تحفہ نایاب رسالہ العیدین، رسالہ الدیفرن، رسالہ نایاب جعفر، رسالہ البیاض،  
عربیہ، رسالہ تسمیۃ المراتب وغیرہ۔

۱۰ روزنامہ جنگ کراچی جمعہ ایڈیشن ۲۴ مئی ۱۹۹۹ء از رئیس المحسن نیازی

مشائخ عباسی

## حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

عبد المطلب

خواجه علی	الوزید	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
عبد الفتح شاه	الواسع	سقاخ	عبدالله الواسع
عبدالله نور شاه	الوالید	ابو جعفر منصور	عبدالله الواسع
طاهر شاه	الوالید	محمد مهدی	عبدالله الواسع
سقیان شاه	الوالید	باردن الرشید	عبدالله الواسع
نور حسین شاه	الوسید	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
محمد شاه	النجیب	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
احمد شاه	شیخ ابوالسودا صفتی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
یونس شاه	شیخ ابوالقاسم	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
عبدالمزین	شیخ عبدالواحد حقانی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
عبد الرحیم علی	عبدالله بن موسی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
عبدالقادر شاه	شیخ اسرائیل	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
علی نور شاه	شیخ عبدالعزیز	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
پیر عبدالرحمن علی	شیخ عبدالرحمن	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
ایوب شاه	شیخ عبدالرحیم	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
احمد شاه	مولانا شاه ابراهیم	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
سلطان شاه	شیخ آمو	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
ابراهیم شاه	شیخ ارزان	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
شیخ شهاب الدین	شیخ مبارک (چک)	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
عطارد شاه	شیخ عبدالغنی خان	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
قطب الدین شاه	مورث علی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
جمال شاه	(داود پوت و کلک پوت خانلارده سنه)	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
سید داود شاه	مولانا غایت علی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
محمد شاه	عبدالله شاه غازی شهید	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
سعید الدین شاه	سالار جنگ امینا	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
شیخ برخوردار شاه	(سوات، بشیر)	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
مرد علی شاه	مولانا غایت علی	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
خواجه فضل علی قریشی	عبدالله شاه غازی شهید	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع
سکین پور سلطان	سالار جنگ امینا	عبدالله الواسع	عبدالله الواسع

## شیخ آموں و شاہ مبارک ارزانی

(شجرہ نسب ۱۴۱)

اس خانوادہ کا مولود مسکن / صفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبد اللہ نے چوسہ آکر سکونت اختیار کی جو بکسر کے نزدیک ضلع غازی پور صوبہ یوپی ہند میں واقع ہے۔ آموں اسی خانوادہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ابراہیم مع اہل و عیال موضع چوسہ کر کے موضع چروایاں، پٹنہ صوبہ بہار میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس موضع کا نام ابراہیم پور گیا۔ حضرت آموں شیخ شرف الدین یحییٰ مینری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے متعدد ملک و جاہ کیا اور بیعت، خلافت و اجازت حاصل کی۔ اس عہد میں صوبہ بہار کا حاکم یا عامل کا مکار و ظالم نو مسلم تھا۔ حضرت آموں کا وصال بروز جمعہ ۴ شعبان ۸۴۲ھ کو ہوا۔ آپ موضع ابراہیم پور مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مزین و خلاق ہے۔

حضرت آموں کے فرزند کا اسم گرامی شیخ ارزاں تھا جو اپنے والد محترم کی وفات کے سبب سہ ماہی ہو کر شیخ ارزاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ ارزاں کی وفات کے بعد ان کے شاہ مبارک کو خاندانی سجادگی ملی۔

شجرہ نسب

صوفی طیب

پیر سید سعید کبریال

نعل علی شاہ قریشی

سراج الدین

خواجہ عثمان و اماں

دوست محمد قدحار

احمد سعید دہلوی

ابو سعید احمد دہلوی

عبداللہ شاہ مجدد

مظہر جان جاناں

نور محمد بایوینی

محسن دلی دہلوی

سیف الدین سیف

خواجہ معصوم

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

محمد لطف ثانی

## خواجہ فضل علی شاہ قریشی

ان کے آبا و اجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ آئے وہاں سے میاںوالی جا کر آباد ہوئے۔ داد پور سے ہونے کے سبب اس بستی کا نام داد و خیل ہے۔ کچھ اعزہ و اقارب کالا باغ میں سکونت پذیر ہوئے ہاشمی عباسی ہیں قریشی کہلاتے ہیں ولادت ۱۲۰۰ھ میں داد و خیل میں ہوئی میکین پور ملتان میں مدفون ہیں۔

## صوفی محمد طیب نقشبندی

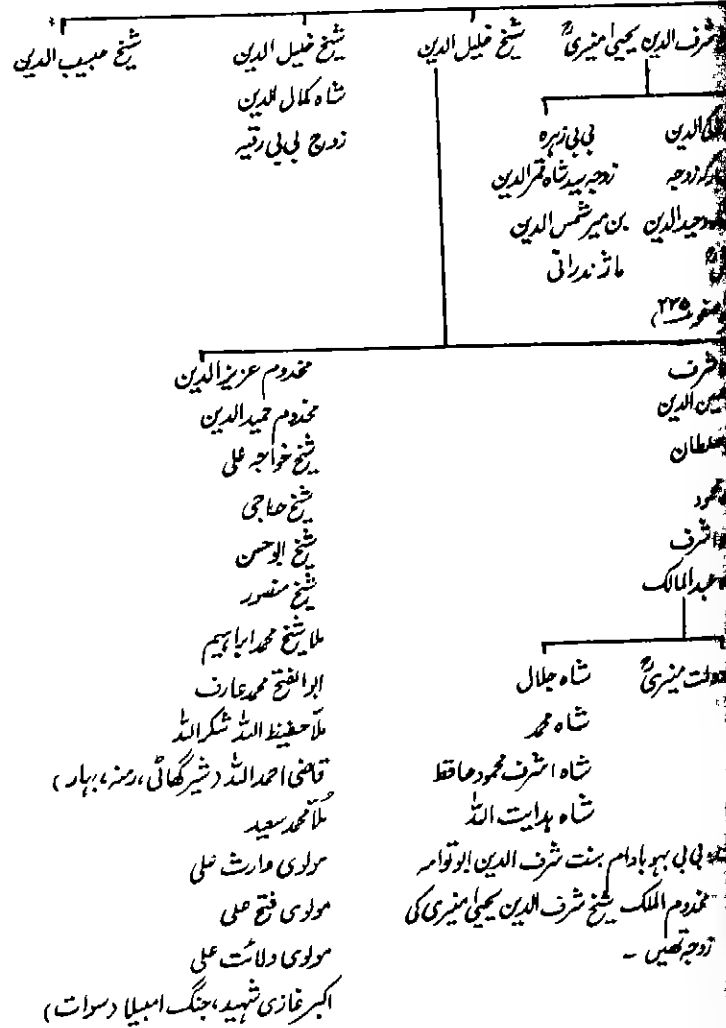
صوفی طیب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حافظ حاجی قاری فرخ محمد تھا۔ وہ نقشبندی سلاسل سے منسلک تھے، اکوٹھ صوفیہ تحصیل ڈوگری ضلع میر پور خاص میں ۱۹۵۰ء میں ولادت ہوئی۔ آج کل ڈوگری میں قائم خانی محلہ میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں ان کا آستانہ فیضان عام کا گہوارہ ہے راقم کو متعدد بار شرف ملاقات حاصل ہوا بڑے مہربان بزرگ ہیں۔ شجرہ کی رو سے یہ انصاری النسب ہیں۔



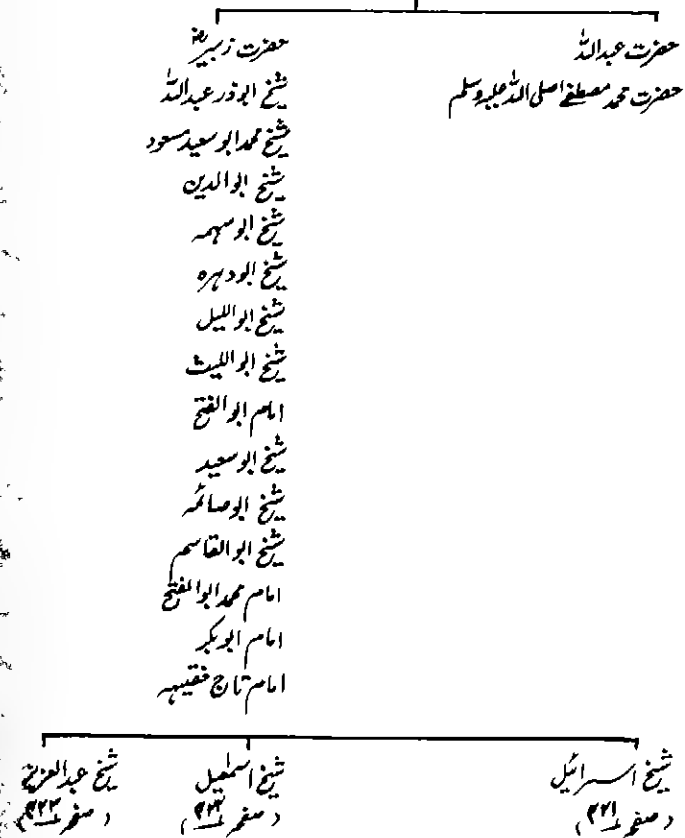
شجرہ نسب امام تاج فقیہہ زبیری ہاشمی مکیؑ

شیخ یحییٰ امیریؒ

حضرت عبدالمطلب



تذکرہ صادق ص ۲۰۰،



(شجرہ مضامین)

شیخ صلاح الدین  
شاہ سلیمان شطاری  
شاہ محمود علی  
شاہ جمال شطاری  
شاہ عالم شطاری  
شاہ علاء جنگالی شطاری  
شاہ ابو الفیض قاضی

مقدمہ اور بیس شہید  
دیوان شاہ علی ابدال  
شیخ علاء الدین  
شیخ محمد گدائی  
شیخ مراد  
شیخ غلام حسین مغلطاب

شاہ حطای  
شاہ عبد الحفیظ  
مولانا عبد الشکور منیری  
شاہ بنیاد علی  
شاہ مدار بخش  
شاہ سجاد حسین  
شاہ عبداللہ  
شاہ عبدالقیوم (بہار)

حديقة الشباب ص ١٢٢ ،

(۴۲۰)

مخدوم منیار الدین  
مخدوم جلال میری  
مخدوم شیخ شعیب شیخپوری  
مخدوم شاه مظفر  
مخدوم نظام الدین  
بندگی شاه فیروز  
شاه جلال مقرر الدین

---

شاه عبدالقادر  
شاه نور الدین  
شاه محمد آگاه  
شاه تراب علی  
کینز کیری  
شاه برهان مظفر  
شاه شرف الدین احمد  
شاه نجم الدین فردوسی

شاه شهاب الدین  
 شاه غلام مصطفیٰ  
 شاه شرف الدین (کھاکھڑ)  
 شاه امیر الدین فردوسی  
 شاه امین الدین  
 سید شاہ حکیم الیاس فردوسیؒ

شاه عبدالفتاح  
 شاه نورالدین  
 شاه محمد آگاه  
 شاه تراب علی  
 کینز کیری  
 شاه برهان مظفر  
 شاه شرف الدین احمد  
 شاه نجم الدین فردوسی

## شیخ محمد یحییٰ بن شیخ اسرائیل منیری

(شجرہ ص ۲۱)

شیخ یحییٰ بن شیخ اسرائیل کے بڑے فرزند تھے جو معرفت میں بلند مرتبہ تھے۔ چشتی کے سرکردہ بزرگ تھے اور فردوسی سلاسل میں سرد فتر تھے۔ بابا فرید گنج شکرؒ بھی رغبت تھی اور امیر کبیرؒ سید علی ہمدانیؒ ششیری بھی آپ سے فیضیاب ہوئے۔ نے قاضی شمس الدین سونہی کو خطوط لکھے جو اپنے عہد کے اکابرین میں تھے اور بہ طور پرہیزگار تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں کوچ کیا۔ آپ مخدوم الملک شیخ شرف الدین منیری کے والد ماجد تھے۔

شیخ نجیب فردوسی مرشد شیخ شرف الدین یحییٰ منیری | آپ شیخ بدر الدین سموتی کے مرید تھے۔ صورت و سیرت میں بہشت کی یاد دلاتے تھے۔ آپ بہت کم کلام کے مالک تھے۔ حوض شمس کے کنارے آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ حضرت شیخ یحییٰ منیریؒ آپ کے خلیفہ خاص تھے۔

شرف الدین یحییٰ

خواجہ نجیب فردوسی

ذکی الدین

نجم الدین کبریٰ

عنایہ الدین ابو نجیب

جمید الدین ابو حفص

خواجہ محمد

عبد اللہ عویہ

خواجہ احمد سپاہ دینوری

خواجہ مشاد علو

خواجہ جنید بغدادی

خواجہ بسری قطعی

خواجہ معروف کرجی

امام علی رضا

امام موسیٰ کاظم

امام جعفر صادق

امام باقر

امام حسین

حضرت علیؑ

## تذکرہ مخدوم شیخ شرف الدین منیری

(شجرہ ص ۲۱)

مخدوم صاحب کی ولادت منیر شریف بہار میں ۲۹ شعبان ۷۶۱ھ میں اور وفات ۵ شوال ۸۲۲ھ میں بہار خانقاہ میں ہوئی۔ ولادت کے وقت دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمد تھا۔ اور وفات کے وقت سلطان فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ سید شہاب الدین پیر مگھوت (درگاہ جٹھلی) کے نواسے تھے جو جعفری سید تھے نسب پیری کی رو سے زبیری ہاضمی اور حضور رسالت مآب کے ابن علم کی اولاد تھے۔ آپ کے دادا شیخ اسرائیل کے والد مولانا تاج فقیہ بیت المقدس سے آکر منیر ضلع پٹیہ صوبہ بہار میں ہوئے تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم میں یہ خاندانہ شریعت سے ہی متاثر رہا ہے۔ بچپن میں آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ آپ نے کم سن ہی میں مفتاح اللغات کو حفظ کر لیا۔ جب شعور کو پہنچے تو آپ نے اس وقت کے جید عالم دین مولانا شرف الدین ابو توامہ بخاری سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ ابو توامہ نے اپنی دختر بہو بادام کو اپنے ہونہار شاگرد کی زوجیت میں دے دیا جن سے شاہ ذکی الدین سے نسل چلی۔ آپ اپنے بڑے برادر شیخ جلیل کے ہمراہ خواجہ نظام الدین اولیا کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے شیخ نجیب فردوسی کے پاس بھیجا جن سے آپ نے توفیق بیعت حاصل کیا۔ آپ کی عبارت و ریاضت اور رشد و ہدایت

## نور کلام مخدوم الملک شیخ مشرف الدین یحییٰ منیریؒ

فالنامہ۔ دی پار کچھ اگم آوے آٹھ پانچ پھل مانگے آوے  
تین گیارہ پہنچے راج نوسو سترہ کرے اکاج

حمد ————— حمد ثنا سمجھ رب کون خالق کل جہان  
لائق حمد و ثنا کی اور نکوئی حسان

علم شریعت نال کی بھیجا پاک رسول

جو کچھ بھیجا رب نے سبھ ہم کیا قبول

مقطع ————— شرفا گود ڈراون نس اندھیاری رات  
وال نہ پوچھے کون تمہاری جبات

مخدوم بہاریؒ کا کج مندرہ (دوہرہ)

کرتا بیدن ہر تاد ہی ایک سرچن ہار  
جو کہ مہورت میں نہیں ساکھی دھرت ہوں جو کچھ فلا نے کا پنڈ پران میں ہوئی

مٹاٹ کا، کوڑے کا، پوکھ کا، اندھیاری کا، اجالی کا، چوٹ کا، پھٹ کا، سکے کا،  
تے کا، پیچھے کا، لانگھے کا، اونگھن کا، دیودانو، بھوت پلپت، راکس بھوکس، طائن،

سکھن، کین، چڑیل، میل فلاں جان بھوان ————— گلٹی، پھر کی، باؤلا، گولا،

او، سبز باد، زرد باد، ہفتاد باد ہر بادے کہ باشند در وجود فلاں جن آپکار دس ہے،

ایمان پیغمبر کی جمل بھسمنت ہو بیک بلا جائے

جائے ————— سراب جی جی کرت تئی تی مرنت

سرور در دہے نہ میز کئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایں دہرو واسہ باد بخواند

مشرق حرف مائل کہیں درد کچھ نہ بسائے گرد چھوئی دربار کی سودر در دور ہو جائے

کا شہرہ ایران سلطان ملک پہنچا۔ سلطان محمد تغلق نے پختہ خانقاہیں بنوادیں۔ ان کے مریدوں  
کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت مخدوم کی غار جناح حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی  
نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم کی تصانیف سترہ سو بتاتے ہیں۔ سلیکن مشہور حسب ذیل  
ہیں۔ مکتوبات ہمدی، دو صدی، بخت و ہشت۔ معدن العانی۔ رخ العانی۔ راحت القلوب  
فوان پر نعمت۔ موتس المریدین۔ تحفہ غیبی۔ فائدہ رکنی۔ عقائد شرقی۔ اجوبہ۔ اجوبہ زادہ۔  
اوراد اوسط۔ فائدہ المریدین۔ رسالہ اشارات۔ رسالہ مکہ۔



اللا اذ اول جہان



## مولانا ولایت علی زبیری صادقپوری

(شجرہ ص ۲۱۱)

مولانا ولایت علی زبیری صادقپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ اس قصبہ کو ۱۸۶۳ء میں سمار کر دیا۔ مولانا ولایت علی زبیری امام تاج فقیہہ کی اولاد میں تھے اور مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ انصیریؒ کے ہم جد تھے۔ اس خاندان میں کثرت سے علماء گزرے ہیں چنانچہ علماء صادقپور بہت مشہور ہیں۔ سید احمد شہید بریلوی حج سے واپسی پر جب علماء تشریف لائے تو مولانا ولایت علی بھی ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید احمد بریلوی مولانا ولایت علی اور مولانا عنایت علی اور مولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ متعین کر کے جہاد روانہ ہو گئے۔ سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کے بعد ان دونوں نے جہاد جاری رکھی۔ دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر پٹنہ آئے۔ مولانا ولایت علی جہاد میں انتقال فرما گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی مولانا عنایت علی تحریک کے سربراہ ہوئے۔ ۱۸۵۹ء میں جن کو مولوی احمد اللہ صادقپوری اور مولوی شاہ محمد حسین تحریک میں شامل ہوئے کے سبب گرفتار کر لئے گئے۔

مولانا ولایت علی کے صاحبزادہ عبداللہ شاہ بخاری زبیری صادقپوری جنگ امبیا (سوات) میں سید احمد شہید بالاکوٹ کی فوج کے سپہ سالار تھے جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھا دیا۔

مولانا ولایت علی زبیری صادقپوری صاحب تصنیفات بزرگ تھے۔ ان کی چند تصانیف درج ذیل ہیں۔

- (۱) رسالہ دعوت (۲) رسالہ لیسیر الصلواة (۳) رسالہ شجرہ باثرہ (۴) بیان الشکر (۵) رسالہ بدعت۔

ما صوفیائے بہار اور اردو از پر وفیسر معین در دانی ص ۱۴۲

## مشاریح زبیری مکی ہاشمی منیری شیخ شاہ اسماعیل زبیری مکی ہاشمی

(شجرہ ص ۲۱۱)

مخدوم شیخ اسماعیل امام محمد تاج فقیہہ فاتح منیر کے فرزند تھے۔ امام تاج فقیہہ پرمشتم میں التخلیل کے رہنے والے تھے۔ ان کی پہلی زوجہ کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) مخدوم شیخ اسرائیل (۲) مخدوم شیخ اسماعیل زوجہ اولیٰ کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی مالی سے عقد ثانی کیا جن کے بطن سے شیخ عبدالعزیز تولد ہوئے۔

روایت ہے کہ حج کے دوران امام نے جب مدینہ منورہ میں روئے الفور پر حاضری دی تو آپ کو بشارت ہوئی کہ منیر میں حضرت صوفی مومن عارف یحییٰ کی مدد کریں۔ حسب ہدایت آپ اپنے اصحاب کے ساتھ حازم منیر ہوئے تو منیاری کا ہندو راجپوت راجہ ایک لشکر جہاد کے ساتھ مزاحم ہوا آپ نے کفار کا سخت مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی۔ آخر کار راجہ مارا گیا اور محل پر آپ کے اصحاب کا قبضہ ہو گیا۔ ہم کے خاتمہ پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مخدوم اسرائیل اور شیخ عبدالعزیز کو جنوبی بہار میں دین کی تبلیغ کا کام سپرد کیا۔ شیخ اسماعیل کو آپ نے عبور دیانے گنگا شمالی بہار تربت کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا اور خود واپس پرمشتم چلے گئے۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ۱۲۹۶ء میں مخدوم شیخ اسماعیل کی سرکردگی میں ایک لشکر درہنگہ کو فوج کرنے کے لئے بھیجا جو چند روزہ ہزار گھوڑ سواروں پر مشتمل تھا لیکن مسلمانوں کا یہ لشکر سمستی پور کے نزدیک "سکری" کے مقام پر ہندو راجہ کی فوج سے شکست کھا گیا۔ دوسرے سال ۱۲۹۸ء میں شاہی لشکر شیخ اسماعیل کی سرکردگی میں پھر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجہ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اسے پانچولاں دہلی دربار میں بھیجا گیا جہاں اس نے اطاعت

داکنز الانساب ص ۲۱۳ تا ۲۱۴ کپڑہ بنسیو ہٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری ص ۲۵، ۲۵۰، ۱۸۶۰

فوت امیر محمد شطاری نے ان کی سوانح عمری سترہویں صدی عیسوی میں لکھی جس کا نام ....

(تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۵۳)

«رسالت الشہداء» ہے

(شجرہ ص ۴۲۲)

خواجہ فیض اللہ قاضی قاضن شطاری | قاضی قاضن شطاری کی ولادت ۷ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ

شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرست <sup>۱</sup> | آپ شاہ تاضن کے چھوٹے فرزند تھے۔ ولادت ۸۸۱ھ میں ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں علوم منقول و معقول اور تمام علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ استاد کے حکم سے دو سال درس بھی دیا۔ ۵۰۰ کتابیں جو والد سے ملی تھیں

علماء اور طلباء میں تقسیم کر دیں اور والد سے عرض کیا کہ مجھ کو علم باطن کا شوق ہے، والد نے طے کے روزے رکھوائے اور اٹھارہ سال کا عمر میں خلافت عطا کی۔ وصال ۹۲۴ھ میں ہوا۔ حاجی حمید الدین آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فرزند رکن الدین چندھوسی ۹۲۵ھ فتح بنگالہ کے وقت بہالیوں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ بشکول حاجی پور بہار میں مقبرہ ہے۔



## مولانا عبد الشکور منیری

(شجرہ ص ۴۳۲)

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

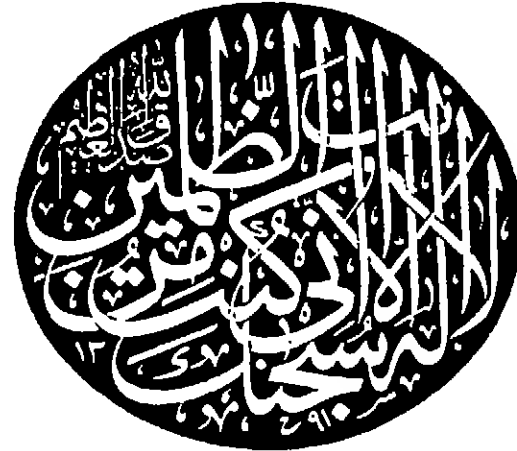
مولانا عبد الشکور منیری

مولانا عبد الشکور منیری

آپ کی ولادت سال ۱۲۸۵ھ میں منیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم منیر ہی میں حاصل کی۔ اساتذہ کرام میں خواص بخاری توحید، دیوان محمد رشید چشتی قادری جو پوری کے حالات گنج ارشدی میں مذکور ہیں۔ دیوان جی سے بیعت ہوئے۔ ایک بار دیوان جی کے ساتھ پورنیر گئے رشید خان حاکم پورنیر دیوان جی سے بہت محبت رکھتا تھا ایک دن ان سے اسم اعظم اور اس کے خواص پوچھنے لگا۔ اسم اعظم وہ اسم ہے جس کا جاننے والا استیجاب المدعوںات جو جاتا ہے۔ یہ ہر اہل دنا اہل کو بتانے کی چیز نہیں ہے۔ دیوان جی نے ٹٹلے ہوئے کہا تاکہ دل شکنتی نہ ہو۔ اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ بار بار استفسار پر جواب دیا کہ اس کا جواب میاں عبد الشکور دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ علم صوفیا در بدر مٹھو کو کھا کر کثرت عبادت و ریاضت سے حاصل کرتے ہیں اور تم اسے اتنے آرام سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ حاکم سن کر خاموش ہو گیا۔ مولانا عبد الشکور دیوان جی کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ منیر سے جو پور آستانہ تک پایادہ چلتے۔ گنج ارشدی میں ہے کہ شاہ نواز خاں کو مولانا عبد الشکور سے بہت محبت تھی۔ ایک دن دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ شاہ نواز خاں اپنی پانچ پر بیٹھا کر تلخ جو پور تک لے گئے اور پیش خدمت جواہرات پیش کیے جس میں ایک بہت بڑا ہیرا جس کی شمع دُور تک جاتی تھی دکھایا جس

کی قیمت اس وقت ستر ہزار روپے تھی۔ مولانا نے فرمایا اسے بیچ کر بھوکوں اور پیاسوں میں تقسیم کر دو۔

مولانا عبدالشکور منیری چوتھی پشت میں قاضی ملا غلام یحییٰ بہاری بارہوی قلعہ ہونے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی غلام یحییٰ نے "میرزا" پر حاضر لکھا، وہ مسک وجودی رکھتے تھے جب کہ مجدد الف ثانی شہودی تھے۔ غلام یحییٰ کی وفات ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔ لکھنؤ کے محلہ دائرہ پیر محمد لکھنوی میں مدفون ہیں۔



## مخدوم شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ و خدام ضیاء الدین (شجرہ ص ۲۲)

مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ کے دو فرزند تھے (۱) مخدوم شیخ ضیاء الدین (۲) مخدوم جلال الدین۔ جن کی اولاد نواب آباد، باڑھ اور سارن میں نواب آباد میں۔ شیخ ضیاء الدین منیری فرزند مخدوم شیخ جلال الدین منیری تولد ہوئے جن کے فرزند شیخ شعیب کا مزار موضع چھوڑہ ضلع مونگیر بہار میں مرجع خلافت ہے۔ ان کی اولاد حسین آباد مونگیر میں آباد ہیں۔ اب نادگان ترجمہ مخدوم جلال الدین منیری کی اولاد میں جو مسک امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی اولاد دو مسکوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسک حنفیہ کے پیر و کار زیادہ تر بیگم، مانا اور عبور دریا کے گنگ یعنی تربہت کے علاقہ میں آباد ہیں۔ مخدوم سلیمان لنگہ دریا قادیانی جتہ کمال سے ہوا سید شہاب الدین پیر جگموت (جٹلی) کی دختر تھیں جن کے سے مخدوم عطاء اللہ تولد ہوئے جن کی اولاد میں بی بی مدینہ زوجہ نواب ہادی حسن خان آباد بہار ہیں اور ایک دختر بی بی کمالو کا کوئی تولد ہوئی جو پیر جگموت کی نواسی تھیں۔ دختر بی بی کمالو کا کوئی کا عقد مخدوم سلیمان لنگہ دریا نے مخدوم سید حسام الدین ہنس سے لیا جن سے مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پٹن اور ایک دختر بی بی معصومہ تولد ہوئی بی بی معصومہ کا عقد سید علی ابدال جعفری شاہ گوڑ (بنگالہ) سے ہوا جن سے سید احمد شاہ ابدال پیدا ہوئے۔



## تذکرہ شیخ شعیبؒ

(شجرہ ص ۲۲۷)

### سجادگانِ آستانہ شیعہ شیعہ شیعہ

- ۱ شیخ شعیب جلال میری خلیفہ
- ۲ مخدوم شاہ مظفر - سجادہ
- ۳ مخدوم نظام الدین
- ۴ شاہ فیروز
- ۵ شاہ جلال
- ۶ شاہ عبدالفتاح
- ۷ شاہ نور الدین
- ۸ شاہ محمد آگاہ
- ۹ شاہ تراب علی

شاہ جمال علی یعنی بھانجہ داماد  
شاہ برہان الدین مظفر سجادہ نشین (ابن)  
شاہ شرف الدین احمد (ابن)  
شاہ نجم الدین احمد فردوسی

مخدوم شعیب جلال الدین میری شیخ پوری حضرت  
کے پر پوتے تھے موضع کبانواں میں ۱۸۵۷ء میں  
ہوئی۔ ۱۸۷۲ء میں وصال ہوا۔ شیخ پورہ میں جامعہ  
سے متصل ان کا مزار ہے۔ چھ یا سات سال کا  
والد بزرگوار مخدوم جلال الدین رحلت فرما گئے  
جوانی کو پہنچے تو مانا کا انتقال ہو گیا۔ ذوق سیر الی  
بھی بڑھتا گیا۔ راجگیر میں مخدوم شرف الدین بیام  
کے آستانہ میں جلد کش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی ولادت  
کا شہرہ ہونے لگا ہوناک جنگلوں میں گوشہ نشین ہو  
گئے۔ آپ نے دامنِ کرہ میں شیخ پورہ آباد کیا جہاں  
آپ نے قیام کیا اسے سکونت محلہ کہتے ہیں۔  
جب مخدوم شرف الدین یحییٰ میری کا وصال ہوا  
وصیت کے مطابق غرقہ دستار شیخ شعیب کو عطا  
ہوا۔ آٹھ پشتوں تک خاندان میں سجادگی رہی۔  
بعد ازاں چار پشتوں سے سجادگی داماد اور بھانجہ۔

جمال علی یعنی (کرہ رہ) کے خاندان میں چلی آ رہی ہے شیخ پورہ کے کہسار سے جو چشمہ رشڈہ  
کا پھوٹا اس کی لہریں دور دور تک پہنچ گئیں۔ مریدانِ مین، حجاز، ایران اور افغانستان سے  
شیخ پورہ آنے لگے۔ ان کے درس و تدریس اور قیام و طعام کے لیے ایک بڑا دارالافتاء

تھا کیا گیا جہاں ہزاروں طلباء قیام کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے نام و نشان بھی نہیں ملتے۔  
ان کی ولایت کا شہرہ سن کر ادیبان سے سید جان جاجیری بھی حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ غرض  
یہ کہ شیخ پورہ سے خلافت دیورہ، بھاگلپور، لکھن پور، رنجیر لکھپنیاں، راجگیر  
اور میراد بہار گئی۔ اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ محمد منعم بھی گزشتے ہیں جن کا  
لقب "پاکباز" تھا۔ اطراف میں فیض رساں بزرگ کی حیثیت سے شہرہ تھا۔ شیخ شعیب  
جلال شیخ پورہ کی تصنیف "مناقب الاصفیاء" ایک شہرہ آفاق معتبر مافذ ہے جس کا  
اردو ترجمہ سید ابوصالح محمد یونس نے کیا۔

آخری سجادہ نشین شاہ نجم الدین احمد فردوسی کی تصنیف "حیات ثبات" ہے

## علامہ عبدالقدوس ہاشمی ندوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ایک عالم دین، مورخ، محقق، دانشور اور سیرت نگار تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثل خطیب اور ماہر قرآن و حدیث تھے۔ وہ علامہ سید سلیمان ندوی دہلوی کے شاگرد و شاگرد ہیں۔ مولانا عبدالقدوس مخدوم پورا ضلع گیا، بہار میں ۱۶ جون ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۳۹ھ کو تولد ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولوی اوسط حسین محدث (متوفی ۱۹۱۹ء) اپنے ہی گھرانے کے مشہور و معروف شیخ الحدیث علامہ ندوی دہلوی کے شاگرد و شاگرد مولوی عبدالاحد فائق مخدوم پوری کے مجاہد تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ ازالہ علوم گیا سے حاصل کی پھر مدرسہ عالیہ میٹھ میں اعظم گڑھ سے درس نظامی کی تکمیل کی بعد از آن لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فاضل کی سند حاصل کی جامعہ پنجاب سے فاضل ادب ہوئے اور انگریزی، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت میں دسترس حاصل کی۔ ریاست رام پور لاہوری اور کتب خانہ افسیہ حیدر آباد دکن میں ماہر خطاط کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ حیدر آباد دکن میں انجمن اتحاد المسلمین کے شریک و متقدم پارلیمانی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ دو زمانہ اتحاد اور ہفت روزہ البلاغ، جریدہ جاری کیا۔ وہ رابطہ عالم اسلامی کے رکن اور ممبر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی روشناس ہوئے۔ بعد ازاں وہ الجمع الفقہی، مکر مکر کے دکن بھی منتخب ہوئے۔ جس میں ممتاز عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی شامل تھے۔ مرتے دم تک وہ ملک گیر اور عالمی اداروں سے باقاعدہ وابستہ رہے جن میں موقر العالم اسلامی، الجمع الفقہی، سعودی عرب ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد دکن لاجی، پاکستانی سنی کونسل آف پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس اور سید سلیمان ندوی ایجوکیشنل کمیٹی قابل ذکر ہیں وہ قلمی تاریخی اور تاریخ خلافت اسلامیہ جیسی مکتوبات کئی بول کے مصنف تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی ۱۹۸۹ء میں کراچی میں وفات پا گئے۔

**تصانیف** (۱) قاموس تاریخی (۲) تاریخ خلافت اسلامیہ (۳) ہمارا رسم الخط (۴) کتاب زندگی، (۵) تقویم تاریخی (۶) فرہنگ پارس (۷) فیصلہ ہندوستان (۸) المرشد الامین (۹) مجلہ الاحکام (۱۰) منظر چمن (۱۱) نشریات پاکستان (۱۲) مصائب پاکستان (۱۳) مسلمان پاکستان۔

(مسلم شریعتیہ بہار جلد ششم ۱۹۹۰ء)

ہاشمی اول

## شجرہ نسب اولاد حضرت جعفر طیار بن ابی طالب

حضرت عبداللہ الجواد زوج حضرت زینب بنت حضرت علیؑ

حضرت علی زینبیؑ

محمد الاریس رئیس

ابوہریرہ اعرابی

شاہ جعفر

شاہ اسماعیل

محمد اکبر عالم

شیخ عبداللہ

شیخ عمر داز

شیخ ابیہیم

شیخ امین

شیخ سید

شیخ محمد

شیخ ہدایت اللہ

شیخ محب اللہ

شیخ فتح اللہ

خواجہ سعد اللہ

خواجہ امیر عطاء اللہ

(چلواری شریف، بہار)

(شجرہ اولاد ص ۴۲)

### بقیہ اولاد شیخ مظفر

شیخ عثمان

معاذ الدین اول

اللہ داد

شیخ بڑے شہید

محبوب عالم

کریم الدین

امام الدین

معاذ الدین ثانی

ہدایت علی

الہی بخش

(بہار)

تذکرہ صادق ص ۵۳

عیان وطن ص ۲۴، ۵۹

حدیقۃ الانساب ص ۶۹

ابوبکر ابوالکرام

الواقسم

شیخ یحییٰ

شیخ عبدالرحمن

خواجہ سلطان

شیخ شہاب الدین

شیخ محی الدین

شیخ خلیل الرحمن

شیخ نصر الدین

شیخ ابیہیم

شیخ نصر اللہ

قاسمی رفیع الدین

قاسمی نجیب الدین

قاسمی عبدالرحمن

سالار خواجہ بدر الدین

سالار خواجہ صدر الدین

سالار خواجہ حیدر

خواجہ سکندر

خواجہ محمد

سالار خواجہ احمد

سالار فرید

سالار خواجہ مرسل

شیخ مظفر (شجرہ اولاد ص ۴۲)

نسبنامہ جعفری وزینبی مطابق ماہنامہ العجیب اپریل ۱۹۶۵ء ص ۳۳

عنوان

عبداللہ

زود بہ خوفناکت خفقہ سے  
بچھ فرزند ان

معاویہ (اولاد باقی نہیں)      علی زینبی (والدہ حضرت زینب بنت حضرت علیؑ)  
 اسمعیل زاہد      متوفی ۲۵۰ھ      بروایت ابن ماجہ  
 محمد      عون      عدی  
 شہدائے کربلا  
 حضرت جعفر طیارؑ

محمد الارسلان یا محمد شلت  
محمد ابراہیم  
جعفر السید (بنو جعفر نسل کثیر)

محمد اسحق الاثر  
(نسل کثیر باقی)

عون

عبداللہ

اسحق  
محمد  
ابراہیم (مطابق شاہ سلیمان پہلو لودی)

علی  
اسفیل

سعادہ

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

حضرت زینب بنت فاطمۃ الزہراءؑ کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی ان کے بطن سے علی بن محمد اور معلوہ تولد ہوئے۔

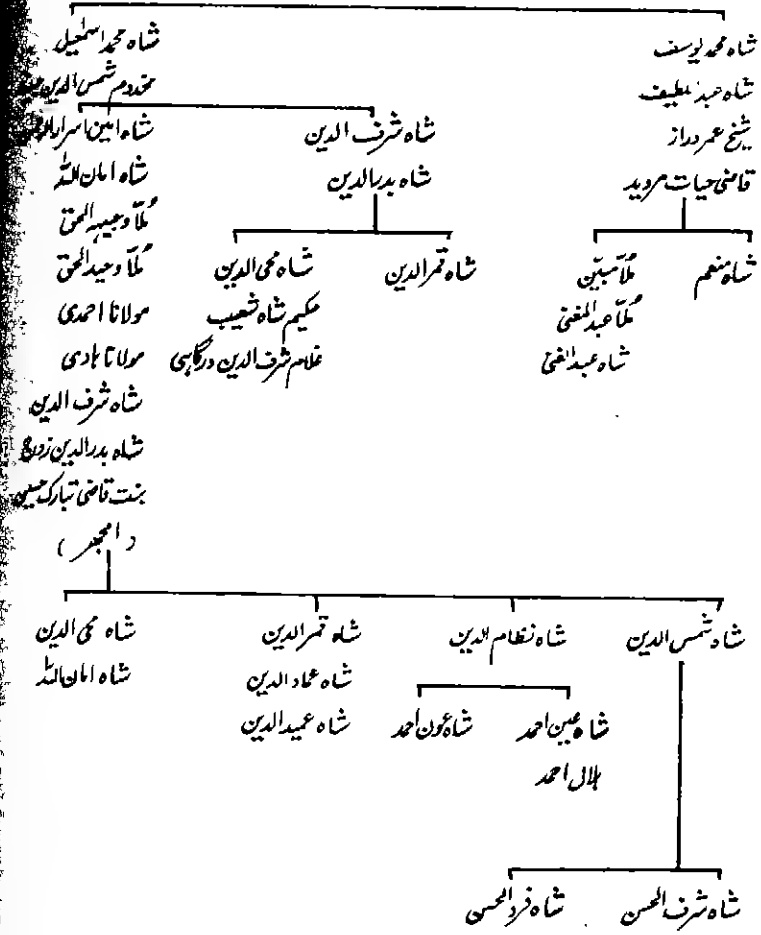
محمد رضا مالدین ملوی مصنف مراۃ الانساب کے مطابق تھے  
نسل صرف علی بن عبد اللہ بن جعفر سے جعفر سے حماد بن ہونی  
عباس بن حنون جعفر بن علی  
حضرت زینب کبریٰ  
اور دوسرے عقب نہیں ہے۔

سنة عمرة الطالب م<sup>١</sup> مصنف جمال الدين محمد بن علي متوفى ٨٢٨ هـ ورحمت العالمين م<sup>١٢</sup> ١١٣٣

۱۹۶۲ء مطالبہ المستول فی مناقب آل رسول ص ۲۳۲ من طباعت ۱۳۸۸ھ مرآۃ الانساب ص ۱۳۸ من طباعت ۱۹۶۴ء

[illegible]

## اولاد شاه میر مظفر پهلوی شریف



(کتاب الانساب ص ۴۹)

## شجره طریقت پهلوی شریف



(احسان وطن سفر ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳)

## شجرہ طریقت پھلوری شریف بہار

شجرہ طریقت مجیبہ	عمر اولیسیہ	نقشبندیہ	جندیہ مجیبہ	طبقاتیہ مدارس
مولانا شاہ می الدین	ملا جان الاولیاء (جو پور)	ملا وحید الحق	پیر شاہ بدالدین	شاہ مجیب الدین
مولانا ہادی	شیخ مخدوم جہاں	شاہ محمد قاسم	شاہ فضل اللہ تلمیذی	خواجہ محمد الدین
مولانا نصر	شیخ بہار الدین	شاہ ابو محمد کریم گاد	شاہ محمد ہادی	شاہ مزار الدین
مولانا فروغ	شیخ سالار بڑھا	شیخ سلطان کھنیز	شاہ احمدی	(دانا پور)
شیخ عالم الدین	شیخ بہار الدین (تھو)	سید آدم بنوری	ملا وحید الحق ابدال	
ملا وحید الحق	میران سید ناصر الدین	شیخ احمد سرہنی	شاہ محمد مخدوم (چچا)	
شاہ محمد مخدوم	میران سید مفتی الدین	خواجہ باقی باللہ	شاہ امان اللہ	
خواجہ محمد الدین قلندر	میران سید زین ابو کفر لائی		شاہ امین	
مولانا سید وارث رسولنا باری	شیخ شہاب الدین		مخدوم شمس الدین جلیانی	
مخدوم شرف الدین کھنیز	شیخ ابراہیم			
حضرت غریب نواز	حضرت عمر فاروق			
حضرت قوث پک				

شجرہ مدارس عمادیہ  
قطب الدین بنائے دلا  
جمال حسینی ہسوی  
بریل الدین دار کھنیز  
امین الدین شامی  
عین الدین شامی  
رفیع الدین شامی  
ریح مقدسی  
حضرت امام حسین  
حضرت علی

نوٹ: پیر کرم علی کھنیز بنو گری شاہ مجیب اللہ کے سلسلہ طریقت قادریہ وارشہ میں سیتھری غلو تھے انہیں فرقہ مخالفت ۱۲۴۵ھ میں ملا۔

لے ایمان وطن سفر ۲۳۱ لے ۲۴۰ لے ۲۵۰ لے ۲۶۰ لے ۲۷۰ لے ۲۸۰ لے ۲۹۰ لے ۳۰۰ لے ۳۱۰ لے ۳۲۰ لے ۳۳۰ لے ۳۴۰ لے ۳۵۰ لے ۳۶۰ لے ۳۷۰ لے ۳۸۰ لے ۳۹۰ لے ۴۰۰ لے ۴۱۰ لے ۴۲۰ لے ۴۳۰ لے ۴۴۰ لے ۴۵۰ لے ۴۶۰ لے ۴۷۰ لے ۴۸۰ لے ۴۹۰ لے ۵۰۰ لے ۵۱۰ لے ۵۲۰ لے ۵۳۰ لے ۵۴۰ لے ۵۵۰ لے ۵۶۰ لے ۵۷۰ لے ۵۸۰ لے ۵۹۰ لے ۶۰۰ لے ۶۱۰ لے ۶۲۰ لے ۶۳۰ لے ۶۴۰ لے ۶۵۰ لے ۶۶۰ لے ۶۷۰ لے ۶۸۰ لے ۶۹۰ لے ۷۰۰ لے ۷۱۰ لے ۷۲۰ لے ۷۳۰ لے ۷۴۰ لے ۷۵۰ لے ۷۶۰ لے ۷۷۰ لے ۷۸۰ لے ۷۹۰ لے ۸۰۰ لے ۸۱۰ لے ۸۲۰ لے ۸۳۰ لے ۸۴۰ لے ۸۵۰ لے ۸۶۰ لے ۸۷۰ لے ۸۸۰ لے ۸۹۰ لے ۹۰۰ لے ۹۱۰ لے ۹۲۰ لے ۹۳۰ لے ۹۴۰ لے ۹۵۰ لے ۹۶۰ لے ۹۷۰ لے ۹۸۰ لے ۹۹۰ لے ۱۰۰۰ لے

## تذکرہ پھلوری شریف بہار

موضع پھلوری کسی زمانہ میں مہاراجہ اشوک کا باغ تھا۔ دسویں صدی کے اوائل میں مولانا ذہان جعفریہ زینبیہ کے سربراہ اور وہ بزرگ حضرت شاہ محمد سعد اللہ جعفری زینبی اپنے بیٹے امیر عطاء اللہ اور موروثی غلام کے ساتھ پھلوری آئے۔ شاہ سعد اللہ کے والد شاہ محمد ہادی نسبت سے مخدوم نور الدین ملک یار تیریاں دہلوی کی صاحبزادی کی جو نیت کا شرف لکھے۔ خانہ ذہان جعفری زینبی ہند کے اکثر شہروں الہ آباد، پھلی شہر (جونپور)، امرہ بہار پھلوری، مہارواں پٹنہ محلہ مخلیورہ اور ہند کے باہر غزنی میں جس کی شاخ پھلی شہر پہنچی ہے کے علاوہ عرب کے مختلف علاقوں میں جس کا پتہ انساب کی کتابوں سے چلتا ہے پھلیا ہوا ہے مخدوم نور الدین ملک سلطان فیاث الدین بلبن کے عہد کے مشہور دانشمندی سے ہیں شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے اخبار الاخبار میں تذکرہ کیا ہے کہ یہ لازماً کے رہنے والے تھے پیر کے حکم سے دہلی آئے ۶۹۵ھ میں وفات پائی مدفون دہلی۔

پھلوری کا خانہ ذہان دسویں صدی ہجری کے اوائل میں بہار میں آباد ہوا۔ مہارواں کا

ایک ساتویں صدی ہجری میں بہار آیا۔

مولانا محمد سعید نے قطاس البلاغہ میں اپنے مکتوب بنام مولانا محمد نعیم فرنگی علی میں تحریر کی ہے کہ میں محمد سعید بن حاجی منشی واعظ علی بن عمر دزازی مولوی فقیر اللہ بواسطہ جعفر طیار بواسطہ عبداللہ بن عباس ہیں، عمدۃ الطالب کے مطابق امامہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا

ملا جعفر طیار سے ہوا۔ جن کے پوتے علی زینبی کے دو بیٹے تھے (۱) محمد الارس رئیس (۲) علی

ایمان وطن سفر ۲۲۱ لے ۲۳۰ لے ۲۴۰ لے ۲۵۰ لے ۲۶۰ لے ۲۷۰ لے ۲۸۰ لے ۲۹۰ لے ۳۰۰ لے ۳۱۰ لے ۳۲۰ لے ۳۳۰ لے ۳۴۰ لے ۳۵۰ لے ۳۶۰ لے ۳۷۰ لے ۳۸۰ لے ۳۹۰ لے ۴۰۰ لے ۴۱۰ لے ۴۲۰ لے ۴۳۰ لے ۴۴۰ لے ۴۵۰ لے ۴۶۰ لے ۴۷۰ لے ۴۸۰ لے ۴۹۰ لے ۵۰۰ لے ۵۱۰ لے ۵۲۰ لے ۵۳۰ لے ۵۴۰ لے ۵۵۰ لے ۵۶۰ لے ۵۷۰ لے ۵۸۰ لے ۵۹۰ لے ۶۰۰ لے ۶۱۰ لے ۶۲۰ لے ۶۳۰ لے ۶۴۰ لے ۶۵۰ لے ۶۶۰ لے ۶۷۰ لے ۶۸۰ لے ۶۹۰ لے ۷۰۰ لے ۷۱۰ لے ۷۲۰ لے ۷۳۰ لے ۷۴۰ لے ۷۵۰ لے ۷۶۰ لے ۷۷۰ لے ۷۸۰ لے ۷۹۰ لے ۸۰۰ لے ۸۱۰ لے ۸۲۰ لے ۸۳۰ لے ۸۴۰ لے ۸۵۰ لے ۸۶۰ لے ۸۷۰ لے ۸۸۰ لے ۸۹۰ لے ۹۰۰ لے ۹۱۰ لے ۹۲۰ لے ۹۳۰ لے ۹۴۰ لے ۹۵۰ لے ۹۶۰ لے ۹۷۰ لے ۹۸۰ لے ۹۹۰ لے ۱۰۰۰ لے

ملا عا خواجہ بدالدین امام تاج فقیہ فاتیح منیر کی فوج کے سالار تھے۔ میر شریف ۵۵ھ میں فتح ہوا۔

ملا سعد اللہ بن فتح اللہ امیر عطاء اللہ کے والد بزرگوار تھے وہ دریائے پُن پُن کے نزدیک شہید ہوئے۔ سن شہادت ۹۲۶ھ مدفون منورا، سالار پور۔

## مولانا عماد الدین عماد پھلواڑی

(مصلح)

مولانا شاہ عماد الدین عماد قلندر پھلواڑی ۱۱۹۵ھ میں پھلواڑی شریف میں تولد ہوئے اور ۱۲۴۲ھ

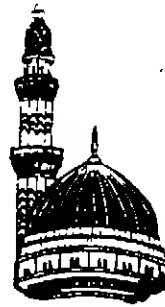
میں پانی۔ پھلواڑی شریف کا مرکز فیض حضرت سید شاہ منہاج راسنی کا قائم کردہ ہے۔ آپ  
کا تخلص الملک شیخ شرف الدین یحییٰ مینوی بہار کے غلام میں سے تھے۔ پھلواڑی شریف کا مرکز  
میں مہدی بھری مطالبی چودھویں مہدی بیسوی میں قائم ہوا۔ حضرت عماد الدین عماد قلندر پھلواڑی  
کے مزار صوفیہ میں تھے۔

حکیم محمد شعیب شیخ پوریؒ مرحوم کے گھر میں اس خاندان کے صوفیائے کرام کے ملفوظات و ملفوظات  
کی مایہ نر یا اب تک وجود ہے۔

### بی بی ولیہؒ

حضرت بی بی ولیہ بنت سید شاہ عزیز الدین امجدی شاہ آیت اللہ شوش کی والدہ ماجدہ تھیں۔  
ان کا تخلص کا پہلا نکاح بی بی ولیہ سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادہ شاہ آیت اللہ تولد ہوئے۔  
ولید کا وصال ۱۹ جمادی اول ۱۳۳۹ھ کو ہوا۔ بڑی زاہدہ اور عابدہ تھیں اور علم تصوف میں کمال  
کا رکھتی تھیں۔ ان کے معلومات و مکاشفات ان کی زندگی ہی میں شہرت پا چکے تھے۔ جس کے  
بجائے پھلواڑی شریف کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ عربی کی تھوڑی اور فارسی کی بہت  
کثیر لیاقت رکھتی تھیں۔ حضرت سید وارث رسولنا باریؐ کی شان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے  
ان کا مطلع ہے

”ندانم کہ در روز محشر چہ باشد کہ جرم و گناہم گزشت از حد“



اشرف۔ اس لئے ہرزہ بنی عباسی جزیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ محمد لادیس رئیس کے  
اعرابی تھے جن کے بیٹے جعفر السیدی ہیں۔ ان کے بیٹے اسماعیل تھے جو اہل پھلواڑی کے اجداد ہیں۔  
کی اولاد کا ذکر بھی کتاب الانساب میں موجود ہے۔

صوبہ بہار کے معزز خاندانوں میں خاندان تاج نقیہ فاتح مینو، شہاب الدین  
آدم صوفی، سید منہاج راسنی، مخدوم سلیمان لنگر زین کا کوری، مخدوم ابراہیم زندہ دل کا کوری  
جفری دینی پھلواڑی کے امیر عطار اللہ کی اولاد سے ملتا ہے۔  
امیر عطار اللہ ۱۲۴۲ھ میں رحلت فرما گئے۔ مزار سنگی مسجد سے متصل پھلواڑی شریف  
ہے۔ جہاں ان کے دونوں بیٹے اور پوتے اسماعیل بھی مدفون ہیں۔

## شاہ مجیب اللہ شمس الدین ابوالفرح مجیبی پھلپوری شریف بہار

(شجرہ نسب ۴۴۸)

خواجہ عطار اللہ کے دو فرزند تھے۔ محمد مظفر اور محمد حسین شاہ مجیب اللہ پھلپوری بہار پوتے تھے۔ شاہ مجیب کی ولادت ۱۱۰۹ھ یا ۱۰۹۵ھ میں ہوئی۔ ولادہ ابوہریرہ کے ہاں ہوئی۔ شاہ مجیب اللہ نے سید شاہ وارث رسولنا باری سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ خلافت بھی حاصل کیا۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲ جمادی الاخریٰ ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی۔ شمس الدین ابوالفرح مجیبی شاہ مجیب اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالحی کے فرزند تھے۔ شاہ محمد مخدوم جنیدی وارثی قادری کے نواسہ تھے وادیہاں اور ناہاں دونوں طرف سے مشہور تھے آپ کی والدہ کاتبہ قادری ہے۔ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ وحید الحق ابدال قادری آپ کے پھوپھا تھے اور استاد بھی تھے۔ سید شاہ شرف الدین سیدہ واجازت حاصل تھی۔ یہی آپ کے مرشد اول تھے۔ آپ نے دوسری بیعت سید شاہ برکت اجمیری سے کی جو سید شاہ محمد قادری اجمیری کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۳ شعبان ۱۳۲۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ لکھنؤ کے معری محلہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے منجملہ صاحبزادے مولانا مصطفیٰ ابوالقاسم جانشین ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے مولانا شاہ محمد علی، مصطفیٰ ابوالقاسم، ابوالفضل اور مولانا مجتبیٰ، مولانا شاہ محمد علی بردوان میں مفتی تھے ۱۲۱۹ھ میں سورہ بہار کے پورے مقرر ہوئے۔

## شاہ امان علی جعفری زینبی پھلپوری

(شجرہ نسب ۴۴۹)

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلپوری اسم گرامی تھا اور ترقی آپ کا تخلص تھا۔ آپ آیت اللہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کی حقیقی چچا زاد ہیں کے بیٹے تھے۔ شاہ امان علی ترقی نے حضرت علی سے درس لیا تھا۔ آپ کو نظم کہنے کا بڑا شوق تھا آپ کا کلام نہایت رنگین اور پر لطف ہے۔ مشنوی و قصیدہ گوئی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ انشا پرداز میں آپ کو مکہ راسخ حاصل تھا۔ دس سالہ مشنوی "ترقی" کے نام سے اپنے مرشد مخدوم آیت اللہ کی مدح میں نظم فرمائی ہے۔ اکابرین پھلپوری کا حال بھی نظم فرمایا ہے۔ آپ کی غزلوں سے سلاست، قادر الکلامی اور بودگی کا پتہ چلتا ہے۔ ابتدائی عمر میں اپنے مرشد سے طریقت کا حصول کیا تھا کہ شیخ کا وصال ہو گیا۔ آخر میں مخدوم آیت اللہ سے رجوع کیا اور تمام عمر حلقہ بگوشی کی۔ ندی جائداد سے دنیاوی زندگی گزارتے تھے۔ آپ کی اولاد پھلپوری شریف میں موجودگی ہیں۔ مولانا احمدی کی تیسری شادی آپ ہی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ آپ کا دس سال ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ آپ اپنے مرشد اعلیٰ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

## سلام بر شہید کربلا

سلام اس پر ہے ہوشہ محمود ہے  
نواسہ نبی کا علی کا پسر ہے  
وہ ہے ماہ تاباں برجِ امامت  
وہ بحمدِ نبوت کا مالی گہر ہے  
وہ ریحانِ باغِ رسالت ہے بے شک  
وہ نخلِ دلاّت کا پہلا ثمر ہے  
وہ درجِ رواں شہِ لافتنی ہے  
وہ جانِ نبی فاطمہ کا جگر ہے  
جو انجانِ جنت کا سردار ہے وہ  
وہ برجِ شہادت کا روشن قمر ہے  
پھنسا آکے گردابِ مروجِ بلا میں  
سیماں کی بھی تھمک کوئی خیر ہے

(از حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی)



## مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی و مولانا جعفر شاہ پھلواروی

(شجرہ نسب ۴۴)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا رکنِ ولادت ۱۲۴۳ھ ہے۔ مولانا خانقاہ پھلواروی کے ملیل اہل حق سہادہ نشیں تھے اور نسا جعفری زینبی تھے۔ ان کی دادی عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی اولاد تھیں۔ ابتدائے عمر اپنے ماموں شاہ نعمت اللہ سے حاصل کی وہ شاہ حبیب کے نواسہ تھے۔ شاعری میں شاہ سلیمان مینہ پلک کے شاگرد تھے۔ اپنے خسر شاہ علی حبیب نصر سے بیعت تھے۔ وہ ایک سحر بیان مقرر اور متبحر عالم تھے۔ درسیات کی تکمیل مولانا عبدالمعز فرنگی علی سے کی اس کے بعد دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلی سے علمِ حدیث کی تکمیل کی۔ مولانا احمد علی سہان پوری سے بھی مذاہم کی۔ خوش بانی میں کم لوگ ان کا مقابلہ کر سکتے تھے جب چاہتے مجمع کو ہنساتے اور جب چاہتے دلائے تقریر کے درمیان شہابی کے اشارے درودِ سوز اور مژدہ جہر میں پڑھتے کہ لوگوں کے دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ ندوہ کا تقریباً کوٹہ مجلس ان کی تقریر سے خالی نہ جاتا۔ ۱۲۵۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پھلواروی شریف میں مدفون ہیں۔ مولانا شاہ عزیز الدین آپ کے نواسہ تھے شاہ حسن بڑے فرزند تھے جن کے بیٹے حسن شہی کراچی میں معروف ملی شخصیت ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ حسین اور تیسرے پسر غلام حسین اور چوتھے شاہ جعفر پھلواروی تھے۔ شاہ حسین کا عقد ابو صالح عبداللہ ماقطہ مشکی پوری نوگیری کی دختر سے ہوا تھا ان کی تصنیفات میں ”خاتمِ سلیمانی“ بہت مشہور ہے۔ ان کی کل تصانیف ۷ ہیں۔ مولانا ندوہ کے سرگرم رکن تھے۔

### جعفر شاہ پھلواروی

آپ کا رکنِ ولادت ۱۲۴۳ھ ہے۔ مولانا دارالعلوم ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۷۰ سال جامع مسجد کچہر تھلہ میں امامت و خطابت کی۔ آپ کی شادی مکھن میں نواب سید فدا الحسن خاں قزوینی بن نواب صدیق حسن خاں کی نواسی سے ہوئی۔ موصوف ۳۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا انتقال ۱۲۸۹ھ میں ہوا۔

۱۔ اعیانِ وطن ص ۲۶۹، سیرت محمد علی نوگیری ص ۱۲۹، مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۲۱۷،  
خود ۲۔ بزمِ صوفیہ کی طرف سے راقم ان کا مستند خاص رہا ہے اور مولانا جعفر شاہ پھلواروی سے کچھ فیضان  
بھی ملا ہے۔ وہ اس زمانہ میں بزمِ صوفیہ کے صدر تھے۔ (مؤلف)



## شاہ قمر الدین پھلواروی

(شجرہ نسب ۴۴)

مولانا شاہ قمر الدین پھلواروی کی ولادت ۲ ذیقعدہ ۱۲۱۲ھ میں ہوئی اور آپ ۲۱ جنوری ۱۲۸۵ھ کو وفات پا گئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شاہ قمر الدین سے حاصل کی اور مولانا عبدالعزیز الجھڑی سے درس کیا۔ پھر مدرسہ معینہ درجنگ میں مولانا حکیم برکات ٹونکی میرنگری موئگری کے تلامذہ میں رہے مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا مقبول احمد سے باقی درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ صاحب نے دوبار حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حج کے دوران آپ نے حرمین و شریفین کے معروف علماء و مفتیین سے اجازت و سنت حاصل کی مدینہ منورہ میں مولانا عبداللہ بن محمد غازی سے قصیدہ بروہ کی اجازت حاصل کی۔ یہ زمانہ ۱۲۵۲ھ کا تھا۔ حدیث اور سلاسل مونیہ کی تحریری خلافت و اجازت شیخ احمد کی اور مولانا شاہ بد الدین سے حاصل کی۔ قادریہ سلاسل کی اجازت و خلافت مدینہ میں سید احمد شریف سوسے سے حاصل کی۔ فردوسیہ، جگھوڑیہ، چشتیہ، آدم صوفیہ اور مجیبیہ سلاسل تصوف کی اجازت اور سند خلافت اپنے نانا مولانا علی احمد رضوی اور مولانا غلام دستگیر ساکن گھگھڑے سے حاصل کی۔ حدیث کی سند بھی آپ نے اپنے نانا مرحوم مولانا محی الدین احمد رضوی سہماہ نشیں پھلواروی شریف سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا شاہ قمر الدین پھلواروی ۱۲۶۶ھ میں بہار کے امیر شریعت مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ کا وصال ہو گیا آپ پھلواروی شریف میں مدفون ہیں۔



## شاہ محی الدین تٹا عمامی پھلواروی

(شجرہ نسب ۴۵)

عربی مکہ کے جو رجسٹر اسکالر و فارسی کیلئے خود ہی ہو جائیگا کہیں معلوم ہاتھ لگ کر لکھیے۔ مشہور زمانہ مفسر، محدث، فقیہ، مورخ، امام اسمائے الرجال، معقن زبان و بیان صاحب فکر و نگاہ، علمی عووض، محکمہ رس ادب اور شاعر ذی شعور شخص کون تھا؟ یہ تھے علامہ تٹا عمامی پھلواروی، علامہ تٹا نام محی الدین تھا اور تخلص تٹا۔ وہ ۱۴ شوال ۱۲۵۲ھ کو پھلواروی شریف پٹنہ صوبہ بہار میں تولد ہوئے۔ ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے شعرا و ادب کی فنائیں آنکھیں کھلیں اور علم و حکمت کے ماحول میں ان پر شہرہ فضل و کمال ورثہ میں پایا۔ آپ کے والد ماجد شاہ نذیر الحق فائز بڑے مشہور و معروف شاعر تھے۔ تمام درسی کتابیں والد سے پڑھیں۔ آٹھ سال کی عمر سے قافیہ پیمائی شروع کر دی اور بہت جلد بستان علم آباد کے متاخرین شعرا کی صف میں ممتاز مقام پر پہنچ گئے۔ تٹا کو اردو، فارسی اور عربی پر یکساں پختہ حاصل تھا۔ ایک وقت آیا جب تٹا بہار یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

یہ عروض میں ان کو بیڑی ملی حاصل تھا۔ چودہ برس تک مشہور درگاہوں میں عربی کا درس دیتے رہے اور مسائل تک قرآن کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ برما کی زمینوں کے ایک مشہور مقدمہ میں سر علی امام تٹا عمامی وکیل دہلی دہلی کی بنیاد پر وہ مقدمہ جیت گئے تھے جبکہ مشہور مخالف ہندو جنگلی وکیل مرآتو تو ش مکھرجی نے اس میں حرکت قلب بند ہونے کے سبب انتقال کر گیا تھا۔ یہ بیسویں صدی کے دوسرے عشرہ کا مشہور مقدمہ ہے۔ حدیث کی کتابوں صحاح ستہ یعنی بخاری و مسلم و سنن و آؤدی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ پر علامہ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سیاست میں بھی حصہ لیا وہ مولائی مسلم لیگ بہار کے نائب صدر رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو ڈھاکہ کی طرف ہجرت کی قوی حالات سے متاثر ہو کر انہوں نے بیڑی طویل نظم لکھی چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

علمہ جامع العلوم علامہ تٹا عمامی از انیس الرحمن ایڈووکیٹ، شرف آباد، کراچی ص ۴۳،

نوٹ: اصول النساب کی ۷ سے ۱۷ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

دل دور رہا ہے دیکھ کے خیر الام کمال  
پروردگار کوئی تائید غیب سے  
بے دست و پا غریب عجب بے بسی میں  
امت تیرے نبی کی بڑی بے بسی میں

### تصنیفات

- (۱) عروض جدید (۲) تدبیر عروضی کی غلطی،
- (۳) ایضاح سخن (۴) انحال مرکب پر ایک رسالہ،
- (۵) "کر" اور "نہ" کے استعمال پر ایک رسالہ،
- (۶) بدلیف پر ایک رسالہ (۷) قوافی پر ایک رسالہ،
- (۸) وراثت و ضلال (۹) حقیقتہ العوم (۱۰) الدین القیم،
- (۱۱) محکم و متشابہ (۱۲) عرفان ادب،
- (۱۳) جہالت مغرور (۱۴) حقیقت التقویٰ،
- (۱۵) القصیدۃ الزہرہ (۱۶) جواہر الصرف (۱۷) روح النور،
- (۱۸) جواہر ادب (۱۹) مثنوی مذہب و عقل،
- (۲۰) نماز پنجگانہ (۲۱) جمع القرآن (۲۲) اعجاز القرآن،
- (۲۳) مدثین (۲۴) زہری (۲۵) طبری (۲۶) حضرت علامہ صاحب،
- (۲۷) بنات النبی (۲۸) مثنوی معاش و معاد (۲۹) مثنوی کتاب و سنت،
- (۳۰) الطلاق ترمذی (۳۱) تنقیح لغات القرآن،

شاگردان رشید :- دفا براسی، شاہ جعفر پھلوادی، سرفراز الدین، سید عبدالعزیز بیرطر، عذیب شاہ  
ڈاکٹر شکست بزواری، چودھری غلام احمد پوٹو۔



خلی ہاشمیؑ، تذکرہ و شجرہ شہر خ عظام و اولیاء کرام

## حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانیؒ

شجرہ مطاہی رمان	شجرہ مطاہی شجرہ رمان	شجرہ مطاہی شجرہ رمان	حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانیؒ
شیخ بہار الدین زکریا	شیخ بہار الدین زکریا	شیخ بہار الدین زکریا	حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانیؒ
شیخ محمد غوث	شیخ محمد غوث	شیخ محمد غوث	کے جد امجد حضرت کمال الدین علی ابابکر
شیخ ابابکر	شیخ ابوبکر	شیخ ابوبکر	مکہ معظمہ سے خوارزم آئے اور وہاں سے
شیخ علاء الدین	شیخ جلال الدین	شیخ جلال الدین	اگر ملتان میں سکونت اختیار کر لی۔
سلطان محمد حسن	سلطان قاضی	سلطان قاضی	یہیں ان کے فرزند شیخ و حبیبہ الدین
سلطان عبداللہ	قاضی شمس الدین	قاضی شمس الدین	محمد غوث تولد ہوئے جن کی شادی مولانا
سلطان علی حسین	حسین ثانی	حسین ثانی	مسلم الدین ترمذی کی صاحبزادی سے
سلطان مطرقہ	عبداللہ	عبداللہ	ہوئی تھی۔ شیخ بہار الدین زکریا کی
سلطان خدیجہ	حسین اکبر	حسین اکبر	ولادت با سعادت قلعہ کوٹ کرور میں
امیر عالم	مطرف	مطرف	ہوئی بارہ سال کے ہوئے تو والد امجد
تاج الدین	خواجه داؤد طائی	خواجه داؤد طائی	کاسا یہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی وفات
مطرفہ	حاتم	حاتم	کے بعد کلام پاک حفظ کرنا شروع
عبدالرحیم	تاج الدین	تاج الدین	کیا اور سالوں قراؤں کے حافظ ہوئے۔
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالرحیم	مزید تعلیم کے لیے خراسان پہنچے رات
عیاز	عبدالرحمن	عبدالرحمن	سال تک علوم نظام ہری و باطنی حاصل
اسد	امیر عیاز	امیر عیاز	کرتے رہے۔ آٹھ سال تک ہنارا
مطلب	اسد	اسد	میں علم کی تحصیل کی۔ ہنارا سے حج
اسد	عبدالعزیز ہاشم	عبدالعزیز ہاشم	کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۵ سال تک
ہاشم			جوار رسول میں رہے اور مولانا کمال الدین
			محمد محدث مجاور مسجد نبوی سے حدیث پڑھی۔

ملکہ یامین الانساب ص ۶۳

کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۵ سال تک جوار رسول میں رہے اور مولانا کمال الدین محمد محدث مجاور مسجد نبوی سے حدیث پڑھی۔

## شجرہ و تذکرہ شیخ صدر الدین عارفؒ

مختصر احوال

اسمائے گرامی

حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ اپنے والد بزرگوار ہی کی صحبت میں عقل و روحانی تعلیم پائی۔ جب وہ کلام پاک پڑھتے تو معرفت کے اسرار و روزان پر عیاں ہوتے اس کے عارف کہلائے۔ شیخ صدر الدین عارف کے خلفاء میں (۱) شیخ جمال خندان (۲) شیخ حسام الدین طمانی (۳) ملا محمد علی خجندی (۴) شیخ احمد مشوق بہت مشہور ہوئے۔ شیخ صدر الدین نے اپنے ملفوظات کا مجموعہ "کنوز الغوائد" لکھا جسے ان کے مرید خواجہ فیاض الدین نے مرتب کیا۔ شیخ صدر الدین عارف کا سال ولادت بعض روایتوں کے مطابق ۷۸۵ھ ہے۔ شیخ صدر الدین عارف ۸۶۹ یا ۸۷۰ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ مرقدِ شریف مکان میں حضرت بہار الدین زکریا طمانیؒ کے پہلو میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

## شجرہ و تذکرہ شیخ رکن الدین عالمؒ

اسمائے گرامی

حضرت شیخ ابو الفتح رکن الدین حضرت شیخ صدر الدین عارف کے صاحبزادے تھے اور حضرت بہار الدین زکریا طمانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام شیخ بہار الدین زکریاؒ کی بی بی راستی تھا جو بہت ہی عبادت گزار اور پاک دامن تھیں۔ ان کا نسب حضرت عثمان بن عفان سے ملتا ہے۔ نظامی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے دادا حضرت بہار الدین زکریا طمانیؒ سے حاصل کی۔ خواجہ طمس تبریزیؒ نے آپ کو رکن الدین عالم کے لقب سے مخاطب کیا اور وہ "رکن عالم" کہلائے۔ ان کے خلیفہ حضرت جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت سے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۸۶۹ سال کی عمر میں مندر مسجد کی پیمائش ہوئی۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے ان کو دلی لگاؤ تھا۔ وہ اپنے نور باطن سے لوگوں اور مریدوں کے دلوں کی باتیں معلوم کر لیتے تھے۔ ۸۷۵ھ میں وصال ہوا۔

وہاں سے لوٹے تو لہندہ پہنچے اور سرسبز شیخ شہاب الدین عمرؒ کی خدمت اقدس میں رہے اور فرقہ خلافت سر فراز ہوئے۔ مرشد کے حکم پر چھ طمانی پہنچے اور سارے ہندو اپنے انوارات سے منور کیا۔

حضرت شیخ بہار الدین زکریا طمانیؒ جہند میں رئیس الاولیاء تھے حضرت زکریا طمانیؒ اللہ علیہ السلام شکر و دروں خالہ زاد بھائی تھے۔

نسب مادری حضرت بہار الدین زکریا طمانیؒ بن عصمت بنت سید مصیہ الدین خجندی بن عماد الدین بن سید کمال الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بدر الدین بن سید حسن بن سید علی بن سید محمد بن سید محمود بن سید محمد بن سید عارف بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادقؒ

حضرت شیخ بہار الدین زکریا کا معمول تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد کلام پاک شروع کرتے اور فوجی غلام سنوں تک پورا ختم کر لیتے تھے۔

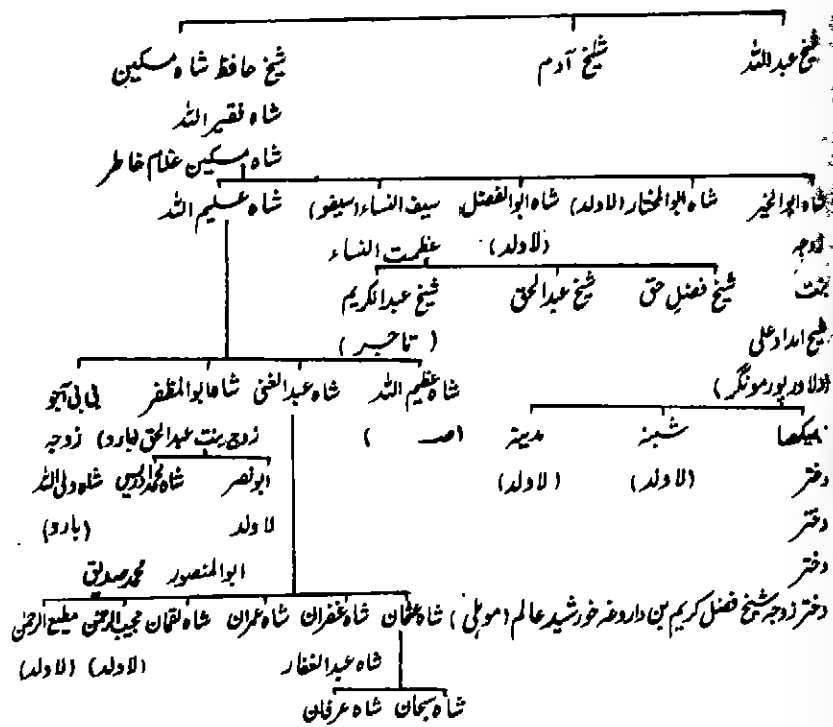
وفات: سند وفات میں اختلاف راحت القلوب کے مطابق ۸۵۶ھ بعضوں کے مطابق ۸۶۹ھ اور ۸۶۵ھ، مہینہ الاولیاء میں سال ولادت ۸۶۵ھ لکھا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بدن کی سلامتی قلت طعام میں اور روح کی سلامتی ترک گناہ میں ہے۔ خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیخ حسن افغان (۲) شیخ فخر الدین عراقی (۳) شیخ امیر حسینی (۴) شیخ جمال خندان (۵) شیخ نجیب الدین علی بنفش۔



مشارع صدیقی لکھنئیں، مونگر، بہار  
اولاد شیخ سلطان نقشبندی لکھنئیں (متوفی ۱۲۶۶ھ)



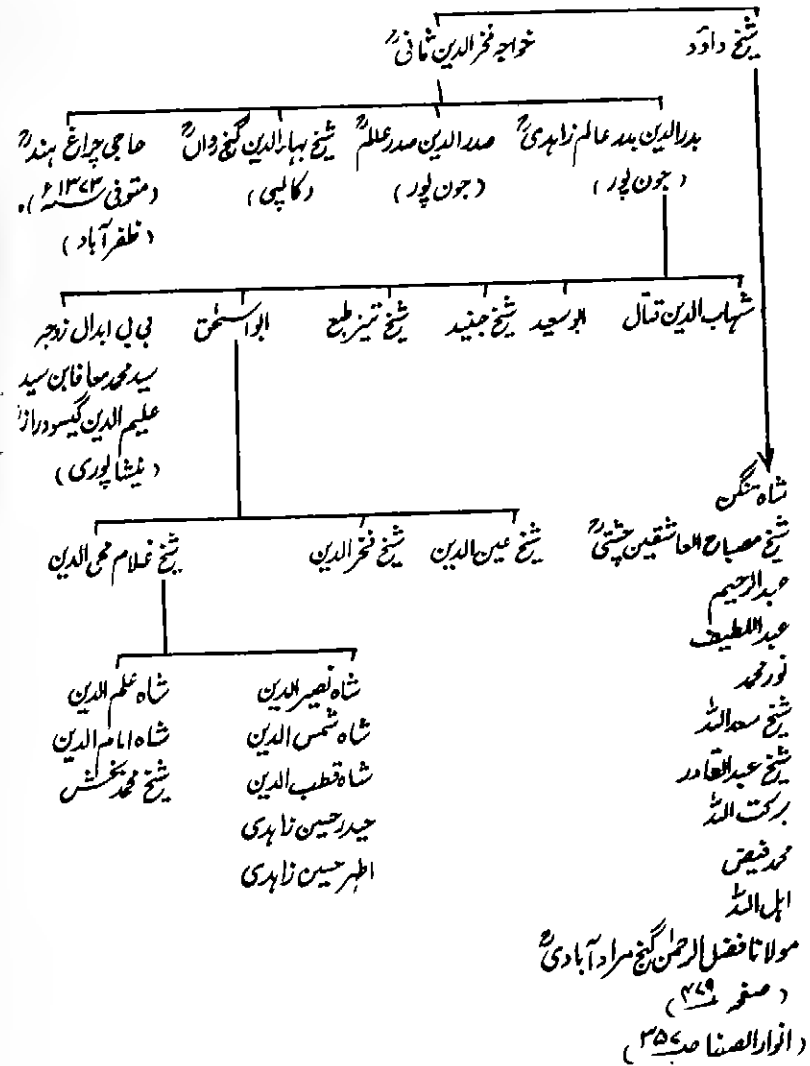
نوٹ :- فرزندِ شاہ عبدالرحمن (۱)، شاہ رمضان (۲) شاہ محمد شمیم

شیخ عبدالحی	شیخ عبدالحفی	شیخ عبد اللہ	شیخ عتیق ۲۵۹
شیخ عبدالستار	شیخ ابوالحسن	شیخ ابوطح	
شیخ عبدالغفار	شیخ عبدالنظار	شیخ ابولوجود شیعہ	
شیخ عبدالمقدر	شیخ عبدالغفور	شیخ ابوالجواد احمد	
شیخ عبدالقادر	شیخ عبدالفضل	شیخ خلف	
شیخ ابوالہاشم	شیخ عبدالمقتر	شیخ طہور شامی	
شیخ امیر قاسم	شیخ عبدالقادر	شیخ عباس	
شیخ عبدالحکیم	شیخ ابوالقاسم	شیخ عبدالرحمن	
شیخ عبدالشکور	شیخ ابوالہاشم	شیخ عبد اللہ	
شیخ عبدالغفور	شیخ عبدالحکیم	شیخ ابوالاصلاح محمد	
شیخ بدر الدین	شیخ عبدالشکور	شیخ ابوالقاسم محمد	
شیخ اصلاح الدین	شیخ عبدالغفور ثانی	شیخ ابوالہامد احمد عزیز	
شیخ نعیم الدین	شیخ بدر الدین	شیخ محمد حسین مفتی	
شیخ محی الدین	شیخ مخدوم صالح	شیخ عبد اللہ	
شیخ صدر الدین	شیخ قاضی نعمت اللہ	شیخ عمر شامی	
شیخ ضیاء الدین	شیخ قاضی عثمان	شیخ یونس شامی	
شیخ بدر الدین	شیخ ضیاء الدین	شیخ ابوعیسیٰ عبدالملک	
شیخ رکن الدین	شیخ نظام الدین	شیخ ابونصر داود	
شیخ بدر الدین	شیخ میراں	شیخ الیاس	
شیخ نصیر الدین	شیخ طیفور	شیخ علی	
شیخ برکت اللہ	شیخ طیب	شیخ ظہ (بٹنی)	
شیخ فتح اللہ	شیخ حبیب اللہ	(مہجرات)	
(۴۶۴)	شیخ سلطان		

(لکھنؤ، منوگر، بہار)

(تاریخ صوفیائے گجرات ص ۳۷۷)

## اولاد خواجہ شہاب الدین حق گو شہید



(حدیقۃ الانساب ص ۲۲۳، ۲۲۵)

## شجرہ حضرت بدر الدین بدر عالم زاہدی



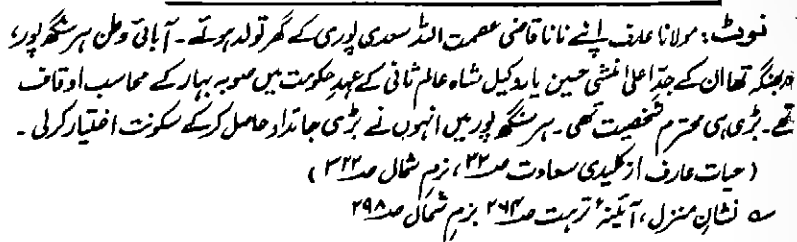
وسیلہ شرف و ذریعہ دولت صفحہ ۱۷۹

منبع الانساب صفحہ ۳۳

تاریخ صوفیائے بنگال صفحہ ۸۳

(از بیاض سید شاہ ولایت حسین ابدالی مراد پور، استاد اسلام پور، بہار شریف پٹنہ)

شجرہ اولاد قاضی عصمت اللہ صدیقی



(عربی النسل مسلمان ۳۳۶، ۵۹)

مشائخ صدیقی کواری  
شیخ بنیاد علی

فصل علی

محمد حسین  
کتاب النساء  
محمد علی  
محمد تقی  
محمد زکریا  
محمد تقی  
محمد اسحاق  
محمد حسین

محمد اشفاق	محمد آفاق	رقیہ خانم	اصغری فقرون
		ندیم	نوجہ
		سید فضل کریم	محمد معاذ
		(خضر چاک)	(الدیہ کدھٹ)

عبدی بگم	بلقیس بگم	طاهر خاتون	عجوب اختر
نوریشیق الزمان	نوریز العابدین	نور میر فضل الرحمن	
(خضر بگم)	(کامران)	بن حکیم میر مشوق علی	

نورج شہزادہ تبسم	حضرت الفاسد	رحمت الفاسد	نورجہ خاتون
بنت سید عبدالقدیم	زورج معصوم ونا		نورجہ شہزادہ الیاس
(خضر چک)	چک درگاہی		چک جدید
	(درجہ سنگ)		(نورجہ شہزادہ الیاس)

نصرت جهان  
نعمت سید محمد تقی  
بن سید محمد تقی بن سید محمد حسن (دشو)

کتب الاسلام  
نعمت شیخ عبداللہ مختار  
کوازی

علی اسم زوج  
 بنت سعد العلیل بن سعد وزارت حسین مختار  
 وانیال پور (تجھو)  
 عبد الحق  
 محمد حبیب

محمد شافع	مولانا محمد عالمگیر	محمد جہانگیر	محمد تاج	دعوتِ نبویہ شامکدہ
تارا بابو (شادی چک پٹری)	زوجہ بالہ دست	مولانا خلیل الرحمن	مولانا خلیل الرحمن	مولانا خلیل الرحمن
				(ص ۵۰ بابو) (کھنیر)



## حضرت شیخ جلال الدین رومیؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۴۵۸)

مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے عصر کے ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کا نام مولانا جلال الدین تھا۔ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد خوارزم شاہ متوفی ۷۰۲ھ مولانا کے حقیقی والد ۶۱۱ھ میں مولانا کے والد شیخ بہار الدین بلخ چھوڑ کر غنشا پور گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار ملے گئے۔ عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ خواجہ عطار نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تہر کا ہی دی اور مولانا سے فرمایا اس جوہر قابل سے غافل نہ رہنا۔ یہ ایک دن دنیا میں غفلتہ بند کرے گا۔ مولانا کے والد نے شاگرد رشید اور مرید خاص مولانا برہان الدین کو ان کا اتالیق مقرر کیا جن سے مولانا رومی نے اکثر حاصل کئے۔ وہ نو سال تک معلم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں رومی کی شادی ہو گئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مولانا رومی نے تکمیل علوم کے لیے شام کا سفر کیا کچھ شہر حلب کے مدرسہ حلاویہ کے دارالافتاء میں قیام کو کے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کیا۔ سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے، علم کلام، فہم میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ مولانا کی زندگی کا خاص شہر حضرت شمس تبریز سے ملاقات کے بعد شروع ہو گیا ہے۔ حضرت شمس تبریز سے مولانا کی ملاقات دوم ہوئی اور حالات میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ بعد ازاں حضرت شمس تبریز فائب ہو گئے ان کی جدائی مولانا کو شاق گزرا۔ بلے چین رہنے لگے۔ دریں اثنا مولانا کی ملاقات صلاح الدین زندکوب سے ہوئی کچھ تلی ہوا بالآخر صلاح الدین کا انتقال ۶۶۴ھ میں ہو گیا۔ مولانا حسام الدین کو اپنا ہمراز بنایا۔ انہیں کے مشورہ پر مولانا رومی نے مثنوی لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ ۶۷۲ھ میں مختصر ملاقات کے بعد مولانا وفات پا گئے۔

لے معارف مثنوی از مولانا حکیم اختر ص ۲۱۲ تا ۲۱۴،

فوت: شمس تبریز سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا

نفرہ مستانہ خوش می آیدم تا اب جانان چنیں می آیدم

تک سب جہانہ میں شریک رہے۔ مولانا حسام الدین خلیفہ بنے۔ مولانا رومی کے دو فرزند تولد ہوئے۔ حسین محمد سلطان ولد مولانا رومی کی تعینقات میں ملفوظات کا مجموعہ قیہ مافیہ ہے۔ ۵۰ ہزار اشعار دیوان ہے۔ تیسری تصنیف مثنوی ہے جس سے مولانا کا نام زندہ ہے۔ یہ مثنوی بحر زیل مدی میں ہے۔ یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبارہ ہے۔ مثنوی میں روحانی برکت اور وجدانی کیفیت



## پیر بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ

(شجرہ نسب ص ۴۲)

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ کا مزار چھوٹی درگاہ بہار شریف پٹنہ، بہار میں واقع ہے۔ آپ کا نام فیلتوسی اسکدری ہے۔ آپ کے بزرگوں میں سے ایک صاحب کو ایک لاولد بادشاہ نے اپنے ہاں میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان اسکدری کہلاتا ہے۔ سید شہاب الدین کبیر امام کبر آپ کا جد امجد تھے۔ الہامی فیہی کی بنا پر اپنے صاحبزادہ سید فخر الدین فخر عالم زاہدی کو ہندوستان رشتہ داروں کے لیے بھیجا۔ وہ میرٹھ آئے اور جنگل میں عہدوت میں مصروف ہو گئے۔ یہیں بادشاہ وقت ان کا سر پر ان کا مزار میرٹھ میں ہے۔ ان کے فرزند سید شہاب الدین حق گو بادشاہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ سید شہاب الدین کے صاحبزادے سید فخر الدین ثانی تھے جن کا مزار دہلی ہے۔ سید فخر الدین ثانی کے پانچ فرزند قلمد ہو گئے۔ (۱) شیخ محمد (۲) شہاب الدین (۳) صدر الدین (۴) رکن الدین (۵) بدر الدین بدر عالم زاہدی بدر الدین بدر عالم سب سے چھوٹے تھے۔ سید فخر الدین ثانی نے اپنے بڑے فرزند سید صدر الدین بدر عالم کو جرنیوں کی ولایت سوچی اور بدر الدین بدر عالم زاہدی کو بہار اور جنگل کی ولایت سوچی۔ شیخ شرف الدین یحییٰ میری بہاریؒ بہار میں رشتہ دہایت میں مصروف تھے اس لیے سید بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ ۲۰ یا ۴۰ درویشوں کی معیت میں جنگل کے شہر چائنگام پہنچے اور عہدوت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ سمندر کے کنارے ایک جہاز طوفان میں چھنسن گیا اور تباہی قریب نظر آنے لگی لیکن ان کی دعا سے وہ جہاز صحیح سالم منزل پر پہنچ گیا۔ جہاز والے ان کی کرامت سے متاثر ہو کر سارا مال و تاج درویشوں کے نذر کر دیا۔ جنگل میں آج بھی طاعن طوفان میں بدریہ کا نام لے کر کہتے ہیں ”اللہ نبی پیر بدریہؒ آقا بھی کشتی دیا میں ڈالتے وقت یہی الفاظ دہراتے ہیں۔ ۸۴ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں مخدوم کے انتقال پر آپ بہار شریف لائے۔ مخدوم بہاری نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرا مخدوم زادہ آئے گا۔ ان کا مزار بہار شریف میں مرجع خلافت ہے۔ ان کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ جس مقام پر چائنگام کی پہاڑی پر بدریہ نے چول غلیا تھا وہاں آج بھی ہندو مسلمان تہذیبیں جلاتے ہیں۔ ۸۴ھ مطابق ۱۳۸۵ء میں وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں نواب عبدالجبار خاں مشہور ہیں ان کے چند خاندان موضع چوکی، قتال پور، سیوان، سارن، چھپرہ، بہاریں، جھڑیں، شاہ منہرجین بن غلام حسین سجادہ ہیں۔ بی بی ابدال ان کی دختر بڑی عابدہ کشف و کرامت والی گزری ہیں۔

لے تذکرہ صوفیائے جنگل ص ۸۳ تا ۸۷،

## حضرت مخدوم نوح بالائیؒ

(شجرہ نسب ص ۴۵)

اسم گرامی لطف اللہ داد لقب مخدوم نوحؒ تھا۔ والد کا نام نعمت اللہ داد والدہ کا نام بی بی راجی تھا جو قبیلہ لاکھا سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابوبکر کتا بی اپنے ۵ درویش شیخ احمد، شیخ محمد، شیخ علی، قاضی، اور شیخ جلال الدین سب سے پہلے کوٹ کروڑ (مٹان) میں آباد ہوئے۔ مخدوم نوحؒ کے جد مخدوم فخر الدین میسرور سیاحت کے لئے الہ کنڈی تشریف لائے۔ آپ اہل ہالہ کے امرار دہان میں سکونت اختیار کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ مخدوم کی ولادت ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ مستجاب الدعوات ولی تھے اور اربع شریعت کے لیے مریدوں کو خصوصی ہدایات دیا کرتے تھے۔ خدمت خلق کے لیے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں ”ذیل الذاکرین“ اور ”ملفوظات“ بہت مشہور ہیں۔ ساسی سال کی عمر میں ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بالہ کنڈی میں نیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے خلفاء حسب ذیل تھے :-

(۱) سید ابوبکر ککعلوی (۲) بہار الدین دلق پوش (۳) سید علی متعلوی (۴) درویش زکریا (۵) سید ابوبکر ککعلوی

لے تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۲۸۷،

## شیخ شاہ سلطان لکھنویؒ

در شجرہ نسب مذکور

مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندیؒ نسباً قریشیؒ کی اور مدیقی تھے۔ شیخ سلطان کے والد شیخ حبیب اللہ مومنی بڑی بلیا ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ شیخ حبیب اللہ کا نکاح بی بی اولیاء سے ہوا تھا۔ میاں شاہ اسحاق ساکن موضع پوکھریا شیخ سلطان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ شیخ سلطان کے محل اولاد نوجہ بی بی ماہیر سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) شیخ عبداللہ (۲) شیخ آدم (۳) شیخ حافظ شاہ مسکن سلطان کی دوسری زوجہ سے بھی تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ جمال الدین (۲) شاہ فرید (۳) محمد سعید کی اولاد موضع بڑی بلیا اور ٹیکوہ میں آباد ہیں۔ جامع مسجد لکھنویہ کے احاطہ میں شیخ شاہ سلطان کے ان کے پہلو میں بی بی ماہیر اور فرزند اکبر حافظ شاہ مسکن موجود ہیں۔ شاہ سلطان کے گھرانے کی پھلوری شریف سے بھی ہے۔ شاہ سلطان کی دختری دوسری اولاد میں علماء و فضلاء برابر چلے آ رہے ہیں اور بفضل خدا اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ خاندان علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی بالکمال اور صاحبان کشف و کرامات اور موجب برکات رہا ہے۔ حافظ شاہ مسکن اپنے وقت میں جامع مسجد سلطانہ کی امامت و خدمت اور نگرانی کے کام انجام دیتے رہے ہیں ان کے بعد ان کی اولاد میں شیخ علیم اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ موضع سانم کے سادات میں یہ دستور تھا کہ ہر تقریب میں سنی فاتحہ پڑھا دیا کرتے تھے جو سوائے موصوف بزرگوں کے کسی اور سے فاتحہ نہیں کرتے تھے۔ شیخ سلطان کے بقیہ دو فرزند شیخ عبداللہ اور شیخ آدم کے حواریات آستانہ عالیہ سے باہر ہیں۔ اولاد دوسری سلطان لکھنوی خصوصاً بہت سیدھے سادے اور معصوم ہیں جبکہ اولاد دختری حافظی بہاری مشہور ہے کہ بہت جنت و چالاک تھے۔ شاہ سلطان کا اصل وطن موضع شیرگھاٹی ضلع گیا تھا۔ شیرگھاٹی اور ادو رنگ آباد کے اطراف میں ہنز ساجن مریدوں کے خاندان آباد ہیں۔ اب اس خاندان کے افراد دوسرے ہندگوں کے دست پر بیعت کرنے لگے ہیں۔ شاہ عبدالغنی نے حاجی شاہ لطافت حسین مصطفیٰ دلاور پور مونگیر کے دست پر بیعت کی تھی جو مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا سید محمد علی مونگیر

حبیب مونگیر میں آستانہ قائم ہوا تو لکھنویہ کے کافی لوگ رحمانی سلاسل میں بیعت ہوئے اگرچہ شاہ سلیمان پھلوریؒ اور مولانا سید محمد علی مونگیریؒ برابر لکھنویہ آتے تھے اور آستانہ عالیہ لکھنویہ میں مراقبہ کیا کرتے تھے۔ اسی خاندان کے پرنسپل شاہ کلیم الرحمن، کلکتہ یونیورسٹی خاتونہ رحمانیہ مونگیر سے سلسلہ ارادت رکھتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ رحمانی لکھتے ہیں۔ شاہ کلیم الرحمن کے والد ماجد حج کے دوران مکہ معظمہ میں کسی زندگی پر بیعت ہوئے تھے پھر بعد میں وہ بھی سلاسل رحمانی سے منسلک ہوئے۔

دائیں ہوکہ مذکورہ کسی نامہ لکھنویہ شاہ رحمت اللہ بن شاہ عظیم اللہ نے مرتب کیا تھا جبکہ ایک اور حاجی شیخ محمد عثمان بن شیخ فضل حسین وکیل کش گنج ساکن ٹیکوہ نے مرتب کیا تھا وہ زمانہ ۱۳۵۰-۱۳۴۰ء کا ہے۔ اسی شجرہ شاہ خریف الرحمن نے شاہ عفت اللہ سے عاریتاً مانگ لیا تھا جسے کسی مقدمہ کے سلسلے میں عدالت میں شہادتاً پیش کرنا تھا مگر وہ واپس نہ مل سکا۔ خدشہ ہے کہ اصل عبارت شجرہ مع تواریخ لکھنویہ میں تلف نہ ہو گیا ہو۔

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ سلطانؒ نے کل چار شاہیاں کی تھیں۔ ان میں سے دوسری شادی ایک لکھنویہ نامی زوسر سے ہوئی جن کو انہوں نے شرف بہ اسلام کیا تھا اور جن کا نام پر یہ گاؤں آج بھی "سلطان پور" کے بجائے لکھنویہ کہلاتا ہے۔ لکھنویہ کے چودھری صاحبان شاہ سلطان کی اولاد ہیں۔ چوتھی شادی کا واقعہ حکیم سید محمد شعیب رضوی پھلوریؒ نے اپنی تصنیف "تجلیات الزوار" (جلد ۶) تلمی نسخہ میں یوں رقم فرمایا ہے جو شاداں فاروقی کی کتاب "شمال" کے ص ۴۱ اور ۴۲ پر طبع ہوا ہے۔

برہمن زادہ گھنشیام نے حضرت شیخ سلطان مدیقی نقشبندیؒ ساکن لکھنویہ ضلع مونگیر کے دست حق پرست پر شرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام عبداللہ رکھا۔ اودھ کا یہ برہمن کشتی سے تجارت کے لئے کہ سلطان پور (لکھنویہ) کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اتفاق سے طوفان آیا اور اس کی کشتی غرق ہو گئی۔ برہمن کی گئی مگر کشتی نہ نکل سکی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی درخواست کرو۔ چنانچہ غرض کا مارا گھنشیام شاہ سلطان کی بانگاہ میں حاضر ہو کر دعا کا استغاثہ ہوا۔ شاہ صاحب نے دعا فرمادی۔ اس کی تعجب کی کوئی انتہا نہ تھی جب واپس آ کر

سہ کرسی نامہ لکھنویہ از شاہ رحمت اللہ ص ۲۷۷

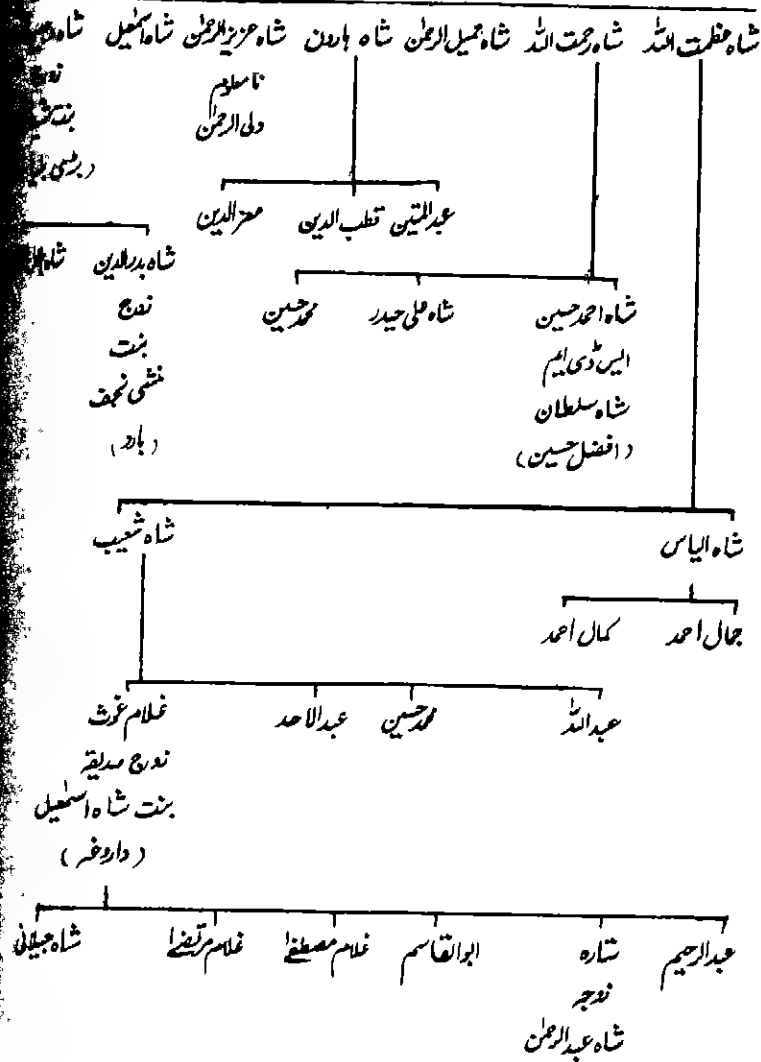
چوتھی نوجہ ”شکر“ کے بطن سے ایک دختر تولد ہوئی جن کا نام حاج مولانا سید حافظ میدانیہ  
سے ہوا جو بہار شریف کے رہنے والے تھے۔ شادی کے بعد حافظ صاحب سسرال ہی میں مستقر  
سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۱۲۶ھ میں شیخ شاہ سلطانؒ کے دصال کے بعد ان کے علم و فضل اور حب  
کو دیکھ کر شاہ سلطانؒ کے آستانہ کا پہلا سجادہ بنایا گیا۔ اپنی سجادگی کے فرائض سے وہ بدرجہ اتم  
براہ ہوئے۔ وہ لکھنئیہ گاہل کے قریب ہی آم کے باغیچہ میں ان کا مزار ہے۔ مولانا حافظ سید میدانیہ  
کی چھٹی پشت میں مولانا سید شاہ غلیل الرحمنؒ عرف صلو باور اور بدلو باور تولد ہوئے۔

سہ کرسی نامہ لکھنویہ از شاہ رحمۃ اللہ ص ۲۷ و تجلیات الوار (جلد ۶) ص ۴۱، ۴۲ از حکیم سید شعیب

رضوی پھلواندی، بزم شمال ص ۴۱، ۴۲، از شادان فاروقی۔

حضرت مخدوم آدم نقشبندی  
(شجرہ نسب ص ۴۵۸)

مخدوم آدم نقشبندی سندھ میں سلاسل نقشبندیہ کے پہلے بزرگ آپ ہی تھے۔ بادشاہ عالمگیر  
دوستی سے متاثر ہو کر آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں حضرت امام ربانی مجدد  
کافی شیخ احمد سرہندیؒ کے فرزند شیخ محمد مصوم سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا طلب دیکھ کر  
نے مخدوم آدم کو خوب خوب نوازا۔ آپ خواجہ محمد مصوم سے بیعت ہو گئے۔ ایک مدت دراز تک  
ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آپ پر استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔ جب آپ سلوک کی منازل  
پر پہنچے تو دوبارہ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو فخر خلافت ملا۔ سرزمین سندھ میں آپ نے رشد و ہدایت  
امجدی رکھا مخدوم آدم کے دو فرزند تھے۔ (۱) مخدوم فیض اللہ (۲) مخدوم اشرف، دونوں علم و فضل  
تلقوی میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ جب مخدوم آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے  
مومنین اللہ کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ مخدوم آدم کے وصال کے بعد دونوں برادر آئندہ سرزمین پر حاضر  
نے اور فیوض و برکات سے فیضیاب ہو کر لوٹے مگر انھوں صد افسوس دونوں برادر عنقریب شباب میں راہی  
مردم ہو گئے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار مخدوم آدم کے مشرقی پہلو میں سکلی میں موجود خواب میں  
کا منازار سکلی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خاص مریدان و خلفاء یہ ہیں (۱) ابو القاسم  
شیخ ابراہیم (۲) سید فتح محمد اور شیخ انس۔



## اولیاء لواری شریف، بدین سندھ

(شجرہ نسب ص ۴۷۲)

خواجہ محمد زماں سلطان الاولیا کی ولادت کی پیشین گوئیاں قبل سے ہو رہی تھیں ہی سے مولانا عبدالسلام نے اپنی دختر نیک اختر کا عقد خواجہ حاجی عبداللطیف سے کر دیا۔ چنانچہ شیخ حاجی اہلیہ کے بطن سے صاحب کمال تولد ہوا جس کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ کا اسم گرامی زمان رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے سوتیلے بھائیوں کے شر سے مجبور ہو کر ٹھٹھہ جاکر مدرسہ میں لگے۔ یہیں خواجہ محمد منظر ٹھٹھوی کی نظر آپ پر پڑی اور وہ آپ کو طریقت کی طرف مائل کرنے کے وقت ایسا بھی آیا جب خواجہ زمانؒ نے اہوال کین کے دست پر بیعت فرمائی اور راہ طریقت کا مزہ ہونگے۔ چھ ماہ کی مسلسل ریاضت کے بعد مرشد نے آپ کو اپنے مدرسہ پر بٹھایا اور خود گوشہ اختیار کیا۔ آپ کی مندر نشین کی تائید سرہند کے خلیفہ میاں عبدالرشید نے بھی کی۔ حج سے واپسی کے بعد کے مرشد نے آپ کو خلیل الرحمن کا لقب دیا اور وصیتیں فرمائیں۔ جب ٹھٹھہ میں سیاست اور مخالفت لگی تو آپ اپنے وطن لواری شریف چلے گئے جہاں آپ کے والد بزرگوار نے مندر رشد و ہدایت آپ کو لا کر دیا۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ نے نئی لواری میں نقل مکانی کی۔ آپ کے کشف و کلام کا شہرہ سن کر عبداللطیف بھٹائیؒ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور مستفیض ہوئے۔ آپ کے چار خلفاء بہت مشہور ہیں (۱) عبدالرحیم گرامحوری (۲) ابوطالب اگھی (۳) حافظ دایب اللہ (۴) محمد صالح کھڑا ہٹی، آپ نے دوسرا نکاح پر ایوب کے خاندان میں کیا جن سے خواجہ گل محمد تولد ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد ہی آپ کے جانشین ہوئے۔ ایک سال قبل ہی آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ رخصت کا وقت آپ پہنچا ہے چنانچہ ۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو آپ تمام لوگوں کو ناشترہ کر کے چار داؤد پر لیٹ گئے اس طرح روح حقس عنقریب سے پرواز کر گئی۔

اَللّٰہُمَّ اِنَّا الْبَرِّ رَجَعُوْا



## شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ

شجرہ نسب

ہمائے گرامی

شاہ فضل الرحمن

شیخ اہل اللہ

شیخ محمد فیض

شیخ برکت اللہ

شیخ عبدالقادر

شیخ سعد اللہ

شیخ نور محمد

شیخ عبداللطیف

شیخ عبدالرحیم

شیخ محمد مصباح صاحب حقین شتی

شیخ شاہ منگن

شیخ داؤد

شیخ شہاب الدین گنج شہید

شیخ حضرت ابوبکر صدیقؓ

الارواح المعصۃ ص ۴۷۲

آپ شیخ شہاب الدین ثانی زاہد حق گو شہید کی اولاد ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ داؤد سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی وارد ہو کر پانی پتہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اور ۷۸۳ھ میں وفات پائی ان کے پوتے شیخ محمد شتی کامل صوفی تھے۔ ۸۱۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔ وہ مخدوم شاہ مینا لکھنوی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت گنج مراد آبادی کے والد شیخ اہل اللہ حضرت عبدالرحمن صوفی لکھنوی کے مرید خاص تھے۔ آپ ہی نے ان کو نیک فرزند کی ولادت کی پیشین گوئی کی تھی۔ شیخ فضل الرحمن گنج مراد آبادی یکم رمضان ۱۲۰۸ھ میں اپنی ماں بہال سندیلہ میں تولد ہوئے۔ صوفی عبدالرحمن لکھنوی نے کان میں اذان کی آواز دی اور رسم بسم اللہ ادا فرمایا جب بڑے ہوئے تو شرح، ترمذ، جامی اور کافیہ کا درس مولانا انوار لکھنوی فرنگی علی سے کیا۔ حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے لیا۔ آپ ملازموں میں شاہ آفاق کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست پر بیعت کی۔ تین ماہ بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت عطا کی گئی انہیں دنوں آپ کا عقد ملازموں میں ہو گیا۔ بعد ازاں ملازموں سے نقل مکانی کر کے گنج مراد آبادی میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا دوسرا عقد گنج مراد آبادی میں ہوا جن سے شاہ احمد میاں سجادہ نشین تولد ہوئے ان کے بعد شاہ رحمت اللہ سجادہ بنے جن کے فرزند شاہ افضال الرحمن (بھولے میاں) نے مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی سوانح افضال رحمانی تالیف کی۔ مولانا کا انتقال ۱۰۵ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار قدیم شاہی مقبرہ گنج مراد آبادی میں مرجع خلائق ہے۔ بحر العلوم میں مولانا عبدالحی علی فرماتے ہیں کہ جس نے صاحب کو نہ دیکھا ہو وہ مولانا گنج مراد آبادی کو دیکھ لے۔

لے انوار المعاف ص ۴۷۲ تا ۴۷۳

## ارشاداتِ رحمانی

۱۔ درود کثرت سے پڑھو۔ ہم نے جو کچھ پایا درود سے پایا۔

۲۔ کامل اتباعِ سنت ہی ولایت ہے۔

۳۔ قرآن اور احادیث پڑھا کرو۔

۴۔ دعا، درود اور غاڑ سے سب کچھ مل جاتا ہے۔

۵۔ سورہ اخلاص اور کلمہ سووم بفرانہ دو سو بار پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

۶۔ جو مزہ نماز میں ہے کسی چیز میں نہیں۔

۷۔ والدین کے بلانے پر نفل نماز توڑ دو۔

۸۔ مسافر کی غاڑ ۵۰ نمازوں کے برابر ہے۔



## مولانا قاسم نانوتوی

(شجرہ نسب صفحہ ۴۷۴)

تحریک آزادی کے دور میں تھانہ جھون کو دارالسلام قرار دے کر جہاد آزادی کا اعلان کیا گیا۔ میرٹھ کے بعد دہلی میں بھی جہاد کا آغاز ہو گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد تھانوی، حضرت حافظ ضامن شہید اور علامتہ کرام بنفیس نفیس مجاہدانہ انداز میں صفِ اول میں برسرِ پیکار گولیوں کی بوچھاڑ میں خدا کی توفیق پر پرمعوم میدان میں ڈٹے رہے۔ امداد اللہ مہاجر کی کو وارت گرناری کی بنا پر بہت کمزور اختیار کرنا پڑی جبکہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی وارت گرناری کی بنا پر روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے رضا کارانہ طور پر امداد باہمی کے اصولوں کی بنیاد پر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء بروز جمعرات دیوبند تھانہ کی مسجد چھتہ کے صحن میں ایک اتار کے دشت کے سایہ میں مدرس دیوبند کا آغاز دعاؤں سے کیا۔ ملا محمود مدرسہ کے پہلے استاد اور محمود الحسن اسیر پٹا پہلے طالب علم تھے۔

مولانا قاسم نانوتوی ۱۲۴۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ اسد علی تھا آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم نانوتہ، دیوبند اور سہارنپور میں حاصل کی۔ آپ ۱۲۶۸ھ میں مولانا ملک علی کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ حدیث نبوی کا درس شاہ عبدالغنی سے لیا۔ آپ علمِ ریاضی میں مکمل تامل رکھتے تھے۔ تعلیم کے دوران مولانا قاسم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی آگے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ مدرسہ دیوبند تاسیس تک مولانا قاسم نانوتوی کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے تین دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ مولانا نانوتوی ۱۲۹۸ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

## شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی سیوانی

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی شہر حیدرآباد ضلع ساکن سے تقریباً ۵۰ میل مغرب و شمال کے گوشہ میں بستی "ذوق حریہ" میں ۱۲۶۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ امیر علی تھا۔ آپ کے کا نام شیخ کریم بخش اور پردادا نام شیخ غلامی صدیقی تھا ابتدائی علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد آپ کا سلسلہ میں بیعت ہوئے۔ آپ کے مرشد کا نام مولانا شاہ محمد احسان اللہ فاروقی دلیدری تھا۔ جن کا طریقہ شاہ ابو الغوث گرم دیوان تک پہنچتا ہے۔ بعد ازاں ٹانڈہ شریف فیض آباد میں محمد چاند شاہ تمام سلال اہل طریقت نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ ملاریہ قلندریہ نظامیہ میں عموماً اور نقشبندیہ میں خصوصاً کی۔ چاند شاہ کی خدمت میں رہ کر روحانی تربیت سے مستفیض ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کر کے مالوف ہوئے۔ آپ کے فیضان سے ایک عالم فیضیاب ہونے لگا۔ آپ کے مریضان بنگال، پٹنہ، دہلی، چھپرہ، گورکھپور، بستی، الہ آباد اور بمبئی میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی بریں خوان لیغا جو دشمن و دوست، "۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ وفات پا گئے۔

**تصنیفات** کلیات نعمت، مرحمت نامہ نعمت، بارہ ماسہ (ہندی) غیر مطبوعہ۔  
**اولاد** مولوی شاہ محمد حفظ الرحمن سجادہ نشین، مولوی شاہ محمد ثابت الرحمن اور چندہ خزان۔

**خلفاء** محمد صدیق بیروانی، مولانا سید ابوالہاشم محمد شائق فاضل برہروی مونگیری، سید محمد محمود باروی مدنی، عالیہ کلکتہ، مولوی کبیر احمد علیاوی، حاجی حافظ عبدالغفور انام مسہد میرٹھ کارٹول بتیا ضلع چپارن۔

**اوصاف** اینت کو سنت ناپند کرتے تھے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ توکل، زہد، ہمت، قنوت، استقامت، مروت، مجاہدہ و ریاضت، اتباع سنت، خلق، عزت، شجاعت اور سخاوت جیسے اوصاف جیدہ کے حامل تھے۔ غریب و مساکین پر بڑے بہران تھے۔ سائل کو کبھی غم نہیں کرتے تھے۔ نماز پگھلا کر ہر مسجد میں اول وقت ادا کرتے۔ غرض یہ کہ اتباع سنت پر زہرِ حلال میں قائم رہے۔

شاہ نعمت اللہ صدیقی کے ایک رفیق محمد رستم شاہ سیوانی بھی چاند شاہ کے فیضان سے تھے۔

شعبہ تاریخ و ادب کامل از مولانا محمد جمیل انصاری سیوانی مدرسہ عالیہ کلکتہ ۱۹۳۱ء

چاند شاہ کی خدمت میں فیضان حاصل کرنے پہنچے تھے جن کے صاحبزادہ محمد صدیق سیوانی نعمت اللہ شاہ کے تربیت یافتہ خلیفہ تھے۔

اولاد محمد صدیق بن رستم شاہ بن مدد بخش (موسلم) موضع موسیٰ بگدیش پور تھوڑا بڑا گائیکہ چھوڑا

بشیر احمد شہیر احمد حاجی نور الحق کراچی

محمد بن الحق حاجی محمد منصور الحق ملا محمد قاسم (ابولہبی) محمد عبد الحق محمد سرور الحق

محمد الحق محمد محمد الحق محمد سعید الحق حافظ محمد سید الحق غلام احمد حق حافظ بنیشین منصور

محمد اسلم محمد نسیم محمد ارشاد





## مولانا شیخ محمد الیاس، شیخ الحدیث مولانا زکریا و مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ جماعت

شجرہ نسب ۱۵۴

مولانا محمد یوسف کاندھلوی مولانا شیخ محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت کے صاحبزادہ تھے۔  
کانسی تعلق کاندھلہ اور دوا بے کے مشہور و معروف شیخ مدنی خان زادہ سے ہے۔ ان کے مورث قاضی شیخ محمد  
سلطان محمد تعلق کے عہد میں پرگنہ کاندھلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔  
مولانا یوسف کاندھلوی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء کو تولد ہوئے۔  
آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے قاری مبین الدین سے تجریدی سیکھی۔ اور ملا نا  
نیر الدین سے مدرسہ کاشف العلوم میں عربی سیکھی۔ حافظ مقبول حسن گنگوہی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے  
مولانا جمیل احمد تھانوی سے بھی تعلیم پائی۔ مشکوٰۃ شریف والد ماجد سے پڑھی اور جلالین مولانا احتشام الحق  
کاندھلوی سے پڑھی۔ مولانا الیاس کی وفات کے بعد آپ امیر تبلیغ جماعت مقرر مقرر ہوئے۔ آپ نے اٹھارہ  
مہینے لگن سے اس ادارہ کو بین الاقوامی ادارہ بنادیا۔

## شاہ عبد العظیم صدیقی

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا شاہ عبد العظیم تھا۔ آپ ۱۲ اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ  
میں تولد ہوئے۔ دارالعلوم عربیہ قومیہ میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درس نظامی پاس کیا بعد ازاں  
زادہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۱۴ء میں ڈوئیزل کالج میرٹھ سے بی اے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں حجاز  
شریف لے گئے واپسی پر اعلیٰ حضرت سے چاند سلاسل میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مولانا عبد الباقی  
علی (دکنو) شیخ احمد شمس (دراکش) اور شیخ سنوسی (لیلیا) سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ  
۱۹۱۹ء تا ۱۹۵۴ء یورپ، امریکہ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں تبلیغ کی اور متعدد حیرت انگیز رسائل  
مبارکی کیے۔ علم دین کو عام کرنے کے لیے کئی مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ ۱۹۲۴ء میں مسلم  
کنگریس بوشلم کے اجلاس میں سعودی عرب کی نمائندگی کی۔ اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان  
کیا۔ مصر کے دورے میں اخوان المسلمین کے حسن البنا سے ملاقات کی۔ ۱۹۲۰ء امریکیوں کو مسلمان کیا۔ ۳۶  
انگریز پرنسپل کو مع اہل و عیال مسلمان کیا۔ کینیڈا میں گیارہ علمی اداروں میں لیکچر دیئے۔ ۱۹۲۵ء میں  
گرینز مقرر جاری برنارڈ شل سے مناظرہ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں بارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں  
حزب کی۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ کو طیب الہندی کے نام سے پکارتے تھے۔ پاکستان میں آپ  
پہلی نماز عید پڑھائی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے یورپی دنیا کے ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر  
سوکارنو اور نائبین کے وزیر اعظم احمد یلو آپ کے مرید تھے۔

۲۳ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ منورہ میں خالق حقیقی سے جلا وطن اور جنت البقیع میں مدفون  
ہوئے۔ آپ نے انگریزی میں ۹ اور اردو و عربی میں ۶۰ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے دنیا بھر میں  
۱۲ ادارے قائم کیے جن کی سرپرستی آج کل ان کے فرزند مولانا شاہ احمد نورانی کر رہے ہیں۔



# اولاد بابا مسعود فرید گنج شکر

(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

بدرالدین سلیمان

نظام الدین

شاہ مسعود

شاہ نظام الدین

شاہ ابوالعالی

محمد جعفر فریدی

پر تاب گڑھ

(ماہچور لونی)

مولانا غلام الدین

(یوسف گنج رواں)

علم الدین محمد

رکن الدین

(کان شکر بہار)

شیخ مرودود

شیخ موسیٰ

شیخ آدم

شیخ سلطان

شیخ بہار الدین

شیخ سلیم جشتی

فتح پور سیکری

(آگرہ)

تاج مسعود

نجم الدین

نصیر الدین

اسماعیل

علی شیر

قاضی عہد

قاضی عبد اللہ

قاضی اسماعیل

شیر نشان

شیخ فرید

ملا یار محمد

شرف الدین محمد

فغفل علی

افضل علی

عبد القادر وکیل

ہمام الحق ٹرانسکریبہ الآباد  
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)  
اولاد شیخ برہان الدین  
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)  
اولاد شیخ عبدالاحد میراں  
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

بوفیق اللہ

شاہ حشمت اللہ

شاہ محمود

تاجی الدین

شاہ عہد الدین

شاہ جعفر

شاہ راجی

شاہ اسماعیل

شاہ یعقوب

شاہ طیب

شاہ زہدۃ العالیین

شاہ ابوالقاسم

شاہ عبدالکریم

شاہ عبدالرحیم

شاہ شاہ محمد

شاہ ابراہیم

شاہ نعمت اللہ

شاہ نجیب اللہ

شاہ قاضی یاقوت

شاہ دلائت حسین

شاہ محسن

شاہ عبدالرشید

شاہ محمد آسن

شاہ محمد حسن

رشید اختر

(منیر، بہار)

(بزم صوفیہ صفحہ ۹۲)

شیخ احمد

محمد

سلیمان

یوسف

اسماعیل

ابوالفتح

محمد

عبدالغنی

دعید الدین

نور الدین

ابوسعید

سلیمان

محمد شہاب الدین

حافظ علم الدین

محمد دم مونس

شرف الدین

عبدالوہاب

میاں قہر اللہ

خواجہ حافظ

میاں صلاح الدین

میاں عبدالوہاب پل برکت

(درازا شریف، خیر پور سندھ)

صدر جہاں

قاضی حیات اللہ

قاضی سلام اللہ

قاضی احمد اللہ

قاضی رحمت اللہ

قاضی احمد علی

عبدالرؤف

عبدالغنی

دعید الدین

نور الدین

ابوسعید

سلیمان

محمد شہاب الدین

حافظ علم الدین

محمد دم مونس

شرف الدین

عبدالوہاب

میاں قہر اللہ

خواجہ حافظ

میاں صلاح الدین

میاں عبدالوہاب پل برکت

(درازا شریف، خیر پور سندھ)

شیخ نعیم

شیخ عبدالکریم

شیخ امان اللہ

شیخ رحمت اللہ

شاہ محمد

شاہ محمد الحسنین

شاہ منعم کبازرہ

(پچھنہ، بہار)

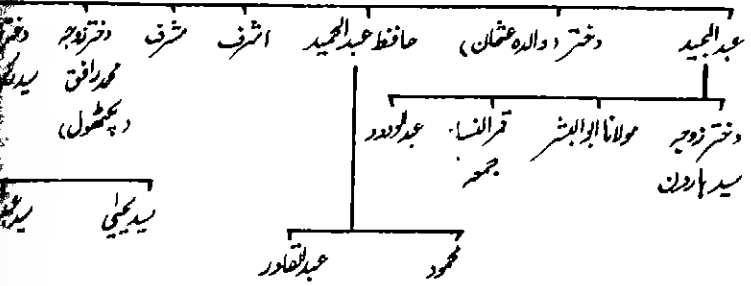


حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ

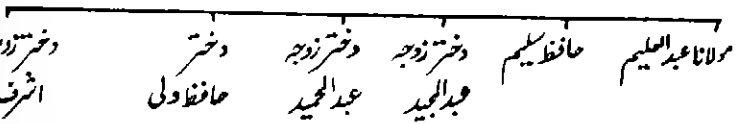
حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کے والد شہاب الدین غوری کے زمانہ میں کابل سے لاہور آئے پھر  
پانی پت میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے اسی مقام پر بابا فرید تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام دسقم خاتون  
والدہ بیہ الدین تھا۔ آپ کی تعلیم پتان میں ہوئی۔ فقہ، منطق، مہناج الدین ترمذی سے پڑھی۔ اٹھارہ سال  
میں حضرت بختیار کاکی سے بیعت ہوئے۔ مزید روحانی فیض کے لیے سیاحت کی۔ غزنی، بغداد، سیستان  
پتان میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے شرفِ ملاقات  
فرمایا۔ نبار میں شیخ سیف الدین باختری سے ملے۔ غزنی میں امام حلاوی سے ملے۔ سیستان  
اور اوردہ الدین کرمانی سے ملے۔ بدخشاں میں ذوالنون معری سے ملے۔ سیاست سے واپسی کے  
بعد معین الدین چشتیؒ اور حضرت بختیار کاکیؒ دونوں نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ نے حسب  
مصلحت کو اپنا مستقر بنایا۔ آپ کی طبیعت میں نرم، عجز و انکساری کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔ آپ  
خاک کی دختر بی ہزیرہ سے عقد کیا جن کے بطن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں  
بابا فرید شکر گنجؒ ۹۳ سال کی عمر میں ۶۸۵ھ میں وفات پا گئے۔ آپ کی سن ولادت ۸۸۶ھ تھا۔

عبد: نظام الدین اولیاء، علامہ الدین علی صابر، شیخ جمال قطب (ہنسی)، شیخ ذکریا سندھی، مولانا علی ہجواری

مخدوم شیخ محمد صالح مخدوم فرید گنج شکرؒ کی اولاد ہیں اور سہرام صوبہ بہار میں مدفون ہیں  
 کی اولاد بھی اسی جگہ آباد ہیں۔



برادر نسبتی چودھری فقیر بخش



## پیر طریقت شیخ حسام الدین کڑا مانچوری الہ آباد یوپی ہندوستان

(شجرہ نسب)

شیخ حسام الدین مانچوری کے مورث اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل قریشی ملک بین سے ترک وطن کر کے بادشاہ افشار (۱۳۳۳ھ) کے عہد میں ہند تشریف لائے۔ بادشاہ نے ۶۰ ہیکھارا منی خالصہ کے لیے عطا کی جہاں وہ سکونت پذیر ہوئے۔

شیخ حسام الدین کے والد خواجہ خضر دانشمند ایک عالم اور فقیہ تھے۔ آپ کے دادا شیخ الدین عالم امد متقی اور صاحب طریقت بزرگ تھے آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ شیخ بیعت تھے۔ وہ ہمیشہ ناز عشاء کے بعد ۴۱ بار سورہ یسین شریف ختم فرماتے۔ ان کا ذریعہ معاش پاک کی کتابت تھی۔ آپ کی تصنیف ملفوظات تھی جو غیر مطبوعہ تھی۔ دوسری کتاب کا نام انیس تھا۔ ان کے خلیفہ شیخ شہاب الدین مانچوری تھے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام شیخ فیض اللہ تھا۔ شاہ تھا اور دوسرے فرزند شیخ احمد تھے جن کو آپ شیخ بڑھا، نوریدہ اور دیدہ کہتے تھے۔ نے شیخ نعمت اللہ (شیخ نعمت) شیخ اکمل، شیخ راجا اور شیخ اخوند عالم کو خطوط بھیجے تھے جو نور قطب عالم کے نواسے تھے۔

شیخ حسام الدین نے ۸۸۲ھ مطابق ۱۴۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کڑا مانچور الہ آباد میں مرجع خاص و عالم ہے۔ شیخ صاحب کے تقریباً ۱۲۰ خلفاء تھے۔

(۱) سید سعید بن سید ظہیر الدین فقیر شیخ سید بن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) سید حامد شاہ شاہ مانچوری (۳) سید محمد امیر بڑھان کا لقب سید بن ہے۔ (۴) مولانا کمال الدین عبداللہ (۵) مولانا شہاب الدین القاسم طحانی (۶) شیخ نصیر الدین بن شبیر اللہ (۷) مولانا فرید الدین سالار (۸) شیخ احمد تنوخی (۹) سید اودھی (۱۰) مولانا منہاج الدین بن یوسف بن داؤد کردی (۱۱) مولانا جمال الدین حسن فخر (۱۲) شیخ فیاض الدین یوسف بن داؤد کردی (۱۳) مولانا سید محمد کردی (۱۴) مولانا عطار الدین کردی (۱۵) شیخ تاج شہاب ملقب برائزانی شاہ۔

مقدم شیخ حسام الدین مانچوری کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کمال شیخ فیض اللہ تاجی شاہ

ملکہ تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۱۱۱،

## شیخ سلیم چشتی

(شجرہ نسب)

شیخ سلیم چشتی حضرت فرید گنج شکر کی اولاد تھے۔ ان کی ولادت ۸۸۴ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں ہوئی اور وفات ۹۶۹ھ مطابق ۱۵۶۲ء میں ہوئی۔ شیخ سلیم چشتی نے فوج پور سیکری سے ہند آئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۹۶۲ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ عرب و عجم کے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے مشائخ اور بالکال لوگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے اور بڑے بڑے امور انجام دیئے۔ برصغیر واپس آکر شیخ ابراہیم چشتی سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ فوج پور سیکری کی ایک پاٹری پر گوشہ نشین ہو کر طویل عرصہ تک عبادت الہی میں معروف رہے۔ یہ طلبہ گارڈ اور مریدوں کو ریاضت و عبادت کی تلقین فرماتے تھے۔ امرار و سلاطین آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ جن میں شہنشاہ اکبر اور شیر شاہ سوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بادشاہ اکبر کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ اس کو کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا سے اکبر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے خود اس لڑکے کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا۔ یہی شہزادہ سلیم اکبر کے بعد جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ آپ کا وصال فوج پور سیکری ہی میں ہوا۔ وفات سے پہلے آپ نے ایک روضہ کی بنیاد ڈالی تھی اسی میں مدفون ہوئے۔ بادشاہ وقت نے اس روضے کی اور اس سے ملحق مسجد کی نہایت خوبصورت تعمیر کی۔

شیخ سلیم چشتی کا وادی النسل تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند شیخ بدر الدین سجادہ نشین ہوئے۔ شیخ بدر الدین کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ قطب الدین سجادہ ہوئے۔

ملکہ تذکرہ مشائخ کرام

## حضرت میاں میر لاہوریؒ

(شجرہ نسب ص)

ولادت ۹۳۸ھ مطابق ۱۵۲۱ء وصال ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء سندھ کے قديم شہر سيہون ميں پيدا ہوئے۔ آپ قاضيوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی پھر حضرت خضر سیہونی کے مرید ہو گئے جو سیہون سے کچھ دور ایک پہاڑی پر سکونت رکھتے تھے آپ پچیس برس کی عمر میں پھر لاہور تشریف لائے اور ریاضت و عبادت اور تلقین و ہدایت شروء کی۔ آپ کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی آپ سراپا خلق تھے۔ رسول اکرمؐ کے ارشادات و احکامات کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی زندگی، ایک نمونہ تھی بویا گھر کا فرش تھا۔ عام لوگوں کے علاوہ دربار شامی میں بھی بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شا جہاں بھی دوبار خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اس کو نصیحت کی کہ عادل بادشاہ رحمت و مہمت کی خبر گیری کرتے ہیں۔ داراشکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات درج کئے ہیں۔ آپ کا مزار لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

### حضرت سلطان باھوؒ

ولادت ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء وصال ۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۹۰ء آپ شکرکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں بادشاہ مبارک شاہ مکران تھا۔ تعلیم و تربیت والد ماجد شیخ بایزید محمد کی نگرانی میں ہوئی۔ سلطان باھو نے کسی بھی قسم کا کتابی علم مدرسہ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سینے میں روحانی علم کا ایک سمندر موجزن تھا۔ فقر و تصوف اور معرفت پر آپ کے ملفوظات کا ذخیرہ ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ دہلی میں سید عبدالرحمن قادری سے بیعت ہوئے۔ دہلی سے شکرکوٹ آئے اور یہاں تلقین و ارشادات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ شعرو شاعری سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کا مزار شکرکوٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

## شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

(شجرہ نسب ص)

ولادت ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۲ء وصال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے آباؤ اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ دہلی میں تیر شاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ شیخ نے صرف تین ماہ میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ ایک ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ والد ماجد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دوران آپ نے ماورائے النہر کے علمائے اکتساب علم کیا۔ والد نے شیخ کے قلب میں ایسی روح پھونک دی تھی جو ساری عمر آپ کے قلب و جگر کو گراتی رہی آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ ۲۸ برس کی عمر میں آپ حجاز مقدس تشریف لے گئے وہاں بخاری اور مسلم کا درس لیا پھر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور بیعت ہو کر اجازت حاصل کی مرشد ہی کے حکم پر برصغیر واپس آئے اور شہنشاہ اکبر کے دور میں لادینی انداز کے تدارک کے لیے دہلی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور کام عمر قرآن و حدیث کے درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی اور اُسے فروغ دینے میں نمایاں کردار انجام دیا۔ اس کے علاوہ ہیرت النبیؐ پر بھی متعدد جواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے سلاسل قادریہ کے ایک بزرگ سے ۹۸۵ھ میں وابستگی اختیار کی جنہوں نے آپ کو خلافت سے نرانا۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بھی بیعت کی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرزخ خلائق ہے۔ اخبارالاخیار، آپ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جسے قبولیت عام حاصل ہوئی۔

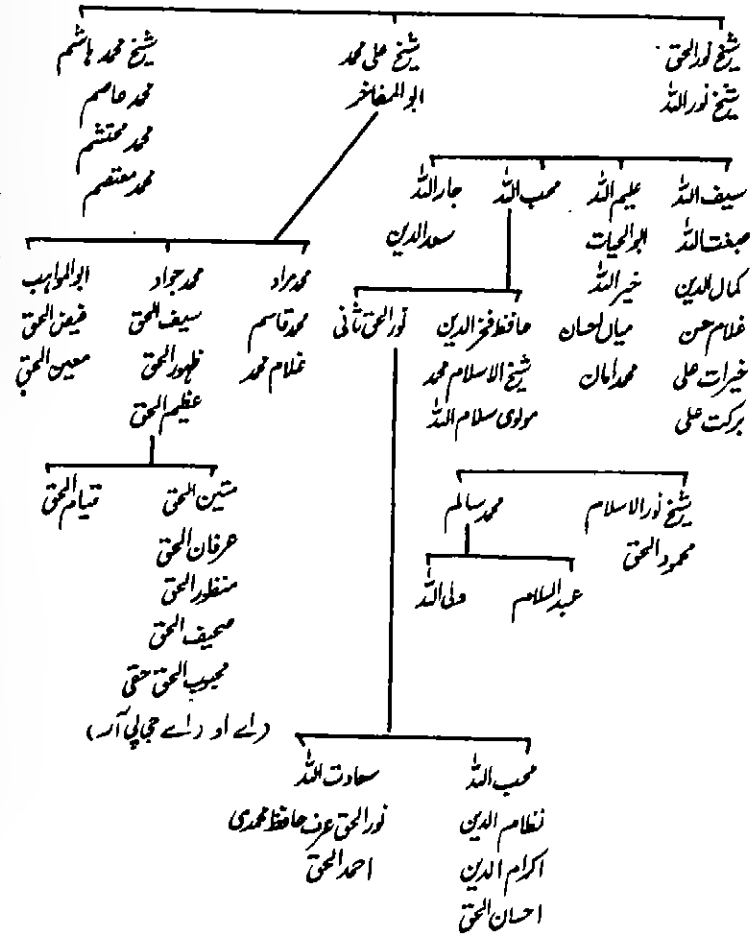


امام ربانی قطب ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمدی

امام بابی عبد القادری ثانی شیخ احمد سرہندی کا شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے فاضل اعظم سے ملتا ہے۔ والد شیخ عبدالاحد اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ جن کا وصال ۸۱۷ھ میں ہوا۔ علیٰ چشتیہ میں عبدالقدوس گنگوہیؒ اور قادریہ میں شاہ کمال کیتلی سے فیض یافتہ تھے۔ آبا و اجداد کا کابل تھا۔ عبدالاحد کے موت اعلیٰ شیخ شہاب الدین جلیل القدر امرار و فضلار میں تھے۔ شیخ احمد علیٰ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ ولادت سے قبل والد نے خواب دیکھا اور شاہ کمال کیتلی بیان کیا اے ابی ہٰی کہ تعبیر حمد القادری ثانی تھے۔ ولادت ۱۲ شوال ۱۲۹۹ھ بروز جمعہ سرہند میں نصف ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر شاہ کیتلی تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت کے منہ میں اور فرمایا یہ بچہ تجدید دین کرے گا۔ سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات غلامی و باطنی بن کر درس میں مصروف ہوئے۔ والد سے بیعت کی اور خرقہ شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتلی سے حاصل کی۔ امانت خوش اعظم سرکار کابلندار تشریف سے حکم کے مطابق عطا ہوا حج سے نیفیاب ہونے کے بعد حضرت والد سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کے چہرہ پر ملاحظت کے ساتھ عرب و دبیرہ تھا۔ پابندِ شریعت بیعت سے بے حد نفرت تھی۔ کثرتِ عبادت شعار تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جامع پکڑے تھے۔ ۱۲۳۲ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ نماز جنازہ خواجه محمد سعید النازکی نے پڑھائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیر و مرشد خواجہ باقی باللہ دہلوی کے آباء اجداد میں قاضی عبدالسلام غلجی ترقی کا ذکر ملتا ہے۔ کابل میں سکونت تھی۔ ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ اصلی نام رضی احمد بن عبدالسلام تھا۔ تعلیم مولانا صادق ملوانی سے حاصل کی لکن کے ساتھ ماوراءالنہر ۹۹۹ھ میں کشمیر میں

۱۔ ماہنامہ نور الاسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد اول ص ۲۰ تا ۲۱ از میان جمیل احمد شتر قپوری۔  
۲۔ چھ نام دسج ہونے سے رہ گئے۔ ۸۸ سیارہ ڈائجسٹ اولیا کے کرام نمبر جلد دوم ص ۲۴ تا ۲۵۔



تاریخ ولادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماہ محرم ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء  
تاریخ وصال :- ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ

وارد ہوئے۔ حضرت خواجہ انگلی سے بیعت کی۔

سر پایہ تدبیر، چہرہ پر نور باوجاہت، رنگ گندی مائل بر سفیدی، پیشانی کشادہ، ڈاڑھی گہنی اور آغوش بڑی بڑی، صورت انوار ولایت سے تاباں، حسن و ملاحت کے ساتھ آثار رعب نمایاں جو کئی آپس زیارت کرتا بے اختیار یہی کہتا "فتبارک اللہ و احسن النواقین"،

**نظام الاوقات** | نصب شب تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور نماز فجر تک توبہ واستغفار اور مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک مراقبہ میں مشغول رہتا۔ چاشت تک جاری رہتا۔ چاشت کی نماز کے بعد سترخوان پر تمام فقرار اور حاضرین کے ساتھ کھڑے متبادل فرماتے پھر قیلولہ فرماتے۔ زوال کے بعد نماز ظہر تک متوسلین حاضر ہوتے جو نماز عصر تک جاری رہتا۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز تک رہتا۔ سفر میں بھی ایسا پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے۔ نظام الاوقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عارف باللہ زندگی کا ایک لمحہ یاد الہی میں صرف کرتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں۔ انہیں اوقات میں اہل علم کی دیکھ بھال اور تمام دینی معاملات بھی شامل ہیں۔

**تھانیف** | مکتوبات شریعت، معارف لدینیہ، مبادی و مواد، مکاشفات غیبیہ، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلہ، رسالہ فی اثبات النبوت رسالہ سلسلہ حدیث۔

**خلع** | شیخ عبد الحمید بنگالی، شیخ نور محمد بہاری، شیخ حامد بہاری، سید باقر سانگ پوری، سید محب اللہ ماچھوری، شیخ سلیم بھڑی، شیخ آدم بھڑی، مولانا بدر الدین سرہندی، بابا حسن ابدالی، علی طہری، شافعی کلّی، شیخ احمد استنبولی حنفی، فقیر عثمانی، عینی شافعی، سید بابا شاہ بھاری، سید علی شاہ شیخ ظاہر بنگالی لاہوری، مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہم۔

## اولاد

حضرت امام ربانی کے سات فرزند اور تین دختر تھیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق (۲) خواجہ محمد سعید (۳) خواجہ محمد مصوم (۴) خواجہ محمد فرح (۵) خواجہ محمد

عیسیٰ (۶) خواجہ محمد شرف (۷) خواجہ محمد یحییٰ۔

سہ مجدد الف ثانیؒ،

## کلام مجدد الف ثانیؒ

ہر روز باشی مائنا ہر لیل باشی قائما

روز ذکر باشی وائنا مشغول شود روز ذکر ہو

گر پیش خواہی جادواں عودت بخواہی در جہاں

ایں ذکر ہو، ہر آن بجز مشغول شود روز ذکر ہو

سومے ندارد خفتت ناچار باید رفتنت

دگر تہنا ماندنت مشغول شود روز ذکر ہو

ہو بود کرش ساز کن نام خدا آواز کن

تقل ز سینہ باز کن مشغول شود روز ذکر ہو

علم بخوانی با عمل فروان باشی تا نخیل

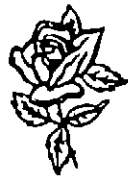
در پیش قادر لم یزل مشغول شود روز ذکر ہو

ہر دم خدا یاد کن دلہائے عظمیٰ شاہ کن

بلبل صفت فریاد کی مشغول شود روز ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو جملہ عالم فرد شو

دراہ حق چون گد شو مشغول شود روز ذکر ہو





## حضرت منعم پاک باری

(شجرہ نسب صفحہ ۴۸۹)

شاہ منعم پاکؒ بن شاہ امان بن شاہ عبدالکریم بہار کے مشہور شیخ گذرے ہیں اصل وطن قصبہ بلوری، بہار ہے۔ آپ شعبان ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں موگیر کے محکمہ ہوئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا شاہ عبدالکریم نے کی۔ جب آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد شاہ امان کا انتقال ہوا۔ قصبہ بلڑھ، پٹنہ پہنچ کر مخدوم شاہ خلیل بن دیوان شاہ جعفر بن قطبی قادری کے دستِ بیعت کی، آپ نے پورے دس سال اپنے پیرومرشد کی خدمت اقدس میں گزارے۔ خرقہ خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ ۱۱۱۲ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کے وارد ہوئے اور مدرسہ جامع مسجد دہلی سے تکمیل علم کیا۔ تحصیل علم کے بعد اسی مدرسہ مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ اسی دوران آپ نے رسالے مکاشفات منعی، الہامات منعی، مشاہدات منعی تصنیف کئے۔ دہلی مدرسہ میں کامل کیا رہا سالوں تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۲۴ھ میں شاہ فریادؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے خلیفہ شاہ اسد اللہ سے خلافت حاصل کی۔ ۱۱۳۵ھ میں شاہ فریادؒ کا وصال ہوا تو شاہ اسد اللہ ان کے خلیفہ مجاز بنائے گئے۔ ۱۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مریدین و مشائخ نے حضرت منعم پاک کو خلافت پر مامور کیا۔ ۲۵ سال تک دہلی میں فیض عام رہا۔ آپ اشارہ غیبی پا کر ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد کا رخ کیا۔ مسجد ملتان محلہ بخش میں قیام فرمایا اور مخدوم بہاری کے مزار پر چلکشی ہوئے پھر واپس پٹنہ آئے۔ کچھ دن کے بعد دل برداشتہ ہو کر پٹنہ چھوڑنے کا قصد کیا اور روانگی کی تیاری مکمل تھی لیکن معتقدین نے اس پر اصرار کیا اور جب قتال حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا ہے

اے تاشہ گامِ عالم روئے تو تو کجا بہر تاشہ می روی

یہ بہت متاثر ہوئے اور پٹنہ میں مستقل قیام پذیر ہونا منظور فرمایا۔

لے نزہت الخواطر جلد ۶، صفحہ ۳۷۵ بہار میں ابوالعلائی فیضان صفحہ ۱۲، ۲۵

منیر سلاسل طریقت میں اویسیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سلاسل طریقت شاہ فریاد کے حوالہ سے تھے۔ ۱۳۰ سال کی عمر میں ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مسجد میر علی الدین بلوری محلہ بخش ضلع پٹنہ میں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔

شاہ حسن رضا آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ منیر بہاری، صوفی، امام شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون، شاہ اہل اللہ، مخدوم شاہ حسن علی، خواجہ رکن الدین عشق، مخدوم حسین منعی دانا پوری بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن رضا کے بعد خانقاہ ملے پورہ فتوحہ منتقل ہوئی۔ جہاں شاہ منیر سجادہ رہے۔ بعد ازاں چشتی پورہ بہار میں ان کا فیض عام جاری رہا۔ صوفی، امام شاہ کا عظیم پورہ میں سکونت پذیر ہو کر مدفون ہوئے۔ شاہ بساون اپنے وطن کو کوچی پٹنہ میں قیام کر لیا۔ شاہ اہل اللہ کا فیض ان کے اپنے وطن پیر بیگھہ متصل چاکند ضلع گیا، بہار میں جاری رہا۔ مخدوم شاہ حسن علی خانقاہ محلہ خواجہ کلال گھاٹ، پٹنہ میں رہے۔ ان کے خلفاء میں مخدوم شاہ منیر صوفی پوری نوآبادی اسلام پورہ پٹنہ کے ذریعہ شاہ ولایت علی منعی تک ابوالعلائی فیضان پہنچا اور شاہ امین الدین سجادہ نشین مشتفیض ہوئے۔ شاہ حسن علی کے خلفاء میں عبدالغنی اور عبدالغنی بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ شاہ فرقت اللہ (حسن دوست کریم پک) چھپرو تھے۔ شاہ سید سلطان احمد دانا پوری بھی شاہ حسن علی کے خلیفہ تھے۔ شاہ مطا حسین بن شاہ سلطان احمد دانا پوری بھی ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس کے علاوہ شاہ عماد الدین حسین وطن قریرہ پک مجاہد مظفر پورہ بھی شاہ حسن کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت خواجہ رکن الدین عشقؒ خواجہ عشق شاہ فریاد دہلوی کے دوسرے خلیفہ مولانا شاہ چمران الدین خلانا کے سریرہ خلیفہ تھے۔ عشق کی ولادت ۱۱۳۷ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ خواجہ عشق نے خواجہ منعم پاک سے خلافت حاصل کی ان کا مزار محلہ بخش گھاٹ بکیرہ عشق عظیم آباد میں ہے۔ ایک دیوان بنام یادگار عشق شائع ہو چکا ہے۔

خلفاء سید شاہ ابوالبرکات (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۵۵ھ) ان کے خلیفہ سید شاہ قمر الدین حسین (ولادت ۱۲۰۳ھ وفات ۱۲۵۵ھ) سید شاہ غلام حسین منعی دانا پوری (ولادت ۱۱۶۸ھ وفات ۱۲۵۴ھ) سید شاہ غلام حسین منعی خاندانی پیر تھے شاہ منعم پاکؒ سے خلافت حاصل کی۔

۶۹ سال تک فیض عام جاری رہا۔ آپ کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے فیض نہیں پہنچا جن کو اپنے نانا محمد دوم شاہ مبارک سرور آبادی پٹنہ سے بیعت حاصل تھی۔  
**خلفاء** سید شاہ فرید الدین احمد، سید شاہ وحید الدین احمد، حکیم سید شاہ مراد علی، سید شاہ فدا حسین، سید شاہ کاظم حسین اور سید شاہ عطا حسین وغیرہ۔



## خلیفہ سلاسل طریقت ابوالعلائیہ منعمیہ

**عطا حسین** آپ کی ولادت عظیم آباد میں ۲۳ رمضان ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ آپ کے نانا کا نام مولوی سید شاہ شمس الدین حسین منعمی تھا اور دادا سید شاہ غلام حسین منعمی دانا پوری تھے اور دونوں بھائی برادر تھے۔ سید شاہ شمس الدین حسین کا عقد سید شاہ عبدالننان قادری کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا۔ شاہ عبدالننان قادری محلہ مغپورہ، پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے دادا محمد شاہ غلام حسین منعمی سے چشتیہ خضریہ منعمیہ سلاسل طریقت میں بیعت کی اور حسب ہدایت دادا محمد اپنے ماموں سید شاہ قمر الدین احسین سے ابوالعلائیہ سلسلہ طریقت کا فیض حاصل کیا۔ یہ فیض شاہ قمر الدین کو شاہ ابوالبرکات سے ملا تھا جو خواجہ رکن الدین عشق کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین عشق شاہ برہان الدین خدائا کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور محمد منعم پاک کے صحبت یافتہ تھے۔ شاہ قمر کو یہ سلسلہ حسن دوست کریم چک مرید شاہ حسن علی سے ملا۔ شاہ عطا حسین کی تعلیم و تربیت شاہ قمر الدین حسین کی صحبت میں ہوئی اور اجازت و خلافت بھی ملی۔ شاہ عطا حسین کو ابتدائی تعلیم نانا سے اور خلافت قادریہ دادا سے ملی۔ درود کا سلسلہ طریقت نانا بزرگوار کے توسط سے سید کاظم و مولانا دہلوی سے ملا۔ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں مخدوم برلیج الدین قطب دوارکمن پوری، ابوالعلا اکبر آبادی، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخر الدین مخدوم دہلوی، حضرت بختیار کاکیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے فیض حاصل کیا۔ مدینہ میں حاضری دی اور عبدالرزاق کے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت اویس قرنیؓ سے دو برو ملاقات ہوئی۔ ۱۲۶۵ھ میں خواجہ غریب نواز کی ایما پر ضلع گیا میں قیام کیا۔ آپ بہت ہی منکسر المزاج، خوش طبع، خوش خلق، نریں کلام اور دلآویز شخصیت کے مالک تھے۔

**تصنیفات** آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ رسائل بن بابن فارسی، کنز الانساب، کیف العارفين، نسبت العاشقين، حقیقۃ الساکین، حقیقۃ العارفين، احوال المنعمیہ، کلیات الواصلین، امرار قریہ، معمولات الشرف، حقیقۃ الصلوٰۃ، نکات لطافت

## اردو رسالے

دوازدہ مجلس رسول کریم، تذکرہ حضرت فاطمہؑ، مولود نبی کریم منظم، بہارِ منظم، تذکرہ صدیقہؑ، تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ، مولود علی، تذکرہ الشادین، تذکرہ الامین، مولود حسن، مولود قلدریہ، شہودِ چشتیہ، الوارِ قطبیہ، لمعاتِ فرید، فیضِ نظامیہ، اسرارِ نقشبندیہ، مشنوی سرحق، سرگنجینہ، ادلیار، منظم فسانہ، دلپذیر، احوال و واقعات حج، شاہ مطاحین کا وصال ۱۷ شوال ۱۳۱۸ء میں ہوا۔ آپ کا مزار خانقاہِ منعمیہ البراءت علیہ السلام گیارہ میں مرجع خلافت ہے۔



## شاہ عبد الرحیم (دہلی)

امیل شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے انہیں خلیفہ مہمانی حضرت عرفان حقؒ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شیخ شمس الدین مفتی اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جو ہندوؤں کو دھرم کی کثرت پذیر ہوئے۔ شیخ شمس الدین مفتی حضرت عرفان حقؒ کی سائیسویں پشت میں ولد ہوئے تھے۔ ان کی ساتویں پشت میں شیخ محمد پیدا ہوئے جن کی شادی بی بی آفریدہ سے ہوئی جو سونی پت کے اشراف سادات بارہ سے تعلق رکھتی تھیں جن کے بطن سے شیخ احمد پیدا ہوئے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا کے پردادا تھے۔ پورے خاندان میں شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ وصیبہ الدین سے زیادہ پر مغز، عالی دماغ، حوصلہ مند، بردبار اور خوش اخلاق و سرائے تھا امیرانہ شان و شوکت کے باوجود منکسر المزاج تھے۔ شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم کی ولادت ۱۰۸۰ھ میں ہوئی اس وقت ان کے والد عبد الملک گری میں ممتاز فوجی عہدہ پر فائز تھے۔ شاہ عبد الرحیم علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد علومِ باطنی کے لیے خواجہ محمد باقی باللہ کے فرزند خواجہ نردؒ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی ایسا پر سادات بارہ کے خاندان کے بہت بڑے بزرگ سید عبد اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے ان کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہو گئے۔ فرخ سیر بادشاہ کے دور میں یعنی ۱۱۳۰ھ سفرِ آخرت اختیار کی اور دو فرزند شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ چھوڑے۔

شجرہ نسب پوری  
۱۔ شاہ امیل شہید (بالاؤٹ)  
۲۔ شاہ عبد الفتی  
۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
۴۔ شاہ عبد الرحیم میرزا خلیفہ سید باللہ  
۵۔ شیخ وصیبہ الدین  
۶۔ شیخ معظم  
۷۔ شیخ منصور  
۸۔ شیخ احمد  
۹۔ شیخ محمد  
۱۰۔ قاضی قادن  
۱۱۔ قاضی قاسم  
۱۲۔ قاضی بدعا  
۱۳۔ شیخ عبد  
۱۴۔ شیخ قطب الدین  
۱۵۔ شیخ کمال الدین  
۱۶۔ شیخ شمس الدین مفتی  
حضرت عرفان حقؒ کی سائیسویں پشت  
میں پیدا ہوئے۔

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(شجرہ نسب صفحہ ۴۸)

ولادت ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۲ء وصال ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء آپ کا شمار برصغیر کے ممتاز علماء و صوفیاء میں ہوتا ہے۔ معقولات اور منقولات کی تکمیل کے بعد سترہ برس کی عمر میں دہلی میں مشغول ہو گئے۔ اسی سال والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے ان کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ کا پورا خاندان زمانہ قدیم ہی سے علم و فضل میں نہایت نامور شمار کیا جاتا ہے جس میں دینی و دنیوی دینے والی یکتائے روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۳ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین و شریفین سے فارغ ہوئے۔ ۱۱۴۵ھ تک وہاں قیام فرمایا اور شیخ و فدا اللہ مالکی، شیخ تاج الدین فاضل اور شیخ ابوالفتح سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور مختلف سلسلوں سے طریقت میں اجازت لی۔ شاہ ولی اللہ نے دہلی عربیہ و دینیہ میں تفسیر قرآن اور علم حدیث کو اولیت دی اور ان علوم کا احیاء کیا۔ انہوں نے علم و علمی بیداری پیدا کی۔ شاہ صاحب کی متعدد تصنیفات نہایت قدر و منزلت رکھتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا شمار ان شخصیت میں ہوتا ہے جن پر بین الاقوامی سطح پر تحقیقاتی کام ہوا ہے۔ آپ نے دہلی میں وفات پائی۔ آپ کا مزار نئی دہلی میں مزعج خلائ ہے۔



## حضرت میاں محمد حافظ عبدالوہاب سچل سرمست

(شجرہ نسب صفحہ ۴۸)

حضرت شیخ عبدالوہاب سچل سرمست کے دادا خواجہ محمد حافظ (میاں صاحب) شاہ عبداللطیف کے تلمیذ تھے تقریباً نو برس چھوٹے تھے۔ شاہ عبداللطیف ۱۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور میاں صاحب ۱۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سچل سرمست شاہ عبداللطیف کی وفات سے ۱۳ سال قبل ۱۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ سچل نے ۴۰ برس کی عمر میں اپنے چچا سے میاں عبداللطیف سے خرقہ و خلافت پاپا اور نوٹے لے لیے۔ ۱۲۴۲ھ رمضان ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ آپ نے سندھی، سرائیکی، فارسی اور اردو زبانیں شاعری کی ہے اس لیے آپ کو شاعرِ مہفت زبان کہتے ہیں۔ آپ کا پورا کلام جذب و مستی، سوز و غم اور درد و الم کا مرکب ہے۔ سندھ میں آپ کا ثانی پیدا نہ ہو سکا۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بیت، کافیاں، دوہے، مرغ نامہ، وحدت نامہ، تکل نامہ، مرثی، پھولے اور گھڑولیاں  
۲۔ دیوانِ آشکارا، رازنامہ، وحدت نامہ، عشق نامہ، گدا زنامہ، وصلت نامہ، تارنامہ، درد نامہ، غزل بحر طویل۔

۳۔ غزلیات اور کافیاں

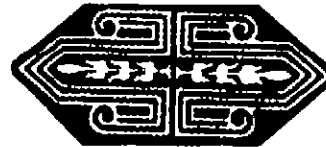
سچل سرمست کا اردو کلام

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم  
سو اس حق کو بھی ہم ادا کر چلے

## شاہ عبد العزیزؒ

د شجرۂ نسب ششم

شاہ عبد العزیز شاہ ولی اللہ کے ۵ فرزندوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا سے ذہین فطین اور سلیم الطبع تھے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا پھر فارسی پڑھی۔ قزوین کی طرف سے ذہین رسا پایا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ، اصول، صرف، نحو، منطق، عقائد، کلام، ہشت اور ریاضی وغیرہ میں ہدایت حاصل کر لی۔ اپنے وقت کے زبردست عالم تھے۔ علوم حدیث اور کتب کی خدمت جس قدر ہند میں ان کے گھر سے ہمیں کہیں نہیں ہوئی۔ تفسیر و حدیث، منطق و فلسفہ، صرف و نحو و معانی و بیانی اور دیگر علوم میں مجتہدۃ بعیرت حاصل تھی۔ آپ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کثرت سے کتابیں تصنیف نہیں کہیں پھر بھی وہ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ عبد العزیزؒ نے شمالی و جنوبی ہند میں ان کے حقیقی بھائی شاہ عبد الغنیؒ، ۵ سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ بمطابق ۱۸۱۲ء کو وفات پا گئے۔ ان کے نامور فرزند شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ تھے۔



## شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ

(شجرۂ نسب صفحہ ۵۰۸)

شاہ اسماعیل ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ جب دس سال کے ہوئے تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ دستارِ فضیلت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے دست مبارک سے باندھی۔ آپ کی ذہانت اور طباطبائی دیکھ کر شاہ عبد العزیز نے فرمایا تھا کہ خدا کا شکر ہے علم ابھی ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ شاہ اسماعیل بھی ان کے تایا شاہ عبد القادر کی فوادی بی بی کثوم سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے شاہ عمر پیدا ہوئے۔ انہوں نے تحصیل علم کے بعد سندھ میں پڑھیے۔ وہ عابد، زاهد، تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ ساری زندگی قناتِ استغفار میں گزار دی۔ مفتی محمد الدین کے بیان کے مطابق مولوی عمر کریم رسول اللہ کی زیارت بہت کرتے تھے۔

۱۸۲۱ء میں شاہ اسماعیل نے سید احمد شہید بریلوی کی معیت میں صبح کا قصد فرمایا۔ صبح کا قافلہ نکلا۔ جگہوں پر ٹھہرتے ہوئے کل دس ماہ سفر کرنے کے بعد حرم شریف پہنچ گیا۔ صبح کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کے بعد مولانا اسماعیل اپنے رفیقوں کے ساتھ ۱۲ اگست ۱۸۲۳ء کو وطن واپس لوٹے۔ بعد ازاں وہ اپنی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ پورے دو سال کی انتہک محنت کے بعد مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہوئی۔ جن کو ساتھ لے کر احمد صوبہ سرحد کو مرکز بن کر سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ روانگی کے وقت ۵۱ یا ۶۰ سوار زاد پر مشتمل تھی۔ یہ قافلہ دس ماہ میں تین ہزار میل کا سفر طے کر کے رائے بریلی سے بنڈلی کھنڈ، لیار، ٹونک، دھیر، مھرائے، ماڈل، عمرکوٹ، حیدر آباد، کٹار، کوٹہ، تنہا، غزنی، لودکان، ہڑتہ ہوا۔ ۱۸۲۴ء میں پشاور پہنچا اس کے بعد ہی جنگ اکوڑہ کا واقعہ پیش آ گیا جس میں مجاہد شہید ہوئے۔ اس جنگ میں شاہ اسماعیل کے ساتھ ۴ مجاہد گئے تھے جن کی مدد سے موکرہ، ڈنگلہ، چش، آریا اور جنگ شکیاری لڑی گئی۔ جنگ پنجناد میں مولانا وٹوڑا، افرار، ہر کر جب لاہور پہنچا تو سکھوں کی لسن طعن کے سبب وہ مجاہدوں پر دوبارہ حملہ آور

## حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

آپ نابا فاروقی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب اور سلسلہ تصوف ابراہیم بن ادھمؒ سے ملتا ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد امین تھا۔ مولانا شیخ محمد محدث تھانوی آپ کے ہم جد تھے۔ اجداد دہر عالمگیری سے ۱۸۵۷ء تک تھانہ بھون (مظفرنگر) میں قاضی القضاۃ رہے اس کی آخری کڑی قاضی عانت علی خاں تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ شاہی میں شامل تھے۔ حاجی امداد اللہؒ مطابق ۱۸۷۷ء میں تھانہ بھون میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حجاز گئے جہاں انہوں نے سلسلہ کو عروج پر پہنچایا۔ آپ میاں جنوڑ محمد صہبائیؒ (متوفی ۱۳۵۹ھ) کے خلیفہ تھے۔ ان کے خلفاء و مریدوں کے ہاتھوں دارالعلوم دیوبند کی تشکیل ہوئی۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا یعقوب آپ کے مشہور و معروف خلفاء تھے۔ آپ کی والدہ شیخ علی محمد صدیقی کی بیٹی تھیں۔ قاسم نانوتوی کے خالوادہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ شاہ محمد اسلمی محدث دہلوی نے آپ کا نام امداد اللہ کے بجائے امداد اللہ رکھا۔ دہلی میں مولانا نصیر الدین سے سلاسل نقشبندیہ مجددیہ میں خرقہ خلافت ملا۔ آپ بشارت فیہی پاکر میاں جنوڑ محمدؒ سے بیعت ہوئے میاں جنوڑ کے والد کا اسم گرامی سید محمد میاں علوی تھا۔ میاں جنوڑؒ سید احمد شہید بریلوی سے بھی بیعت تھے۔

۱۸۵۷ء میں جہاد جنگ شاملی میں شرکت کے سبب آپ کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ ۱۲۹۵ھ میں ہند سے ہجرت کر کے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مریدین نے محارہ الباب میں ایک خدیوہ کے پیش کیا جہاں آپ متمکن ہوئے۔ آپ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وفات پا گئے۔ آپ بارہ سال کے مصنف تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الہند محمد الحسن اسیر ملٹا، مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا گوڑہ شریف، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ زیادہ مشہور تھے۔

ہولہ غرض یہ کہ بے شمار معرکے پیش آئے مثلاً تسخیر ہند، جنگ زیدہ، امبارہ عشرہ کے معرکے، مردان جنگ، یلغار وغیرہ۔ مقامی باشندوں کی بدچہدی اور غداری سے مجبور ہو کر سید احمد بریلویؒ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہیں وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو کر سب کے سب شہید ہو گئے۔ بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو پیش آیا۔

### شاہ اسماعیل کی تعینقات

رداۃ الشاک، تقویۃ الایمان، تذکیر الاخوان، معراط المستقیم، حقائق، اصل فقہ، ایک منطق، منصب امامت، الفلاح الحق، تنقید الحواب، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، حقیقت مشنوی سلک نور (اردو)، مشنوی سلک نور (فارسی)، تعویذ و درجہ سید احمد شہید، نعت شریف بے نازاں۔



## شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا

مولانا محمود الحسن ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں بریلی میں تولد ہوئے۔ مولانا کے جدِ اجداد علی تھے جن کی اولاد میں مولانا فدا الفقار علی صاحب اقبال ہوئے جو مولانا کے والد محترم تھے۔ چھ سال کی عمر میں پڑھنے بٹھائے گئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبداللطیف سے پڑھیں۔ اپنے چچا مولانا مہتاب علی سے سیکھی۔ جب مولانا کی عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو ۱۲۸۴ھ میں مولانا نانوتوی کی سرپرستی میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جہاں مولانا محمد پندرہ روز پڑھا۔ پھر پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بھی یہی تھے۔ مشکوٰۃ و ہدایہ کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۸۶ھ میں سماج ستہ مولانا قاسم سے پڑھی۔ ۱۲۸۹ھ میں علوم سے فارغ ہو کر دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ پڑھنے لگے۔ ۱۲۹۵ھ میں حج بیت اللہ کی حاصل ہوئی۔ وہیں حاجی احمد الدہلوی صاحب مہاجر کی سے شرف بیعت حاصل کیا اور شاہ عبدالغنی سے کی اجازت لی۔ ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۳۲ سال اس عہدہ پر رہے۔ آخر میں ۳۵ سال تک دارالعلوم کی خدمت کر کے رخصت ہوئے۔ جنگ آزادی ہند کی اور جدوجہد آزادی کے دوران جہاز میں گرفتار ہوئے۔ اور مالٹا بھیجے گئے اسی لیے اس کا کھلنے۔ رہائی پانے کے بعد علامہ ہند ہوئے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس بطل جلیل کا انتقال ہو گیا۔ دیوبند میں ان کے جنازہ کے نمازیں اتنا بڑا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا تھا دیوبندی میں ہوئے۔

**تصانیف** ترجمہ قرآن مجید۔ تراجم ابواب بخاری۔ تقریر ترمذی۔ حاشیہ الہوداؤ شریف۔ برقعہ المعالی۔ ایضاح الاملہ۔ تشریح اوثقی العربی فی تحقیق الجمع فی القرآنی جہد القل فی تنسیخ

(بیس بڑے مسلمان ۲۲۸، ۲۹۸)

## مولانا اشرف علی تھانویؒ

اے قبائے رہنمائے راست بربالائے تو  
علم و حکمت را شرف از گوہر دلائے تو

مولانا اشرف علی نسب پدری کی رو سے فاروقی النسب تھے اور نسب مادری کی رو سے علوی تھے۔ آپ کے والد شیخ عبدالحق میرٹھ کی ایک ریاست کے مختار کار تھے۔ وہ فارسی میں اعلیٰ درجہ کے مالک تھے۔ آپ کے ماضی پر حاجی احمد علی (متوفی ۱۹۱۰ء) ایک صاحبِ حال و قال تھے۔ مولانا کے نانا میر نہایت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی داں اور مولانا شاہ نیاز احمد علوی بریلی ضلع خاں تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ جلال تھانی سیر مولانا اشرف علی تھانوی کے چچا تھے۔ آپ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو تولد ہوئے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ہی صبح خیزی کا شوق پڑا۔ حافظ حسین علی دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد سے عربی تعلیم کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۹۵ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ ۵ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ میں فراغت حاصل کی۔ مولانا محمد یعقوب مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد تھے۔ مولانا یعقوب کو حاجی احمد الدہلوی صاحب مہاجر کی سے شرف بیعت و خلافت ملا۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا رشید احمد انصاری گنگوہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ۱۳۱۵ھ تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر تھانہ بھون لوٹ آئے جہاں ان کا تلامذہ ۵۰ برس تک مدد اور ملکی تکلیف میں مبتلا رہ کر بالآخر ۱۳۳۲ھ میں خیرت پور ہندوارہ وفات کے وقت عمر شریف ۵۲ سال تھی۔ مولانا کی کل تصانیف ۸۰۰ کے قریب ہیں جن میں ترجمان القرآن اور ہشتی زبیر سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا حافظؒ اور مولانا رمی کے اشعار و کتب زبان تھے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ اسلامی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نظم میں مولانا کی ایک تصنیف ”مثنوی زبیر دوم“ بھی بہت مشہور ہوئی۔

(بیس مسلمان ۳۰۸، ۳۲۰)

## حدیث جنتی کی اجازت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ علمی کے موافق اگر علماء یا متعلمین میں سے کوئی شخص پوری کتاب یا کسی خاص حدیث کی اجازت چاہے تو آپ بلا دینے عطا فرما دیتے۔ ایک دفعہ حضرت اشرف علی تھانویؒ نے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث الجنتی کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اور ان سب کو جو خواہش رکھتے تھے یا آئندہ رکھیں اجازت دے دی۔ ہم اس حدیث کی سند کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جو کوئی چاہے اس سند کو اجازت سمجھ لے:

وحدیثی شیخی الشاہ احمد سعید الہمدی قال حدیثی ابی الشاہ ابو سعید الہمدی قال حدیثی الشاہ عبدالعزیز دہلوی قال علی الشاہ اہل اللہ الدہلوی عن القاضی الجنتی العزیز قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول:

”مَنْ قُتِلَ فِي غَيْرِ ذِيَّةٍ فَدَمُهُ... الخ

وآنچه قصہ آں منقول و مشرأست شنیدہ باشد و دیگر سلسلات آنچہ منقول و مطبوعہ اندازان یا دیگر ندبندہ اجازت استاد بالا مجال است ہیئت کذا فی اخذ مکررہ دوم۔

**ترجمہ** شاہ اہل اللہ دہلوی نے دوران تلاوت قرآن چھوٹا سا سانپ مار دیا۔ ایک آدمی آپ کو کر کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں دلی کے ایک زمین دوز دروازہ سے اندر لے گیا۔ دیکھا تو شاہ نے کہا کہ بادشاہ تھا۔ ایک جن نے شاہ صاحب پر اپنے بچے کے قتل کا دعویٰ کیا۔ چھوٹا سانپ اس جن کا بھائی اس پر جنوں کے قاضی نے مندرجہ بالا حدیث پڑھی کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو اپنی غیر جنس میں مارا جائے اس کا خون ضائع کیا۔ اس پر شاہ نے بری کر دیے گئے اور آپ نے اس جن صاحبی سے مصافحہ کیا اور واپس آ گئے۔

شیخ عمرو

عبداللہ

(۵۱۶ ص)

شیخ عمر

عبداللہ الکبیر

عبدالعزیز

عبداللہ ثانی

شہاب عبدالرحمن اکبر

عبدالعزیز ثانی

ولید

خالد

عبدالعزیز ثالث

عبدالرحمن کازرونی

خواجه شہاب الدین

عبداللہ جرجانی

عثمان

علی

ابوبکر

محمد

اسامیل

بقرہ

عبداللہ ضیاء الدین

حسن

عبدالکبیر

عبدالرزاق

حسن

عبداللہ

ابوالفواختانی

(۵۱۷ ص)

خواجه محمود

خواجه محمد حلال الدین

کبیریانی بچی ۶

خواجه شبلی

خواجه عبدالقدوس

خواجه سلیمان چشتی

داؤد چشتی

اسحاق فردوسی

برخوردار فردوسی

مخدوم شاہ برہان الدین

(دبیرہ - گیا) (۵۱۷ ص)

ابی نعیم

شیخ

شیخ احمد

شیخ باغیر شیخ ابی نعیم ثانی

شیخ امام مسعود زاهد نصر

شیخ ادہم

شیخ حسین

شیخ حسن

شیخ احمد

شیخ مسعود

شیخ محمد

شیخ محمود

قاضی ہدرا الدین عثمانی

(پلوی)

قاضی میرزا

آخوند شیخ

شیخ حامد

قاضی اسماعیل

قاضی نصیر الدین

(بدھن)

(۵۱۷ ص)



# اولاد شیخ عبداللہ بن حضرت عثمان غنی

(شجرہ ۵۴)

ادریس	عبداللہ
نوح بن ادھاری	ابوالقاسم محمد
یوسف	ابوالنضر علی
عاجی سلیمان	عبدالرحیم زین العابدین
زکریا بغدادی	
محمد درعی	محمد ثانی
اسلمق دانشمند	دین العابدین
یعقوب جمیلی بغدادی	محمد
ابراہیم جلی	شرف الدین احلام
شیخ شعیب قزوینی	کاشف
شیخ ادیس سیلانی	قاسم
شیخ موسیٰ مجذوب	ہیبت
شیخ حاصل کمال	مونا خان
شیخ قاضی پیر منور باری	نوروز خاں
شاہ سلیمان	فیروز خاں
شاہ عبدالعزیز	فتح خاں
قاضی بدر الدین	جمال خاں
شاہ صدر الدین	تاج دین
شاہ بد الدین دانشمند	(صفر ۵۴)
شاہ رگ بدین	
شاہ محمد	
شاہ ابو محمد	
قاضی شاہ مبارک	
شیخ فرید الدین بدین (سہرام بہار)	

## پہلی نسل عبداللہ بن اولاد تاج الدین

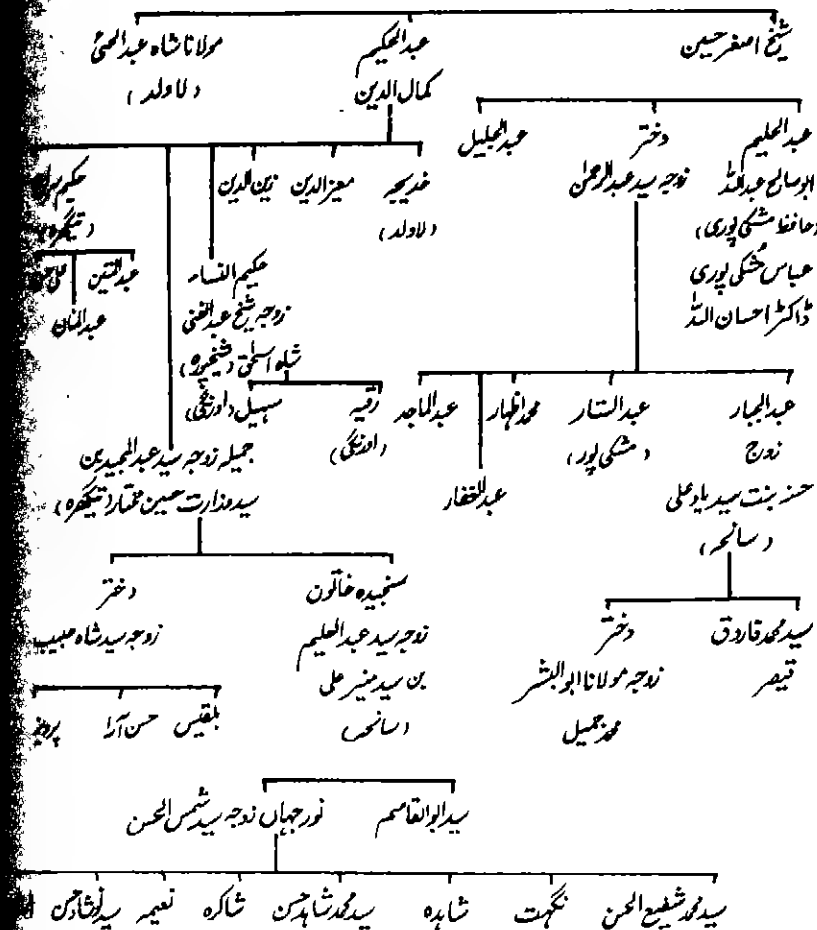
(صفر ۵۳)

## اولاد محمد دوم شاہ برہان الدین یوسف اولاد ابوالوفا عثمان

(صفر ۵۳)

جمال	معروف	محمدی الدین	تامنی فضل اللہ شہر
شیخ زاہد	شاہ محمد	غلام عرف الدین	تامنی شیخ محمد
عابد	ماہ رو	غلام علی	تامنی محمد علی
طاہر	رحمت اللہ	شاہ اعظم	تامنی خواجہ عثمان
صابر	ہدایت اللہ	جار اللہ	خواجہ حبیب اللہ علی
شاہد	کمال الدین علی	حب اللہ	(صفر ۵۳) مولانا حسن مدرس
کمال	شاہ خاں	دارت علی	عبدالرزاق
حامد	مرزا خاں ثانی		مولانا احمد
راغب	سلطان مظفر خاں	طوسی شاہ حسین علی	باقری علی خواجہ ادیس
تاب	مانی مظفر آباد	چاکند پیر بیگ	دیران لطف اللہ
شاہر	(۵۱۰۴۲۶۱۶۵۲)		نصرت اللہ
ذکر	عقی نقی نقی ذکی		احسان اللہ
مظفر غنی	ابوالفتح شاہ ندر علی زیت شاہ قیام		بقا اللہ
عبدالغنی	اوشا جہاں آباد دگیا		منات اللہ
سلطان نصر اللہ	سارہ نوجہ اختر حسین	حسین باندی	نبی بخش
ہدایت	مصدق حسین	جمیلہ چاند	کرامت حسین
		زوجہ	نہال احمد
		مصدق حسین	
		مولا افضل الرحمن	لطیف احمد
		مولا شہیر عثمان	مولا نادر احمد
		(دیوبند)	عثمانی (دیوبند)

اولاد شيخ جارا اللہ شجرۂ نسب (۱۳۵۵)  
 شيخ عبدالہادی (صدر الصدور الہیاد سکونت قادیان باد مونیگر)  
 شيخ عبدالماجد (شادی موضع سانخہ مونیگر)



## حضرت بندگی شیخ نظام الدین امیٹھویؒ

(شجرہ نسب ۱۵)

آپ شیخ معروف کی چھٹی پشت میں عمر ست و تیس سال سے بڑھ کر تھے۔ آپ کا تعلق ہے۔ امیٹھی تشریف منافات کھنڑ میں ہے۔ جب سلطان دہلی کو امیٹھی آباد کرنے کا خیال آیا تو اس نے شیخ معروف کو ستر کھسے بلا کر قصبہ امیٹھی میں آباد کیا اور عہدہ قضا کے ساتھ جاگیر بھی عطا کی۔ حضرت شیخ بندگی نے ابتدائی تعلیم غلام شیخ بہار الحق خاں سے حاصل کی جب عمر چودہ سال ہوئی تو تحصیل علوم کے لیے جو پور تشریف لے گئے اور حضرت معروف جو پوریؒ اور شیخ نظام الدین اوچھڑ سے اکتسابِ علم کیا۔ شیخ اوچھڑؒ آپ کو شفقت سے مگر آلودہ ماہِ ثانی نظام الدین بن گئے تھے۔ علمِ قرأت و تجوید، صرف و نحو، علمِ معانی و بیانی، بدیع و احوال، فقہ و تفسیر میں قدرت حاصل کی۔ آپ محدثہ خوشنویس بھی تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ صاحبِ کتب بن گئے۔ شیخ معروفؒ نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا "قائلے صوفیہ شمسِ تمام شدہ، اور شیخ بندگی کے لیے دعا کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جو پور میں آپ کے گرد مونیہ لگا کر کا اذحام ہونے لگا جو ان سے دعا کرنے آتے تھے۔ شیخ نور مانچھری بھی آپ سے ملنے آتے تھے۔ آپ نے مانچھریں حضرت ربیعؒ سے بیعت اور کلاہ حاصل کی۔ حضرت ربیعؒ سے شیخ بندگی کی بھی سادھو میں بیعت ہوئی تھیں۔ اب آپ کو بندگی کہا جانے لگا۔ دین اٹھا آپ کی ملاقات حضرت خضرؒ سے ہوئی آپ کو حضرت معروفؒ سے خلافت و اجازت بھی ملی غرض یہ کہ سترہ سال کی عمر میں ہی کمال بن کر "حب الوطن من الایمان" حدیثِ قدسی پر عمل کرتے ہوئے وطن لوٹے اور اپنے استاد حضرت

سید انوار بندگی از مولانا شاہ محمد سراج عطار سلونی مدظلہ العالی

نوٹ (۱) از دوتے تحقیق مادی نسب حضرت البرکھری صلیق سے ملتا ہے (مدہ انوار بندگی)

(۲) شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرزاقؒ نے فرمایا کہ فضائلِ صوری و معنوی کے علاوہ تراثتِ حبیبیہ

بھی اظہر من الشمس ہے (مدہ انوار بندگی)

حضرت کی دخترِ دوم جہاں سے عقد کیا۔ آپ نے ایک کتاب "عوارف" لکھی اور اپنے پیر و مرشد کو پیش کیا۔ میں شیر شاہ نے ہند کو صوبہ سندھ تک فتح کر لیا۔ اتفاق سے شیر شاہ کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ شاہ پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس سے وہ متاثر ہو کر مومنیہ کو ٹرہ میکی پر گئے گویا مومنیہ کا تفریح جگہ ہو گیا۔ اراغی تفریح کے لیے پیش کی لیکن ۹۶۲ھ میں قمر سلطان دیوانہ کے جھگڑوں سے تنگ ہو کر لٹ آئے۔ گویا مومنیہ قامت کے دوران آپ نے شیخ آدم دانشمند کی دختر سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی۔ آپ امیٹھی میں مروئی سکونت چھوڑ کر نئی جگہ آباد ہوئے اس لیے کہ وہاں کے لوگوں نے سلطان اشرف جہانگیر سنانیؒ سے بجا دہلی کی تھی۔ آپ آخر دم تک عوارف، احیاء العلوم و ادب المریدین، کیمیا کا درس دیتے رہے۔ نمازِ اول وقت پر ادا کرتے اور جماعت کی امامت خود کرتے۔ رمضان میں کیمیا کی تلازمیں اپنے فرزند شیخ محمد (سمادہ) کی اقتدا کرتے۔ آپ کا وصال ۹۷۹ھ میں ہوا آپ کے مہم میں شیخ قادن صوفی بہت مشہور تھے۔ آپ کے چھ فرزند اور چار دخترین درجہ جہاں کے لطن سے ہوئیں۔



وَلَا تَحْشُرُوا الْإِسْمَ الْهَمْلَاءَ

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ اقرآن



## مخدوم شیخ فرید الدین فردوسی عرف شاہ بودھن

(شجرہ نسب ۵۱۶)

شیخ فرید الدین بودھن عثمانی النسل تھے۔ شاہ بودھن کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ وفات ۷۷۷ھ بمطابق ۱۳۷۵ء میں ضلع سہرام صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ سہرام شہر کے محلہ بودھن دھاری میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے خلفاء اور سہاراگان کی کثیر تعداد ہے جن میں چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

(۱) حاجی شاہ رحیم الدین بن شاہ اسلم (متوفی ۱۲۶۲ھ)

(۲) شاہ محبوب علی غوث شاہ محمد اسلمق۔

(۳) مخدوم صالح (اولاد مخدوم فرید گنج شکر سہرام بہار)

(۴) شیخ محمد خلیل۔

(۵) شاہ غلام محی الدین عرف لالہ میاں۔

(۶) شاہ فقیر اللہ (متوفی ۱۱۸۹ھ)

(۷) شاہ محمد اسلمق (متوفی ۱۲۲۲ھ)

از مخطوطہ شاہ رحیم الدین سجادہ نشین خاندانہ بودھن شامی۔

دشاہ عبدالرزاق سجادہ مرتبہ ۱۲۸۸ھ (از تاریخ اسلام شاہ اکبر وانا پوری)

## مفتی سلطان حسن خاں احسن تلمیذ غالب

(شجرہ نسب شاہ)

آپ کے بزرگوں کا تعلق بدایوں کے مشہور عثمانی خاندانہ سے تھا۔ آپ کے مرثیہ اعلیٰ قاضی خاں قلعہ نوارج مصر سے ترک سکونت کر کے حبشہ اسلام کے ہمراہ ہند میں وارد ہو کر لاہور میں مقیم ہوئے پھر دیوبند میں سکونت پذیر ہو کر شہرت کامل حاصل کی۔ سلطان اتش نے آپ کو عزت و تکریم کے ساتھ بدایوں طلب کیا اور عہدہ قضا پیش کیا اس وقت سے آپ دائرہ حکومت کے قاضی القضاہ شہید ہوئے۔ آپ مولوی احمد حسن خاں صدقہ الصدوق متوفی ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء کے فرزند ارجمند تھے اور آپ کے دادا کا اسم گرامی مفتی ابو الحسن تھا۔ مفتی سلطان حسن خاں احسن بیلی شہر کے منتخب کاندھامار کے طبقہ میں ممتاز تھے۔ جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ مولانا فضل حق غیر آبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ وہ جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے۔

آپ آگرہ کے بیچ ہو کر سکبکدوش ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند بیلی میں موجود تھے جن میں مفتی عباد الحسن سحر اور قطب الحسن مشہور ہوئے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اثنائے سفر شاہ باقی باللہ کے جوار میں سکونت ابدی حاصل کی۔ موت سے پہلے نظام دکن نے آپ کو ایک ہزار تھانہ پر طلب کیا تھا مگر موت نے ہمت زدہ مفتی سلطان حسن خاں احسن غالب کے تلامذہ میں حال تھے۔ ان کے کلام کے چند اشعار نوذ کے طور پر درج ہیں۔

سہ بیت ہی پتھر کا کیوں نہ ہوا حسن اچھی صورت پر پیار آتا ہے

تہارے فضل میں سب سے مزایہ حق فائق ہے

نہیں امت میں بدکردار مجھ ساریا رسول اللہ

میرزا کی گدائی ہو کہیں سلطان کو حاصل

ملے ہر حسن اس کو یہ حساب یا رسول اللہ

## علامہ شبیر احمد عثمانی

(شجرہ نسب ص ۵)

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف و معزز عثمانی خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ دیوبند کے عثمانی شیوخ ابوالوفا عثمانی کی اولاد ہیں۔ دیوان لطف اللہ دہشت ۱۲۵۰ء کی فوجی پشت میں مولانا پیدا ہوئے جن کے نامور فرزند مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا جو کراچی اسلامیہ کالج کے احاطہ میں آسودہ خاک ہیں۔ ۱۳۳۵ء مطابق ۱۹۱۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں راج ادا کیا۔ ۱۹۴۴ء میں دہلی نجد و حجاز کی دعوت پر ہجرت کر لے گئے جہاں انہوں نے عربی میں تقریر کی۔ ۱۹۴۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے علیحدہ ہو گئے۔ ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی منتقل ہوئے۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء کو وفات پائی۔

## مولانا ظفر احمد عثمانی

(شجرہ نسب ص ۵)

مولانا کے والد کا نام لطیف احمد عثمانی تھا۔ وہ بھی دیوبند کے مشہور عثمانی شیخ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے خاڑی دہگری کی تعلیم حاصل کی۔ مرحوم وصال کے پابند تھے۔ دیوبند کے مشہور پیر طریقت حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی سے بیعت تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی کے دادا نے نہال احمد بھی دیوبند کی عثمانی برابری کے ایک معزز فرد اور بہت بڑے رئیس تھے۔ مولانا کے دادا شیخ کرامت حسین کا شمار دیوبند کے فیاض زمینداروں میں ہوتا تھا۔ شیخ کرامت حسین کی فاضل اور سخاوت کا ثمرہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام سے پہلے آپ نے اپنے مکان پر دینی تعلیم کے مکتب قائم کیا تھا اسی مدرسہ میں شیخ البند مولانا محمود الحسن کے چچا مولانا ہتاب علی استاد تھے۔ مولانا قاسم نانائوی اسی مکتب کے فیض یافتہ تھے۔

## لطیف صدیقی فرشتوری بریلی شریف

(شجرہ نسب ص ۵)

جائے ولادت بریلی شریف تاریخ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء والد ماجد کا اسم گرامی خان بہادر محبوب حسن خان تھا۔ آپ پدری نسب کی رو سے شاہجہ صدیقی فرشتوری ہیں اور مادری نسب کی رو سے عثمانی ہیں۔ شجرہ سادات امرہ ہیں نکاح سے کہ شاہجہ صدیقی فرشتوری سادات بارہ کے ہمراہ محمود غزنی کی افواج میں شامل ہو کر غزنی سے ہند وارد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ پنجاب میں رہ کر دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ دہلی میں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی یہ خاندان مظفرنگر، بدایوں اور بریلی شریف منتقل ہوا۔ ان کے سادات بارہ سے قدیم اور دوستانہ مراسم تھے جو ہند میں عرصہ تک قائم رہے۔ جناب لطیف صدیقی بریلی کے مشہور فرشتوری محلہ کے خاندانہ منشیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے بریلی گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۵ء میں انٹر کیا اور بریلی کالج ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے بی اے کیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں لندن یونیورسٹی سے تعلقات عامہ و اشاعت و شبیر اور مارکیٹنگ کا ڈگری کورس مکمل کیا۔ لندن سے واپسی پر کینیڈا پبلک اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر مالی مسلم سکندری اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۵ء میں بالولین ڈوئین، اسلام آباد کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں ڈائریکٹر کے عہد پر ترقی پائی۔ آخر کار ۱۹۷۸ء میں گریڈ ۲۰ میں پینشن پر سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ پی سی ایچ سوسائٹی کی انجمن کے صدر اور عروج و زوال بھی رہے۔

**تصنیفات** (۱) مجموعہ ناول (۲) پت جھڑ (۳) اردو ادب کا ارتقا سیاسی و فکری نقطہ نظر سے، (۴) نظموں کا مجموعہ زیر طبع ہے۔

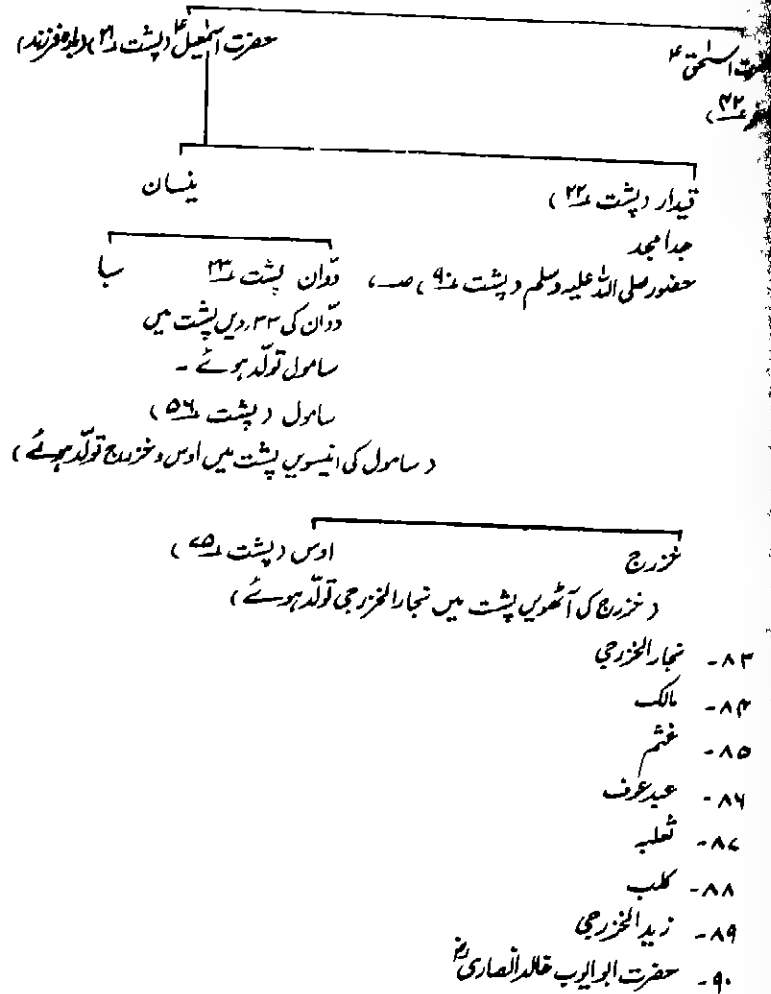
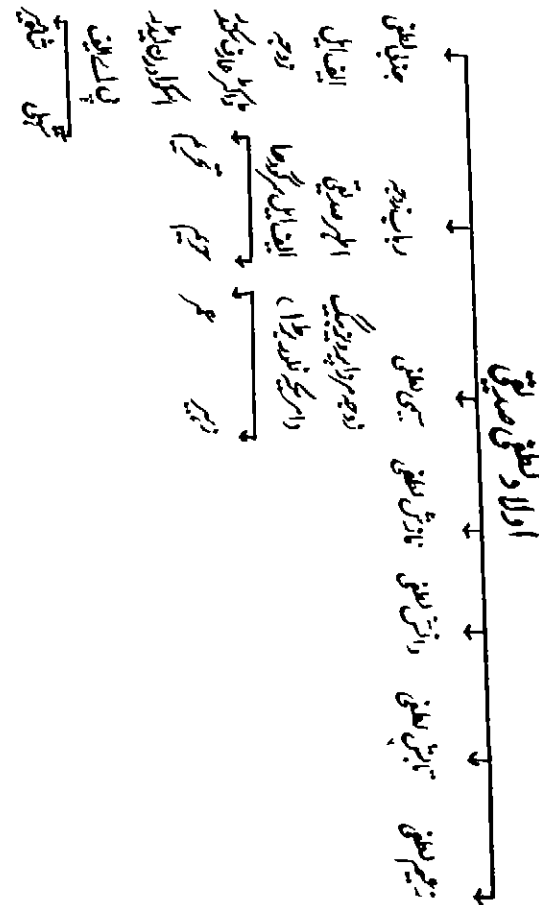
لے اکل تاریخ ص ۲۱ غالب کے تلامذہ ص ۱۳۳ تا ۱۴۶، تاریخ و سیکلنڈ ص ۲۴، تخلیق البیان

از عمر عثمانی ص ۲۳،

لے ۱۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

۲۳ شاتخ انصاری

حضرت ابراہیمؑ (پشت ۲۷)



## اولاد حضرت ابوالیوب خالد انصاریؓ

ابو منصور

جعفر

علی

احمد

محمد

علی البرمکانی

خواجہ ابومنصور محمد البلیخی

خواجہ ابواسمعیل عبداللہ انصاری الہروی

جابر تقرب الباری  
(دمشق)

خواجہ ابوالفضل ہاشم بزرگ

عابد انصاری

احمد انصاری

عبدالوہاب

خواجہ اشرف

عبدالملک

شمس انصاری

عبد الحمید

نجم الدین

خواجہ سعد

(۵۲۹)

خواجہ منہاج الدین

خواجہ تاج الدین

خواجہ شرف الدین

خواجہ رکن الدین

خواجہ کبیر

خواجہ عبد الحمید

خواجہ شرف الدین

خواجہ نجم الدین

خواجہ رکن الدین

(۵۲۹)

## اولاد خواجہ سعد (۵۲۸) اولاد خواجہ رکن الدین (۵۲۸)

ہاشم انصاری

فرید انصاری

اکبر انصاری

عبد القادر سکونت بہار

عبدالرحمن

مبید اللہ

عبداللہ

کریم اللہ

رحیم اللہ

خوش

ابوالفتح

رفیع الدین

منیر الدین عرف مجاڑ میان چوہری (سیران)

امیر علی (متوفی ۱۳۲۲ھ)

عبدالرحیم

مولانا محمد جمیل انصاری

(مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ)

میان

امیر الکیم سردار

عبد الغفور

عبد الشکور

ای جہانگیر ریٹ، کراچی

خواجہ علاء الدین

خواجہ ہاشم

خواجہ محمد قاضی

خواجہ فرید الدین

امین الدین قاضی

نظام الدین

محمد فضیل

مولانا عبدالرشید گنگوہی

غلام محی الدین

شرف الدین

شاہ غلام محمد

شاہ قطب علی

شاہ احمد علی

حمید علی

مولانا خلیل احمد انصاری

(یوپی)

شاہ محمد باقر

شاہ ابوالعالی حسین انصاری

(یوپی)



اولاد حایر مقرب الباری

(شجرہ ۵۲۸)

۳۸۔ ملا محمد فلام مصطفیٰ

۳۹ - ملا محمد ولی	ملا محمد حسن
۴۰ - محمد نور اللہ	ملا محمد غلام دوست
۴۱ - ملا نعمت اللہ	غلام زکریا
۴۲ - احمد اللہ	غلام مرتضیٰ
۴۳ - برکت اللہ	غیاث الدین
۴۴ - فرحت اللہ	مبین الدین
۴۵ - عشرت	حسن انصاری
۴۶ - اشرف	

اولاد ملا محمد سعید پست ۳۴ (شعبہ فاضل)

ملا احمد عبد الحق  
 ملا احمد انوار الحق  
 ملا علامہ الدین  
 ملا جمال الدین  
 عبدالرزاق  
 ملا محمد عبدالوہاب فرنگی علی  
 ملا محمد عبدالباری فرنگی علی  
 مولانا جمال الدین فرنگی علی

احمد عبد الباقى      محمود جمال      معين الدين      علامه الدين

۱۱-	ایوب بن جابر	۲۹- اولاد ملا نظام الدین سہاوی
۱۲-	خواجہ عوض	۳۰- شیخ شرف الدین (بدھن)
۱۳-	خواجہ شہاب الدین محمود	۳۱- شیخ فضل اللہ
۱۴-	خواجہ نظام الدین	۳۲- مولانا محمد حافظ
۱۵-	خواجہ سلطان محمد	۳۳- شیخ الاسلام احمد
۱۶-	خواجہ نلیبر الدین	۳۴- مولانا عبد الکریم
۱۷-	خواجہ جلال الدین	۳۵- مولانا عبد الحلیم
۱۸-	خواجہ شمس الدین	۳۶- ملا قطب الدین شہید سہاوی

۲۰- خواجه پیر معز الدین	۳۷- ملا محمد سعید	۳۷- ملا نظام الدین	۳۷- ملا محمد رضا
۲۱- خواجه پیر عیاض الدین	(ص ۵۳۱)	(ص ۵۳۱)	۳۸- ملا احمد حسین
۲۲- خواجه دوست محمد		(درس نظامی)	۳۹- ملا سعد الدین
۲۳- خواجه جمال الدین	۳۸- مولانا عبدالعلی عظیمی	۴۰- عبدالرب	
۲۴- خواجه عزیز الدین	۳۹- عبدالرب	۴۱- کرامت اللہ	
۲۵- خواجہ داؤد	۴۰- عبدالحکیم	۴۲- شرافت اللہ	
۲۶- خواجہ اسماعیل	۴۱- عبدالحلیم	۴۳- ہدایت اللہ	
۲۷- خواجہ اسماعیل	۴۲- عبدالمجید	۴۴- صبغت اللہ	
۲۸- مولانا علاء الدین انصاری الہودی	۴۳- عبدالرشید	۴۵- حبیب اللہ	
۲۹- ملا نظام الدین سہالوی	۴۴- مولانا ابوالقاسم محمد انصاری	۴۶- سلیمان	

پرنسپل دارالعلوم قادریہ  
المركز القادری گلشن اقبال  
کراچی



## حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ

انصار مدینہ کی قدیم تاریخؓ

انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے اور قطیف کے خاندان سے تھے۔ یمن میں جب سیلاب آیا جس کو عرب "بیل عرم" کہتے ہیں تو یہ لوگ یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ یہ وہ تھے اوس اند خزدج، تمام انصار انہیں دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضرت کا خوابؓ

ہجرت سے قبل حضرت نے خواب دیکھا کہ دارالہجرت ایک پرباخ و بہار مقام ہے جہاں تھا کہ وہ بیمار یا ہجر کا شہر ہو گا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔

حضرت ابوایوبؓ کا نام خالد تھاؓ

"اصابہ فی احوال اصحابہؓ" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اکثر سیراد تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چونکہ ہر شخص ہجرت کے وقت حضورؐ کو اپنے گھر میں آمانے کی درخواست کرتا تھا آپؐ نے فرمایا کہ "میری نافرمانی کو چھوڑ دو وہ خدا کی طرف سے مامد ہے۔ چنانچہ نافرمانی حضرت ابوایوبؓ خالد انصاریؓ کے گھر کے سلسلے میں گئی اس لیے آپؐ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا لیکن صبح مسلم باب الہجرت میں ہے کہ جب لوگوں میں آپؐ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہوا تو آپؐ نے کہا کہ "میں بنو نضیر کے ہاں اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے عداً ایسا کہا تھا امام بخاری نے تاریخ معاصر میں تصدیق کی ہے کہ حضرت ایوبؓ کے گھر اتنا قراقرم تدری کی وجہ سے تھا۔

لے سیرت النبیؐ جلد اول ص ۲۳۴، ص ۲۳۵ صبح بخاری باب ہجرت النبیؐ، سہ سیرت النبیؐ ص ۲۳۳،

نوٹ:- انصار کے نسب اور مدینہ میں آباد ہونے کی پوری تفصیل "وفا الوفا" (جلد اول) میں مذکور ہے۔

حضرت ابوایوبؓ خالد انصاریؓ کا نسب تعلق بنو نجار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہؐ کا دادا عبدالمطلب کی ناتھال کا سلسلہ نسب بھی بنو نجار ہی سے ملتا ہے۔ حضور پاکؐ جب قبا سے تشریف لائے تو حضرت ابوایوبؓ خالد انصاریؓ کے ہی مکان میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق اس مکان کو تبع ابو بکر میری نے مدینہ آکر تعمیر کیا تھا جو بنی قطیف سے تعلق رکھتے تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ اس مکان کے جنوب میں امام جعفر صادقؑ کا مکان ہے جو اب نائب حرم کے نام سے مشہور ہے لیکن اب متعلق طبرہ پر امام و خطیب مسجد نبویؐ کی رہائش کے لیے مخصوص ہے۔ اب اس جگہ پر شہابہ شہابیہ ہے جسے شاہ عادل کے بیٹے ملک شہاب الدین غازی نے زمین خرید کر یہاں ایک محلہ کی بنیاد ڈالی اس کے بعد کچھ مدت تک پھر لوہی ہی پڑا رہا یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں گنبد و محراب والی مسجد کے طرز پر اس کی دوبارہ تعمیر عمل میں آئی اور اس وقت سے آج تک اسی شکل میں موجود ہے۔ شیشی فرش کے مکان کے جنوب مغربی جانب اس مکان کی بڑی دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس پر نمایاں سنہ ۷۷۹ھ میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"یہ مکان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان ابوایوب انصاریؓ کا ہے" (۱۲۹۱ھ)

اعتباس از زیور اخلاق | تواریخ کی کتابوں میں مورخین ابن خلدون، ابن خلکان، بلاذری اور طبری نے طراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی اپنی کتاب "مرآت العلماء" میں جلد اول میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں حوالے بھی درج ہیں کہ حضرت انصاریؓ حضرت ابوالہیثمؓ کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؓ کی اولاد ہیں۔ قاضی علی الہری (متوفی ۱۲۹۶ھ) نے اپنی تصنیف معراج المجالس منظوم جو معتبر کتب سیرے سے مانوڑ ہے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل اولاد اسماعیلؓ سے نکلتی تھی ابو بکر میری بادشاہ کاگزرا ایک صحابہ ہوا۔ وہ اس مقام کی فحش انگیزی سے متاثر ہو کر لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے اپنے حکمران و نجویوں سے اس جگہ کی فحش بخش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ دانشور نجویوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ ایک ہزار سال کے بعد کعبہ میں آخری نبی پیدا ہوں گے جو ہجرت کر کے یہاں سکونت پذیر ہوں گے۔ یہیں ان کا روضہ مبارک ہو گا جہاں ہر وقت عاشقان رسولؐ کا ہجوم ہو گا۔ ملک ابو بکر تبع میری نے

اعتباس از آثار مدینہ منورہ مؤلف عبدالقدوس انصاری مترجم مولانا سید عبدالرشید ندوی (ص ۱۵)

اس وقت کے آئے تک اپنے زندہ نہ رہنے کا افسوس کیا اور اپنے ایک عزیز مستدر سامل کو دہاں کی بادشاہت کی اور ایک خط سر بہر پشت در پشت منتقل کرتے ہوئے مسعود رسالت مآب کی خدمت میں پیش کر کے کی ہدایت کی چنانچہ سامل کی چونتیسویں پشت میں حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ نسلاً بعد نسل اس خاندان میں آئیں ہوئے۔ یہی وہ صحابی رسول ہیں جنہیں میزبان رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واقعی نے کہا کہ حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس لشکر میں شریک تھے جو قسطنطینہ کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں نہ لے جائیں بلکہ اندر پہنچا سکیں دہاں مجھے دفن کرنا چنانچہ وصیت کے مطابق قسطنطینہ کے قلعہ کی دیوار کے کنارے میں ۵۲ھ میں دفن کئے گئے اور ان کی یہی تدفین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے اور وہ مقام آج بھی "ایوبیہ" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں خراسان فتح ہوا تو اس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ کے فرزند ابو مسعود انصاریؓ ہرات میں آباد ہو گئے تھے جو غالباً ۷۷ھ میں ہرات ہی میں فوت ہوئے۔ ہرات سے نسل انصار کا سلسلہ عجم یعنی برصغیر میں دور دور تک پھیل گیا۔ چنانچہ ہرات میں ان کی ساتویں پشت ۲۹۶ھ میں ۲ شعبان ۳۹۶ھ کو بروز جمعہ ابو اسماعیل عبداللہ انصاریؓ ہروی تولد ہوئے جن کی ذات مبارک سے ایک کوفیہ پہنچا۔ آپ کی تصانیف میں ایک ضخیم کتاب "طبقات صوفیہ" بہت شہور ہے وہ نامور محدث، مفسر تھے۔ حضرت عبداللہ انصاریؓ کا ہرات ہی میں ۲۶ ذی الحجہ ۳۸۷ھ کو وصال ہوا جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث قدسی کے مصداق اس خاندان میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین، مفسرین، علماء اور صوفیاء مگر سے ہیں :

"واشوقا لفقار اخوانی" (الحدیث) سبحة المرجان (سید غلام علی آزاد بگلائی)

ترجمہ: بڑا اشتیاق ہے مجھے اُن اخوان کے دیکھنے کا، جو عرصہ دراز کے بعد عجم میں ہوں گے۔

(باتھ کا اشارہ برصغیر کی طرف تھا)

ذیور اخلاق از وزیر الدین انصاری عاقل مدہ و پیرزادہ سید شاہ محمود قادری متعجب رقم، حیدرآباد کلونی کراچی  
لے شرح مشکوٰۃ، مدونۃ الاحباب، مدارج النبوت، شواہد النبوت، تحفۃ الخلائق، غنوی مولانا دہم۔

(ذیور اخلاق ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۸، ۲۷)

اسی خاندان کے ایک بزرگ مخدوم محی الدین انصاری اور نگ آباد تشریف لائے اور ضلع میرٹھ کے پاتوڑہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ وہ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اہل تھے۔ دکن میں لا تعداد نفوس انہیں سے مستفیض ہوئے۔ ان کا خاندان دکن میں کافی پھولا پھلا۔ اسی خاندان میں علامہ رحیم الدین بھی تولد ہوئے۔ جن کے فرزند وزیر الدین انصاری عاقل اور نگ آبادی تلمیذ داغ دہلوی تھے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ  
اقْرَأْ وَالْكَافِرُ الْكَافِرُ  
عَلَى الْفُلْ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ



## بادشاہِ مین کا خط حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

ولادت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال قبل کے اسی اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہِ مین تیج ابو بکر حمیری نامی کا اطاعت و محبت سے بھرپور خط کا عکس جس نے اس خط کے عمار کو وصیت کی کہ یہ میرا خط نسل بعد نسل محفوظ رکھا جائے اور خدا کے آخری رسول کو پیش کیا جائے پھر جب رسالتِ مصلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو اہلِ یثرب نے یہ خط بارگاہِ مصطفویٰ میں پیش کیا۔

ترجمہ

تیج اول کی طرف سے یہ خط محمد بن عبد اللہ کی خدمت میں جو اللہ کے نبی و رسول ہیں اظہارِ عقیدت ہے۔ اور پروردگارِ دو جہاں کے رسول ہیں۔ ان پر درود و سلام ہو۔ ازاں بعد یقیناً میں آپ کے ساتھ لایا ہوں۔ اور میں آپ کے دین و طریقہ پر ہوں۔ اور آپ کے رب (ہر چیز کے خالق) پر ایمان لایا ہوں۔ اور اسلام کے جمیع احکام جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو پہنچے ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا و غنیمت اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری سفارش فرماتا اور قیامت کے روز مجھے بھول نہ جانا۔ میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں۔ اور میں آپ کے ہاتھ آپ کی آمد سے پہلے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں آپ کے طریقہ پر ہوں اور آپ کے کھانا اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی ہو جاتی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہو جاتا۔ اور جان نثاری میں بھائی ۱۱

## حضرت مومن عارف صوفی بمبئی منیر شریف بہار

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ منیر میں مسلمان سب سے پہلے سکونت پذیر ہوئے اور یہاں کی علم آبادی بہار شریف کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ منیر شریف اسلام کی آمد سے قبل بنیادی طائفا تھا جہاں کا ہندو راجہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جسے صوفی مومن عارف نے اپنی عمر کے لیے پسند کیا۔ حضرت مومن عارف ایک عربی النسل صوفی بزرگ تھے۔ وہ مین کے نا جبر تھے آپ کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے مین میں ڈیرہ ڈالا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد منیری کے ہندو راجہ نے آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچے پھر مدینہ منورہ میں حضورِ رسول پر حاضری دی اور اپنی بیعت سنا لی۔ اسی اثنا امام محمد تاج فقیہؒ کو بشارت ہوئی کہ خدا کا مومن عارف کی مدد کی جائے۔ الغرض آپ امام تاج فقیہؒ اور ان کے اصحاب کو ساتھ لے کر ہندو منیر ہوئے۔ راجہ کی فوج سے اسلامی لشکر کا مقابلہ ہوا، راجہ مارا گیا۔ راجہ کا محل مسلمانوں کا مرکز بنا۔ یہ واقعہ ۱۸۸۷ء کا ہے۔ اس طرح قدرت نے مومن عارف کی مدد کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مومن عارف کے گیارہ فرزند تھے جنہوں نے کپڑے کی بنائی کا پیشہ اختیار کیا جو بہار میں خوب چلا پھولا۔ یہ بلذری بہار میں مومن انصاری کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو یوسف خالد انصاریؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب انگریزوں کا دور آیا اور ہینڈ لوم کی جگہ پاور لوم چلانے کا منصوبہ بنا تو انصاریوں پر ظلم کے بہار توڑے گئے تاکہ اس پیشہ پر ان کا غلبہ ختم ہو اور ہاتھ کے بولے مشین سے کپڑے تیار ہوں۔ چنانچہ انصاری کاریگروں کی انگلیاں کٹوائی گئیں اور ہاتھ کاٹے گئے جس کی تفصیلات سیر کی کتابوں میں درج ہیں۔ حالیہ مردم شماری کی

سلسلہ عربی النسل مسلمان ۳۲۴،

سلسلہ کپڑہ بنسیہ ہسٹری آف بہار ڈاکٹر سیہ حسن عسکری ۳۲۴، ۳۵، ۵۲، ۱۸۶، (جلد دوم حصہ اول)

میرت النبی جلد اول ۲۴۴،



## خانوادہ فرنگی محل لکھنؤ اور نظام الدین سہالوی

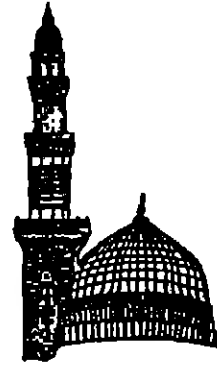
(شجرہ نسب ص ۵۳۹)

برصغیر میں مدارس عربیہ میں مروجہ نصاب تعلیم کو ملا نظام الدین محمد کی نسبت سے ”درس نظامی“ قرار دیا جاتا ہے۔ ملا نظام کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت ابو الیوب انصاریؓ (شہاب ۵۱ھ) سے ملتا ہے۔ ان کے اسلاف میں ایک بزرگ خواجہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) گزرے ہیں جن کو ہرات میں ہے۔ خواجہ صاحب کی اٹھارہویں پشت میں ملا جلال الدین گیا سرہوی مدنی ہجری میں بمقام ہند ہوئے اور دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملا جلال الدین، ملا نظام الدین سہالوی کے والد تھے۔ بعد میں ان کی اولاد نے دہلی سے نقل مکان کر کے تھبہ سہالی ضلع بارہ بنگی (روپی) میں رہائش اختیار کر لی۔ ملا نظام کے والد ملا قطب الدین بن عبد العظیم انصاری ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ ملا قطب ۱۱۰۸ھ میں تولد ہوئے اور موضع سہالی میں ۱۱۹۰ھ رجب ۵۱۰ھ کو زمین کے ایک تنازعہ میں عثمانی برادری کے لوگوں نے ان کو قتل کر دیا اور مکان تدریس کر دیا جس میں ملا قطب الدین کا معاشیہ شرح دوانی، جل کر راکھ ہو گیا۔ وہ کثیر القایف بزرگ تھے۔ ان کے چار فرزند تھے (۱) ملا محمد اسعد (۲) ملا محمد سعید (۳) ملا نظام الدین محمد اور (۴) ملا محمد رضا۔ ملا محمد سعید نے اپنے والد کی شہادت پر منسل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے فریاد کی۔ جس نے انہیں سکونت کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا۔ یہاں یہ خالوہ سہالی سے منتقل ہو کر آباد ہوا۔

ملا نظام الدین ۱۱۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علم دین میں امان اللہ بناری، ملا علی قلی جلیسی، ملا غلام نقشبند سے استفادہ کیا۔ فاضل التعمیل ہو کر وہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ انہیں شاہ عبدالرزاق ہنسوی سے قادری سلسلہ عریقی میں خلافت حاصل تھی۔ ملا مصروف علم و فضل کے مالک تھے۔ ان کو اپنے علم کا غرور بالکل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ”درس نظامی“ کے نصاب میں انہوں نے اپنی علمی کتاب شامل نہیں کی۔ وہ ۱۱۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ اپنے والد کی طرح

(مذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راحی ص ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷)

وہ سے بہادر کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد انہیں انصاریوں کی ہے جو حضرت مومنؓ کی بیٹی کی اولاد ہیں اور خود کو حضرت ابو الیوب خالد انصاریؓ میزبان رسول بنو قحطان سے منسوب کرتے ہیں۔ سیر وقاریخ کی کتابوں کے مطابق حضرت مومن عارفہ بن کے تاجر تھے اور عربی النسل تھے۔ لیکن یہ قرین قیاس ہے مگر شجرہ کی غیر موجودگی میں یہ امر تحقیق طلب ہے۔



(سوانح حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۰)

## مولانا رشید احمد گنگوہی

دشمیرہ نسب ۱۳۵۹ھ

مولانا رشید احمد، ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز پیر لنگرہ میں تولد ہوئے آپ ایدہی انصاری تھے۔ آپ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صبیح جانشین تھے۔ آپ کے والد مولانا رشید شاہ ولی اللہ کے خاندان کے علمائے تعلیم حاصل کی تھی اور روحانی تربیت مولانا شاہ غلام سے حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے ناز کے پابند تھے۔ ناظرہ گھر پر پڑھا۔ فارسی پڑھنے میں پڑھی۔ عربی محدث رشاد پوری سے سیکھی۔ علوم عقلیہ مولانا ملک علی اور مولانا مفتی محمد الیہ سے حدیث کی صحاح ستہ مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھی۔ آپ نے قرآن بھی حفظ کیا تھا اور قرآن پڑھائی تھی۔ آپ چالیس دنوں کے اندر حضرت امداد اللہ ہاجر کی سے خلافت ملی۔ آپ کو قرآن کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے پہلے شاگردید مومن علی تھے اور آخری شیخ الحدیث مولانا والد مولانا شیخ محمد یحییٰ کاندھلوی۔ انچاس سالہ تعلیمی و تدریسی دور میں طلباء ہند، برما، کابل اور سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم مہارنپور کے تاحیات رہے۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر عمر کی نماز میں ۲۲ برس بعد آپ کی بحیر لونی فوت تو آپ کو بڑا رنج پہنچا۔ آپ نے ساری عمر سخن خیزی اور تہجد گزاری میں گزار دی۔ آپ ۸ یا ۹ ماہ ۱۳۲۳/۱۱ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ ۸ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جلتے۔ آپ کے کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے مشہور و معروف خلیفہ تھے۔

### تصانیف

تصفیۃ القلوب، ادا والسلوک، ہدایۃ الشیعہ، زبدۃ الناسک، لائلۃ رشیدیہ، فتاویٰ، رسالہ تراویح، قطوب دانیہ، جمعہ فی القری، رد الطغیان، احتیاط النظر، ہدایۃ القدر، براہین قاطعہ۔

(بہیں بڑے مسلمان ۱۳۶۷ء، ۲۲۶)

## مولانا امجد علی انصاری اعظمی

مولانا اعظم گڑھ کے سہنے والے تھے۔ انڈی نے کرم فرمایا اور آبائی پیشہ پارچہ بانی چھوڑ کر دین بیکھا اور نامور علم دین بنے۔ عرصہ تک بریلی میں اکتسابِ علم کرتے رہے۔ مرشد کے حکم پر بیٹ کی تکمیل کے لیے پل بھیت میں محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحاح ستہ سے حدیث حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر الاسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ مسائل شریعت میں بہارت قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت سے فرقہٴ خلافت حاصل کیا اور مرشد کی توجہ سے علوم اسلامیہ میں مگد امر رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد امیر شریف کے دارالعلوم میں اعلیٰ رہے۔ مسائل اسلامیہ کے متعلق آپ کی تعریف بہار شریعت، بہت مشہور ہوئی۔ اس شخص پر علماء اہل سنت نے آپ کو ”مصدق الشریعہ“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان کے پہلے پہلے وفات پائی۔ آپ اپنے گاؤں میرو میں پروردگار ہوئے۔ آپ کے فرزند امجد قاری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ بن مسعود کراچی کے پشیر امام و خطیب ہیں۔ انہوں نے کلکتہ کراچی میں ایک دارالعلوم قائم کیا ہے۔ جس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالصطفیٰ الازہری، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ ۱۶ برج الاول ۱۳۸۸/۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو کراچی میں وفات پائے۔

آپ کے باقی تین فرزند مولانا شامہ المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ، مولانا بہار المصطفیٰ اور مولانا عبدالصطفیٰ ہندوستان میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی مشہور)

## حضرت شاہ ابو علی قلندر پانی پتی

اصل گرامی  
شاہ ابو علی قلندر  
سالار خیر الدین  
سالار حسن  
سالار عزیز  
ابا کر فازی  
فارس  
عبدالرحمن  
عبدالرحیم  
محمد  
نعمان امام اعظم  
ثابت  
نعمان  
مرزا بن  
ثابت  
قیس  
یزدجرد  
شہریار  
خسرو پرویز  
ہرمز  
زیشوان عادل

اسم گرامی شیخ شرف الدین اور لقب ابو علی قلندر تھا۔ امام اعظم کی اولاد سے تھے۔  
۱۲۰۰ھ میں عراق سے ہند تشریف لائے وہ جید عالم دین تھے۔ سید نعمت اللہ بھٹائی کرمانی  
ہیشہ بی بی حافظہ جمال سے نکاح ہوا اور اولاد ہوئی شاہ قلندر ۹۰۵ھ میں پانی پت میں پہنچے  
علوم ظاہری سے فارغ ہو کر ۲۰ سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ دہلی کے  
اکابر علماء دل سے ان کی سحر علی اور فضیلت کے مستزف تھے۔ شیخ ابو علی قلندر حضرت  
اولیاس کے خلیفہ تھے۔  
خواجہ شمس الدین ترک حضرت خواجہ احمد یسوی کے فرزند اور سادات ترکستان  
تعلق رکھتے تھے۔ اپنے مرشد علماء الدین علی مبارک کے حکم سے پانی پت آکر سکونت پزیر  
گئے۔ ۱۳ رمضان ۸۲۴ھ میں شیخ ابو علی قلندر کا وصال ہوا۔ کنال میں مدفون ہوئے۔  
تصانیف حسب ذیل تصنیفات شیخ ابو علی قلندر سے منسوب ہیں۔  
(۱) مکتوبات بنام اختیار الدین (۲) حکم نامہ شرف الدین۔  
(۳) مثنوی کنز الاسرار (۴) رسالہ عشقیہ۔

شجرہ نسب

برہان الدین غریب  
شیخ ابو علی قلندر  
شیخ ناصر ہانوسی  
سلطان مظفر  
سلطان ابراہیم  
شیخ ابوبکر  
شیخ عبداللہ  
شیخ عبدالرشید  
شیخ عبدالعبد  
شیخ عبدالسلام  
امام اعظم ابوحنیفہ  
شجرہ ص

## شیخ برہان الدین غریب

آپ کا اسم گرامی شیخ برہان الدین غریب ہے۔ آپ کا دطن ہانسی تھا۔  
آپ ۶۵۲ھ میں ہانسی میں تولد ہوئے۔ بابا فرید گنج شکر کے خلیفہ اور عالیہ سلسلہ  
طریقت کے مرشد اول خواجہ جمال الدین ہانوسی آپ کے ماموں تھے۔ آپ محبوب الہی  
کے خلیفہ مولانا قطب الدین نور کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے اپنے چچا سے  
قدوری پڑھی۔ شیخ برہان الدین غریب نے فقہ نافع حفظ کیا تھا۔ آپ جید عالم  
دین تھے۔ آپ نے تمام عمر تجرد میں گزار دی۔ ہانسی سے نقل مکانی کر کے دہلی میں مستقل  
سکونت اختیار کی۔ حضرت نعیر الدین چراغ دہلوی جب بھی اودھ سے دہلی تشریف  
لاتے تو انہیں کے ہاں قیام کرتے اور درس لیتے۔ آپ کو محبوب الہی سے خلافت  
ملی تھی۔ آپ مرشد کے حکم پر دکن روانہ ہوئے اور دولت آباد میں ۲۸ یا ۲۹ سال  
قیام فرمایا۔ ۸۲۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار قلعہ آباد میں مزبح خلافت ہے۔

ملفوظات

- (۱) حصول الوصول (۲) ہدایت القلوب۔
- (۳) لغائس الانفاس (۴) شمائل الاتقیار۔
- (۵) رسالہ غریب (۶) احسن الاقوال (۷) اسرار الطہریت۔

## باب ۲۵ اولاد اصحاب رسول

## باب ۲۶

## خانوادہ نوشیروان عادل شاہ ایران

## شیخ بدیع الدین شاہ مدار

## پشت نمبر اسمائے گرامی

۲۰	شیخ بدیع الدین شاہ مدار
۱۹	شیخ علی
۱۸	شیخ طیفور ثانی
۱۷	شاہ کافور
۱۶	قطب الدین ثانی
۱۵	شاہ اسماعیل
۱۴	محمد
۱۳	حسن
۱۲	علی
۱۱	طیفور اکبر
۱۰	بہار الدین
۹	محمد شاہی
۸	برادر الدین
۷	قطب الدین
۶	عادل الدین
۵	عبدالحامد
۴	شہاب الدین دانائے
۳	مظہر
۲	عبدالرحمن
۱	حضرت ابو ہریرہؓ

شیخ بدیع الدین مدار مقامِ حدیث پر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۱ء میں ہوئی۔ ارشد نے مرنیائے بنگال آپ کے والد کا اسم گرامی شاہ ابو اسحاق شامی تھا جو مکن پور میں مدفون ہیں۔ آپ نے ۱۱۷۰ھ میں گجرات، اجیر، تفرغ، جون پور کا سفر کیا پھر بنگال آئے۔ مادریہ سلسلہ طریقت بنگال میں غریب پھیلا۔ ان کے خلفاء میں شیخ اعلا نے جن کو اُلا بھی کہتے تھے۔ سلسلہ کو بنگال میں ترویج دی۔ شاہ اُلا کا مزار گوڑ (بنگال) میں ہے۔ شاہ مدار نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھا یا جو لباس ایک پٹا اس کو دھونے کی نوبت نہیں آئی۔ چہرے پر ممدی نور تھا۔ ان کو دیکھ ہی لوگ سجدہ میں گر جاتے تھے اس لیے وہ نقاب اوڑھے رہتے تھے۔ ڈاکٹر انعام الحق نے شاہ مدار کی وفات کا سال ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء بتایا ہے۔

(تذکرہ مرنیائے بنگال ص ۳۵، ۶۵ تا ۶۸)

## اولاد شہریار

۲۲	حضرت نور	۲۲	ہراسب
۲۳	سام	۲۳	گشتاسب
۲۴	لاد	۲۴	اسفندیار
۲۵	ایم	۲۵	بہمن
۲۶	کیورٹ	۲۶	ساسان
۲۷	سیاک	۲۷	اردشیر بابک
۲۸	ہرئنگ	۲۸	شاہ پور
۲۹	طہریش	۲۹	ہرمز
۳۰	جیش	۳۰	بہرام
۳۱	ساہکان	۳۱	برسن
۳۲	ملکان	۳۲	ہرمز
۳۳	انقیان	۳۳	شاہ پور
۳۴	انبین	۳۴	یزدگرد
۳۵	فریدون	۳۵	بہرام گور
۳۶	ایرج	۳۶	یزد جمد
۳۷	منوچہر	۳۷	فیروز
۳۸	طہاسب	۳۸	قیاد
۳۹	راب	۳۹	نوشیروان عادل
۴۰	کیقباد	۴۰	ہرمز
۴۱	کنشیغ	۴۱	خسرو پرویز
۴۲	ککش	۴۲	شہریار

فیروز	تیسرے
قیروان	شہر بانو
تار سجان	زوجه امام حسین
فرانحان	امام زین العابدین
قرابلت	امام زین العابدین
قرن ارسلان	نعمان
حرق التلیکین	ثابت
سلطان سبکتگین	امام اعظم ابوحنیفہ
سلطان محمود غزنوی	مالک
دختر زوجه سید نجم الدین	محمد
ایر سوغدی	عبدالرحیم
ایر محمد غزنوی	عبدالرحمن
ایر محمد غزنوی	فارس
ایر محمد غزنوی	ابوبکر قازی
ایر محمد غزنوی	سالار عزیز
ایر محمد غزنوی	سالار حسن
ایر محمد غزنوی	سالار فخر الدین
ایر محمد غزنوی	شاہ بر علی قلندر پانی پتی





## خاندانہ سلطان محمود غزنوی

(شجرہ نسب ۵۴۸)

خواجہ نظام الملک وزیر شاہان سلجوق (متوفی ۴۸۵ھ) میرالودک میں رقم طراز ہے کہ جب نے غلام کو پر کیا تو شیر بارک امیر بامیان نے حماد آرائی کی اور گرفتار ہوا لیکن الپتگین نے اسے ساق دیا بلکہ غلعت سے نوازا۔ جب الپتگین غزنی پہنچا تو غزنی کا راجہ لیک نے اس کے ساتھ جنگ لیکن شکست کھا گیا اور اپنے بارہ فرزندوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اہل غزنی نے جب دیکھا کہ ان کی جان و مال زن و فرزند محفوظ ہیں تو اس کے عدل سے بہت متاثر ہوئے اور کہا خواہ وہ ترک ہو یا ہندو اس کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا اور الپتگین کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ لیک نے شکست کھا کر لاہور ہی میں عافیت سمجھی۔ الپتگین نے ۳۵۳ھ میں غزنی کو فتح کیا ایک سال کے بعد یعنی ۳۵۴ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل تخت نشین ہوا۔ ایک سال کے بعد وہ بھی فوت ہوا تو اس کی جگہ ترکی امیر بکاگین سلطان بنا۔ وہ عادل متقی اور پرہیزگار تھا۔ وہ دس سال حکومت کر کے چلا گیا اس کے بعد الپتگین کا دوسرا بیٹا بکاگین ۳۶۲ھ شہنشاہ بن گیا۔ ۳۶۶ھ کو تخت پر بیٹھا ابوعلی لادیک نے اس کے خلاف میں کابل پر چڑھائی کی امیر بکاگین نے اپنے پانچ سو ترک سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کافی لوگ مارے گئے آخر کار امیر بکاگین سرخورد ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود ۴۲۱ھ میں باپ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ پنجاب کے راجپوت راجہ جے پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان ۳۹۳ھ میں جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ جے پال نے شکست کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس جنگ میں سید ابو الفرج واسطی زیدی محمود غزنوی کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ۴۰۴ھ میں بھی جے پال کے بیٹے تریلوچن پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان بھی جنگ ہوئی تھی۔

ابو ریحان البیرونی اپنی کتاب فی تحقیق بالہند میں صفحہ ۲۵۰ پر رقم طراز ہے :-

ننگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر، تھر پارکر) سندھ کا ایک شہر تھا جو غزنی سے چھ روز کے سفر پر واقع تھا۔

(معجم البلدان جلد ۵ ص ۲۹۵) یہ وہی قلعہ ہے جہاں ۴۳۲ھ میں امیر مسعود سلطان غزنوی کا بھائی امیر محمد

(تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی ص ۳۳، ۳۵، ۴۵، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۹۹، ۱۰۱)

ن تھا (بیہقی ص ۶۵۹) اس شہر کا سلطنت غزنہ سے براہ راست تعلق تھا۔ ثurf الدین علی یزدی کے عہد میں ظاہر ہے کہ قلعہ نگر نون شہر اور دریائے سندھ کے درمیان واقع تھا۔ مزید برآں ۸۸۸ھ میں امیر لنگ بختیار اور ایریاب ہو کر شہنشاہ اور بنوں پہنچا تو ۲۱ ذی الحجہ ۸۸۸ھ قلعہ نگر کو فتح کیا پھر ماہ ۸۸۸ھ میں دریائے سندھ کے ذریعہ واپس چلا گیا (طغافر جلد ۲ ص ۳۸) یہ قلعہ نگر غالباً وہی ہے جس کے بارے میں العینی نے تاریخ یمنی میں ص ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ ۳۹۶ھ میں ماہ ربیع الآخر میں یہ قلعہ سلطان غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ :

”بیم نگر کا حصار بہت بلند اور مضبوط تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا بت تھا جہاں صدیوں سے کارندہ و جواہر اور خزانہ جمع تھا۔ ۷ کروڑ شاہی درہم اور ۷۰ من سونا و دیگر نفیس اشیاء سلطان غزنوی کے ہاتھ لگے تھے اور جب وہ یہاں پہنچا تو بار خزانہ لے کر غزنی پہنچا تھا تو غزنی شہر اطراف کی غلامیوں کو تشاد دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑی تھی“

نٹ (۱) واضح ہو کہ ننگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو تاریخ میں بھی نگر کہا گیا ہے۔ ریویڈ کے قول کے مطابق شری بھی دیو ادوہ بلو شاہ گڑا ہے جسے العینی اور فرشتہ دونوں نے بالی نگر کوٹ کہا ہے۔

(یادداشتہائے ہند ص ۲۵۵) برسیلہ ہود یو لا جلد ۲ ص ۴۲۶) تاریخ افغانستان ص ۹۷

(۲) البیرونی کے مطابق نزد قس ایک یونانی لفظ ہے جس کا مساوی لفظ سنسکرت میں سیال پتی یعنی سپہ سالار ہے جو موجودہ سال، جبت اور جھنگ سیال، پنجاب جسے کمری بھی کہتے ہیں کے آباد اجداد تھے۔ (تاریخ افغانستان ص ۹۷)

(۳) واضح ہو کہ راقم الحروف نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں آرٹ آفیرز کوۃ و عشر، اسلام آباد کی حیثیت سے اپنے سرکاری فراتق مضامین سرانجام دینے کے لیے نگر پارکر کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ آج کل نگر کوٹ صرف نگر کہلاتا ہے جہاں ۴۳ میل کے رقبہ میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کے پتھر بڑے قیمتی ہیں اور مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں جس میں زیادہ تر چمکدار گرینائٹ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمینیں تانچے کی ہیں۔ یہاں کے پتھروں میں سونا، چاندی اور سنگ مرمر کی آمیزش ہے۔ یہاں کی زمینوں کے نیچے نفیس قسم کی

## سلطنت بہمن دکن

ہندوستان کی تاریخ میں دکن نے بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسلمان پہلے پہل یہاں پہنچ اسلام کے لیے آئے تھے۔ علاء الدین خلجی پہلا حملہ آور تھا۔ جس نے ۱۲۹۴ء میں دکن کا رخ کیا۔ دیوگری پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر اس کے سپہ سالار ملک کا فور نے ۱۳۱۰ء میں راس کمار سیلمک کی۔ محمد تغلق کے عہد میں دکن دہلی سے الگ ہو گیا۔ محمد تغلق کے عہد میں ترکی نژاد امیر ابن صدہ کو عزت حاصل ہوا۔ اسی کے عہد میں بے شمار ترک دکن میں آباد ہو گئے۔ جن میں اسماعیل فتح محمد تغلق کے خلافت کاوت میں پیش پیش تھا۔ اسماعیل کے بڑھاپے کے پیش نظر اس کا نائب ظفر حسن خاں ۱۳۴۷ء میں علاء الدین حسن بہمن شہ کے لقب سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ یہی آزاد ریاست سلطنت بہمن کہلائی۔ مگر گرجن آباد کے نام سے اس سلطنت کا پایہ تخت بنا۔ تقریباً ۸۰ سال کے بعد پایہ تخت بید متقل ہوا۔ درج ذیل سلاطین سلطنت بہمنیہ کے حکمران رہے جن کی حکومتیں دو صدیوں پر محیط رہی۔

نمبر	اسماء سلاطین	مدت حکمرانی
۱۔	علاء الدین ظفر حسن بہمن شاہ	۱۳۴۷ء تا ۱۳۵۸ء
۲۔	محمد شاہ اول	۱۳۵۸ء تا ۱۳۷۵ء
۳۔	محمد شاہ ثانی	۱۳۷۵ء تا ۱۳۹۷ء
۴۔	فیروز شاہ	۱۳۹۷ء تا ۱۴۲۲ء
۵۔	احمد شاہ دلی	۱۴۲۲ء تا ۱۴۳۴ء
۶۔	سلطان علاء الدین شاہ بہمنی	۱۴۳۴ء
۷۔	ہمایوں شاہ بہمنی	-
۸۔	محمد شاہ لشکری	-
۹۔	محمود شاہ	-

ظفر حسن بہمنی شاہ کے انتقال کے وقت سلطنت کی حدود شمال میں مانڈا جنوب میں دریائے

سفید چکدار چینی مٹی وافر مقدار میں موجود ہے۔ کوئلہ کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے۔ یہاں کا خاص شہد دور دور تک مشہور ہے۔ گرچہ یہ شہر صدیوں پرانا ہے جواب ویران ہو چکا ہے۔ قدیم آثار اب کھنڈرات کی شکل میں ہے۔ لیکن قدم قدم پر معبد اور مندر موجود ہیں جن میں بھویشور کا مندر سب سے بڑا ہے جسے گوتم بدھ کے پیروکاروں نے تعمیر کیا تھا جہاں وافر خزینہ دفن تھا۔ یہ علاقہ کچھ میں واقع ہے اور دو طرف ہندوستان کی سرحدوں سے گھرا ہے۔ اگرچہ یہ دور تھا۔ ریگستانی علاقہ ہے لیکن کسی زمانہ میں یہ علاقہ جنت نظر تھا اور دولت میں لاثانی تھا۔ ماضی میں یہ برصغیر میں جانوروں اور مویشیوں کی سب سے بڑی منڈی تھا۔



نَفَقَاتُكَ عَلَى اللَّهِ

ع ۱۲۸۷ھ



وہ خوش نرین تھا اور شاعری سے بھی شغف رکھتا تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی کے ہاتھ پر ہوا تھا۔ وہ علم کا بڑا قدردان تھا اور شیخ جنیدی کی دعائیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مولانا ابوالواحد قزوینی اور مولانا محمد بن ابومحمد مشہور اکابرین میں تھے۔ علامہ فضل اللہ انجو جیسے نامور عالم کے عہد میں شیراز سے دکن آئے تھے جو سعد الدین تغلق زانی کے شاگرد تھے محمد شاہ ثانی ہی کے زمانہ میں میر فضل انجو اور مولانا محمد بن ابومحمد مشہدی کے ذریعہ حافظ شیرازی کو دکن آنے کی دعوت دی۔ معارف راہ کے کفیل خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کازرونی ہوئے۔ لیکن حافظ نے سب سے خوفناک ہو کر دکن آنے کا ارادہ ترک کر دیا اور محمد شاہ اور فضل اللہ انجو کی دعوت اور عطیہ

دے باغیہ بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد

برے بھڑوش دلق ماکزیں بہتر نمی ارزد

اس غزل کے طعیر پر محمد شاہ نے ملا نام مشہدی کے ذریعے متعدد پیش بہا خائف حافظ کی خدمت میں بھیجے۔ مزید برآں شہل نمائی کے بیان کے مطابق سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر شاہ (غلام) نے بھی حافظ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اور حافظ نے جواب میں اس کو بھی غزل لکھ کر بھیجی تھی جس کا مطلع تھا۔

ساقی حدیث سرو و گل ولالہ می رود

وین بخت پائلا شہ غسالہ می رود (شعر العجم)

اس سلسلے میں سید غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب 'خزانہ عامرہ' میں صفحہ نمبر ۱۸۱ پر لکھا ہے کہ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا شاہ نعمانی ہندوستان آیا تھا جو برہمن پور میں فوت ہوا۔

**فیروز شاہ** محمد شاہ ثانی کے بعد فیروز شاہ ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل تھا۔ محمد شاہ ثانی نے اس کی اچھی تربیت کی تھی۔ یہ علامہ فضل اللہ انجو کا شاگرد تھا۔ وہ دنیا کی کئی زبانوں کا عالم تھا۔

چتر کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کے جسم میں عرب، کوہ فاف، جالوجیا، ترکی، یورپ، چین، افغانستان، ہوناد، بنگال، گجرات، تلنگانہ، ہمارا شتر اور دیگر ممالک کی نسوں سے تعلق رکھنے والی بیویاں تھیں جن سے وہ انہی کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے عبرانی زبان ان یہودیوں سے سیکھی تھی۔

تنگہ دار تک مشرق میں سوگیر تک اور مغرب میں گراہک پھیل گئی تھیں۔ بانی سلطنت ظفر حسن خاں شاہ ایک بلند خیال اور قابل حکمران تھا۔ اس میں بڑی استعداد اور جولانی کا رکنہ تھی۔ وہ ایلخان تھا اور افغانستان کے راستے ہند میں وارد ہوا تھا۔ وہ ہریرا الدین علانی کا بیٹا تھا جو کابل پر قتل ہوا تھا اس وقت حسن شاہ بہمن صرف چھ سال کا تھا۔ وہ قدیم شاہ ایران بہمن گورینہ کی اولاد ہونے کے سبب پر شکوہ پس منظر رکھتا تھا۔ اگرچہ سید سلیمان ندوی نے حسن بہمن کو ہند کی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہے۔ اسے علماء و صوفیاء سے بڑا لگاؤ تھا۔ صاحبزادے ہونے سے قبل وہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد سب سے پہلا حکم یہ دیا تھا کہ ۵۰ من سونا اور دس من چاندی نظام الدین اولیاءؒ کی روح کے ایلخان ثواب کے لیے شیخ برہان غریبؒ کے ذریعہ نذرانہ و مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ وہ غلامی بکول جاتا تھا۔ اس نے برہان سعدی کو شہزادوں کے نصاب میں شامل کرایا۔ اس نے فوج اور سیاسی حکمت عملی کے تحت ایران اور وسط ایشیا کے افراد کو زیادہ سے زیادہ فوج اور سرکاری ملازمت میں جگہ دی مثلاً اسماعیل خاں کو میرالامرار بنایا۔ ملک سیف الدین غوری کو وزیر اعظم بنایا۔ حسام الدین سکندر خاں اور رضی الدین جگجوت معتمد بنے، سید احمد غزنوی مفتی تھے۔ شیخ برہان الدین غریبؒ اپنے سات سو گروہوں کے ساتھ دولت آباد منتقل ہوئے تھے۔ بہمن شاہ نے شیخ برہان الدین غریبؒ کو مرید اور خلیفہ شیخ زین الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو شیراز سے دکن آئے تھے۔ بہمن شاہ نے سراج الدین جنیدی کا بھی متفقہ تھا۔ شاہ حسن بہمن کو شیخ جنیدی ہی نے سلطان قطب الدین کی خدمت میں تحت نشین کیا تھا۔ شیخ عین الدین گنج العلم بھی اس دور میں دولت آباد میں مقیم تھے۔ وہ شیخ جنیدی کے برادر نسبتی اور پیر جانی بھی تھے۔ وہ نسا حضرت جنید بغدادیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان کے آبا و اجداد افغانستان میں فرخوڑ سے آئے تھے۔ مشہور شاعر و مورخ عصامی نے ایک مبسوط تاریخ نظم میں نوح علی ثناء نامہ فردوسی کے طرز پر لکھی جو تاریخ محمد غزنوی سے شروع ہو کر بہمن شاہ ختم ہوتی ہے جس سے ملتا پتہ چلتا ہے کہ محمد غزنوی اور بہمن شاہ ہم نسب تھے۔

**محمد شاہ ثانی** محمد شاہ ثانی علم دوست بہشور تھا۔ عرب و ایران کے بہت سے شعرا و علماء اس کے دربار میں اس کی فیاضیوں سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ وہ عربی و فارسی روانی سے بولتا

جو ساسل مالاباد پر مدت سے آباد تھے۔ اور اس زبان میں وہ انجیل بھی پڑھ لیتا تھا۔ فیروز شاہ صاحب دیوان شاعر بھی تھا اور عروجی تخلص رکھتا تھا۔ وہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کا بڑا عقیدتمند تھا۔ جب وہ دکن پہنچے تھے تو فیروز شاہ نے علماء و مشائخ اور لشکر شاہی کے ساتھ ان کا نیر مقدم کیا تھا۔ امیر تیمور گورکان کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر ملی تو فیروز شاہ نے لطف اللہ سبزواری کو تیمور کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ سفارت میں ان کے ساتھ وزیر مالیات مولانا قلی الدین شیرازی بھی تھے جس میں فیروز شاہ کو کامیابی ہوئی۔ تیمور نے فیروز شاہ کو فرزند خیر خواہ کہا۔ بلکہ گجرات، مالوہ اور دکن کی سلطنت بھی عطا کر دی۔ فیروز شاہ بہمنی فارسی کا زبردست عالم اور شاعر تھا۔ اس نے حکیم حسن گیلانی اور سید محمود گازیرونی کو دولت آباد کے ایک درہ کی چوٹی پر رسد گاہ تعمیر کرنے پر متعین کیا تھا جو حکیم حسن گیلانی کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکی۔

## محمود گادوال

خواجہ محمود گادوال سلطنت بہمنیہ کے مدبرین میں بہت ممتاز ہے۔ وہ علم و فضل کا بڑا مرست تھا۔ بلکہ خود بھی دانشور عالم، شاعر اور دانش پر واز کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ گیلان کے قریب تادان میں پیدا ہوا تھا اسی لیے عرف نام میں گادوال مشہور ہوا۔ اس کے اجداد شاہان گیلان کے دربار میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی ذاتی کوششوں سے رشتہ کی بادشاہت حاصل کر لی تھی اور یہ خود مختار حکومت اس کے خاندان میں شاہ جہاں پ صفوی وانی ایران کے زمانہ تک قائم رہی۔ محمود گادوال ایک تاجر کی حیثیت میں شاہ محمد محمد میر شاہ نعمت اللہ ولی کرانی کی زیارت کے شوق میں بید رہے تھے۔ سلطان علاء الدین بہمنی نے اس کی بڑی قدر کی۔ اس نے وطن واپسی کا اجازت ترک کر کے حکومت کے امور میں شرکت اختیار کر لی تھی۔ پہلے ایک ہزاری منصب عطا ہوا۔ پھر ملکا نے کی بناوٹ فرد کرنے پر مامور ہوا۔ جیسے جیسے مواقع ملتے رہے اس نے بہت سارے علاقے فتح کر لئے بلکہ اس نے سندھ میں کچھ کے علاقہ ٹنگرکوٹ (موجود ٹنگر پارکس) کو فتح کر کے سلطنت بہمنی میں شامل کیا۔ جہاں اسے ہمیشہ بہا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیجا پور بھیجا گیا جہاں وہ وزیر ملک اور صدر جہاں بن گیا۔ اپنے تدبیر اور فراست سے اس نے جو کام کئے وہ سلطنت بہمنیہ کے لیے یادگار ہیں۔ محمود گادوال کے دور میں سلطنت بہمنی کے سفارتی تعلقات ایران کے علاوہ مصر، ترک اور عراق سے بھی ہو گئے تھے۔ سلطان ابوسعید گورکان اور سلطان محمد مراد بک سے محمود گادوال کی راست مرسلت تھی۔ اور تادم پیام لے کر آتے جاتے رہتے تھے۔ گویا وہ بحیثیت وزیر محنت ممالک کے مسالین کو مراسلے بھیجتا تھا۔ وہ اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ تجارت کے کام بھی سرانجام دیتا تھا۔ اس کی نیا ضی علم و فضل اور تدبیر کی تمام مودعین نے تعریف کی ہے۔ اس کے اوصاف نے اسے انصاف عالم میں مشہور کر دیا تھا۔ شہرت کی وجہ خاندانی اعزاز اور بہمنی وزارت کا جلیل القدر عہدہ بھی تھا۔ اس نے تحصیل علم کے لیے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا۔ اس لیے اپنے ہم عصر علماء سے ذاتی طور پر محبت و یگانگت پیدا کر لی تھی۔ اس کے دور میں دکنیوں اور غیری دکنیوں کی کشمکش شدت اختیار کر گئی۔ اسی کشمکش میں وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور سلطنت بہمنی

کے ناکارے ہو گئے۔ اس کے تدبیر اور فراست کے سبب سلطنت کو مستحکام اور وسعت حاصل ہوئی تھی لیکن وہ خانہ جنگیوں اور درباری سازشوں کی وجہ سے اپنی پوری قابلیت نہ دکھا سکا۔ اس کے کارکن کی سازش کا شکا ہو گیا۔ اس کے قتل پر مکہ معظمہ کے علمی حلقہ میں مصف ماقم بچہ لگی تھی۔

منظر الانشا اور ریاض الانشا اس کی دو مشہور تصانیف ہیں۔ وہ ہر سال غیر مالک کے علماء کو تحائف بھیجتا رہتا تھا جن کے صلہ میں ان مالک کے بادشاہ اسے اعزازات سے نوازتے تھے۔ علماء کے ساتھ محمود گاداں کا سلوک نہایت عقیدتمندانہ تھا۔

جانی نے اپنے مکتوبات میں اعتراف کیا ہے کہ خواجہ نے ہند کو زنگ ارم بنادیا ہے۔ محمود گاداں کی شاعری اور ادب کی بھی جانی نے ایک قطعہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جانی نے نصوص المحکم شرح خواجہ محمود گاداں کو ہدیہ بھیجوائی بلکہ جلال الدین دوانی نے اپنی تصنیف مشکاۃ الجود محمود گاداں کے نام منسوب کیا۔ (مؤلف)

ملا عبدالکریم ہمدانی نے محمود گاداں کی سوانح لکھی جس کا خلاصہ محمود قائم ہند و شاہ فرشتہ نے اپنی تاریخ کے آخر میں درج کیا ہے۔ نامور شاعر ساسی محمود گاداں کا مصاحب خاص تھا۔ ملا نظیر کاظمی کو محمود گاداں نے ہی ملک الشعراء کا خطاب دلویا تھا۔ عبدالعزیز بن محمود طوسی کو محمود گاداں نے اپنے داماد کا تالیق مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنے صرف خاص سے بیدر میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور درسی کتابوں کے لیے غیر مالک سے علماء کو روکن بلایا تھا جن میں جلال الدین دوانی، ابو بکر طہرانی، شیخ عبداللہ رواسی شامل تھے۔ محمود گاداں نے مولانا عبدالرحمن جانی کو کوئی مرتبہ دکن آنے کی دعوت دی تھی۔ اس مدرسہ کے کتب خانے میں ۳۵ ہزار کتابیں تھیں جن سے طلباء مستفیض ہوتے تھے۔ محمود گاداں کا یہ مدرسہ کئی جیشوں سے مشہور ہے۔ یہ ۱۴۸۲ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کے تعمیر سرقند کے قدیم مدارس اور اسفہان کی مساجد کے طرز پر تھی۔ اس کی دیواروں کی کاشی کاری اس کے حسن کو مزید دو بالا کرتی تھی۔ پیشانی پر سرسرقانی آیات نہایت اصلی خط ثلث میں سفید زمین پر نیلے حروف میں مرقوم ہیں کہ میں نے اپنا نام کتبۃ العبد علی الصوفی لکھا ہے جسے محمود گاداں نے خاص طور پر شیراز سے عموماً کیا تھا۔

## باب ۲۷

## شجرۂ خالوادہ امیر تیمور گورکان

- |                 |                                 |
|-----------------|---------------------------------|
| ۱- حضرت زرق     | ۲۸- یاسنخر خان                  |
| ۲- یافث         | ۲۹- توہنہ خان                   |
| ۳- ترک          | ۳۰- ابو محی لاس تاجپنی بہادر    |
| ۴- امیر خان     | ۳۱- سوچو حقیق                   |
| ۵- یاقوی خان    | ۳۲- قراخا توہان                 |
| ۶- دیب خان      | ۳۳- ایجل توہان                  |
| ۷- کبک خان      | ۳۴- کنگر بہادر                  |
| ۸- امیر خان     | ۳۵- امیر برکل                   |
| ۹- مغل خان      | ۳۶- امیر طراغانی                |
| ۱۰- قرع خان     | ۳۷- امیر تیمور گورکان           |
| ۱۱- آغور خان    | ۳۸- میراں شاہ                   |
| ۱۲- کن خان      | ۳۹- سلطان ابوسعید               |
| ۱۳- آبی خان     | ۴۰- عمر شیخ مرزا                |
| ۱۴- ایلدوز خان  | ۴۱- ظہیر الدین بابر             |
| ۱۵- منگلے خان   | ۴۲- جلال الدین اکبر             |
| ۱۶- منکر خان    | ۴۳- نور الدین جہانگیر           |
| ۱۷- ابلی خان    | ۴۴- شہاب الدین شاہجہان          |
| ۱۸- قیان خان    | ۴۵- اورنگ زیب محمد الدین        |
| ۱۹- تیمور باش   | ۴۶- بہادر شاہ                   |
| ۲۰- منگلے خواجه | ۴۷- شاہ جہاں ثانی               |
| ۲۱- یلدوز       | ۴۸- نصیر الدین ہمایون           |
| ۲۲- جونابہادر   | ۴۹- محمد شاہ روشن اختر (دیکھلا) |
| ۲۳- التوقانیت   | ۵۰- احمد شاہ                    |
| ۲۴- موزحق آآن   | ۵۱- شاہ عالم                    |
| ۲۵- بوتقا آن    | ۵۲- اکبر شاہ                    |
| ۲۶- دوشن خان    | ۵۳- بہادر شاہ ظفر               |
| ۲۷- قاید خان    | آخری مغل بادشاہ دہلی            |

## آزادی مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر (شجرہ نسب ۵۵۸)

شاہ عالم کی وفات کے بعد ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۷۰۶ء میں اکبر شاہ ثانی (موتی ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) مسند نشین ہوا۔ اکبر شاہ کے گیارہ فرزند تھے۔ ابو ظفر، مرزا جہانگیر، مرزا بابر، مرزا سلیم، مرزا بلند اختر، مرزا جہاں خسرو، مرزا قباد، مرزا شاہ جہاں، مرزا کاؤس شاہ، مرزا ثابت شاہ اور مرزا نظام شاہ۔ ابو ظفر خلیفہ اکبر راچوت بہارانی لال بائی کے بطن سے ۲۸ شعبان ۱۱۸۹ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف قاری حافظ محمد خلیل سے پڑھا۔ ظفر کی عمر ابھی بارہ تیرہ برس کی ہوئی تھی کہ غلام قادر روہیلہ نے لال قلعہ پر قبضہ کر کے دہلی سے نکلوانے کے لئے بادشاہ شاہ عالم کو شاہی افراد کے ساتھ ظلم و ستم کا شکار بنایا۔ شہزادہ بیدار تخت بن احمد شاہ بن محمد شاہ کو بیدار شاہ کے لقب سے بادشاہ بنادیا اور انہیں سے شاہ عالم کو تنگ، ذلیل اور رسوا کر دیا مگر نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں نے چھوڑا کیا تھا۔ جو غلام قادر روہیلہ کے ہاتھ لگا۔ آخر اس نے شاہ عالم کو زندہ کر کے بائیس شہر لوہوں کے ہمراہ قلعہ سے نکال کر میرٹھ جلا وطن کر دیا۔ جلاوطنوں میں ظفر بھی تھے۔ یہ نافلہ چھرولی لوٹا جب سندھیانے شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشین کیا اور اس وقت سے ظفر کے والد شہنشاہ ہند ہوئے۔ شاہ عالم اپنی لاڈلی بیگم سے مرعوب تھے اور ملکہ اپنے بیٹے مرزا جہاں گیر کو ولی عہد بنانے کی فکر میں تھی۔ مگر قدرت نے تخت شاہی کا حقدار ظفر کو بنادیا تھا۔ جب شاہ عالم میرٹھ سے دلی لوٹ کر تخت پر بیٹھے تو ظفر ولی عہد بنائے گئے۔ شاہ عالم کی وفات ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاہ عالم ۱۸ نومبر ۱۷۰۶ء سے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء تک تاجدار ہند رہے۔ ظفر ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۵۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئے۔ شاہی جامع مسجد کے امام میر احمد علی نے رسم تاج پوشی کا افتتاح کیا۔

علامہ بنامہ الحبيب پهلوازی شریف ستمبر ۱۹۲۸ء ص ۲۶

طبع : میانہ قدر، نحیف جسم، لمبا چہرہ، بڑی بڑی روشن آنکھیں، آنکھوں کے نیچے لمبائی اجمیری ہوئی، لمبی گردن، پتلی ستوال اور پچی ناک، بڑا داند، گہری سانولی رنگت سر نہڑا ہوا، چھدری دار وحی کتوں پر بہت کم ٹھوڑی پر زیادہ، لمبی کتری ہوئیں بال سفید ہو گئے تھے۔ چہرے پر بھیریاں ۴۰ واں میں کراہہ ہیں۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشین ہوئے تو شاہی خزانہ کو ایک لاکھ روپیہ ماہوار ملتا تھا اسکے علاوہ قدرے پرگنات، سملات، بھتہ بازاری، کراہہ دوکان، آمدنی باغات، طویل (ڈول) و نزول خالہ وغیرہ کا آمدنی تھی۔ کل سوا لاکھ ماہوار سمجھ لیجئے۔ بڑے شہزادے دلاور تخت کو ولی عہد بنایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر نے ایک نئی شادی زینت محل سے کی تھی جن سے شہزادہ جواں بخت تولد ہوا تھا۔ جس کی طالعہ ہمدی کے لیے زینت محل نے کھل کھلائے۔ ابھی ولی عہدی کا فتنہ پران ہی چڑھ رہا تھا کہ دلی عہد دلاور تخت کا ۱۸۳۹ء میں انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کے بعد غلام محمد الدین (شہزادہ غفور) ولی عہد ہونے کا حقدار تھا۔ اپنے حق کی خاطر انہوں نے انگریزوں کی ان شرائط کو کہہ کر تنے ولی عہد کو بادشاہ کے بجائے صرف شہزادہ کہا جائے گا اور اسے لال قلعہ کے بجائے قطب شاہ کی حویلی میں رہنا ہوگا اور وظائف کا انتظام صرف بادشاہ کی اولاد کے لیے ہو کرے گا۔ منظور کر کے ولی عہد بننا پسند کیا۔

مرزا غفور کی بیوی محمدی بیگم مرزا الہی بخش کی بھانجی تھیں اور یہ غالب کے خسر تھے۔ محمدی بیگم کے بطن سے مرزا فرخندہ جمال تھے عمر ۵ سال تھی کہ قدر کا ہنگامہ برپا ہوا اسے وفادار میواتی اماں لال قلعہ دہلی سے لے کر نکل گئی اور تین سال تک انگریزوں سے چھپائے رکھا۔ اب تک ان کی نسل جاری ہے۔ مرزا غفور کی دختر شہزادی قمر سلطان بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ بیسی ۱۹۵۷ء تک حیات تھیں۔ مرزا غفور نے ۱۸۵۹ء میں وفات پائی۔ مرزا جواں بخت کو بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سوچ دی گئی۔ مگر زینت محل، حکیم احسن اللہ، مرزا الہی بخش کے انگریزوں سے مل جانے کی وجہ سے امید ولی پر پانی پھر گیا۔ اس وقت جنرل، تخت خاں نے بادشاہ کو اودھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بادشاہ راضی نہ ہوا البتہ قلعہ سے منتقل ہو کر وہ قطب صاحب چلے گئے۔ وہاں سے مرزا الہی بخش کے کہنے پر جہایوں کے مقبرہ میں آ گئے۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو کیپٹن ڈسٹن اور انگریز جاسوس تراب علی کی سازش سے بادشاہ کو

## شجرہ نسب قائم خاں شہید مورث اعلیٰ قائم خانیان

۱- حضرت آدمؑ	۲۸- راجہ مار کچھ
۲- شیثؑ	۲۹- راجہ مند
۳- اوشؑ	۳۰- راجہ موئی
۴- تینانؑ	۳۱- راجہ مہربال
۵- ہٹاٹلؑ	۳۲- راجہ کھٹنگ
۶- بارو دیارؑ	۳۳- راجہ دہندران
۷- حضرت ادریسؑ	۳۴- راجہ کنور دیو
۸- ترشٹؑ	۳۵- راؤ امرا
۹- ملکؑ	۳۶- راجہ جیور
۱۰- حضرت نورؑ	۳۷- راجہ بیرسی
۱۱- سامؑ	۳۸- راجہ اودے راج
۱۲- ارمؑ	۳۹- راجہ جراج
۱۳- جوسؑ	۴۰- راجہ کیسولٹے
۱۴- ثمرؑ	۴۱- بچے راج
۱۵- مادؑ	۴۲- پدسی
۱۶- راجہ عناد (بکرافیت)	۴۳- پرتھوی راج
۱۷- جفداؑ	۴۴- لال چند
۱۸- برہادؑ	۴۵- ارجو چند
۱۹- مینسرؑ	۴۶- گوپال
۲۰- مندرؑ	۴۷- جیت سی
۲۱- کیلاشؑ	۴۸- بیٹی پال
۲۲- سمندؑ	۴۹- روپ
۲۳- فینؑ	۵۰- راون
۲۴- پاسگؑ	۵۱- تہتی پال
۲۵- راہؑ	۵۲- موٹے رائے
۲۶- راونؑ	۵۳- کنور سنگھ
۲۷- راجہ دہندارؑ	نواب قائم خاں یا قاسم خاں

نوٹ: یہ شجرہ نامکمل ہے۔ اس میں بہت سے نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں (موت،)

(تدریج قائم خانیان حصہ اول ص ۱)

تقدیر کیا گیا۔ دوسرے دن شاہ کے فرزند مرزا مغل اور مرزا اختر سلطان اور شاہ کے پوتے مرزا ابوبکر کو قتل کر دیا گیا پھر ۲۱ شہزادوں کو پھانسی دی گئی پھر بادشاہ کو ۲۷ جنوری ۱۸۵۸ء میں لالہ کے دیوان خاص میں فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے ملک بدری کا حکم سنایا۔ ۷ نومبر ۱۸۵۸ء کو بادشاہ کو ۳۰ دیگر افراد کے ساتھ دلی سے پانچولال اسٹیمر پر روانہ کیا گیا۔ یہ قافلہ الہ آباد پہنچا ہنگلی ہوتا ہوا۔ ۳ نومبر ۱۸۵۸ء کو کلکتہ پہنچا۔ جہاں سے ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء کو دنگون بھیجا گیا۔ ۷ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۷۹ھ کو نواسی سال کی عمر میں بادشاہ جاں بحق ہوا۔ مزار رنگون شہر میں واقع ہے۔

### نوٹ:

- (۱) شجرہ میرزا خسرو بخت بن میرزا محمد سعید شاہ بن میرزا ذوالنور بخت المعروف احمد شاہ بن میرزا بہادر بخت بن میرزا ابوبکر بن بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی۔
- (۲) شجرہ مادری میرزا محمد سعید شاہ بن والدہ سعید شاہ بنت ماہ بیگم بنت کاشغری بیگم بنت سراج الدین ابوالعظم بہادر شاہ ظفر مغل بادشاہ دہلی۔
- (۳) سیرت جہاں بیگم زوجہ خسرو بخت ناہال راجگان جو دھپور
- (۴) اولاد میرزا خسرو بخت: (۱) میرزا خاور بخت (۲) میرزا ایمن بخت (۳) ثروت جہاں بیگم (دختر)

## تذکرہ نواب قائم خاں شہید

مختصر احوال (۵۳۱)

نواب قائم خاں ریاست دوریرہ کے شہزادہ تھے یہ ریاست حصار فیروزہ اور راجکوتھ کے قریب واقع تھی۔ ان کے والدہ کنولادیوی ریاست جائل ناگور کی شہزادی تھیں۔ ان کے سٹے رائے چٹان کے چھ فرزندوں میں سے تین مشہور ہوئے۔ جن کے نام ہیں۔  
نواب قائم خاں (کنور کرم سنگھ) زین الدین خاں اور وزیر الدین خاں۔ ایک دن قائم خاں حصار فیروزہ کے علاقہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ فیروز شاہ تعلق سے ملاقات ہوئی۔ خود بھی سیر و شکار کے لئے علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات ہی میں شاہ نے کنور سنگھ کی خاص صلاحیتوں کو پرکھ لیا اور ان کے مرتبہ کے مطابق شاہی امراء میں شامل کر کے اپنا صاحب خاص بنوا دیا۔ ان کے بعد کنور سنگھ اپنی ذہانت اور شجاعت سے عزت و منصب پاتے رہے۔ یہاں ان کی علم و فضلہ کی صحبت نصیب ہوئی اور تینوں بھائیوں نے تعلیمات اسلامی سے متاثر ہو کر قبول کیا۔ ۱۲۳۷ھ میں بادشاہ فیروز شاہ تعلق ٹھٹھہ کی مہم پر روانہ ہوا تو قائم خاں کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنایا۔ موقع غنیمت پا کر مغلوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ قائم خاں نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ گھمسان کا دن پڑا۔ مغلوں کی ایک نہ چلی۔ مغلوں کو شکست فاش ہوئی۔ بدحواس ہو کر بھاگے۔ بے انتہا مال غنیمت قائم خاں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خان جہان خان کا خطاب عطا کیا۔ بادشاہ نے حصار فیروزہ نام کا ایک نیا صوبہ بنایا اور شہر آباد کیا اور قائم خاں کو اس نئے صوبہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ فیروز شاہ تعلق کے بعد سلطان ناصر الدین بادشاہ بنا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار کے لیے درگشی شروع ہوئی۔ امراء سلطنت نے قائم خاں کو تخت نشینی کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی دوران سلطان محمود شاہ دہلی کا بادشاہ بنا لیکن درپردہ ملو خاں ہی حکومت کرتا رہا۔ قائم خاں کو اپنا مقابلہ سمجھ کر ایک لشکر ہزار لے کر قائم خاں کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کا کو جھاک کھڑا ہوا۔ قائم خاں نے دہلی سے تعلق توڑ لیا اور خود مختار ہو کر اپنے صوبہ پر حکومت کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر تیمور سے تسخیر ہند کا ارادہ کیا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ امیر نے لاہور اور

کی حکومت سید خضر خاں کے حوالہ کیا اور خود سمرقند واپس ہو گیا۔ ۸۴۳ھ میں ملو خاں مارا گیا۔  
یہ دور میں سلطان محمود شاہ نے نواب قائم خاں پر حملہ کیا تاکہ حصار کو زیر کیا جائے لیکن جنگ میں ہتھیار چلی آخر کار بادشاہ نواب قائم خاں سے صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ صلح سے خفا ہو کر سید خضر خاں نے ملو خاں کی اعوان کی سرکردگی میں نواب قائم خاں کو زیر کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی۔ لیکن سوز الدین ملو خاں کے ساتھ دو برس جنگ میں مارا گیا۔ بے شمار مالی غنیمت نواب قائم خاں کے ہاتھ لگا۔ خضر خاں بھی مجبور ہو کر نواب سے صلح کر لی۔ ۸۴۳ھ میں دہلی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اور دولت خاں کی بادشاہ بنا۔ خضر خاں دہلی کی بادشاہت کا خواہشمند تھا اس لئے نواب قائم خاں سے عہدہ چھین لیا۔ دونوں لشکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ناگور میں راتھوروں سے جنگ ہوئی فتحیاب ہو کر فوج آگے بڑھی اور دہلی کا محاصرہ کر لیا چار ماہ کے محاصرہ کے بعد دولت خاں لڑوگی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ دہلی پر قبضہ ہوا۔ نواب قائم خاں نے خضر خاں کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا۔  
۸۴۷ھ میں ۱۷۱۷ء میں خضر خاں نواب قائم خاں کی طاقت اور صلاحیت سے مرعوب تھا اور انہیں اپنا حریف سمجھتا تھا اس لئے اس نے انہیں اپنے محل میں بلا کر دھوکہ دیا اور دیا اور لاش دریا کے کنارے بہا دی۔ کہتے ہیں کہ نواب قائم خاں کی تنگی تلواریں دریا کے کنارے نظر آتی تھیں جسے وہ آخر وقت تک اپنے ہاتھ میں تھامے اور بلند کھینچے یہ بات بہر حال اس خاندان کی عزت و شجاعت کی علامت ہے۔ یہ واقعہ ۸۴۷ھ کو وقوع پذیر ہوا۔  
نواب قائم خاں کی سات بیویاں تھیں اور چھ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) محمد خان (۲) تاج خان (۳) علی خان (۴) مولیٰ خان (۵) اختیار خان (۶) احمد خان۔ اس خاندان میں درج ذیل مشہور اہلکاران گزرے۔ (۱) فتح خان (۲) جلال خان (۳) دولت خان (۴) فتن خان (۵) تاج خان (۶) الف خان (۷) سردار خان (۸) دینار خان (۹) رشید خان (۱۰) نواب سردار خان ثانی اور (۱۱) ملا کا میاب خان موجودہ دور میں اس خاندان کے چند مشہور قابل ذکر ہستیاں ہیں جن سے قائم کی بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں۔

ذکر کری

امام الدین ٹھاکر۔ ڈاکٹر مشتاق علی خاں۔ مفصود علی خاں وائس چیرمین۔ اللہ داد خاں ایڈووکیٹ



## سید خضر خاں بادشاہ دہلی اور نواب قائم خاں

ملک مردان مورہ دارمطان نے سلطان فیروز شاہ، دہلی کے عہد میں سید جلال الدین کو جہاں گشت کی دعوت کی۔ ملک مردان کے ماتحت ملازم سید خضر خاں آقا نے ماتھ میں لے کر حضرت مولانا نے لگے۔ حضرت بخاریؒ نے فرمایا کہ میں اولاد نبی سے خدمت کیسے لے سکتا ہوں یہ گناہ ہے۔ مردان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شیخ کو ملتان کی مورہ داری پیش کی گئی لیکن اس کے بعد سلطان فیروز شاہ دہلی نے عقل و فہم و فراست کے سبب سید خضر خاں کو ملتان کا مورہ دارمطان امیر تمید لگ عازم ہند ہوا تو ۱۴۱۴ھ میں اپنے نام کا سکھرائی کیا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد خاں دہلی کا بادشاہ بنا۔ وہ نیک دلی بادشاہ تھا اور مدد و خیرات بہت کرتا تھا اس میں شاہی موجود تھی لیکن اس نے اپنے مقام سرور قائم خاں جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا دہلی کا عمل میں دھوکہ سے شہید کر دیا اس لیے کہ وہ نواب قائم خاں کو اپنا حریف اور دہلی کے تخت کا دھوکہ سمجھتا تھا۔ اس کا یہ فعل اس کے کردار کے منافی ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو خراب کرتا ہے۔ نواب خاں کا اصلی نام کنور سنگھ تھا وہ پرتھوی راج کی نسل کے چوہان راجپوت تھے مشرف بر اسلام کے بعد اسلامی نام قوام خاں یا قائم خاں ہوا۔ انہیں کی اولاد قائم خانی کہلاتی ہے۔ سندھ کے علاقہ میں خاص کے اطراف میں قائم خانیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ یہ لوگ بڑے بہان نواز، شریف النفس، جوی بہادری ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں کثرت سے راجپوتانہ میں مامنی قریب میں نوابگان گزرے ہیں۔ یہ دراصل حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی اولاد ہے۔ حضرت سام کی اولاد میں انبیائے کرام مبعوث ہوئے اس لیے اسلام کو سامی مذہب کہتے ہیں۔

۱۴۳۱ھ میں سید خضر خاں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید مبارک ابو الفتح معز الدین کے سے بادشاہ بنا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۳۶ھ میں اس کا بیٹا سید علاء الدین

تخت نشین ہوا۔ جو آرام طلب اور بے عقل تھا۔ وہ تخت شاہی پہلوں لودھی کے حوالے کر کے بدلیا گیا۔ اس طرح ۳۹ سال سیدوں نے دہلی پر حکومت کی بعد ازاں سلطنت افغان لودھیوں کے قبضہ میں آئی۔ خضر خاں سادات بارہ سے نبی تعلق رکھتا تھا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ  
اقْرَأْ وَلَكِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَافٍ  
عَلَّمَ الْقُرْآنَ  
كَرِيمًا  
مَلَكًا  
مَلَكًا



## شجرہ نجات نصر

شجرہ رستم و سہراب مطابق شجرہ مندرجہ ذیل

دائیں طرف

حضرت نورؑ	حضرت اسحقؑ	حضرت نورؑ	حضرت نورؑ
سام	میم	سام	سام
ارم	منظہر	ارم	ارم
عوس	الاصفر	عوس	عوس
سہاریب	ددی	سہاریب	سہاریب
کوش	لوفیل	کوش	کوش
سہاریب	لوط	سہاریب	سہاریب
بیودادن	مدین	بیودادن	بیودادن
نجات نصر	شرجون	نجات نصر	نجات نصر
	نوبت		
	یافث		
	یونان		
	پطر		
	دومی		
	بیطر		
	ہندوی		
	قطر عوس		
	فیلوس		
	سکندر اعظم		

## پٹھان یا فحان

## پل طاہوت

حضرت طاہوت افغان قوم کے مورث اعلیٰ تھے جن کا تعلق قبیلہ نسل سے تھا۔  
رحمن کے دُوبنے کے بعد ادربی اسرائیل کے غلبہ پانے کے بعد تباہ ہوئی۔

(تاریخ فرشتہ از محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ صفحہ نمبر ۱۷۷)

بعد ازاں افغان کوہ سلیمان کے آس پاس ہند کے شہروں میں آباد ہو گئے۔ بعض روایت کے  
مطابق یہ قوم خالد بن عبداللہ کی اولاد ہے جو خالد بن ولیدؓ کی اولاد تھے۔ لیکن زیادہ مستند ہے کہ افغان  
اہل بیت کی اولاد ہیں جو حضرت یعقوب (اسرائیلؑ) کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامینؑ کی اولاد  
ہے۔ طاہوت بنی اسرائیل کے ملک کا حکمران تھا۔ وہ جاہلوت رئیس ممالقہ سے فی سبیل اللہ لڑا تھا اور  
ان کی فوج کو شکست دی تھی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل مصر و فلسطین میں  
ممالقہ کے ماتھوں تباہ و برباد ہوئی تھی۔ طاہوت بھاری لشکر لے کر جاہلوت پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور کفار  
و کفرناک شکست دی۔ چنانچہ جاہلوت حضرت داؤدؑ کے ماتھوں مارا گیا۔ جاہلوت کے بعد طاہوت بنیامین  
کا بادشاہ ہوا۔ جنگ میں جاہلوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہ دی۔

افغان کی وجہ تسمیہ طاہوت کے دو بیٹے تھے (۱) ارمیا (۲) برزیا۔ ارمیا کے بیٹے کا نام افغان  
ہو جس سے افغان کے لشکر کا سردار مقرر ہوا تھا۔ جبکہ برزیا کا بیٹا آصف حضرت سلیمانؑ کا وزیر تھا۔ طبری  
مطابق ارمیا کو عربی میں غزیرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب نجات نصر  
نے ملک شام پر قبضہ کیا تو ارمیا غزیرہ نے ان شہروں میں بیٹھے تھے۔ ارمیا (عزیر) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

افغانی اصناف و اہل اقل از مورخ حکیم نجم الغنی خاں رامپوری (متوفی ۱۹۲۲ء) صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴  
طبری فی کشور (۱۹۱۸ء) نسب ناخافہ از نواب عبدالسلام خاں (صفحہ ۴۸، ۴۹) تاریخ خاں جہانی و فخری  
افغانی از خواجه نعمت اللہ مدنی (صفحہ ۶۸، ۶۹) مرتبہ ملا علی محمد امین الدین بہاری صفحہ ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱  
سورانی آف پاکستان، ڈھاکہ ۱۹۶۶ء

نہ نمر کے ظلم سے تنگ آکر ان شہروں کے رہنے والے یہودیوں نے جہانگیر خوجہ کی چنانچہ ارمیا کی اولاد  
چند لوگ غزنی اور غور پہنچے بعد میں وہ کوہستانی علاقہ کوہ سلیمان منتقل ہو گئے۔

(مشروانی نامہ صفحہ ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۷۰، ۱۹۰)

۱۷۷ھ مطابق ۷۹۳ء میں عبدالرحمن بن سمروہ اور سلب بن ابی صفورہ کی سرکردگی میں اور اس کے  
۱۷۸ھ مطابق ۷۹۴ء میں سلم بن ابی زیاد کی سرکردگی میں لشکر اسلام غور، غزنی، خراسان، سیستان،  
۱۷۹ھ قندھار، کوہ سلیمان، پشاور اور اودھان پہنچا تو افغان باشندے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس  
بعد سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے عہد میں اس علاقے میں اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان  
کے باشندے بھی مسلمان ہوئے۔ امیر تیمور نے ملک خضر لودھی، ملک بہار الدین حلوانی، ملک یوسف  
ملانی اور ملک حبیب نیازی کو کوہ سلیمان سے بلا کر عنایتیں فرمائیں خلعت اور تلوار سے نوازا اور اپنے  
میں شامل کیا۔

**سربین کی اولاد** | سربین سرد طبیعت والے کہتے ہیں اصلی نام ابراہیم تھا۔ سربین کے دو  
بچے تھے۔ (۱) شرف الدین جو شرفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) دوسرے خیر الدین جو خوشی کے نام  
سے مشہور ہوا۔ شیبانی، ترین، میانہ، برتج اور اڈمر کا باپ امیر الدین، شرف الدین کی اولاد ہیں۔ لیکن  
لالہ سوبلی ماں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے چچا غرغشت کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ جس سے  
غریبوں میں شمار ہونے لگا۔ چنانچہ سیدانی، حلوانی، شریانی اور بابر وغیرہ شیرانی قبیلے سے تعلق رکھتے  
ہے ان کی سکونت ڈیرہ اسمیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اطراف میں ہے۔ میانہ کی سکونت ان کے  
ایک ہے۔ اڈمر کی سکونت ایک گرم کان کے علاقہ میں ہے۔ ابدال ترین میں سے ہیں اور احمد شاہ درانی  
ان میں سے تھے۔ ان کی سکونت قندھار میں ہے۔

کندھمند اور کاشی خیر الدین کی اولاد ہیں۔ ابراہیم غوری کندہ کا بیٹا تھا۔ داؤد خیل ہمند غوری  
کندہ کا بیٹا تھا۔ مندا اور یوسف زئی بھی کندہ کی اولاد ہیں۔ درجہ مند کی اولاد ہیں اور غشیکی مند کی اولاد  
داؤد خیل اور مند پشاور کے اطراف میں رہتے ہیں۔

**بن کی اولاد** | بن کا اصلی نام شیخ بہیت تھا وہ صالح، بزرگ اور پرہیزگار تھے۔ ان کے تین  
بچے تھے۔ (۱) اسمیل (۲) اشیون (۳) کجیل اور ایک لڑکی متونام کی تھی۔

اسمیل کی قبر کشمیر کے نزد کوہ سلیمان پر زیارت گاہ ہے جہاں مقام خضر ہے۔ متوک اولاد

سجوت ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔ "بمروتی السید صاحب البرہہ والتفتیرہ والسینف چنانچہ  
افغان اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر افغان کہلاتی ہے۔

**سیلمانی وجہ تسمیہ** | افغانوں کے سیلمانی کہلانے کے چار اسباب ہیں۔

- (۱) حضرت سلیمان بن داؤد کی خاندانی نسبت
- (۲) سکونت اطراف کوہ سلیمان (درمیان کشمیر و کابل)
- واقع ہو کر کہ سیلمانی ملک شام میں بھی واقع ہے۔
- (۳) فرغانہ کے شیخ محمد سلیمان صاحب کرامت بزرگ کی نسبت سے۔
- (۴) شیخ غام سیلمانی (مدفن چنار گڑھ) بن شیخ حسن سیلمانی جو شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کے  
غلیہ کی نسبت سے بعض روایت کے مطابق افغان سیلمانی بن خالد ولیہ کی اولاد ہیں۔

داؤد اہل علم

**روہیلہ** | روہیلہ ایک وسیع پہاڑ کا نام ہے جو مشرق اور مغرب میں کشمیر اور دریائے الہین کے  
درمیان واقع ہے۔ مسافت ڈھائی ماہ کی ہے۔ شمالی حد کوہ کا شغر اور جنوبی حد بلوچستان ہے۔ انہی  
علاقوں کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔ کوہ سلیمان قندھار، کابل، پشاور، خیبر، باجوڑ، ہزار  
اور شہر کوہستان میں واقع ہے۔

**پٹھان کی وجہ تسمیہ** | پٹھان کا مفہوم "کلڑی کا تختہ" ہے جس پر کشتی کی بنیاد ہو۔ اس لفظ  
اطلاق پہلے تیس پر ہوا یعنی پہلے پٹھان تھا بعد میں پٹھان ہوا جس کا مطلب بہادر ہے تیس  
طاوت کی ۷۳ روپی (سینتیس سو) پشت میں پیدا ہوا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق خالد بن ولید  
اسلام لانے کے بعد ایک خط افغان کی اولاد کو شہر غور اپنے سابقہ قماروں کی بنا پر لکھا اور ان کو مسلمان ہونے  
کی دعوت دی۔ چند لوگ مسلمان ہوئے جن میں تیس بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پر مسلمان  
ہو کر عبدالرشید کے نام سے موسوم ہو کر ملک ملقب ہوئے۔ لیکن شرح صحابہ اور اسرار الرجال کی کتابوں میں  
اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس قوم کے اکابرین کی روایت سے یہ بات ثابت ہے۔ تیس عبدالرشید  
ستالی سال کی عمر میں ۱۷۷ھ مطابق ۷۹۳ء میں فوت ہوئے بن کا لقب "نقان" تھا۔ جو بعد میں پٹھان ہو گیا  
تیس عبدالرشید عرف نقان کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سربین (۲) بن (۳) غرغشت لہذا اصل افغان انہی تین  
بیٹوں کی اولاد ہیں۔

شاہ حسین بن معز الدین الگ مشہور ہوئی ایک صحیح قول کے مطابق متو کا شوہر منحاک کی اولاد تھا۔ دوسری روایت کے مطابق وہ امام زین العابدینؑ کی اولاد میں تھا۔

(اخبارالصنادید جلد اول صفحہ ۳۵، ۳۶، تاریخ شروانی صفحہ ۲۹۹)

متو کی اولاد میں یہ قبیلے مشہور ہوئے:

۱) غلزنی (۲) لودھی (۳) شروانی (۴) برکی۔ برکی غلزنی میں سے ہیں سیاری اور سور لودھی کی شاخیں ہیں۔ بادشاہ شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ غلزنی کا گھرانہ کابل، قندھار کے درمیان ہے۔ لودھیوں کے رہنے کی جگہ شہر کند ہے۔ شیر وانیوں کی سکونت یہاں سے متصل ہے۔

**غز غنشت کی اولاد** غز غنشت کا اصلی نام اسٹیل تھا جو کھیل کود کے سبب غز غنشت بن گیا (شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۲)

ان کی اولاد میں درج ذیل قبائل مشہور ہیں: (۱) کاکر (۲) نامر (۳) بالی (۴) بنی افغان کے قبیلے امیر الدین کو شکار کے دوران ایک سید زادہ ملا جس کی پرورش کی۔ جوانی میں برائی قوم میں شادی کر دی اس کی اولاد کرلانی کہلائی چنانچہ ولازاک، آفریدی، خشک اور ملک وغیرہ کرلانی کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے کرلانی خود کو سادات کہتے ہیں۔ انہیں دخیلوں میں صواب کا باشندہ صوابی میں جو اصل میں تاجک ہیں۔ فرمولی کا دادا بتی تھا۔ جو کاکر قوم کا تھا۔ لیکن فرمولی کے نام سے مشہور ہوا۔ انہی دخیلوں میں کچھ سید بھی ہیں۔ روایت ہے کہ سید محمد نے یتیموں قبائل میں کاکر شیرانی اور کرلانی سے ایک ایک بیٹی بیاہ کر لیا۔ اس طرح کاکر والی سے منوانی، کرلانی والی سے دیکھلانی اور شیرانی والی سے استرانی پیدا ہوئے۔ (شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۲)

**بگش اور کاغزی** بگش دراصل ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے اوپر رہنے والے کو بگش کہتے ہیں اور دامن میں رہنے والے کو پائیں بگش کہتے ہیں دامن کوہ کوہاٹ کہتے ہیں کاغزی کی روایت کے مطابق شیخ ہیبت (تبن) نے اپنی بیٹی بگش نکاح شاہ حسین غوری سے کیا۔ "بھی" "نرو" کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شیخ حسین کے بیٹے سروا کا ع کی بیٹی کا منہ بنی تھا اس لیے اس کی اولاد کاغزی کہلائی۔ حافظ رحمت خاں نے سروا کی کو "نرو" کا بیٹا کہا ہے۔ شاہ حسین کی اولاد کو متینہ کہتے ہیں۔

## شجرہ نسب شاہ حسین

شاہ حسین بن معز الدین محمود بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام دادا سلطان شہاب الدین لودی سلطان بہرام منحاک کی اولاد میں تھا جو فریدوں کے زمانہ میں غور چلے گئے تھے۔

**دفیر عبدالرؤف کا تبصرہ** سرحد کے اکثر دانشور پٹانوں کو سامی النسل یا بنی اسرائیل

کہتے ہیں لیکن بعض لوگ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر انہیں آریہ کہتے ہیں اس لیے کہ پشتو زبان آریائی خاندان میں سے ایک ہے حالانکہ پٹانوں کی تہذیب و تمدن، شکل و شبہت، تاریخ و ثقافت اسرائیل سے زیادہ مشابہ ہے فارا لنگ اپنی کتاب سائنس آف ریلیجن میں رقم طراز ہے کہ عدیل کا کہنا ہے کہ وہ سلسلہ تمام میں بانختر (بلخ) اور ہرات کے علاقوں میں سکونت پذیر تھے۔ بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی لیکن ڈھائی قبیلے پھر بھی رہ گئے۔ اصل یہی پٹانوں کے آبا و اجداد تھے۔ تلوخ فرشتہ انہیں مصری قطعی النسل بتاتی ہے جو حضرت موسیٰؑ کی ان نسلوں کے سبب مصر سے نکل کر کرمانی اور کردہ سیلعان میں آکر آباد ہو گئے۔ اور سلیمان یا افغان کہتے۔ تاریخی حقائق سے یہ چلتا ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت پٹان مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ ۶۷۲ء میں کورستانی علاقوں سے نکل کر کرمانی اور پشاور کو تاراج کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ واضح ہو کہ ہندوستان میں شمالی دروں کے راستے سے مسلمانوں کی آمد و رفت حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسلم افواج نے امیر مملو کے زمانے میں خشکی کے راستے سے آکر صوبہ سرحد کا علاقہ محمد بن قاسم کے حملہ سے بہت پہلے فتح کیا تھا۔

خود پٹانوں کی اکثریت اپنے آپ کو قیس عبدالرشید کی اولاد بتاتے ہیں جو کہ نسب سلسلہ افغان بنی ارمیا سے جو نیشاپور کی اہمیت میں ملتا ہے۔

خوشحال خشک نے منلیہ مہد میں اپنی اسیری کے دوران ایک کتاب "دستار نامہ تصنیف کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ میں نے اس سلسلے میں بہت تحقیق و جستجو کی ہے۔ بہت سی تاریخی کتابیں اور نسب نامے دیکھے ہیں۔ بعض میں پٹانوں کو یافتہ کی اولاد کہا گیا ہے۔ بعض نے انہیں قطعی لکھا ہے۔ اور بعض نے انہیں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے ہود کی نسل سے بتایا ہے بلکہ بعض نے

تو انہیں کر د بھی لکھا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پٹھان من جلد حضرت  
ابراہیمؑ کے بھائی کی اولاد ہیں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں :-  
نوٹ: شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پٹھان حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے حضرت  
یوسفؑ کے بھائی بن یامین کی اولاد ہیں۔ جو خود بھی حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے  
تھے اس لیے لفظ حضرت ابراہیمؑ کی جگہ پر حضرت یوسفؑ لکھا جانا چاہیے  
تا کہ غلطی کا ازالہ ہو سکے۔

(مؤلف)



وَرْتَعَاوَنُوا الْبِرَّ وَالنَّقْلَ

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)



## شجرۂ افغانی پٹھان

حضرت ابراہیمؑ پشت نمبر ۲۰، شجرۂ نسب (صفحہ ۴)

(۲۱) حضرت آخن

(۲۲) حضرت یعقوبؑ (اسرائیل)

(۲۳) بن یامین

پسوا

یوسفؑ

(۲۴) انیس

(۲۵) منج

(۲۶) بخوزت

(۲۷) صاور

(۲۸) انیل

(۲۹) قیس

(۳۰) طالوت

(۳۱) ادیا (عزیز) بریا دختر زودہ  
(۳۲) افغان آصف حضرت دادہ  
سالار شکر سلیمان وزیر حضرت سلیمانؑ  
(مورث اعلیٰ پٹھان)

(۳۳) چرنقیسوی پشت میں قیس عبدالرشید پیا ہئے (متوفی ۵۴۱ھ  
۵۶۱ھ)

مُغَشَّت  
(صفحہ ۵۷۶)

بن  
(صفحہ ۵۷۵)

سریں  
(صفحہ ۵۷۴)

(ریاض الانساب صفحہ ۵۰، ۵۳)

اولاد یمن (شیخ ہمدت)



## اولادِ مرغشت

لاکر	نامز	بالی	بنی
بتی			
فرولی			

(شجرہ منہاک)

حضرت نوحؑ

سام

ام

جائز

مرداس

منہاک

بہرام	جلال الدین حسن
پسر	سوز الدین محمود
سلطان شہاب الدین غوری	شاہ حسین غوری
(بہرام فریدون کے عہد میں)	زوج
غور میں سکونت اختیار کی تھی)	ہمی (مرد) بنت
	بٹن (شیخ ہیبت)

## اقتباس از تاریخ افغانان

شیر محمد خان گنڈاپور مصنف تاریخ افغانان نے اپنی کتاب میں نوالیہ پٹمان قبیلوں کے نام لکھائے ہیں جو صحیح النسب سید ہیں مگر پٹمانوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں :-

(۱) ہنیتار (۲) مشوان (۳) ستوریانی (۴) سینی (۵) وروگ (۶) خوندی (۷) سیدزی ، (۸) عزیز شین (۹) کوٹی۔

بنوں شہر کی بستی شتیاں کے شیخ صحیح النسب سید ہیں جو شیخ کہلاتے ہیں۔

مصنف ریاض الانساب گلستان دہم میں رقم طراز ہیں :-

”سادات افغانان لاکر، خوندی، واؤدی منہی می شوند بابراہیم بن امام موسی کاظم“

لہ تاریخ افغانان ص ۲۷۷

(تذکرہ سادات دوست محمد خیل از مولانا محمد عطاء کاظمی ص ۱۶)

(تذکرہ سادات دوست محمد خیل ص ۱۶، ۱۷)



## اقتباس از تاریخ افغانستان

اگر آج کل افغانستان کے کوہساروں اور مشرقی خراسان کی طرف نظر دوڑائی جائے تو قباقل کے درمیان ایک عظیم قوم پشتون / پختون ملتی ہے جن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے تجاوز ہے۔ افغان کی چونتیسویں پشت میں قیس ولد ہوئے جن کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا گیا جو ۱۱۸۷ھ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) غرغشت (۲) بیتنی (۳) سروہن

یہ لوگ کوہ سلیمان کے اطراف میں سکونت رکھتے تھے۔ قیس عبدالرشید ہر وقت اپنی اولاد کے لیے طلب خیر کرتے تھے اور دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے آخر کار اللہ نے ان کی اولاد کو فائزہ۔ ان کا بڑا بیٹا غرغشت اقبال بلند ہوا۔ اس نے موافقی میں نام پیدا کیا۔ وہ صاحب زبان تھا اور بیان پر قدرت رکھتا تھا۔ وہ علم و یقین سے مالا مال تھا۔ آج ان کی اولاد میں اکثر علماء و فضلاء گزشتہ ہیں جو روحانیت پر فائز تھے۔ جو خاص طور پر "کاکر" کہلاتے ہیں۔ جن کا مسکن وادی مذب و شین ہے جن میں بڑے بڑے دانشمند اور صاحب دلائل گزرے ہیں۔

دوسرا فرزند بیتنی بڑا شہنشاہ اور شجاع تھا۔ ان کی اولاد فلیجی یا غلجی کہلاتی ہے۔ جن کا منصب پہلے ہی ہے۔ ان میں بڑے بڑے جنگجو سپہ سالار اور حکمران گزرے ہیں۔ تیسرا فرزند "سروہن" یعنی سارہ کا بیٹا تھا۔ واضح ہو کہ سارہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بیٹی تھیں اور قیس عبدالرشید کی زوجہ اس لیے تیسرے بیٹے مال کے نام پر سروہن کہلائے۔ سروہن کی اولاد میں حکمران گزرے ہیں مثلاً قباقل اہل دہشتالی، اور دولانی وغیرہ جو زمانہ قدیم سے بعد از اسلام افغانستان کے حکمران رہے ہیں۔ گویا عبدالرشید کی اولاد تین طبقوں میں منقسم ہو گئی :-

(۱) غرغشت (دومانی) (۲) بیتنی (جنگجو) (۳) سروہن (حکمران)

## قدیم افغانستان

بططیرس نے جغرافیہ کے نقشے میں افغانستان کو ایرانی سرحد خراسان کو ساتھ ملا کر "آریانا" کا نام دیا تھا جس کے سبب لوگ افغانیوں کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہودیوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے ساکسی کی بھی حضرت ابراہیمؑ سے نسلی نسبت برداشت ہی نہیں کر سکتے وہ تو صرف ان لوگوں کو اولاد ابراہیمؑ سمجھتے ہیں جو حضرت عزیر اور نحمیاہ ساقی کے زمانے میں بیت المقدس واپس آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ عدنان کی اولاد تھا بل عرب کو بھی حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہر حال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ افغان حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے بیٹے بن یامین کی اولاد میں سے ہیں جن کا قبیلہ فلسطین سے بن اسرائیل کی تیسری جلا وطنی کے وقت ان سے چھوٹ کر کہیں لاپتہ ہو گیا تھا اور شاید مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اس روایت کی تائید بنی اسرائیل کے انسانوں سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ "ہمارا ایک قبیلہ رات کے دھندلکے میں راستہ بھول کر مشرق کو چلا گیا تھا جو پھر کبھی نہ مل سکا۔"

افغان اپنے سلسلہ کوہ کوہ سلیمان کہتے ہیں اور چوٹی کو تخت گاہ سلیمان کے نام سے منوم کرتے ہیں اسی لیے بعض لوگ اپنے آپ کو سلیمان بھی کہتے ہیں۔ ۵۴۰ ق م میں بلخ پر ایرانی بادشاہ کبیرود نے قبضہ کر لیا اور یہیں سے اس نے وادی کابل اور پھر ہندک طرف فاتحانہ یلغار کی۔ ۳۳۰ قبل مسیح میں سکندر اعظم ہرات، قندھار، غزنی اور کابل پر تاجہرا ہندستان میں داخل ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد مفتوحہ علاقے اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے شمال مغربی حصے کے ساتھ افغانستان کے بڑے علاقے پر تقریباً دو سو سال تک یونانیوں کی حکومت قائم رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یہاں یوہ جی کے کشان قبیلہ کا قبضہ ہوا جس میں کشک بڑا نامور حکمران گذرا ہے۔ اس کے بعد سفید ہون کا دور چوتھی صدی کے اواخر میں آیا جنہیں ایران کے ساسانی بادشاہوں نے ختم کیا۔ وادی کابل میں پانچویں صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک مقامی سرداروں کی آباد حکومتیں رہیں۔ بعد ازاں افغانستان کے باقی



علاقوں پر ساسانیوں کے ماتحت سردار اور شہزادے مکرانی کرتے رہے۔

افغانیوں اور عرب یہودیوں کے مابین زمانہ قدیم سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ جب عربیہ کے یہودی اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اپنے سردار قیس کو ایک جماعت کے ساتھ عرب بھیجا جن کا نسب سینا لیسوی پشت میں بنو اسرائیل سے اور یحییٰ واسطوں سے حضرت ابراہیمؑ سے ملتا تھا۔ یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب عطا فرمایا اس لیے کہ ان کا نسب تعلق سلاطین بنی اسرائیل کی نسل سے تھا۔ افغانیوں کی یہ جماعت فتح مکہ کی مہم میں بھی شریک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی کہ ان کے ساتھ اہل مدینہ کی ایک جماعت خراسان اور خوار تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ حضرت قیس عبدالرشید افغانستان آکر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ ان کی کوششوں سے سارے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس عبدالرشیدؓ ۸ سال کی عمر میں ۳۳ھ میں انتقال کر گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ شاولؓ کی اولاد میں سے تھے۔ بہر حال اصطلاحی طور افغان کو متعدد مختلف تلفظ میں لکھا گیا ہے مثلاً "عنقذہ جمع عنقذون، اغوازہ، الاغوان وغیرہ۔"

(تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی مترجم مولانا عبدالقدوس ہاشمی ص ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹،

## شیر شاہ سوری

شیر شاہ کا اصل نام فرید خان تھا وہ حسن سوار کا بیٹا تھا۔ بچپن میں اس نے جو چاہے تعلیم حاصل کی اور گشت، پرستان، سکندر نامہ، کافیر، عربی و جلاشی اور دیگر ملی کتابوں کے ختم کئے۔ نظم و نثر اور تاریخ میں وہ کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ بڑے ہونے پر باپ نے جاگیر کا انتظام جس کو اس نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا لیکن جب حسن سوری نے جاگیر کا انتظام اپنے لئے سلیمان اور احمد کو دے دیا تو فرید خان حاکم بہار سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے اس نے تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ جس پر سلطان محمد نے اسے شیر خاں کا خطاب دیا۔

توڑک بابر ہی کے مطابق ایک دفعہ شیر خاں بابر کی شاہی دعوت میں شریک تھا اس میں بابر نے شیر خاں کے اطوار اور اس کی بڑبستی ہوئی خود اعتمادی کو دیکھ کر اسے اپنی حکومت کے لیے سمجھا اور وزیر کو حکم دیا کہ شیر خاں کو گرفتار کر لیا جائے لیکن شیر خاں نے گرفتاری کے خطرے کو بھانپ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بچ کر نکل گیا۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ ہمایوں کو شکست دے کر شیر شاہ سوری کے نام سے کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک سپاہی سے شہنشاہ بنا اور پانچ سال تک بلا شرکت غیر ہندوستان کے طول و عرض پر حکومت کرتا رہا۔ وہ رواداری، سخاوت اور دیادلی میں بہت شہرت تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں علوم کی فلاح و بہبود کے لیے بڑا کام کیا۔ اسی نے ۱۵۲۲ء میں بیت خاں نیازی کو پنجاب کا گورنر بنایا تھا۔

**کارہائے نمایاں** | شیر شاہ سوری نے بنگال سے پشاور تک ایک جرنیل مرٹک بڑائی جو آج گریٹر روڈ کہلاتی ہے حضرت بہار الدین زکریا ملتانی، شاہ دکن عالم اور شاہ یوسف گردیزی کے مزارات پر بڑی خوبصورت مسجدیں تعمیر کرائیں اس کے بیٹے اسلام شاہ نے شاہ یوسف گردیزی کے مزار کا دوبارہ بنوایا۔

**شیر شاہ کے معمولات** | شیر شاہ کا معمول تھا کہ وہ ہر روز پچھلی رات کو بیدار ہوتا۔ تہہ کی نماز سے فارغ

سلطنت میں مصروف ہو جاتا حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ فجر کی نماز وہ بالعموم اپنے امراء کی معیت میں باجماعت ادا کرتا پھر مختلف شعبوں کے افسران سے دن بھر کے کام و انتفاع سے آگاہی مل کر تا۔ چار گھنٹے تک وہ مختلف علاقوں سے آئی ہوئی رپورٹیں سنتا پھر اپنے احکامات جاری کرتا۔ پھر فرج کا مسامحہ کرتا۔ بھرتی کی خود نگرانی کرتا۔ کھانا کھانے کے بعد دربار منعقد کر کے امور سلطنت انجام دیتا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتا۔ امور سلطنت کے سلسلے میں اہم کام نہ ہوتا شام تک تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتا۔

**ہائے فلاح و بہبود** | اس نے نامدار اور بے سہارا لوگوں کے لیے خیراتی اور امدادی ادارے قائم کئے تھے۔ پانچ سو اشرنی روزانہ کے خرچ سے شاہی لنگر چلتا۔ جن سے ہزار ہا مستحقین، لاپرواہ و موزر مسافروں کو کھانا میسر آتا تھا۔ اس نے علماء، طلباء اور ائمہ مساجد کے لیے وظائف مقرر کیے۔ انصاف اس کا رب سے بڑا فریضہ تھا۔

وہ موقع شناسی، دوراندیشی، معاملہ فہمی اور ذہانت میں علاء الدین خلجی، بابر اور ہمایوں سے برتر تھا۔

## اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان

حضرت فوج کے تین بیٹے زندہ بچے تھے (۱) عام (۲) سام (۳) یافت، عام کے تھے سندھ اور سندھ وغیرہ۔

سندھ نے ملتان اور ٹھٹھہ اپنے بیٹوں کے نام پر آباد کیا۔ تیسرا بیٹا مہیش اور چوتھا فرخندہ پانچویں بیٹے کا نام ہرز تھا اور چھٹا بیٹا بویہ تھا۔

سام کے ۹۹ فرزند تھے:

ارشاد، ارغند، ککے، نود، بود، ارم، قط، عاد اور قحطان وغیرہ۔

حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت ابراہیمؑ ارغند کی اولاد میں سے تھے۔ دوسرا بیٹا کیومرث تھا جو شاہانِ عجم کے جد امجد تھے۔ کیومرث کے چھ فرزند تھے:

سیاک، فارس، عراق، طور، دفغان اور شام وغیرہ۔

یافت شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام ارشد تھا۔ تمام مغل

ازبک، چغتائی، ایرانی اور رومی ارشد ہی کی اولاد ہیں۔ یافت کے دوسرے بیٹے کا نام مہین تھا جو قوم کا مورث اعلیٰ تھا۔ یافت کے تیسرے بیٹے کا نام ادریس تھا جس کی نسل سے تاجیک، خوارزم، القلاب ہیں۔

قیس بن عبدالرئید سے سارہ بنت خالد بن ولیدؓ کا نکاح ہوا جن سے تین بیٹے ولد ہوئے (ص ۸) فرشتہ کے بیان کے مطابق:

یہ لوگ اول پٹنہ میں آباد ہوئے اسی سبب سے اہل ہند کو پٹھان کہنے لگے (ص ۸) شمس بن مدین حضرت علیؑ کے دور میں مسلمان ہوئے ان کی اولاد شمس بنی کہلاتی جو بلوچوں کی سوری پٹھان کہلائے۔ یوسف زئی، ترنگ زئی، خیل زئی اور حسن زئی پٹھانوں کی شاخیں ہیں (ص ۲۳)

لے تذکرۃ القریش والافغان ص ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶

انہیں قریشی خاندان میں حسن خاں ایک نامہ شجاع اور بہادر انسان گزرے ہیں۔ یہاں کے قریشیوں نے سید احمد شہید بریلوی کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔  
مسٹر ہنٹر انگریز نے تعصب کی بنا پر اپنی کتاب ”دی انڈین مسلمان“ میں قریشیوں کو مشرک کا سٹ کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔

ان قریشیوں کی ترکی النسل افغانوں سے قرابت داری کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں قدیم اہل ہندوستان تھے اور شجاعت و بہادری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان قریشیوں کی قرابت داری جن پٹھانوں سے ہوئی وہ ششبی نسل کے تھے جن کا سلسلہ نسب غور کے رئیس ششبی بن حریق سے ملتا ہے جنہوں نے حضرت علیؑ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا انہیں میں لودھی اور سوری پٹھان بھی شامل ہیں بلکہ انہیں میں اعوان، یسان، پغمان بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان سب کو قریشی کہا جاتا ہے۔ یہ پٹھان ناموں کے ساتھ ”خان“ بھی لکھتے ہیں جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کا مفہوم ”سر دار“ ہے۔ یہ پٹھان ہے کہ سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الہ آباد کے اہل قریش پٹھانوں سے تعلق کی بنا پر ہی مغلوں کے زیرِ عتاب رہے۔

## روہیل کھنڈ اور روہیلہ افغان

(شجرہ نسب مذکور)

روہیل کھنڈ روپ کے بری، پل بھیت، مراد آباد، سبھل رام پور، بدایوں، نجیب آباد اور شاہ پور پر مشتمل ہے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں روہیلہ افغانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا جب سے روہیل کھنڈ کہا جانے لگا۔

مستند تاریخی روایتوں کے مطابق اس قبیلہ کے کچھ لوگ محمود غزنوی کے ہمراہ برصغیر میں وارد ہوئے واپسی میں افغانی علاقہ ”دوہ“ کو سکونت کے لیے پسند کیا اور مستقل آباد ہو گئے اسی لیے یہ روہیلہ کہاں کہلائے۔ ساتویں صدی عیسوی کے نصف اول میں اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ قیس اپنا قدیم ”سب“ اسرائیلیت“ کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے اور قیس عبدالرشید کہلائے جنہوں نے اللہ کے دین و حکم کے شوق دیدار میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ۹۳۲ میں وصال ہو چکا تھا۔ قیس عبدالرشید چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے جہاں ان کی شادی حضرت خالد بن ولیدؓ کی صاحبزادی حضرت سارہ سے ہوئی۔ قیس عبدالرشید اپنے وطن افغانستان واپس آگئے جہاں ان کے مطابق ۶۶۱ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سارہ کے بطن سے ان کے ہاں تین فرزند تو لد ہوئے۔

(۱) سترہ بن (۲) غور غوث (۳) اوبتین

روہیل کھنڈ کے آخری نامہ رجا اہل حافظ رحمت خاں سترہ بن کی اولاد میں تھے۔

شجرہ نسب ”حافظ رحمت خاں بن شاہ عالم خاں بن محمود خاں بن شہاب الدین خاں بن دولت خاں بن بدل خاں بن داؤد خاں بن بہرائچ خاں بن شرف الدین سرجنون بن سترہ بن بن قیس عبدالرشید“

سلطان محمود غزنوی اس قبیلہ کی شجاعت کے باعث ”تان“ لقب دیا جس کا مفہوم ہے ہماز کا پشتیان“ جو بعد میں ”پٹھان“ بن گیا۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی از فیض مآنا میاں چشتی قادری پل بھیتی ص ۱۶۳، ۱۶۴)

(تذکرۃ القریش والا فغان از مرحوم علی خاں ملا، ۱۳۰۱ھ، ۲۲۵، ۲۵، ۲۹، ۸۹، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲)

## حافظ رحمت خان

(شجرہ نسب ص ۵۹)

حافظ رحمت خاں اپنے آبائی قصبہ ”تہ نہات پور“ میں ۱۷۷۷ء میں تولد ہوئے۔ والد ماجد نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علم دین کی تکمیل کی۔ بعد ازاں سپہ گری کی تربیت پائی۔ بچپن میں گھوڑوں کی تسمارت کے سبب تاجر کہلائے۔ آپ کے پردادا شہاب الدین دکنی (دکنی بابا) مالی مرتبہ اور کشف دکرمت بزرگ تھے جن کا اصل گاہد دقتہا میں ”شورابک“ تھا مگر یوسف زلی قبیلہ سے رشتہ داری کے سبب شلع ایک کے مقلم لنگر کوٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہزارہ میں آپ کے معتقین کا سلسلہ وسیع تھا اس لیے ان کا مزار ہزارہ میں مرجع حقائق ہے۔ حافظ رحمت خاں کے والد مولانا شاہ عالم خاں کا مزار بدایوں اور آٹولہ کے وسط میں واقع ہے۔ نواب علی محمد خاں نے اپنے مشیروں کے مشورہ سے حافظ رحمت خاں کو افتخاروں کی سرپرستی کے لیے خط لکھا۔ سسل تقاضوں کے بعد حافظ رحمت خاں اپنے تین دوستوں (۱) شیخ کبیر (۲) گل شیر خاں اور (۳) ملاحیت خاں کے ساتھ ہندوستان ہوئے۔ آگے چل کر ان تینوں نے پہلی بھیت کو اپنا مستقر بنایا۔ حافظ رحمت خاں کے اخلاق اور حسن تدبیر سے افتخانی متحد ہو گئے اور بہت جلد یعنی ۱۷۹۵ء میں دہلی کی حکومت قائم ہو گئی جسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۷۹۲ء میں نواب علی محمد خاں کو اس علاقہ کا حاکم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ ۱۷۹۳ء میں حافظ رحمت خاں نے کمالیہ اور الوٹہ کو فتح کیا۔ بادشاہ دہلی نے انہیں شامی خلعت کے ساتھ حافظ الملک کے خطاب سے نوازا۔ ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں نواب علی محمد خاں نے حافظ الملک کی قابلیت دیکھ کر حکومت حافظ رحمت خاں کے سپرد کر دی۔ آپ برسر اقتدار آ کر شاہ دہلی سے تعلقات کو مستحکم کیا اور پہلی کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۷۹۱ء میں پانی پت کا محکمہ پیش آیا۔ حافظ رحمت خاں نے ۵ لاکھ مرٹھوں کے خلاف شاہ دہلی کی مدد کی اور مرٹھوں کو شکست فاش دی۔ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں اودھ

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۷۱)

لاکھنؤ شجاع الدولہ انگریزوں سے ساز باز کر کے ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر شاہجہان پور میں داخل ہوا۔ کرنل چیمپین نے اپنی فوج کا رخ پہلی بھیت کی طرف کیا۔ مین حالت جنگ میں حافظ رحمت خاں کے ایک فوجی سردار احمد خاں نے غداری کی اور دشمن سے مل گیا جس سے جمیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہو گیا۔ توپ کا ایک گولہ حافظ الملک کے سینہ میں لگا اور وہ گھوڑے سے گرے ہی شہید ہو گئے۔



وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عِلٰلًا  
وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عِلٰلًا



## خاندان بریلوی

اولاد وراثت خاں بن شرف الدین شرف بن سرن بن قیس عبدالرشید

سیدانڈ خاں شجاعت جنگ (منصب شش ہزاری قندھار سے دہلی آئے)  
 سعادت یار خاں  
 محمد اعظم خاں  
 حافظ محمد کاظم علی خاں  
 مولانا رضا علی خاں  
 مولانا تقی علی خاں  
 اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

داد خاں  
 بدل خاں  
 دولت خاں  
 شہاب الدین خاں  
 محمود خاں  
 شاہ عالم خاں  
 حافظ رحمت خاں بریلوی  
 (شہید بریلی، روہیلکھنڈ)

## اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبتاً پٹھان مسلمان تھے، مشرباً قادری اور مولدا بریلوی تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد تقی خاں (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء اور جد امجد کا نام مولانا محمد رضا خاں (متوفی ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء) تھا۔

مولانا محمد رضا خاں (جد امجد) ولادت ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی ۲۳ برس کی عمر میں مقولات اور معقولات سے فارغ ہوئے۔ بڑے عابد و زاہد اور خلیق تھے۔ وخط میں بلا کی تاثیر تھی، خلوت پسند تھے، اتباع سنت میں بے نظیر تھے، اپنے عہد کے ممتاز عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔  
 مولانا محمد تقی (والد ماجد) آپ کی ولادت یکم رجب ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں ہوئی اپنے والد سے کاتب علم کیا۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ میں مارہرو، یوپی کے شاہ آل رسول احمدی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں بھی اسی وقت ان سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں مکہ مکرمہ میں سید احمد زین بن دھلان کئی سے مکرر اجازت حدیث حاصل کیا۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں ۵۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی کل تصنیفات میں ۲۵ کتابیں قابل ذکر ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی ولادت ۱۰ اشوال ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۷ء کو ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا۔ لیکن جد امجد نے "احمد" تجویز کیا۔ یہی مشہور ہوا۔ تازنجی نام "المختار" ۱۲۷۷ھ رکھا گیا مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے درج ذیل علماء سے کاتب علم کیا۔

(۱) مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء)

(۲) مولانا محمد تقی خاں (والد) (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء)

(۳) سید احمد زین بن دھلان کئی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۱ء)

حیات رضا خاں بریلوی صفحہ ۸۴ تا ۲۴۰

نوٹ: تحقیق کی مدد سے شجرہ میں ۱، ۲، ۳ اسماء درج ہوئے ہیں۔  
 (سوانح اعلیٰ حضرت از فقیرانامیاں پیل جی جی ص ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲)

- (۴) شیخ سراج عبدالرحمن لکھی (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۳ء)  
 (۵) شیخ حسین بن صالح (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۳ء)  
 (۶) شاہ ابوالحسن احمد انوری (متوفی ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۶ء)  
 (۷) مرزا غلام قادر بیگ (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۳ء)  
 (۸) مولانا عبدالعلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۳ء)  
 مولانا بریلوی کا سلسلہ اسناد درج ذیل علماء سے ملتا ہے۔

- ۱- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۲ء)  
 ۲- مولانا عبدالعلی لکھنوی (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء)

۳- شیخ عابد سندھی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مولانا بریلوی حج بیت اللہ کے لئے طائف ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حاضری دی۔ مولانا نے ۵۵ علوم فروع کی تحصیل کی مثلاً

- |                         |                 |                       |                  |
|-------------------------|-----------------|-----------------------|------------------|
| (۱) علم قرآن            | (۲) علم حدیث    | (۳) اصول حدیث         | (۴) فقہ حنفی     |
| (۵) کتب فقہ             | (۶) اصول فقہ    | (۷) حدیث محمد         | (۸) علم تفسیر    |
| (۹) علم العقائد والکلام | (۱۰) علم نحو    | (۱۱) علم حروف         | (۱۲) علم معانی   |
| (۱۳) علم بیان           | (۱۴) علم بدیع   | (۱۵) علم منطق         | (۱۶) علم مناظرہ  |
| (۱۷) علم فلسفہ          | (۱۸) علم تفسیر  | (۱۹) علم ہیئت         | (۲۰) علم حساب    |
| (۲۱) علم ہندسہ          | (۲۲) قرأت       | (۲۳) تجوید            | (۲۴) تصوف        |
| (۲۵) سلوک               | (۲۶) اخلاق      | (۲۷) اسماء الرجال     | (۲۸) سیر         |
| (۲۹) قاریت              | (۳۰) لغت        | (۳۱) ادب مع جملہ فنون | (۳۲) ارثماطی     |
| (۳۳) جبر و محالہ        | (۳۴) حساب سینی  | (۳۵) لوازمات          | (۳۶) علم التوقیت |
| (۳۷) مناظر و مزایا      | (۳۸) علم الاکر  | (۳۹) زیجات            | (۴۰) مثلث کردی   |
| (۴۱) مثلث سطح           | (۴۲) ہیئت جدیدہ | (۴۳) مربعات           | (۴۴) جفر         |

- (۴۵) زائچہ (۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی  
 (۴۹) شعر عربی (۵۰) شرمندی (۵۱) شرفارسی (۵۲) خط نسخ  
 (۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تلاوت و معجم (۵۵) علم انفرادی۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے تیس سال ۱۰ مہینے چار دن کی عمر میں ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء کو اپنے والد کی گواہی میں متوفی نویسی کا آغاز کیا۔ مولانا نے اپنے فتوؤں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ رد و بدعات اور احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا بریلوی ماہر فقہ، مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ایک نظم مدبر بھی تھے۔ مولانا شاہ جعفر پھلواری بہاری تحریک خلافت میں مولانا کے حریف تھے۔

**وفات** ۲۵ صفر ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۷ء کو بروز جمعہ مولانا کا وصال ہوا۔

**صحابہ و شاگردان** (۱) مولانا حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۷ء) (۲) مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں۔  
**صحابہ و شاگردان** (۱) مولانا بیگم (۲) کنیز حس (۳) کنیز حسین (۴) کنیز حسین (۵) مرتضائی بیگم۔

**خلفاء** حرم شریفین میں مولانا کے خلفاء کی تعداد ۳۰ ہے۔

**مشہور خلفاء پاک و ہند** (۱) مولانا محمد ظفر الدین بہاری (۲) مولانا سید محمد دیدار علی اوری والد  
 (۳) مولانا فاضل مولانا سید نسیم الدین مراد آبادی اشرفی قادری (۴) مولانا احمد اشرف  
 (۵) پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف میر دلوی بہاری (۶) مولانا عبد العظیم صدیقی میرٹھی  
 (۷) مولانا شاہ احمد نورانی (۸) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۹) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی۔ مولانا کے  
 کل خلفاء کی تعداد تلوے متجاوز ہے۔

**مولانا کے حلقہ تر اجاب کے ممتاز علماء و صوفیاء** (۱) صدرالفاضل مولانا سید نسیم الدین  
 مراد آبادی (۲) شاہ ولی احمد سورتی (۳) شاہ علی حسین کچھوچھوی (۴) شاہ عبداللہ آبادی  
 (۵) مولانا سید محمد بخش بہاری (۶) شاہ عبدالغنی بہاری۔

مولانا کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ خاں کے تلمیذ رشید مولانا محمد مفتی اعجاز علی خاں نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ لکھی ہیں۔

## تبیح تابعین و دیگر صوفیاء کرام

### عاجی ترابیؒ

آپ کا نام شیخ ابو تراب تھا لیکن آپ عاجی ترابی کے لقب سے مشہور تھے۔ شیخ ابو تراب بنی عباس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ شیخ ابو تراب کا شمار تبیح تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے شہید ہو کر وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک موضع ”گنجو“ اور موضع ”کوری“ کے درمیان ٹھٹھہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک کے گنبد پر جو کتبہ نصب ہے اس میں سن تعمیر ۸۱۷ھ درج ہے۔

### حضرت عبدالرحمن ہاشمی قرظیؒ

حضرت عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن عارث بن عبدالمطلب ہاشمی النسل تھے۔ تیسری پشت میں نسب حضورؐ سے ملتا ہے۔ یہ وہ واحد تابعی ہیں جنہوں نے دریائے سندھ بھرنے کے جھنگ کے معافات میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت علیؑ کے عہد خلافت میں ۳۷ھ میں تولد ہوئے۔ حجاج بن یوسف سے انتہائی پامردی کے ساتھ لڑتے رہے پھر کرمان اور ہرات ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور دریائے سندھ عبور کر کے قصبہ پیر عبدالرحمن کا علاقہ ہندو راجہ کو شکست دے کر تھمڑ کیا۔ آپ کا انتقال ۱۸۱ھ میں ہوا۔ قصبہ پیر عبدالرحمن ضلع جھنگ میں مزار مرجع خلائق ہے شیخ ابو حفص ربیعہ حبیبی سعدی بصریؒ

آپ تابعی اور محدث تھے۔ وطن بصرہ تھا۔ سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ مجاہدین اسلام کے ساتھ سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ بصرہ کے اولین معنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نہایت مہذب و ہادہ و قائم الیل بندگان تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے استاد

۱۔ تذکرہ اولیائے سندھ ص ۱۰۸ اور ۱۰۹، مخدوم جہانیاں جہاں گشت ص ۲۳،

۲۔ تحفۃ الکرام جلد سوم ص ۲۵۳،





حضرت رکیعؒ آپ کے شاگرد خاص تھے۔ سن ۱۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک منٹو ٹھٹھہ کے قصبہ گڑے کے پڑواں ہے۔

شیخ کبیر ابو علی سندھیؒ

سندھ کے اہل سرنٹ میں بلند پایہ بزرگ تھے جن سے بایزید بسطامیؒ نے بھی فیض حاصل کیا۔

آپ کا شمار عالم اسلام کے اکابر و فیاض علماء میں ہوتا ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ دیلمی سندھیؒ

ابو العباس شیخ احمد بن عبداللہ بن سعید دیلمی جلیل القدر سندھی عالم و عارف تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں ماہم کردار ادا کیا ہے۔ حصول علم کے لیے مکہ مکرمہ، بغداد، بصرہ، بیروت و دمشق، نیشاپور کا سفر اختیار کیا۔ مختلف فقہاء و محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بلند پایہ محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے مزاج پر فقر اس قدر غالب تھا کہ صرف کالباں پہنتے۔ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ جوتی میسر نہ ہوتی تو تنگے پر ہی چلتے۔ ۲۴۳ھ میں نیشاپور میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ حیدر کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ بایزید بسطامیؒ

آپ کے والد کا نام محمد بیٹے تھا۔ آپ ۱۶۱ھ یا ۱۸۸ھ میں بسطام میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام شیخ محمد طبرغر ہے۔ تعلیم و تربیت بسطام میں ہوئی۔ آپ نے تیس سال شام میں گزارے۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سلاسل اویسیہ میں فیض پایا۔ تیس سال عبادت و ریاضت اور بجاہات میں گزارے۔ حج کیا اور رمضان رسول پر حاضری دی۔ آپ ۲۶۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار بسطام میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سرمد شہیدؒ

آپ ایک مجذوب تھے۔ شاہجہاں بادشاہ کا بڑا بیٹا شہزادہ داراشکوہ آپ کا بڑا متقد تھا۔ آپ فارسی زبان کے بڑے شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کی رباعیات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے ۲۸۸ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار پرازار دہلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سلسلہ آبشار ادلیا ص ۱۶۶ء

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ برہمن رہتے تھے اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ "لا الہ الا اللہ" کہتے تھے مگر "لا الہ الا اللہ" نہیں کہتے تھے۔ وجہ برہمنی کو تو قتل کا موجب قرار نہیں دیا گیا لیکن پورا کلمہ نہ پڑھنے پر آپ کو مرنے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب جلاد چکیلی تلواریں لے کر آیا تو آپ سکر گئے اور جب تلواریں سر ہد کیا تو پورے کلمہ کی آواز سنائی دی۔

## امام محمد بن اسماعیل بخاری

سمرقند سے ۲۰ کلومیٹر دور کشک محمد بن اسماعیل بخاری واقع ہے۔ ازبک گاؤں کشک کہلاتے ہیں یہاں امام بخاری نے ولادت فرمائی تھی۔ یہاں ان کا مرنے کا مقام ہے اور ایک بڑی مسجد ہے۔ وسط ایشیا کے زرخیز و آباد علاقوں میں سے ہے جو انیسویں سے بیسویں صدی تک ایک قوی الجیش و دیولہ کے قبضہ میں ایستادہ ہیں چنانکہ چھ سایہ دار درخت نے اس کشادہ ایلان پر سایہ کر رکھا ہے جہاں معتقدین آرام کرتے ہیں۔ مقبرہ نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ امام محمد بخاری کے والد ابو حسن اسماعیل بخارا کے ایک ممتاز مدرس تھے۔ امام بخاری جب سولہ سال کے ہوئے تو انہوں نے حدیث پر وہ تمام کتابیں پڑھ لیں جو بخارا کے مصنفوں نے لکھی تھیں لیکن ان کو صرف ان کتابوں سے قناعت نہیں ہوئی انہوں نے دیگر اسلامی ثقافت کے اہم مراکز کا سفر کیا۔ بغداد، بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ، مکه اور مدینہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار حدیثوں سے حدیث کا درس لیا۔ ان کی عقل و دانش اور علم کا چرچا عالم اسلام میں پھیل گیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے اہم اور قابلِ تہ صبح بخاری ہے۔ اس کتاب کو تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث کی اہم نصابی کتب قرار دیا گیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ بخارا میں رہتے تھے اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اختلافات کی بنا پر امام بخاری سمرقند چلے گئے لیکن راستہ میں وہ بیمار ہو گئے۔ ۲۵ رمضان ۲۵۵ھ کو انہوں نے ہزارنگ کے گاؤں میں وفات پائی۔ سوویت ادبستان کے مسلمان اس عظیم اسلامی مفکر کے مقبرے کی بڑی عزت کے ساتھ دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ہزارنگ کا نام بدل کر اسماعیل بخاری رکھا گیا۔ اس مرنے کی مسجد میں ہمیشہ لوگوں کا انہوہ کثیر نظر آتا ہے۔ اس محدث کی کتابیں مذہبی بورڈ کے زیرِ حفاظت ہیں۔ یہ کتابیں بخارا کے مدرسہ میر عرب میں نصابی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں جہاں اسلام کے مستقبل کے علماء کو تربیت دی جاتی ہے۔

باب ۳۲ چند اکابر صوفیاء و علماء

## حسین بن منصور حلاج

حسین بن منصور حلاج مجوسی تھے۔ ایران کے شہر بیضا میں تولد ہوئے۔ واسط میں نشوونما پائی۔ بغداد آئے صوفیاء کی جماعت میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی ابوالحسن ذری اور شیخ عمرو بن عثمان مکی کی صحبت سے فیض پایا۔ ابن خفیف شیرازی نے آپ کو عالم ربانی کہا ہے۔ سہیل بن عبداللہ تستری نے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں تستر سے نکلے بعزہ گئے پھر بغداد آئے۔ گدڑی اڑھے رہتے تھے۔ اُمّ حسین بنت ابی یعقوب سے عقد کیا اس کے بعد ہندوستان آئے۔ بعد ازاں مکہ منظر تشریف لے گئے۔ ایک سال تک مکہ کے صحن میں عبادت کرتے رہے۔ شام کے وقت کوزہ میں تھوڑا پانی اور ایک روٹی لائی باقی روٹی کے چار حصے کما رے توڑ کر کھاتے صرف دو گھونٹ پانی پیتے باقی روٹی کوزہ پر رکھ دیتے۔ سال بھر یہی معمول رہا۔ منصور بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابوبکر شبلی کو کہتے سنا کہ میں اور حسین بن منصور حلاج ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے راز ظاہر کر دیا اور میں چھپائے رکھا۔ سولی پر چڑھنے کے بعد شبلی حلاج کی لاش پر گئے اور فرمایا میں نے تجھے مشہر کرنے سے روکا تھا، حلاج پر نبوت اور خدا کی کادحی غلط مائد کیا گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے قاضی کے پاس پیش کیا تو اس نے قتل کا فتویٰ لکھ دیا۔ راتوں رات حسین بن منصور حلاج کو بغداد کے پل پر پہنچا دیا گیا اور قتل کا سامان کیا گیا۔ بروز شنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۳۵۹ھ کو پل کے قریب وسیع میدان میں لائے گئے۔ جلادان کی بیٹھنگی کر کے کوڑے لگانے لگا جب ہزار کوڑے پڑے تو وحشیانہ طور پر ان کا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک پاؤں اس کے بعد دوسرا ہاتھ پھر دوسرا پاؤں اس کے بعد ان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور دھڑاٹک کے شعلوں کی نذر کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ منصور حلاج کا قتل خلیفہ وقت سے سیاسی اختلاف کی بنا پر ہوا تھا۔

(نقحات الانس قلمی نسخہ ص ۶۷)

نورۃ کلام شمس تبریزیؒ

## نعت شریف

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
برگزیدہ فدائے جلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرت حق مدبر بدر کائنات

نور چشم انبیاء چشم چراغ مآتوئی

در شب معراج بودی جبیر علی اندر کرب

پانہادہ برس ہر گنبد خضرت توئی

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند

عاجز ان را رہا و پیشوا سنے مآتوئی

شمس تبریزی چہ داند نعت تو غیر ان

مصطفیٰ او مجتبیٰ و مسیّد والا توئی



## حضرت شمس تبریزیؒ

نام شمس الدین علی بن ملک داد تبریزی تھا۔ ۴۰ چالیس دنوں تک کھانا نہیں کھاتے تھے کچھ دیا جاتا تو منع فرما دیتے آپ شیخ ابو بکر تبریزیؒ کے مرید تھے بعض کہتے ہیں کہ بابا کمال غیبی کے مرید تھے۔ بعضوں نے شیخ رکن الدین سبحانیؒ کا مرید کہا ہے۔ (مناقب الاصغیاء ص ۱۳۱)

آپ نے حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے بھی حلقہٴ خلافت حاصل کیا۔ آپ پر ہر وقت ہونہ طاری رہتا تھا آخر میں آپ حضرت جلال الدین رومیؒ کے دست حق پرست کی تھی۔ اور حضرت خلافت حاصل کیا تھا۔ حضرت شمس تبریزیؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ مرشد کی فرقت میں تڑپتے رہتے تھے۔ آپ کے بے شمار اشار آپ کے دل کی غازی کہتے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے حضرت شمس تبریزیؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا تھا

۴۰ نمرۂ مستانہ خوش می آیدم تا ابد جان چنیں می بایدم

ایک دن دشمن نے شمس تبریزیؒ کا کام تمام کر دیا اور آپ قتل ہو گئے۔ ۴۳۵ ہجری میں ہے۔ شیخ شمس الدین تبریزیؒ مولانا بہاء الدین کے پہلو میں مدفون ہیں۔

خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتی بلوچی

مرد بہ بلوچستان کی مرز میں بھی اللہ کے نیک بندوں کا مسکن رہی ہے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غفرلہ بہ بہت مشہور ہیں۔ بلوچستان میں کوہ سلیمان کے مصافات میں ایک جگہ شیر علی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ یحییٰ کبیر غفرلہ بہ کی ولادت اسی موضع شیر علی میں ہوئی۔ اس زمانہ میں برصغیر میں خلجی خاندان حکمران تھا۔ یہ روایت ہے کہ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ مرد کامل کی تلاش میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشتؒ ایران و سیستان کے سفر سے واپس بلوچستان پہنچے تو وہاں ۷۹۹ھ مطابق ۱۳۹۷ء میں خواجہ یحییٰ کبیر غفرلہ بہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ آپ مسلسل ۴۰ برس اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ افغانستان، ایران، روس اور عرب کے مختلف شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

\*\*\*\*\*

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تہائے لیے رسولِ خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

آپ نسلا ترک نہ را تھے۔ آپ کی ولادت ۵۰۰ھ میں پٹیاں میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر سیف الدین تھا۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب امیر خسروؒ کی عمر شریف صرف ۱۷ سال تھی۔ حضرت مولانا سعد الدین خطاط آپ کے استاد گرامی تھے۔ معز الدین کی قیقاہ کے عہد میں سلطان جہاں الدین عارض تھا اس نے آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایک معقول شاہرہ مقرر کر دیا تاکہ آپ کا گندہ بسر ہو سکے۔ جب جہاں الدین تخت نشین ہوئے تو انہوں نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا۔ امیر خسروؒ کی تعینات سے اس عہد کے تاریخی حقائق پر مدد شئی پڑتی ہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی وفات ۶۸۶ھ میں ہوئی اس کے بعد قیقاہ کو جو بفرخان کا بیٹا تھا تخت نشین ہوا۔ قیقاہ دلی کا شہنشاہ ہو کر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ بفرخان اپنے فرزند قیقاہ کی تخت نشینی سے ناخوش تھا اس لیے وہ فوج لے کر موہہ بنگال سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کی فوجوں کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی لیکن ساحل جلد صلح پر منتج ہوا۔ امیر خسروؒ نے اسی موقع پر یہ قصیدہ کہا

سہ زہے ملک خوش چوں دوسلطان یکے شُد  
پس بادشاہے پد نیز سلطان

زہے مہد خوش چوں دوسلطان یکے شُد  
کنزوں ملک میں چوں دوسلطان یکے شُد

حضرت امیر خسروؒ بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے صوفی بھی تھے اور حضرت نظام الدین اویار محبوب الہیؒ کے مرید اور غلیظ تھے۔ امیر خسروؒ کی مشنوں میں قرآن العیدین بہت مشہور ہے حضرت نظام الدین اویار محبوب الہیؒ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ ذیقعدہ ۷۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اویار محبوب الہیؒ کی وصیت تھی کہ میرے محبوب کو میرے پہلو میں دفن کیا جائے لیکن اس خیال سے کہ زائرین دعو کہ نہ کھا جائیں آپ کو حضرت نظام الدین محبوب الہیؒ کے پستانہ میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت امیر خسروؒ وفات کے بعد اپنے پیرو مشد حضرت نظام الدین محبوب الہیؒ کے قریب ہی آسودہ خاک ہیں جہاں پیرو مرید و مقلد کے مزارات مزج خلائی ہیں حضرت نظام الدین اویار کامزاد دہلی کے نواح جسی نظام الدین اویار میں واقع ہے جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

۱۰ ماہنامہ رسالہ المحییب چلوارى شریف جنوری ۱۹۶۸ء

## خواجہ باقی باللہ دہلوی

سمرقند کے ایک اہل فضل، عالم باعلیٰ قاضی عبدالسلام غلجی کے فرزند اور محنت تھے۔ آپ کے والد ماجد سمرقند سے کابل آئے۔ ۹۸۳ھ مطابق ۱۵۷۳ء میں خواجہ باقی باللہ تولد ہوئے۔ نام سید محمد الدین رکھا گیا۔ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فادقی سرہندی کے مرشد اعلیٰ تھے۔ خواجہ کابل سے لاہور پہنچے۔ ایک بزرگ کے حکم پر کابل واپس گئے اور والدہ سے ملاقات کی اور خواجہ امکنگی سے بیعت ہوئے۔ ہند پہنچ کر نقشبندیہ سلسلہ قائم کیا۔ اور امام ربانی نے اس سلسلہ کو ترقی دی۔ خواجہ باقی باللہ غلجی محمدی کا آئینہ تھے۔ آپ ۱۰۱۳ھ میں لاہور وارد ہوئے تھے اور دوا تین سال سندھینت پر ناز رہے لیکن اس قلیل مدت میں ایک عظیم انقلاب کی راہ ہموار کر گئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۳ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو لڑ فرور شاہ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت علی ترمذی (پیر بابا) (شجرہ نسب ص ۲۴)

آپ کی ولادت ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۳ء میں ہوئی اور وصال ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں ہوا۔ آپ کی ولادت قندس میں ہوئی تھی بعد میں ترمذ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پہلے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی پھر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانی پت کے مشہور بزرگ شرف الدین برعلی قلند کے مزار پر انوار پر روحانی استفادہ کیا۔ بعد میں آپ امیر شریف تشریف لائے اور حضرت سالار دہلوی سے بیعت ہوئے پھر پشاور تشریف لائے آپ نے بونیر میں مستقل قیام فرمایا اور کہستانی علاقہ کو اپنی خانقاہ کے قیام کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے مریدوں میں اخوند درویش (متوفی ۱۰۳۳ھ) جیسے متوجہ عالم بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق کو یاد سے لوگوں کے دلوں کو حیات اور اسلام کو پھیلا یا نیز غلط قسم کے صوفیوں کے اثرات زائل کئے۔ آپ کا مزار بونیر میں مرجع خلائق ہے۔

۱۰ سیارہ قاضی حصار دوم ص ۲۳۲

## شیخ عبداللہ شطاری صدیقی

آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچتا ہے۔ آپ اصل طریقت عشق، بظامیر کو ہند میں پھیلانے کی کوشش کی۔ مانڈو (بنگال) میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ آپ کو دعوتِ اسما، اذکار ابرار و اشغال میں دسترس حاصل تھی۔ آپ کی ایک مشہور حنیف ایک رسالہ "لطائف فیسیہ" ہے جس میں آپ نے اسرار توحید و حقائق الہی کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔ مانڈو کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا ترقی حاصل ہے۔ آپ ایران سے عازم ہند ہوئے۔ آپ سات واسطوں سے بایزید بظامیر کے مرید تھے۔ آپ نے کچھ دن جو پور میں قیام کیا پھر مالوہ آ گئے۔

۱۰ بلاول ص ۱۰

آپ کے والد کا نام سید عثمان ہے۔ آپ کی ولادت ۹۷۹ھ میں شیخوپورہ (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کا نام سید بلاول ہے۔ آپ شیخ شمس الدین کے مرید تھے۔ آپ نے فرقہٴ خلافت و اجازت میں سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک ایک مجرہ میں تلادیت قرآن پاک میں مشغول رہے۔ آپ باہر ہونے لگے رکھتے تھے اور رات کو جگنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے ۱۰۲۸ھ میں شیلان ۱۰۲۸ھ کو دارالآخرت کو کوچ کیا۔ آپ کا مزار لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔

۱۰ ابوالبرکات ص ۱۰

شاہ ابوالبرکات شاہ عبدالقادر کے بیٹے اور حضرت صوفی بونیری کے پوتے تھے آپ حضرت محمد الدین عشق کے مرید تھے اور انہیں سے آپ نے فرقہٴ خلافت پایا۔ اپنے پیرو مشد کی وفات کے بعد عظیم آباد دہلی چلے آئے اور وہاں رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے بعد ازاں پٹنہ سے ترک کے آپ کو ایار تشریف لے گئے کچھ دن گوالیار میں قیام فرمایا۔ گوالیار سے سکونت ترک

۱۰ ابشار ادلیار ۲۵۵، ۲۶۳، ۲۶۴، ابشار ادلیار ص ۲۶۶،

۱۰ ابشار ادلیار ص ۲۲۵ تا ۲۲۶،

## علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

علامہ عبدالحکیمؒ ۱۲۹۸ھ میں سیالکوٹ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شمس الدین مولانا سیالکوٹی نے مولانا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۳۱۸ھ) سے التساب علم کیا جن کے درس میں عظیم علمی شخصیتیں جمع تھیں مثلاً ذوال سعادۃ خاں، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔ جہانگیر نے تصرف کے لیے معقول جاگیر عنایت کی تھی اور شاہجہان نے ان کو مدرسہ اکبر آباد میں مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے ان کو ملک العلماء کے خطاب بھی عطا کیا تھا۔ انہیں کے مشورہ سے شاہجہان نے غیر شرعی رسوم کو ترک کیا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے شاہجہان سے بیعت ہوئے تھے۔ علامہ سیالکوٹیؒ ۱۳۵۸ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا تھا جسے مکہ گردی کے زمانہ میں نقصان پہنچا تھا۔ علامہ سیالکوٹی کے نامور فرزند کا اسم گرامی عبداللہ "البلیب" تھا۔ اور رنگ زیب عالمگیران علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے علامہ سیالکوٹیؒ کو "آفتاب پنجاب" کے خطاب سے نوازا تھا۔ علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے متعلق رقم طراز ہیں:

"علامہ زمانہ انتہاء زمانیان است، الحق در مجمع فنون درسی مثل او از زمین ہند بر نہ خواست"

عراق، شام اور ترکی کی متعدد درسگاہوں میں علامہ سیالکوٹی کی تصنیفات داخل نصاب تھیں۔ حضرت غوث پاک کی تصنیف "غنیۃ الطالبین"، کا نارسہ ترجمہ سب سے پہلے علامہ سیالکوٹی نے کیا۔ ۱۳۵۲ھ میں علامہ سیالکوٹی نے ایک عظیم الشان مدرسہ مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ تصانیف تعمیر قرآن، اصول فقہ، کلام، منطق، نحو اور معانی کے مضامین پر علامہ سیالکوٹی نے کم و بیش ۲۲ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

(مذکورہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راضی مدہ ۱۳۸، ۱۳۳)

کر کے الہ آباد پہنچے۔ آپ کا الہ آباد ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ کے کچھ عرصہ بعد آپ کی نعش الہ آباد سے پٹنہ دھنیم آباد لے جانی گئی اور وہاں آپ کو پیر و مرشد حضرت شاہ رکن الدین عشق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

### سلطان سخی سرورؒ

آپ کا نام سید احمد ہے اور سلطان سخی سرور لقب، کرسی کوٹ (مٹان) میں تولد ہوئے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ محمد اسحق لاہوری آپ کے استاد تھے۔ غوث پاکؒ اور شیخ شہاب الدین سے روحانی فیض حاصل کیا۔ مٹان کے حاکم کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ مفسدوں نے آپ کو مع اہل و عیال قتل کر دیا۔ آپ نے ۱۳۱۸ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار شاہ کوٹ میں خلافت ہے۔

۱۳۸۸ھ آبدیاری ۱۳۸۸ھ -

## انور شاہ کاشمیری

## باب ۳۳ مشاہیر و صوفیاء بنگال و بہار

### شیخ جلال سلہٹی

شیخ جلال کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ محمد ابراہیم تھا۔ آپ کی والدہ عادات بخاری سے تعلق رکھتی تھیں اور مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری مدفون اورچ شریف صاحبزادی تھیں۔ اسی سلسلے سے سید احمد کبیر سہروردی شیخ جلال کے ماموں تھے۔ سید احمد کبیر سہروردی اپنے والد سے بیعت تھے۔ شیخ سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری کے چار فرزند تھے (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد غوث (۴) سید احمد کبیر سہروردی۔ شیخ جلال سلہٹی مجروح کو نیائی کہلاتے تھے وہ ترکستان کے قصبہ کونیہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۴۰ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار سلہٹ میں مرجع خلافت ہے۔

### مولانا شرف الدین توامہ

مولانا شرف الدین توامہ شیخ شرف الدین بیگلی میزری کے خسر و مرشد تھے۔ مولانا شرف الدین توامہ ۶۵۵ھ مطابق ۱۲۶۰ء میں دہلی میں قیام پذیر تھے۔ ابو توامہ کی وفات ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ آپ سناہ گاؤں بنگالی میں مدفون ہیں۔ آپ کی دختر نیک اختر بی بی بہو بادام سے حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بیگلی میزری کا عقد ہوا تھا۔ جن کی صاحبزادی کا نام بی بی بارکہ تھا جن کا عقد مخدوم سید وحید الدین میزری شہیدی چکر کش سے ہوا جن سے ان کی نسل جاری ہوئی۔

### حضرت شاہ علی بغدادی

حضرت شاہ علی بغدادی کا شمار بنگال کے قدیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ وہ بغداد کے شہزادہ تھے۔ ۴۰ اولیاء کے ساتھ بنگال وارد ہوئے۔ شاہ جلال سلہٹی بھی آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۷۷ء میں ہلہ کھنچ کر دروازہ بند کر لیا۔ ۴۰ دنوں کے بعد دروازہ کھلا تو وصال ہو چکا تھا۔ آپ کا مزار نواح ڈھاکہ میر پور میں مرجع خلافت ہے۔ مزار کی تعمیر ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

۱ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۴۶

۲ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۱

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی
انور شاہ کاشمیری	انور شاہ کاشمیری	انور شاہ کاشمیری
معظم شاہ	شیخ معظم	معظم خاں
عبد الکبیر	شاہ عبد الکبیر	عبد الکبیر
عبد الخالق	شاہ عبد الخالق	عبد الخالق
پیر اکبر	شاہ محمد اکبر	پیر اکبر
پیر حیدر	شاہ محمد عارف	پیر حیدر
عارف باللہ	شاہ حیدر	عارف باللہ
بابا علی	شاہ علی	بابا علی
شیخ عبد اللہ	شیخ عبد اللہ	شیخ عبد اللہ
شیخ مسعودی	شیخ مسعودی	شیخ مسعودی
شاہ جنید	یکے	شاہ جنید
میرمن قاسم شاہ	از اولاد مرید	میرمن قاسم شاہ
ہریان شاہ	کرماتی	ہریان شاہ
ہرز		ہرز
نوشیرواں خان		نوشیرواں خان
عبد السلام		عبد السلام
مجید الدین		مجید الدین
عبد الباق		عبد الباق
عبد الوہاب		عبد الوہاب
نجی اللہ		نجی اللہ
نجم الانصاری		نجم الانصاری
حارث		حارث
روٹی		روٹی

## مخدوم شیخ جلال الدین تبریزی

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ ایرانی النسل تھے۔ لقب ابوالعاسم تھا۔ شیخ ابوسعید تبریزی سے بیعت کی۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی بیعت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ جلال نے اپنے پیر و مرشد کی بڑی خدمت کی۔ مرشد کے حسب ہدایت شیخ زکریا ملتانی اور جلال الدین تبریزی ہند روانہ ہوئے۔ شیخ بہار الدین زکریاؒ ملتان آگئے اور جلال تبریزی دہلی آکر حضرت بختیار کاکیؒ سے ملے۔ دہلی میں شیخ نجم الدین کبریؒ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بدایوں چلے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد عازم بنگال ہوئے۔ پنڈوہ میں رشد و ہدایت کا بازار گرم کیا۔ ۶۲۲ھ مطابق ۱۲۴۴ء میں وفات پائی بعض نے سن وفات ۶۲۲ھ / ۱۲۲۵ء لکھا ہے۔

حسین احمد منجمیؒ ابوالعلائی نے شیخ جلال تبریزی کے مزار پر حاضری دی تھی وہ آنکھوں کچھا حال اس طرح بتاتے ہیں کہ وہ پہلے تاتار پور بھاگلپور میں شہباز بھاگلپور کے مزار پر حاضر ہوئے۔ ان کے بارے میں ایک کہادت بہت مشہور ہے۔

چوڑے گھوڑا اڑائے باز پھر شہباز کا شہباز

کیٹھارے ادینہ پہنچے۔ ادینہ سے پل گاڑی پر پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پنڈوہ مالوہ کے شمال مشرق میں ۲ میل کے فاصلہ پر ایک ویران شہر گود (لکھنؤ) سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حاجی الیاس شمس الدین شاہ نے ۱۳۵۳ء میں گود کے بجائے پنڈوہ کو پایہ تخت بنایا۔ ۱۴۵۲ء میں گور پھر بنگال کا دارالحکومت بنا۔ اس وقت دہلی صرف مسجد ادینہ باقی رہ گئی ہے۔ سکندر شاہ نے ۱۴۶۹ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ گور کی طرح آج پنڈوہ بھی ویران ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لکھنؤ شہر ۱۴۸۱ء میں قطب الدین ایک کے ایک جنرل بختیار خلجی نے اسے فتح کیا اور لکھنؤ کو صدر مقام بنایا۔ یہ ۲۰۰ برس تک بنگال کا صدر مقام رہا۔ مخدوم جلال

۱۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۱۳ ۲۔ تذکرہ جلال الدین تبریزی از حسین الدین احمد منجمی

ابوالعلائی صفحہ ۲ تا ۳۳

شیخ علاء الدین علاء الحق بن اسعد لاہوریؒ صبیح النسب ہاتھی تھے۔ سلسلہ نسب خالد بن ولید سے ملتا ہے۔

انہی سراج کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پنڈوہ (بنگال) میں کج غلامی ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) شیخ نور قطب عالم (۲) شیخ انور۔ خلفاء میں اشرف جہانگیر مشہور ہیں۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نام کا نام خواجہ احمد سیوی تھا۔ آپ کی وفات ۵۶۲ھ میں ہوئی۔



## ملک یونس بار ایٹ لار

موریہ بہار کو ملک یونس بیرسٹر کی جامع و ہمہ گیر شخصیت پر ہمیشہ ناز رہے گا۔ وہ ایک بڑے قانون دان ہی نہیں بلکہ ممتاز سیاسی لیڈر اور صحافی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۶ء میں موضع سلیم پور پٹنہ میں ہوئی جو شہر پٹنہ سے جنوب مغرب کی طرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد علی حسن مختار نے امد بھائی ملک یوسف بیرسٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ میں ہوئی۔ پٹنہ کالجیٹ اسکول سے بی۔اے کیا۔ مرزا پور یونیورسٹی کے ملک عبدالبار کی دختر سے ۱۹۰۶ء میں عقد ہوا جس سے ۱۹۰۷ء میں قانون کی اعلیٰ ڈگری کے لیے عازم لندن ہوئے۔

بیرسٹری کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۰۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔ کلکتہ ہائی کورٹ میں پرنسپل مشورہ کی۔ بعد ازاں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کر کے اتنی شہرت حاصل کر لی کہ ہندوستان کے مضامین کے قانون دان شمار ہونے لگے۔ جب آسودگی حاصل ہوئی تو سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔ موریہ بہار کی جنگال سے علیحدگی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کے سرخیل سر علی امام تھے۔

بہار لیگ میں ایسوسی ایشن کے بارہ سال تک سیکریٹری رہے۔ آپ بہار اسٹوڈنٹ یونین کے مدد بھی منتخب ہوئے۔ موریہ بہار کی علیحدگی سے جنگال مسلم اکثریتی موریہ بن کر ابھرا جو آخر کار آزاد ہندو دیش پر منتج ہوا۔ بلاشبہ جنگالی مسلمانوں کو یہ رتبہ سر علی امام اور بیرسٹر یونس ملک کی کاوشوں کی مہر بن گئی ہے۔ آپ تین بار پٹنہ میونسپلٹی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں کانگریس کے سالانہ جلسہ لاہور میں بہار کی نمائندگی کی۔ بعد ازاں کانگریس سے گاندھی کے عدم تعاون کی تحریک سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ ۱۹۱۶ء میں امپریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی بار بہار وائیسرے کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے انڈین نیشنل پارٹی بنائی اور ہم نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح آپ موریہ بہار کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں موبائی وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم

سے جملہ ملک، ۱۹۹۹ء مفر ۲۹ تا ۵۱ میرا علی ملک بدر الحسن بدر، انور سوسائٹی، کراچی

تبویزی کا چیلر بائیس ہزاری درگاہ بکلتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ بیگھ زمین وقف تھی۔ آپ کا مزار گواٹی آسام اور بھارت کے نزدیک لاس بوند کی پہاڑی پر واقع ہے جس کو کوچک یا ادچک بھی کہتے ہیں۔ ایک غار کے اندر مزار ہے۔ قبر کا نشان موجود ہے۔ چاروں طرف پتھر سے نشان ڈالا گیا ہے اب وہاں ایک سادہ و رتبہ ہے۔ وہاں پانچ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے مرید حاجی ابراہیم کامزار پہاڑ کے اوپر ہے جس کا نام تیبکو باری ہے یہ مقام گواٹی سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مزار پختہ ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کرتے ہیں۔ سید محمود متولی درگاہ کا شجرہ یہ ہے سید محمود بن سید یونس بن سراج بن کریم احمد بن کفیل بن سید عبداللہ بن اول درگاہ بائیس ہزاری۔



## حسین شہید سہروردیؒ

حسین شہید سہروردی ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بنگال کے قصبہ مناپور میں پیدا ہوئے۔ حسین شہید سہروردی کا پل میں تھے ادا ان کے دادا برصغیر کے نامور ترین افراد میں تھے۔ ان کے نانا عبید اللہ عربی، فارسی کے زبردست عالم تھے۔ بہادر العلوم ان کا لقب تھا۔ حسین شہید سہروردی کے والد کا نام گرامی سرزاد حسین سہروردی تھا جو اپنے زمانہ کے مایہ ناز بیرسٹر تھے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی میں فیکلٹی کے ڈین بھی رہے۔ اور کلکتہ یونیورسٹی کے جج بھی رہے۔ حسین شہید سہروردی کی والدہ بیگم نجمہ خاتون سہروردی اردو اور فارسی زبانوں کی زبردست عالمہ تھیں۔ وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے سینئر کیمریج کا امتحان پاس کیا تھا۔ کلکتہ یونیورسٹی میں ایم لے فارسی کی ممتحنہ ہو کر گئیں۔

### تصنیفات

(۱) آئینہ عبرت

(۲) کوکبِ وردی

ان کی دونوں تصنیفات کی بڑی شہرت ہوئی اور برصغیر ہند میں دور دور تک دھوم مچا اور ان کی دونوں کتابیں عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔

حسین شہید سہروردی کے ماموں عبداللہ المامون سہروردی بنگال کے زبردست سیاستدان تھے۔ اس لیے یہ بھی سیاست میں ابھرے اور نام پیدا کیا۔

ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے عہد حکومت میں چند نمایاں کارنامے انجام دیے مثلاً (۱) صوبہ بہار میں اردو سرکاری زبان کا درجہ دیا جو آج تک قائم ہے جبکہ یوپی میں اردو سرکاری زبان نہیں ہے (۲) آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی امارت شریعہ کا سرکاری ادارہ قائم کیا تاکہ مسلمانوں کے شرعی مسائل مثلاً طلاق اور وراثت کے متعلق فیصلے کیے جاسکیں جس کا مرکز آج بھی پھولاری شریف میں ہے جن کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو سستی ملکیت عطا کیا گیا (۴) پٹنہ ہائی کورٹ میں بہار کونسل کی خوبصورت عمارت بنوائی۔ آپ نے پٹنہ ٹائٹس کے نام سے اپنا اخبار بھی نکالا جو بہار مسلمانوں کا انگریزی زبان میں واحد اخبار تھا۔ ۱۹۳۳ء میں راج کی سعادت حاصل کی اور بیرون ہند کا دورہ کیا۔ آپ نے بہار میں پرائیویٹ ریلوے کا نظام چلایا جو ہند میں پہلی مثال تھی لیکن حکومت اس پر قبضہ کر لیا۔ مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ ملک یونس ۱۹۵۲ء میں ۱۳ مئی کو لندن راہی ملک ہوا۔ وہ بروک روڈ قبرستان لندن میں مدفون ہیں۔



إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي مِثْقَالِ ذَرَّةٍ

بلاشبہم نے اتارا اس قرآن کو شب قدمیں (قرآن)



## خان بہادر حاجی چودھری محمد بخش ایم ایل سی رئیس کیٹھار پور بیہار

آپ ان خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنہیں قدرت نے دولت، عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ، قومی حمیت، دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ حکومت کے وفادار و محکم کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے سچے بھی خواہ تھے۔ حکومت نے ان کو خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کی تربیت اس طرح کی کہ وہ ان کے سچے جانشین ثابت ہو سکیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے مسٹر جمیل الرحمن انجلیئر سے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے تو وہ اپنے والد کی تمام خصوصیات سے متصف تھے۔ آپ کا اخلاق کریم تھا۔ جو ایک بار مل لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ نے سینکڑوں یتیموں، بیواؤں اور نادار طلبہ کی اعانت کی اور بیسیوں تعلیم گاہیں قائم کیں اس کے باوجود لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی آمدنی کا ان کا اور اسٹیٹ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ہر غریب اور امیر کے ساتھ اسی انکساری و بے نفسی سے ملتے تھے جو آپ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ کاروباری مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ تلاوت اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں داخل ہوتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کے اخراجات کو کم کرنے کی تلقین کی اور اپنی دختر کا نکاح بھی بڑی سادگی سے کیا۔ آپ نے جہیز میں صرف ایک جلد قرآن، ایک جائے نماز اور چند پراپریری نوٹ اور چند کلمات نصائح لکھ کر اپنی ختمہ جگر کے حوالہ کیا جس سے ان کی روشنی خیالی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ماہنامہ رسالہ ندیم گیا، بہار جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۷ تا ۹)

باب ۳۲ چند علماء اہل سنت

## پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

پیر سید جماعت علی شاہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید کریم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۷ھ میں علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ، پنجاب میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد مامون (قطب شیرازی) کا ولاد میں تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت علی بن ابی طالب پہنچتا ہے۔ آپ نے حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن حفظ کیا اور مولانا غلام قادر بھروی اور مولانا فیض الرحمن بہار پوری سے کسب علم کیا۔ کانپور میں مولانا سید محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری سے بھی درس لیا۔ مولانا عبدالرحمن پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ حدیث کی سند مولانا عبدالرحمن حق بہار گنجی اور مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ سلسلہ شہید میر می خواجہ فقیر محمد بابا جی (چودہ شریف) کے مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے ہند میں مذہبی تحریک کے خلاف تبلیغی مراکز قائم کیے۔ سجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو امیر ملت کا خطاب ملا۔ برصغیر میں آپ کے لاکھوں مریدان ہیں۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں سلطان عبدالحمید، ترکی کی اپیل پر حجاز ریلوے فٹ میں چھ لاکھ روپے جمع کروائے۔ علیگڑھ کالج فٹ میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دلائے۔ علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ایک دفعہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال مولانا کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہوا سے اور کیا چاہیے۔ آپ نے کم از کم ۵۰ بار حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور میں ۱۹۵۷ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا کئی کانفرنس بنارس میں آپ پر حیثیت سرپرست شریک ہوئے۔ اہل عرب آپ کو "ابو العرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ذیقعد ۱۳۷۵ھ ۱۳ اگست ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار علی پور سیدان میں مرجع مدائن ہے۔ ہر سال عرس پر ہزاروں عقیدہ مند شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

**تصنیفات** (۱) ضرورت شیخ (۲) یاران طریقت (۳) اطاعت مرشد (۴) مرید صادق۔ انکے علاوہ فضیلت تہجد پر ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ ایک رسالہ فضائل مدینہ طیبہ پر لکھا۔ آپ شاعری بھی فرماتے تھے۔

## مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوریؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری برصغیر ہند کے ممتاز محدث تھے۔ مسلک اہل سنت کے فروغ کے لیے آپ نے پنجاب میں بڑا کام کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید نجف علی شاہ مولانا سید دیدار علی محدث نواب پورہ ریاست الوری میں ۱۲۵۵ھ میں تولد ہوئے۔

آپ کے اجداد مشہد سے اودھ کے خطہ بگراہم آئے پھر اودھ منتقل ہوئے۔ آپ نے ابتدائی لپنے چچا مولانا سید نثار علی الوری سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے۔ شاہ کرامت اللہ دہلوی سے دینی تعلیم کی ۱۰ اصول فقہ و معقولات کی تعلیم مولانا سید ارشد حسین رامپوری سے حاصل کی آخر میں مولانا محدث ہمار پوری کی خدمت میں پہنچے جہاں مولانا وحی احمد محدث سورتی اہل پیر سید علی شاہ گروہی تلامذہ میں شامل تھے۔ مولانا احمد محدث سورتی اور مولانا دیدار علی شاہ کو حضرت شاہ فضل الرحمن کی مراد آبادی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ پنجاب میں سنییت کی نشاط الثانیہ کا سہرا سید دیدار علی محدث الوری کے سر بندھتا ہے۔ آپ نے ۱۳۵۴ھ میں دارالعلوم حزب الاضافہ کی بنیاد ڈالی اور تلامذہ آخر اسی مدرسہ میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادہ علامہ ابوالحسنات لاہوری اور مولانا ابوالبرکات نے ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ کو آپ کے وصال کے بعد علمی خدمت کا بیڑہ اٹھایا اور آج بھی یہ دارالعلوم علامہ سید محمود احمد رضوی کی سرپرستی میں مسلک اہل سنت کے فروغ میں مشب و روز مصروف ہے۔



## الحضرت پیر سید مہر علی شاہؒ (گولڑا شریف)

پیر صاحب کی ولادت یکم رمضان ۱۲۷۵ھ کو ہوئی۔ ۷۰ شجرہ نسب ۲۵ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک اور ۳۶ واسطوں سے شیخ عبدالقادر لکھنؤیہؒ تک پہنچا ہے۔ آپ علم و تقویٰ کی بنا پر برصغیر ہند میں مجدد ولی سمجھے جاتے ہیں۔ قرآنی اہد و اوصاف طریقت میں مشہور ہیں۔ ۱۲۹۵ھ میں جب محدث سورتی ہمار پور میں مولانا احمد علی شاہ ہند لینے پہنچے تو پیر سید مہر علی شاہ بھی ان کے درس حدیث میں شامل تھے۔ دونوں اصحاب علم و فضل مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کوشاں رہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وفات پائی۔

### سائیف

تحقیق الحق فی کلمۃ الحق  
شمس الہدیٰ فی اثبات حیات المسیح  
سیف چشتی  
اعلام کلمۃ اللہ فی بیان ما آھل بہ بغیر اللہ  
الفتوحات الصمدیہ  
تصفیہ مابین سنی و شیعہ

پیر سید مہر علی شاہ گولڑا شریف کے شاہکار تصانیف

**تجلیات**

**مہر الوری**

شائع ہو گئی ہے

۸۰ صفحات پر مشتمل عربی و سنسکرت

شاہ حسین گولڑی

کی کتاب تالیف

مکتبہ مہر علی شاہ گولڑا شریف

۲۶۲ محدث سورتی صفحہ

۳۲۱ محدث سورتی صفحہ

## پروفیسر سلیمان اشرف بہاریؒ

پروفیسر مولانا سلیمان اشرف بہاری محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل تھے۔ علم دینی و فنی پر گہری نگاہ کے سبب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بحیثیت پروفیسر وابستہ رہے۔ مولانا سید سلیمان اشرف ۱۸۷۷ء میں موضع میر داد ضلع گجسٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہ بہار کے ممتاز سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سید محمد عبداللہ سے حاصل کی جو جامع صفات بزرگ تھے۔ مولانا محمد احسن آٹھانی سے بھی درس لیا۔

مولانا ہدایت اللہ جو پوری سے منطقی اور فلسفہ کا درس دیا۔ بعد ازاں پبلک سمیت آکر محدث سورتی سے کسب علم کیا۔ ان کے پاس ایک سال قیام کیا۔ اس دوران ہر جمعرات کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی جاتے رہے۔ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ مولانا کو اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ اپنے استاد کے مدرسے جو پور میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۰۷ء میں علی گڑھ کالج کے شعبہ دینیات سے بحیثیت استاد وابستہ رہے علی گڑھ یونیورسٹی میں بعد نماز عصر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں متعلمین اور اساتذہ سب شریک ہوئے۔ مولانا کی علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستگی اس وقت گویا کرامات بات تھی۔ مولانا نے اس دور کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔ ۱۳۴۳ھ میں بریلی کے مقام پر ابوالکلام آزاد سے ترک مولات اور ذبیحہ گاد پر پابندی کے متعلق مناظرہ میں مولانا کو تاریخی شکست سے حکم دیا گیا۔ مولانا کثیر تصانیف عالم دریں تھے۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ النور، امیر خسرو کی شہنوی بہشت پر طویل مقدمہ آپ کے تلامذہ میں ڈاکٹر افضل الرحمن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولانا کا وصال ۲۵ اپریل ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ آپ علی گڑھ میں مدفون ہوئے۔

**مولانا ظفر الدین بہاریؒ** | مولانا ظفر الدین بہاری ولد عبدالرزاق ۱۴ محرم ۱۳۳۷ھ کو موضع مجوہ

عظیم آباد بہار میں تولد ہوئے۔ ۱۳۶۲ھ میں مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۳۶۶ھ میں مولانا شاہ احمد حسن سے منطق پڑھی۔ مولانا عبید اللہ آبادی اور ڈاکٹر عبدالرزاق

کانپوری سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ کو فاضل بریلوی سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا مائے ناز مدرس اور مصنف تھے ۷۹ سال کی عمر میں ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ جبکہ اردو کے ممتاز ادیب محقق اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق صدر عربی ممتاز الدین آرزو آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

**تصانیف :** (۱) جامع الرضوی شرح صحیح بخاری چھ جلد

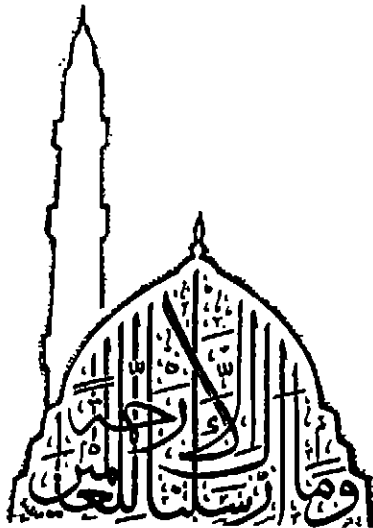
(۲) حیات اعلیٰ حضرت ۴ جلد

(۳) ترجمہ حساں الخیرات

(۴) اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مجموعہ

(۵) تنویر الراج فی ذکر المعراج وغیرہ

مولانا کی کلی تصنیفات کی تعداد پندرہ ہے۔



## صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

آپ ۱۸۸۲ء میں مراد آباد میں تولد ہوئے۔ آپ کے مورث اعلیٰ علامہ گری میں شہسے ہند وارد ہوئے تھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم دین کی تمام مروجہ کتابیں پڑھیں اور دورِ وحدیث کی تکمیل مولانا محمد گل سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔ مناظرہ میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے آریہ سماج کا ٹکڑا کھتا ہوا آپ نے مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ قائم کیا بلکہ ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا دیا۔ آپ نے "السواد الأعظم" ماہنامہ بھی جاری کیا اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں تفسیر قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۱۲ء میں ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا جس کے پیش نظر ۱۹۱۲ء میں علامہ اقبال نے صدارتی خطبہ میں اس کا برملا اظہار کیا۔ ۱۹۳۸ء میں چٹنہ کے اجلاس میں تمام اعظم نے بھی اس حقیقت کا واضح کاف الفاظ میں ذکر کیا۔ تقسیم ہند کا یہ قصور مولانا نے ۱۹۳۱ء میں اپنے مقالہ میں دوبارہ پیش کیا آخر کار ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے لاہور کے سالانہ اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور کر لی۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا مسلم لیگ کا نفرنس منعقد کی۔ جس میں برصغیر کے تمام جید علماء نے شرکت کی۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل علماء مشہور و معروف ہیں۔ (۱) مفتی احمد یار خاں (۲) پیر کرم شاہ الانہری (۳) مولانا نور الدین نعیمی (لیسر لویری) (۴) مفتی محمد عمر نعیمی (۵) سید احمد البرکات (۶) مولانا یونس نعیمی (۷) مولانا سبیب اللہ محدث (۸) مفتی محمد حسین نعیمی (۹) علامہ شاہ احمد نورانی۔

آپ کے تلامذہ نے پاکستان میں بھی مدارس کا جال بچھا دیا جن میں جامعہ نعیمیہ لاہور اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۳۶۷ھ میں اس دور کے عظیم ترین فاضل نے وفات پائی۔

(مقالات سیدی از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۶۶۹)

## علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی

مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن سید دین علی شاہ بن سید نجف علی ملتانوی اور میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسبی تعلق سادات رضوی سے ہے۔ آپ کے آبا و اجداد شہسے ہند تشریف لائے۔ آپ کے استادوں میں علامہ ظہور الدین ملتانوی بھی ہیں۔ دیگر اسلامی علوم و فنون کی تعلیم آپ نے علامہ نعیم الدین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں آپ نے مدرسہ مراد آباد سے سند حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت اعلیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے آپ کو خلافت و اجازت ملی۔ ۱۹۳۵ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف کا انتظام سنبھالا۔

**تصنیفات** | مناظرہ تمون۔ فتح المبین۔ ضیاء القنادین۔ دوس المعقلین۔ مناظرہ ترن تارن۔ دہلیوں کی کہانی۔ آپ کا وصال ۲۰ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو ہوا۔

**تذکرہ علامہ سید احمد کاظمی** | آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ آپ لکھنؤ (مراد آباد) میں ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۱۸ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ اس لئے آپ سادات اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ نے مدرسہ بحر العلوم شاہجہانپور میں تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے بھائی سید محمد غیل کاظمی سے بھی درس لیا۔ دستار بندی کے وقت حضرت شاہ حسین اشرفی کچھو چھوی، صدق اقبال مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی موجود تھے۔ شاہ اشرف حسین اشرفی نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ آپ قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مستقل قیام پذیر ہوئے اور دکن تھان دیا۔ آپ پر قتلہ حملہ بھی ہوا تھا جس میں آپ شدید مجروح ہو گئے تھے۔ آپ نے ملتان شہر میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک عظیم الشان مدرسہ میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے دستِ حق پرست کی آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ سے زیادہ ہیں۔

## مولانا مفتی سید محمد فضل حسین آره بہار

### علامہ مفتی سید محمد فضل کا نسب نامہ

”سید محمد افضل حسین بن میر سید علی حسن بن میر سید جعفر علی بن میر سید خیرات علی بن میر سید منصور علی“  
سید محمد فضل حسین ہندوستان کے موضع بولہا ضلع آره صوبہ بہار میں ۱۴ رمضان ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۳ ارجبہ ۱۹۱۹ء کو تولد ہوئے۔ آپ حسینی سادات کے چشمہ چراغ ہیں۔

### علوم اسلامیہ کی تحصیل

آپ نے درس نظامی مدرسہ فیض الغریب آره صوبہ بہار، شمس العلوم دہلی، اور جامعہ رضویہ مظفر اسلام بریلی میں کیا۔

### استاذہ اکرام

مولانا محمد اسحیل آردی، مولانا محمد ابراہیم آردی، مفتی محمد ابراہیم سستی پوری، مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی تھری، مولانا احسان علی مظفر پوری، شیخ المحمدین علامہ مولانا مفتی نورالحسین رامپوری اور شمس العلماء علامہ ظہور حسین رامپوری وغیرہ

شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ مظفر اسلام بریلی سے سندِ فضیلت حاصل کی۔ ۱۹۴۱ء میں الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان فرسٹ کلاس میں پاس کیا۔

### تدریس

جامعہ مظفر اسلام بریلی میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی رہے۔ بعد ازاں جامعہ تادریہ رضویہ فیصل آباد سے شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے منسلک رہے۔

### بیعت و خلافت

۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے دست پر سلاسل قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت ملی۔

۱۹۵۴ء میں سید صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ ۲۳ کتابوں کے مصنف ہیں۔

مآثرات علمیہ اہل سنت صفحہ ۵۵

## چند مشہور تلامذہ

نبیہ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خاں بریلی، نبیہ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خاں بریلی  
مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر (برطانیہ)، مولانا مفتی محمد حسین سابق ایم ایس، سکھر (سندھ) مولانا  
جلال الدین فوری دہلہ و خریف، مولانا محمود احمد رضوی مدرس دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

### اولاد

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سید شکیل رضا، سید تحصیل رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں۔



## حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پشین گوئیاں

سید نعمت اللہ مشہور صوفی اور درویش تھے۔ وہ ہزارا کے رہنے والے تھے۔ ان کے آبائے اجداد سلطان محمد غوری کے دور میں ہندوستان وارد ہوئے اور ہانسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے دادا مشرف نے محل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب تفتا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے والد سید محمد ان کے عہد غلطی ہی میں تفتا کر گئے اس لیے ان کے دوست راجو خاں نے شاہ صاحب کی پرورش کی۔ تیرہ برس کی عمر میں تمام فنون سپر گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ نعمت اللہ عہد شاہجہانی میں وفات پا گئے۔ خان خانان شاہجہاں لودھی اور مہابت خان کو آپ سے بڑی حقیقت تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کرانی کے کشف و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ احمد شاہ بہمنی نے شہرت سن کر ان کی خدمت میں ان کے مرید شیخ حبیب اللہ جنیدی کو میرٹھس الدین قہمی کے ہمراہ وکیل بنا کر روانہ کیا اور ان کے ذریعہ سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید ملا قطب الدین کرانی کو اپنے مکتوب کے ساتھ احمد شاہ کے پاس بھیجا جس میں احمد شاہ کو ”اعظم الشہاں شہاب الدین احمد شاہ ولی“ مخاطب کیا۔ اس وقت سے احمد شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ولی کا اضافہ کیا پھر خواجہ حال الدین سمنانی اور مولانا سیف اللہ حسن آبادی کو شاہ صاحب کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو دکن روانہ فرمائیں اور عوام کو روحانی فیض بخشیں لیکن شاہ صاحب نے اپنے اکلوتے فرزند شاہ خلیل اللہ کی جدائی گوارا نہ کی بلکہ اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ جب وہ احمد آباد بیدر کے قریب پہنچے تو احمد شاہ نے ان کا دالہانہ استقبال کیا اور جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں مسجد تعمیر کر کے اس جگہ کا نام نعمت آباد رکھا جو اب بھی قائم ہے۔ شاہ نور اللہ کو ملک الشاہ کا خطاب دے کر اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی اور انہیں حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ اور ان کی اولاد پر فوقیت دی۔ جب شاہ نعمت اللہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بیٹے شاہ خلیل اللہ بھی اپنے دو فرزندوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب اللہ کے ساتھ بیدر پہنچے۔ شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب بھی احمد شاہ

اور اس کے بیٹے شہزادہ علامہ الدین بہمنی کی لڑکیوں سے بیاہ گئے۔ شاہ خلیل کے بارے میں دو روایتیں ایک یہ کہ وہ اپنے وطن واپس چلے گئے دوسری یہ کہ وہ دکن ہی میں فوت ہو گئے۔ آخری روایت حتمی ہے ان کا انتقال ۱۶۲۸ء میں ہوا ان کے مقبرہ پر مغیث شیرازی نے خطاطی کی تھی اس کے سبب ہی تحفہ کرانی، نامی ایک دلکش عمارت تعمیر ہوئی۔ علامہ الدین بہمنی کے دور میں جب شاہ ولیؒ کا انتقال ہوا تو ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سجادہ ہوئے جنہیں سلطان علاء الدین کے بیٹے سلطان ہمایوں نے مخالفت کی بنا پر قید میں ڈال دیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گئے۔ اور آخر کار مر گئے۔ احمد شاہ ولیؒ نے زکریا صرف کر کے شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا شاندار مقبرہ تیار کرایا تھا۔

شاہ نعمت اللہ نے پشین گوئی کے طور پر فارسی میں دو ہزار اشعار لکھے جو حرف بہ حرف رے ہوئے۔ عہدِ سلطانہ کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سرورس سے بظور نہ کرے گی، جس سے گہرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی جنگِ یوم کے آغاز پر پھر اس کی اشاعت ممنوع ہوئی لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب کے اہامی اشعار مالوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

- (۱) پارینہ قصہ شومیم از تازہ ہند گویم      افتاد قرن دومیم افتاد از زمانہ  
پرانے قصے کو چھوڑ کر ہندوستان کے پیش آنے والے واقعات بیان کرتا ہوں۔
- (۲) صاحب قرآن ثانی نبیر آل گورگانی      شاہی کنند شاہی چوں ظالمانہ  
صاحب قرآن ثانی اور شاہان گورگانی کی بادشاہت ظالمانہ ہو گی۔
- (۳) عیش و نشاط اکثر گسر جبکہ بخاطر      گم می کنند یکسر آں طرز ترکیانہ  
وہ عیش و نشاط کی محفل برپا کریں گے اور ترکیانہ طرز عمل چھوڑ دیں گے
- (۴) رفتہ حکومت از ایشان آید بغیر ہماں      اختیار کند راند از ضرب حاکمانہ  
ان سے حکومت چلی جائے گی اور انگریزوں کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔



(۵) بعد آں شود چو جنگ باد میلان جاپان جاپان فتح یا بد بر ملک روسیانه  
اس کے بعد روس و جاپان کے درمیان جنگ ہوگی جس میں جاپان فتیما ہوگا۔  
(۶) سرحد جدا مانید از جنگ باز آئید صلح کنند اما صلح منافقانہ  
دونوں لڑائی ختم کر کے منافقانہ صلح کر لیں گے۔

**خوفٹ:** یہ کہ بیا پر تسلط قائم کرنے کے لیے جاپان نے روس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور یہ  
کو ساحل کران سے دور بھگا دیا۔ ۱۹۰۵ء میں روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر لیا گیا  
روس نے ۱۹۰۵ء میں جاپان سے صلح کر کے اپنی سرحدیں جدا کر لیں۔

(۷) طاعون و قحط بجا گردد بہ ہند پیدا پس مومنان میر و ہر جا ازاں بہانہ  
ہند میں طاعون چھوٹ پڑے گا اور قحط سے مسلمان نغمہ اجل بن جائیں گے۔

(۸) یک زلزلہ کہ آید چو زلزلہ قیامت جاپان تباہ گردد یک نصف ثانیہ  
ایک قیامت زلزلہ آئے گا جس سے جاپان کا چٹھا حصہ تباہ ہو جائے گا۔

**خوفٹ:** ۱۹۲۳ء میں جاپان کے دو شہروں ٹوکیو اور یوکاما میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا۔

(۹) تا چار سال جنگ افتد بہ غربی فاتح الف بگرد و جیم فاستقانہ  
اس کے بعد یورپ میں چار سال تک جنگ عظیم ہوگی جس میں انگلستان دھوکے سے جڑی پڑے گا  
(۱۰) جنگ عظیم باشد قتل عظیم سازد یک صدوی یک لک باشند تاراجانہ  
اس جنگ عظیم میں تین عظیم ہوگا اول ایک کروڑ ۲۱ لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

**خوفٹ:** پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو ۱۱ بج کر ۱۱ منٹ پر یعنی  
چار سال بعد بند ہوئی۔ برطانیہ کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اس جنگ میں ایک کروڑ ۲۱ لاکھ  
سے زیادہ جانی نقصان ہوا۔

(۱۱) اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی بالمستقل نہ باشد ای صلح درمیانہ

بظاہر صلح ہوگی مگر یہ صلح پائدار نہ ہوگی بلکہ دوسری جنگ عظیم ہوگی (جبر ہوگی)

(۱۲) ظاہر غموش لیکن نہاں کنند سامان جیم الف کرد و دستبازانہ

دونوں بظاہر خاموش ہوں گے مگر درپردہ دوسری جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور انگلستان  
اور جرمنی کے درمیان لڑائیاں ہوں گی۔

(۱۳) دقتیکہ جنگ جاپان با چین افتاد باشد نصرانیان بہ پیکار آئید باہمانہ  
جب چین جاپان سے لڑے گا ہوگا اس وقت نصرانی بھی آپس میں برسر پیکار ہو جائیں گے۔

(۱۴) پس سال بست و یکم آغاز جنگ دومیم ہلک ترین اول باشد بہ جراحانہ  
پہلی جنگ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوگی جو پہلے سے زیادہ ہلک  
ہوگی۔

**خوفٹ:** دوسری جنگ عظیم ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء کو شروع ہوئی اور ۹ مئی ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

(۱۵) املا و ہندیاں ہم اد ہند دادہ باشد لاعلم ازاں کہ باشد آں حلا و یگانہ  
ہند اس جنگ میں انگلستان کی مدد کرے گا مگر اس بات سے لاعلم ہوگا کہ اس کی یہ مدد بے سود ہوگی۔

(۱۶) آلات برق پیا اصلاح حشر برپا سازند اہل حشر مشہور آں زمانہ  
اس زمانہ کے مشہور اہل حشر برپا کرنے والے اسکے اور آلات برق پیا ایجاد کریں گے۔

(۱۷) باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب آید سرود غیبی بر طر زہر شیانہ  
اگر تم مشرق میں ہو گے تو ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعہ مغرب کے غیبی سرود سنو گے۔

(۱۸) دوالف و دوس ہمین مانند شہد شیریں ہر الف و جیم اولی ہم الف ثانیانہ  
اسریخہ دانگلستان اور دوس چین باہم شیر و شکر ہوں گے۔ اٹلی اور جرمنی۔

(۱۹) با بری تیغ مانند کہ غضب دوانند تا آنکہ فتح یا بد از کینہ و بہانہ  
جاپان پر لڑ کر بجلی کی توار چلائیں گے یہاں تک کہ دھوکے سے فتح پائیں گے۔

(۲۰) این غزوہ تا بہ شش سال ماند بہ ہر پیدا پس مردان بہ میرند از ازاں بہانہ  
یہ جنگ پورے چھ سال تک مدھے زمین پر لڑی جائے گی اور انسانوں کے لیے موت کا بہانہ بن جائیگی۔

(۲۱) نصرانیان کہ باشند ہندوستان سپارند تنعم ہدی بہ کارند از فسق جادوانہ  
نصرانی ہندوستان چھوڑ جائیں گے لیکن ہدی کے بیج بوجھائیں گے۔

(۲۲) تقسیم ہند ہر دو در دو حصص ہریدا آشوب درنج پیدا از کردار بہانہ  
ہند کی تقسیم دو حصوں میں ہو جائے گی اور ہر دو حصے مزید دو حصوں میں ٹپیں گے اور مختلف  
بہانوں سے ان کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوگی۔

- (۲۳) بے تاج بادشاہاں شاہی کنند نادان اجر کنند فرماں فی الجملہ ہمسلاں  
بے تاج بادشاہ حکمرانی کریں گے اور بھل احکام جاری کریں گے۔
- (۲۴) از رشوت و تسابل دانستہ از تغافل تسابل یاب باشد از احکام خروار  
رشوت، تسابل اور دانستہ تغافل سے شاہی احکام محض تاخیر میں پڑ جائیں گے۔
- (۲۵) عالم ز علم نالال دان از فہم گر یں نادان بر قس عریان مصروف والہانہ  
عالم علم سے بیزار ہو جائیں گے اور نادان اپنی عقل کا ماتم کریں گے۔ نادان عریاں قومیں نہ ہونگے۔
- (۲۶) از اُمت محمد سرزند شود بے حد افعال مجرمانہ اعمال عاسیانہ  
امت مسلمہ سے اعمال قبیحہ سرزد ہوں گے۔
- (۲۷) شفقت بر سردہری تنظیم در دلیری تبدیل گشتہ باشد از قسۂ زمانہ  
شفقت سردہری اور تنظیم زمانہ کے قسۂ بے ادبی میں بدل جائے گی۔
- (۲۸) حلت رد و سراسر حرمت و دوسرا سر عصمت رد و برابر از جبر مغویانہ  
عصمت و حرمت و عصمت ہو جائے گی۔
- (۲۹) بے ہرگی سراپد بے پردگی در آید عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ  
بے پردگی اور برہنگی کا دور دورہ ہوگا۔ ظاہر میں معصوم ہوں گے باطن میں عفت فروش ہوں گے۔
- (۳۰) دختر فروش باشند عصمت فروش باشند مردان سفلیت باو فرخ زابانہ  
سفلیت مردانہ لہان لباس میں عصمت فروش ہوں گے۔
- (۳۱) شوقی نماز روزہ حج و زکوٰۃ نظرہ کم گرد و برآمد یکبار خاطرانہ  
نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نظرہ کا شوق بالکل کم ہو جائے گا بلکہ بار خاطر ہوگا۔
- (۳۲) خون جگر نیشم بارنج با تو گوئم لہ ترک گداں این طرز را بہانہ  
خون جگر پی کر اور رنجیدہ ہو کر تم سے کہتا ہوں کہ عیسائی طرز بالکل چھوڑ دو۔
- (۳۳) قہر عظیم آید بہر سزا کہ شاید اجرا خدا بسیار و یک حکم قاتلانہ  
سزا کے واسطے ایک قہر عظیم آئے گا اور خدا کی طرف سے حکم قاتلانہ

- (۳۴) مسلم شوند کشتہ افتال شود و حیراں از دست نیزہ بندان یک قوم ہندوانہ  
ہندوؤں کی ایک نیزہ بند قوم کے ہاتھوں مسلم مارے جائیں گے۔
- (۳۵) از ان شود برابر جائداد جان مسلم خون می شود روانہ چون بحر بیکرانہ  
مسلمانوں کی جان و مال از ان ہوگا اور ان کا خون ندی کی طرح بہے گا۔
- (۳۶) بر عکس این بر آید در شہر مسلمانان قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ  
اس کے برعکس مسلمانوں کے شہر پر بھی ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔
- (۳۷) از طلب پنج آبی خارج شوند ناری قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ  
پنجاب سے ناری خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائداد پر مسلمان قابض ہوں گے۔
- (۳۸) شہر عظیم باشد اعظم ترین مقل صد کر بلا چو کر بل باشد نماز خانہ  
سب سے بڑا اسلامی شہر مقل بنے گا اور ہر گھر میں کر بلا چھے گا۔
- (۳۹) رہبر مسلمانان در پردہ یارانیال امداد دہہ باشد از ہمد فاجرانہ  
مسلمانوں کے رہبر در پردہ دشمنوں کے دوست ہوں گے اور چھپ کر کافروں کی مدد کریں گے۔
- (۴۰) این قصہ بین العیدین از ش ولون شطین سازد ہندو بدراعتوب فی زمانہ  
یہ قصہ دعویدوں کے درمیان ہوگا اور ساری دنیا ہندوؤں کی مذمت کرے گی۔
- (۴۱) ماہ محرم آید بایتخ یا مسلمان سازند سلم آں دم اقدام جارحانہ  
محرم میں مسلمانوں کے پاس طاقت آجائے گی اور مسلمان جارحانہ اقدام کریں گے۔
- (۴۲) بعد آں شود چو شورش در یک ہند پیدا عثمان نماید آدم یک عزم فازیانہ  
اس کے بعد ہندوستان میں شورش برپا ہوگی اس وقت عثمان جہاد کا اعلان کرے گا۔
- (۴۳) نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ گیرند نہرت اللہ شمشیر از میانہ  
اللہ کی طرف سے حبیب اللہ صاحب قرآن اپنی تلوار نیام سے نکال کر بلند کرے گا۔
- (۴۴) از نمازیان سرحد زوزیں چون مرقد بہر حصول مقصد آئند والہانہ  
سرحد کے بہادر غازیوں کے خوف سے مرقد لرزے گی جو اپنے عزائم میں  
پکے ہوں گے۔

(۴۵) غلبہ کنند، چومر و ملخ شباشب ستقا کہ قوم افغان باشند قاتمانہ  
یہ چیز نہیں اور کلڑوں کی طرح راتوں رات غلبہ کریں گے اور حق تو یہ ہے کہ افغان قوم فتحیاب ہوگا۔  
(۴۶) یکجا شوند افغان ہم دکنیاں و ایراں فتح کنند اینہاں کل ہند غازیانہ  
افغانی، دکنی اور ایرانی مل کر تمام ہندوستان کو فتح کر لیں گے۔  
(۴۷) کشتہ شدند جملہ بنو خراہ دین و ایمان خالق نماید اگر از لطف خالقانہ  
دشمنان دین مارے جائیں گے اور دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔  
(۴۸) از گشتش مرونے بقال کینہ پرور مسلم شود بخاطر از لطف آل بیگانہ  
گاندھی کینہ پرور بنیا مسلمان ہو جائے گا جس کا ہم گے سے شروع ہوگا اور چھ چھوٹے پرستل ہوگا۔  
(۴۹) خوش می شود مسلمان از لطف و فضل بڑیاں کل ہند پاک باشند از رسم ہندوانہ  
خدا کے فضل سے مسلمان قوم خوش ہو جائے گی اور ہندوستان ہندوانہ رسم و رواج سے پاک ہو جائیگا۔  
(۵۰) چوں ہند ہم بہ مغرب قسمت خراب گردد تجدید باب گردد جنگ کہ فوتبانہ  
ہند کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہوگی اور تیسری عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔  
(۵۱) آں دو الف کہ گفتیم ایک الف الف گردد داخل ساز باید بر الف مغربانہ  
امریکی بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگا اور دس انگلستان پر حملہ کر دے گا۔  
(۵۲) جیم شکست خوردہ بار بار بر آید آلات نادر آمد ہمسک جہنمانہ  
جرمنی دس کے ساتھ مل کر آتش اسلحہ تیار کرے گا۔  
(۵۳) کاہ الف جہاں کو فقط رو نماید الا کہ نام و یادش باشد مورخانہ  
انگلستان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔  
(۵۴) تعزیر غیب یا بد محرم خطاب گردد دیگر نہ سرفراز شد بطر نہ راہبانہ  
اسے غیب سے سزا ملے گی وہ مجرم قرار پائے گا بلکہ مرزا اٹھا سکے گا۔  
(۵۵) دنیا خراب کردہ باشند بے ایمانان گیرند منزل آخرنی النار دوزخانہ  
بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کر دیں گے اور خود بھی جہنم کے نذر ہو جائیں گے۔

نوٹ: انہی اشعار کی بنیاد پر لارڈ کرزن نے ان کی مطابقت ممنوع قرار دی تھی۔

## منظوم شجرے

باب ۳۵

شجرہ زیدی الواسطی از حضرت علیؑ تائید ابو الغریخ واسطی

علامہ ابو البلیل بکریؒ کا منظوم شجرہ جو ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔

ماہم نخل سبز ریاض بہری دارد بہار ماثر سایہ گستری  
نخلکامل ثابت از ختم انبیاست فرض گذشتہ از سرس چرخ چنبری  
آن ختم بنیاد کہ بتول است دخترش زینت فرائے عجلہ پاکیزہ گوہری  
آں دختر نہ کہ بود بلی او علیؑ رہبر دلدل رسول ساقی بہلے کوثری  
فرزند است غاس آل عباسینؑ فرمود در محیط شہادت شادوری  
تجاد آں کہ آدمؑ آل حسینؑ بود ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری  
فیدہ شہید مصحف اسرار اہل بیت پیدا است از مناقب اوشان حیدری  
علیؑ کہ شد بوم الاشبال شہر کریم شکار شیرز روئے دلاوری  
ستید محمدؑ آنکہ جہاں را خلق او پیچیدہ در دماغ نسیم مطہری  
ستید علیؑ کہ بر در عالم پناہ او کیوں ستادہ است بمنائی قبری  
ستید حسینؑ شمشیر ایوان مکرست روح القدس کند بدواش کبوتری  
ستید علیؑ عراقی کہ از فیض شہدش خاک مرقا یافتہ از غر شش برتری  
ستید حسنؑ کہ از تاراج سیادت است کسب سعادت از نظرش کرد مشتری  
ستید علیؑ کہ دشمن شوریدہ بخت را سازد کباب آتش خورشید مشہری  
نادانی بہاؤستان خلق زید میکرد در تحفظ دلہا صنوبری  
بید عمرؑ کہ سرور عالی معتمد بود در بزم ہمیشہ ملک گرم مجہری  
زید موسیؑ کہ خسرو اقلیم فخر بود کردے زردوئے آئینہ دل مکند کا  
یسیؑ کہ در ریاض صفات کمال او یک شہر چشم حیراں کرد عبہری  
ستید حسینؑ منتجب دودہ شرف باشد چراغ انجمن افروز ہنتری  
دآؤد آں کہ دشمن فولاد جسم را! چوں موسم نرم ساخت ز دست دلاوری  
والا گبر ابو الغریخ واسطی کہ کشت اداکب ذوا افتار بے نقش کافری

## شجرہ زیدی واسطی از حضرت علیؑ تا سید ابوالفرح واسطی

نسب نام منظوم بطور قصیدہ از سید سر فراد علی خاں شاکر

میں ہوں نہاں بزر دامن پیغمبری  
وہ نخل جس کی اصل میں محبوب کبریا  
دختر ہیں ان کی فاطمہ زہرا زینب زین  
شومہ ہیں ان کے حیدر صفد بقدر نشان  
فرزندان کے خاص آل عباس ہیں  
سجاد وہ کہ آدم آل حسین تھے  
زید الشہید معصوم اسرار اہل بیت  
عیسیٰ شہید یوم الاشبال دھر میں  
سید محمد اپنے فضائل میں ایک تھے  
سید علی جو ماتم دوران نمایاں تھے  
سید حسین شمس الیوان مکرمت  
سید علی عراقی جو شہر عام تھے  
سید حسن جو ارج سیات کے ہر تھے  
سید علی کہ دشمن شوریدہ سخت کو  
شادابی بہار گلستان خلق زید  
سید عمر کہ سرور عالی مقام تھے  
زید سوم جوشاہ تھے انلمیم فقر کے  
عالی جناب سید یحییٰ وہ ذی چشم  
سید حسین منتخب روز گاہ تھے  
دود وہ کہ دشمن فولادیم بھی  
سید ابوالفرح کہ جو ہندستان میں آئے

میری بہار ہے شرمسایہ گستری  
شاخیں بلند چکی ہیں تا چرخ چتری  
رواق فرائے حجلہ پاکیزہ گوہری  
نفس رسول ساقی صہبائے کوثری  
دریائے خلی میں کی تہہ نیلے شناری  
تھی جن کے دشمنوں کے مقدس اتری  
جن ثنائیں صاف عیاں شانِ حیدری  
شریں کو مارتے تھے زوئے دلاوری  
تھا جن کے خون پاک میں خون پیغمبری  
کرتے تھے جن کے در پر شاہ قنبری  
مردہ جن کے کرتے ہیں قدی مجاوری  
ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے کار غضب فری  
کرتے تھے جن سے ضیاء ماہ و شتری  
و کھلاتے تھے دغا میں اپنی بہادری  
دیتے تھے روز شاہ و گلداد چامری  
ذاتِ تقدس انکی گاہوں تھی بری  
کرتے تھے جن کے در پر ملک آکے چاکری  
کس کا جگر کہ ان سے کسے لاق ہسری  
جو توڑ دیں ارادوں سے سہ کندری  
ہوتا تھا معم دیکھ کے ان کی دلاوری  
کھنچے ہوئے علی کی طرح تیغ حیدری

ع۱ تاریخ سادات باہرہ

## منظوم شجرہ طریقت اشرفیہ

بذات وصفات باسمائے خوش  
یو احمد فضیل اندھمہ صبحو ماہ  
باستحق واحد محمد لطیف  
بعثمان، معین، بقطب و فرید  
باشرقت برزاق و شاہ حسین  
برآجر باحمد بفتح و مراد  
بشاہ توکل علی پراز راز  
الہی بآں ہادی خافتین  
باحمد ابو شاہ نعیم نیک ظن  
خدا یا بکن  
ہم یا کہ نیکم

باحمد علی و حسن نیک کیش  
خدیجہ نمبرہ و حماد شاہ  
بیوسف بودود و حاجی شریف  
تظام و سراج و علاء و وحید  
بجمعہ بھاجی و محمود زین  
بشاہ بہادیک گوہر نژاد  
بلآد شاہ بشاہ نیاز  
کہ اسمش بود شاہ اشرف حسین  
بشائق نعیمی و شمس الحسن  
لطیف خشم بہشت  
بہ پیران چشت

دفوت ۱

را لطائف اشرفی صفحہ ۴۰۹

ع۱ برادر خورد مصنف

ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۷۴، ۲۸۱

شجرہ طریقت  
شمشاد علی  
سید مختار علی  
ابو احمد شاہ  
شاہ اشرف حسین

جناب شمشاد علی اشرفی صاحب  
راقم کے استاد ہیں۔ یہ رحمت اللہ ماڈل  
ہائی اسکول، ٹوہاکہ میں نویں دسویں جماعتوں  
کو حساب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ بی ایس سی  
علیگ میں اور سلاسل اشرفیہ کے سربراہ  
ہیں اور بابرکت بزرگ ہیں۔ اس وقت  
ان کا فیض عام جاری ہے۔

## منظومِ سبنامہ از سید نجم الحسن نجم (مصنف)

بظرفِ قصیدہ علامہ سید عبد الجلیل زیدی الواسطی بلگرامی

سید ابوالعزاس کہ ہنگامِ کلزار  
سید علی سعید تھے دنیا میں بے نظیر  
سید علی دلیسے اور باگھ "تھا لقب  
سید محمد خاص کو مہرِ رسول کی جان تھے  
سید صدائے زید تھے شمشیرِ آبدار  
ابوالفتح ابراہیم تھے دنیا میں نامور  
تھے عزالدین سید سیادت میں نامور  
اسٹوئیس عجوبہ ہیں سید بُد الدین زید  
سید احمد جاجیری اگر ہمسار میں  
سامحہ کے بیڑوں کے بُرہانِ امام تھے  
سید شاہ جلال تقدس مآب تھے  
سید شہاب الدین تھے مانند ذوالفقار  
بہرِ ناز و نعم میں تھے پلے شاہ کی طرح  
سید جمال اسم تھا واقعی جلیل تھے  
سید کمال شاہ تھے دنیا میں باکمال  
سید قمر کی منو سے عالم تھا صنوفِ شان  
سید نصر کو دین کی نصرت جو مل گئی  
سید فخر تھے منکسر بالکل نیاز تھے  
سید امیر سامحہ کے سالارِ قافلہ

انجام دیا کرتے تھے کارِ غنصفری  
ہر جنگ میں عیاں تھے ایک شانِ حیدری  
ہر جہاد میں دکھا گئے ہیں دلاوری  
راس آئی تھی جن کو شہادتِ شناوری  
آئی تھی جن کے نام سے دشمن کو ہر تھری  
فتح کا نشان تھے گویا مظفری  
ہند سے ٹاڈا تھا نقشب کا فری  
مردِ چمن کے کرتے ہیں ملائک مجاوری  
تسخیر کی بہار کی مشعلِ غنصفری  
مشہور تھے دیار میں اولادِ حیدری  
دعوتِ جلال میں تھے وہ شیرِ صفدری  
"سویشٹ سے تھا پیشوا بابا سہبگری"  
جب کھل تھی آنکھ دیکھی تو نگری  
میر تھے کہ ماہ تھے کہ ہر خاوری  
ابن علیؑ تھے آخر تھے اولادِ حیدری  
جسکی ضیاء سے کسب کیا ماہِ وِستری  
جان کی نہیں فکر تھی بودی کی برتری  
تھی موم سی نرمی میں بھی شانِ برتری  
تھے اسمِ بامسمیٰ تقدس مسافر

سپاہیانہ بانگین تھی جان سپرد کی  
سید علی کو باپ کے مرنے کا غم یہ تھا  
سید مان علی اب تو غربت میں جا پڑے  
سید قدرت علی کو لیکن قدرت پر ناز تھا  
نوازش علی تھے علمِ براحت میں نامور  
خواجہ علی کے گرجہ پلاز میں لنگ تھا  
سید رحمن بخش سدا سے قناعت پسند رہے  
بدرِ انجمن سید کلکتہ پولیس میں تھے  
نجم تو بھرِ نجم ہے چمکے گا برطرف  
پھلواری کی جنگ کے شہادتِ شناوری  
گئی اکبر علی کیساتھ ہی گھر کی تو نگری  
افلاس ڈیوہ ڈالے تھے جو جہدِ کمتری  
چاہتے تھے اک دن مل جائے مرغری  
مست بے شان میں مگر کی نہ چاکری  
ہر چار سو شہور تھی ان کی بہادری  
ہے ان کی نسل آج بھی اب تک ہری بھری  
بارعب تھے کہ ڈرتا تھا مینا پشادری  
یہ شاعری نہیں ہے یہ ہے سخنِ وری

موضع اسموال آباد کے نزدیک واقع ہے۔

حضرت غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ۔

۱۳۷۷ء میں پھلواری کی جنگ میں میر اکبر علی نے ۳۰۰ سپاہیوں کے ساتھ

جلم شہادت نوش کیا۔

مینا پشادور کلکتہ کا مشہور بیٹھان مسلمان تھا۔

## منظوم فارسی نسب نامہ محمد جمیل انصاری ایوبی حنفی مجذبی سیوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

لشہ نسب نامہ عہد قدیم  
شہزادہ امجد امیر علی  
رفیع و ابوالفتح و ہم غوث داں  
بر عبد اللہ ابن عبید اللہ داں  
پس آن عبد قادر و اکبر فرید  
بر میرانشہ نجم دین بلند  
عبد الملک ابن خواجہ شرف  
ابوالفضل ہاشم بزرگ است یاں  
پس این ہمہ خواجہ عبد اللہ نام  
آن عبد اللہ کہ شیخ اسلامی است  
نسب نامہ او شہیر است داں  
آن عبد اللہ ابن محمد شنو  
علی جعفر و شیخ منصور داں

خدا یا آبا جی انصاریم

زر سنج و محن تو نگہ داریم (از جمیل انصاری مدارس)

۱۔ کلیات نعمت از شاہ نعمت اللہ صدیقی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲

تذکرۃ النجاہ صفحہ ۱۲ و البسط فی رسالتی تذکرہ النبی

صفحت ۱۰۱۔ شیخ امیر علی متوفی ۱۳۲۳ھ

۲۔ خواجہ عبد اللہ انصاری ایوبی حنبلی ہروی (متوفی ۱۳۸۶ھ)

مصنف منازل السائرین و الکلام

## ”شعرا ترہت“

باب ۳۶

مزار لکھنوی

لکھنوی

شاہ انضال الرحمن نام تھا اور پہلے تخلص شاہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔  
روکمن موضع (سلطان پور) لکھنوی قلعہ ۱۲۲۶ھ/۱۸۰۸ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے  
مے ماں کی۔ پندرہ سال کی عمر میں ضلع اسکول مونگیر سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ڈی جے کالج  
میں آئی اے کیا اور ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں موصوف ایم اے  
ڈگری کے طالب علم تھے مگر مکمل نہ کر سکے اسی سال رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۳۳ء  
میں اسکول فارسیں کالج میں تین سال تک مدرس رہے۔ پروفیسر شاہ کلیم الرحمن ان کے عزیز تھے وہ  
کلکتہ لے گئے جہاں وہ سیٹی کالجیٹ اسکول میں مدرس ہو گئے۔ ۱۹۳۷ء میں واپس گھر لوٹ آئے۔  
پھر مکہ کے بعد آپ جموں ہائی اسکول میں مدرس رہے اور چھ سال تک وہاں درس و تدریس میں بہم  
کے بعد مقامی ایس اے ایس ہائی اسکول چھوٹی بلیا میں تاحیات درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے  
رہے۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء میں آپ کا انتقال ہوا جس وقت سہل شاعر کی حیثیت سے روشناس ہوئے  
اس وقت اختر شیرانی کی شہرت بام عروج پر تھی۔ سہل ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے سہل  
پہلے رقیہ خاتون موضع امرتھ کی رہنے والی تھیں وہ بھی ایک اچھی شاعرہ تھیں اور محض ان کا تخلص تھا۔  
ان کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تھا لگتی تا ملیا تو ہی تجھ کو لازم تھا  
بھرے گلشن میں گل کے سامنے بے بال و پر کرنا  
تماشا گاہ عالم میں چلے تو آئے، ہو سہل  
تماشا گاہ عالم میں تماشا مختصر کرنا !

۲۔

یہ دلا سلام نام تھا اور بدر تخلص۔ مولیٰ عبد الجبیب کے صاحبزادے تھے۔  
روکمن موضع لکھنوی، بیگم مرآتے مونگیر تھا۔ سال ولادت ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۰ء ہے۔ ابتدائی تعلیم

ماہنامہ شمال صفحہ ۳۳۹ ۲۔ بزم شمال صفحہ ۴۰۱

گھر پر ہوئی ۱۹۳۵ء میں میٹرک کیا۔ ۱۹۳۶ء میں آئی اے کر کے مظفر پور کالج سے فارسی میں بی اے  
آنرز کیا۔ بعد ازاں تعلیمی اداروں سے منسلک ہو گئے۔ شاعری میں علیل بیگم سرائی سے اصلاح کی اور  
دیئے ادب میں نمایاں ہو گئے۔ مشاعروں میں نیم ترنم سے غزلیں سناتے اور دادِ تحسین ماہل کرتے تھے۔  
۱۲ رمضان ۱۳۴۸ھ / ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ء کو انتقال ہوا۔ بعد نے دو مجموعے 'شامِ اضطراب' اور  
'صبحِ انقلاب' یادگار چھوڑے۔

نمونہ کا ایک شعر

رہے خوب دوزخ نہ کچھ فکرِ جنت ارے ڈال بادہ کہ ہم پی بھی جائیں

### مضطر لکھمیونیوی<sup>۱</sup>

محمد سعید اسم گرامی تھا اور مضطر تخلص۔ والد ماجد کا نام عبدالوہید تھا۔ موضع لکھمینہ ضلع  
مونگیر مولد و مسکن تھا۔ ولادت ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۱۵ء میں بھالپور  
ضلع اسکول سے میٹرک فرسٹ ڈویژن سے کیا۔ ۱۹۱۷ء میں رختہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔  
۱۹۱۸ء میں بی این جے کالج بھالپور سے آئی اے پاس کیا۔ کچھ دنوں محکمہ تنک میں سرکاری ملازمت  
کی۔ ۱۹۲۴ء میں پٹنہ کالج سے قانون کی ڈگری لی اور بیگم سرائی، ادریہ (پورنیہ) مونگیر اور  
سپول کی عدالتوں میں وکالت کرتے رہے۔ ۶۳ سال کی عمر پا کر ۱۳۱۳ھ / ۱۹۵۳ء میں انتقال ہوا۔  
مضطر نے شاعری کا شوق دراشت میں پایا تھا۔ علیل بیگم سرائی، حافظ مشکئی پوری ہمدی شیخ پوری اور  
سید حسن کی صحبتوں نے مضطر کی شعر گوئی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہل دنیا کو کبھی اس دلِ مضطر سے پوچھ دوست کو دوست سے اس دہر میں بدلی دیکھا

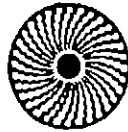
### ناشاد لکھمیونیوی<sup>۲</sup>

ضیاء الرحمن نام تھا اور ناشاد تخلص۔ حکیم سید محمد اسماعیل کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کے  
بڑے بھائی حکیم رحمانی دانا پور پٹنہ میں ہمدرد دو خانہ کے بڑے حکیم ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن لکھمینہ تھا۔

ولادت ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ منامی ہائی اسکول جیون میں کے  
طالب علم تھے۔ ۱۳۵۸ھ / ۱۹۵۸ء میں انتقال کر گئے۔ آپ علیل بیگم سرائی کے حلقہ تلامذہ میں تھے۔  
نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

عوم یاس و الم میں جو سکر نہ سکا  
وہ انتہائے سکوں میں سکوں یا نہ سکا

اگر ہے کچھ ذوقِ خیر خواہی نہ کرنا ناشاد لب کشائی  
یہی تو ہے رازِ کبریا بنائے تجھ کو بڑا رہے ہیں:



(شجرۂ نسب صفحہ ۲۸۱)

صفحة ۱۱۶

نمونہ کلام

”آبرنگ“

(ستید بخم احسن بخم مونگیری)



وَالْبَيْعُ وَالْبَيْعُ

◆◆◆◆



## شعرا، بارو

**عزیز باروی<sup>۱</sup>** سید عبدالعزیز نام تھا اور عزیز تخلص۔ سید رحمت علی مختار کے خلیفہ اکبر تھے۔ مولد و مسکن محمد پور (بارو) ضلع موگیہ تھا عزیز کے والد سید رحمت علی ٹکڑہ ہائی کورٹ میں قاضی محترم مختار تھے۔ راج بنیلی کے بھی مقرر کردہ مختار رہے۔ علاقہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ اعلیٰ مقامی جائیداد کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی و فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور سرمد حاصل کی۔ مزاج میں سادگی و درجہ اتم تھی۔ سب حج کے عمدہ پر فائز تھے۔ عزیز کو شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

بد مرنے کے بھی حاجت ہم تن باقی ہے  
منبت مدفن و احسان کفن باقی ہے

**حیرت باروی<sup>۲</sup>** سید زین الدین نام تھا اور حیرت تخلص۔ سید رحمت علی کے فرزند و لہجہ تھے مولد و مسکن قصبہ بارو (موگیہ) تھا۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۴۲ء میں بارو میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں سون بھیر علی آباد تھری میں اقامت پذیر ہو کر عربی، فارسی اور اردو میں اچھی دستگاہ حاصل کر لی۔ خصوصاً علم طب میں کمال حاصل کیا۔ وہ اپنے عہد کے طبیبِ عارف تھے۔ یہ آفتاب کی کرنوں کی شدت و حرارت سے بعض دوائیں بنا کر کرتے تھے اس فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ فنِ شوقی سے بھی رغبت تھی۔

**ساغر باروی<sup>۳</sup>** سید ارشد حسین نام اور ساغر تخلص تھا۔ قصبہ بارو مولد و مسکن تھا۔ بڑے ہائی کورٹ میں وکالت کرتے تھے تقریباً ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء میں انتقال فرمایا۔ طبی صلاحیت ٹری اچھی تھی بنامی کا ددق بڑا دلچسپ تھا فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ داغ دہلوی کے ہم عصر تھے۔ اکثر داغ دہلوی کے کلام کی نقیصہ میں شمار موزوں کرتے تھے۔ اس طرح داغ کے رنگ میں کافی غزلیں جیسے ہو گئیں۔

۱۔ بزم شمالی ص ۲۷۲ ۲۔ بزم شمالی ص ۲۷۳ ۳۔ بزم شمالی ص ۲۷۶ تا ۲۹۷

مسلم شعرا، بہار ص ۲۹۰ تا ۲۹۱

داغ دہلوی کا شعر ہے

کوئی نام و نشان پر چھپے تو اسے قلمدہ تارینا  
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

نقصین

تخلص میرا ساغر ہے لگے ہیں ہونٹ دہبر کے  
ہیں وہ داغ ہم جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

محمود باروی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۷۷



## قرتیکھرویؒ

سید قمر الہدیٰ نام قمر تخلص تھا۔ سید شاد احمد مختار ٹیکر وی کے صاحبزادے تھے۔ مولد مسکن ٹیکرہ (ٹوگر) تھا۔ اردو فارسی اور عربی میں مہارت تھی۔ ہومیو پیتھ ڈاکٹر تھے اور سستی پڑ میں طب کرتے تھے۔ ہومیو پال شفا خانہ کھول رکھا تھا۔ جہاں مریضوں کا از دیام ہوتا تھا۔ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۶ء میں انتقال فرمایا۔ جناب قمر کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ ایک مطبوعہ رسالہ مشکوٰۃ قرآن دستیاب ہو رہی ہے۔ علامہ اقبال کی نظم شکوہ جواب شکوہ کے طرز پر نظم کہی تھی۔

نمود کے دو اشعار ملاحظہ ہوں :-

ایک بھی بات نہیں باقی ہے ایمان کی اب کشمکش میں ہے بڑی جان مسلمان کی اب  
علم و ایمان ہوئے شخصیت نہ کیا فکر نہ غور لاکھ سمجھانے پہ بھی ان کے نہ بدلے کچھ طور

## حافظ مشکى پوریؒ

ابو صالح حافظ محمد عبداللہ نام تھا۔ حافظ تخلص۔ آپ کا مولد مسکن موضع مشکى پور ضلع کھڑک پور ہے۔ ان کے اباؤ اجداد قادریہ آباد کے تھے جو نسباً شائخ عثمانی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور غزلیں اچھی کہہ دیتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہجرت کی جہاں ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۵۶ء میں انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند کا اہم گرامی حاجی محمد عباس ہے جو شرف آباد کراچی میں قیام فرماتے تھے۔ دوسرے سید احمد پور پٹی (بہار) میں سکونت پذیر ہیں جن کے فرزند سید امان اللہ نشتر ہیں اور دوسرے ڈاکٹر سید علیم اللہ حالی ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبہ اردو فارسی مگدھ یونیورسٹی۔ پٹنہ ہیں۔

حافظ مشکى پوری کے چند اشعار نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہوں

شوق اللہ سے اظہار خود آرائی کا آئینہ رکھتے ہیں وہ چشم تماشا کی کا  
دست با کار مگر دل ہے بربارے حافظ انجمن میں بھی ہیں لطف ہے تہائی کا  
بناؤ لا اسی دنیا کو جنت جو آئے خلد سے سوئے زمیں ہم

## خلیل بیگوسرائیؒ

محمد خلیل نام خلیل تخلص۔ مولوی محمد اسحق مختار کے صاحبزادہ تھے۔ مولد مسکن موضع سوکھ زیا ضلع مونگیر تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد کے زیر نگرانی گھر پر ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی کی تعلیم اکابر اساتذہ کرام کی سرپرستی میں حاصل کی۔ بیگوسرائے سے میٹرک پاس کیا پھر پٹنہ کالج میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور بیگوسرائے میں والد کے ہمراہ لغز حیات قانون کی پریکٹس کرنے لگے۔

شعر و سخن کا ذوق بچپن ہی سے تھا۔ بچپن ہی سے اساتذہ کا کلام زبانی یاد تھا۔ میر انیس کا کلام تو لوگ زبان پر ہوتا تھا۔ باضابطہ شاعری کی شاعری میں مبارک عظیم آبادی سے اصلاح لی جو بیگوسرائے میں رہائش پذیر تھے۔ پھر عشرت کمزوی کی طرف رجوع ہوئے اور عرصہ تک ان سے اکتساب فیض کیا۔ ریاض خیر آبادی اور جلیل مانچوری کے بھی شاگرد رہے۔ دھیرے دھیرے کلام میں پختگی آتی گئی۔ ایک مجموعہ مختار خلیل ہمنوز غیر مطبوعہ ہے۔ آپ ۴۸ سال کی عمر میں ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ خلیل صاحب کا کلام عالمگیر (لاہور) میں بھی طبع ہوتا رہا ہے۔

چند نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں :-

نظر ساحرانہ ادا آذرانہ کلیبی روایت خلیلی ضبانہ  
وجود و عدم دوسری داستانیں ازل بھی کہانی اب بھی ضبانہ  
پھر زبان خلق پر بوقلم دار و سن آئے عنوان پھر صریح اصناف میں آ

## خیال مظفر پوریؒ

سید ریاض حسن خاں نام تھا اور اردو میں خیال اور فارسی میں دانش تخلص کرتے تھے۔ سید ریاض حسن حکیم سید محمد ہادی حسن خاں نایاب کے فرزند تھے۔ آپ کے دادا کا نام سید امیر حسن خاں تھا۔ دیوان مولانا بخش سی آئی اے (نجم الہند) رئیس رسول پور ضلع مظفر پور آپ کے پردادا تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۷ء میں ہوئی۔

## حسرت نعمانی عا

سید عبدالغفور نعمانی نام تھا اور تخلص حسرت۔ مرحوم سید عبدالغفور کے فرزند تھے۔ موضع جودہر حاجی پور ضلع مظفر پورم آپ کا وطن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۶ء میں حاجی پور ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں بٹنہ یونیورسٹی سے آئی اے کیا۔ ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اردو میں بی اے آنرز کیا اور ۱۹۳۳ء میں اردو میں ایم اے کیا اور محبوبہ میں اول آئے۔ ۱۹۳۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ کچھ دن تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں لکچرار رہے۔ پھر کلکتہ سنٹرل کالج میں عربی تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ۱۹۴۲ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں لکچرار ہو گئے۔ آپ کے اکثر مضامین رسائل و جرائد میں چھپتے تھے۔ حیات نے وفات کی اور آپ ڈھاکہ میں ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۵۵ء میں ۲۴ سال کی عمر میں قضا کر گئے۔ آپ کو شعر و سخن سے گہری دلچسپی تھی۔ ابتدا میں محمد حسین رمز حاجی پور سے اصلاح لی بعد ازاں علامہ دشت کلکتوی سے مشورہ سخن لینے لگے اور یہ سلسلہ تادم حیات قائم رہا۔

نمونہ کلام

ادج پرے ستارہ اقبال	جب سے حسرت نے نہائی کی
لے خوگر سجد مزاج آستان کا دیکھ	یہ جذبہ نیاز تیرا رنگاں نہ ہو
دیکھے قفس میں پھر کوئی خواب گستاں	جب آنکھوں ہی میں کیفیت گستاں ہو
کس کس اڑے اسے بڑھا با نظر کا ذوق	مطلب یہ تھا کہ کوئی ادا رنگاں نہ ہو

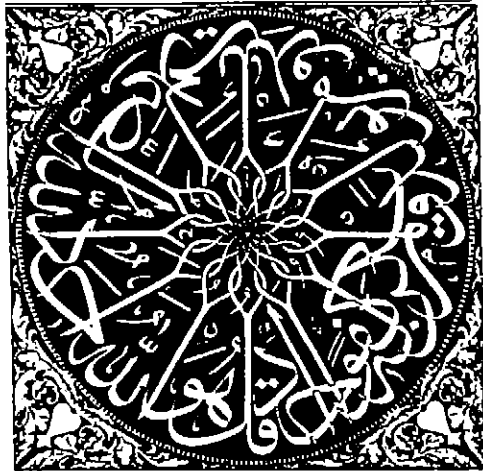
مظہر کاظمی

سید مظہر حسن نام اور مظہر تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام سید ریاض الحسن تھا اور بڑے بھائی کا نام سید فیاض الحسن تھا۔ آپ کے خاندان کے لوگ غازی پور میں ذہرہ پارہ اور رنگ پور

عرب ہرم شمال صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۳ دہکال میں اردو صفحہ ۱۵۲۰ تا ۱۵۲۱ خاں یار پور پراثری نسخہ منوٹ : حسرت نعمانی کے چھوٹے برادر سید الیوب نعمانی بی کام مولف کے رفیق کار تھے اور مولف کے ان بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے ڈاکٹر ہیں۔

دیو میں آباد تھے۔ غازی پور سید سالار سعید غازی کے نام پر آباد ہوا تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ غازی پور قاضی ٹولہ سے نقل مکانی کر کے گلزار باغ پٹنہ میں آئے۔ امام باندی بیگم نے اپنی تعمیر کردہ مسجد کی امامت تفویض کی۔

امام باندی بیگم کی شادی بانی حسن پورہ (سارن) سید شاہ حسن دانشمک کے خادای کے ایک بزرگ میر ابو زاب کے معزز و محترم خاندان میں ہوئی تھی۔ میر ابو زاب مشہور زمانہ بادشاہ گرجا سادات بارہ سید حسین علی خاں اور سید عبداللہ خاں کے بھائی تھے۔



## سید محمد حسن بخاری بلیاوی

(شجرہ نسب صفحہ ۲۴۳)

سید محمد حسن بخاری کے مورث اعلیٰ سید شاہ مسیح الدین بخاری کی ولادت ۱۱۸۷ھ میں ہوئی تھی اور وفات ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ بڑی بلیا صنع مونگیری میں ان کا مزار مرجع خلائی ہے۔ وہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص حسن بخاری تھا۔ یہ سید علاء الدین شطاریؒ کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے اور سید محمد حسن بخاری ان کی چھٹی پشت میں پیدا ہوئے۔ سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ کی فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اردو اشعار کا ایک گلدستہ خانقاہ میں اب بھی موجود ہے۔

سید محمد حسن بخاری کو شاعری کا فن وراثت میں عطا ہوا ہے۔ وہ مولف کے ہم سبق رہے ہیں۔ اور ان سے دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔  
نورۂ کلام صفحہ ۴۴۴ پر دیکھیں۔

اولاد سید محمد حسن بخاری بلیاوی

- ۱۔ سید محمد محمود حسن
- ۲۔ سید پروین حسن
- ۳۔ سید یاسمین حسن
- ۴۔ سید نسرین حسن
- ۵۔ سید محمد مراد حسن
- ۶۔ سیدہ ثمرین حسن

نوٹ:۔ سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری کا نورۂ کلام، شجرہ و احوال صفحہ ۱۶۹ پر ملاحظہ ہو۔  
(مؤلف)

عاجز صدیقیؒ شیخ معین الحق نام اور عاجز تخلص تھا۔ آپ شیخ محمد حسین صدیقی کے بڑے فرزند تھے۔ اور ڈاکٹر پروفیسر آغا عمار الدین۔ انور سوسائٹی، کراچی کے دادا حاجی وحید الحق صدیقی کے حقیقی برادر تھے۔ شیخ حسین صدیقی کے دادا افتخار الدین حسین تھے خال تھے جن کے دادا داروغہ نسیم اللہ خال رئیس شمل پور، سمسی پور (درجہ جنگ) اس خانوادہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ "خان" کا خاندانی خطاب اب متروک ہو چکا ہے۔ موضع شمل پور (سمسی پور) درجہ جنگ آپ کا مولد و سکن تھا۔ مآثر کی شادی علاء فضل حق آزاد مظہر آبادیہ کی دختر سے ہوئی تھی جولا ولد فوت ہوئی۔ عاجز کا انتقال ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں ہوا۔ عاجز کو خود سخن سے خاص لگاؤ تھا۔

نورۂ کلام:۔ جب سلام اس نے سکر کے لئے  
دل بڑھے عرض مدعا کے لئے  
آسمان نے بھی تاک رکھا ہے  
ہم غریبوں ہی کو دغا کے لئے  
درد اپنی دوا کرے گا آپ  
کون منت کرے شفا کے لئے  
خوب جی بھر کے ظلم کر ظالم  
وقف ہوں میں تیری جفا کے لئے  
اور بھی تو ہیں چپ ہنسنے والے  
میری تخصیص کیا جفا کے لئے

عاجی چیمپوریؒ شاہ محبوب عالم نام تھا اور عاجی تخلص۔ شیخ پیر نظر محمد بن فتح محمد بن عبدالغفور بن مولانا فرید الدین کے فرزند تھے۔ شیخ پیر نظر محمد کی شادی شاہ افضل بن شاہ عبداللہ شہید بن محمد حاجی شاہ عبدالحکیم حاجی مانچوری کریم علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ عاجی داد بایا کی نسبت سے امام تاج فیہ کی اولاد ہیں اور ناہانی نسبت سے فاروقی ہیں اس لیے کہ اصحاب کریم ملک کا سلسلہ نسب حضرت مرزا نقیہ سے ملتا ہے۔ سلاطین وقت نے قدر شناسی کے طور پر جاگیر میں جو گاؤں عطا کیا تھا۔ اس میں موضع چندل پور ضلع ساریں) کا گاؤں بھی تھا۔ دور دراز فاصلہ کے سبب یہ خاندان میرے منتقل ہو کر چندل پور میں آبا۔ چندل شاہ شہید جنگ میرا ہی گاؤں میں مدفون ہیں۔ عاجی کی ولادت کا سال ۱۲۱۵ھ / ۱۷۹۹ء تھا۔ آپ کے ماموں حکیم شاہ فصیح اللہ، مسیح اللہ اور عزت اللہ نے آپ کی تربیت کی۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔

## فعل کا فائدہ

(واقعات سنگدلش)

کرانے کی سب کو میری نوجوانی  
مٹی نام والوں کی ایک ایک نشانی  
وفا چیم ٹمگن میں آنسو کہاں تھا  
نصا پختی چھائی موتی سوگواری  
لبوں پر تھی مظلوم کی آہ وزاری  
مریضوں کا بوڑھوں کا کیا تذکرہ تھا  
ہنسی کی کسی نے بھی مشکل کشائی  
قیامت سے پہلے قیامت جو آئی  
کہیں پر تو عصمت دعا کی گئی تھی  
دم نزع زخمی نے پانی جو مانگا  
کبھی نیزہ مخصوص حصوں پر مارا  
مصائب سے بچنے کی صورت نہیں تھی  
کہیں جسم بے بس سے خون بھی نکالا  
کہیں شہر خواروں کو مارا گیا تھا  
کیا جس نے مومن کو مومن سے بظن  
ہمیشہ چلا وہ چال ست طرائف  
الجھن کی شیطاں سے سب ہیں تھی  
شکستہ دلوں میں جرات نہیں تھی

حقیقت میں تھا زمین بھی محسوس

ہر اک فعل ظالم کا تھا کا منہ

## قدیم افغانستان

افغانستان کا قدیم نام شاہ جہاں تھا جو داس کا بل کے معنی کا نام تھا جس کا گوتم بدھ کا ثابت رکھا  
گیا تھا۔ جب غزنویوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس علاقے کا نام غزنی یا گنجا سنسکرت کے لفظ "دیوار" سے  
جہاں بنایا گیا جس کا فارسی میں مفہوم معبد یعنی بتکدہ ہے۔ اسی سنسکرت لفظ "دیوار" سے بہا  
بنایا گیا جو ہندوستان کا ایک عربی بھی ہے۔ اسی طرح قندھار، ننگرہار، ہندھار، پوٹوہار، مہرہ، سلام آباد  
چمبرہار، گجہار، ہیندار (موجودہ بونیر) بھی سنسکرت کے لفظ ہیں۔

معدود العالم میں ص ۱۷ پر درج ہے کہ :-

ہیندار ایک مقام ہے جہاں کے لوگ بت پرست تھے اور تین بڑے بتوں کی پرہیزگاری کرتے تھے  
اور وہ ان کا بادشاہ اپنے حرم میں بے شمار عورتیں رکھتا تھا۔  
مفاتیح العلوم ص ۱۷ پر غور می نے لکھا کہ :-

"البھارت ہست اصنام الہند"

"تاریخ اسلام میں معبد شاہ جہاں کا نام دیوار ہے (البلدان ص ۱۲) یہ نام کن ہندو کش  
کے اطراف میں غزنی میں "شیبار" کے نام سے باقی ہے اور اب وہ "شیبر" ہے مشرق افغانستان میں  
"ش" کو "خ" تلفظ کرتے ہیں اس طرح یہ "شاہ بار" سے "شیبار" اور پھر "شیبر" ہو گیا بعد ازاں  
"شیبر" سے "غیر" ہو گیا شمالی کا بل کے اسی معبد میں گوتم بدھ کا اسٹوپا تھا جس میں گوتم بدھ کا مجسمہ  
موجود تھا جہاں آریاؤں کا قدیم قومی نشان مسواتیکا جسے فارسی میں "عائہ مدور شکوہ جلال" کہتے  
ہیں ہر ماہ پندرہ تاریخ کو شام سے صبح تک چمکا رہتا تھا۔

اس کے دو نام اور بھی ہیں (۱) فرہ ایزدی (۲) سمبول باتانی شاہان! اختر تبار کا معبد  
معورہ کشک اور کشکول گوتم بدھ اور معابد جلال آباد جہاں گوتم بدھ کے جسم کے بڑی کادھانچہ  
جسے جگہ گوتم بدھ کہتے ہیں موجود ہے۔ ننگرہار میں گوتم بدھ کا مقدس دانت محفوظ تھا اور دیہارہ  
علاقے گوتم بدھ یعنی گوتم بدھ کا وہ مندر جہاں اس کا عسا محفوظ رکھا گیا تھا۔

**ناہیان** | وہ بودھ مذہب کا چینی راہب تھا۔ وہ ۶۳۹ء میں جاں گان سے روانہ ہوا اور ۴ سال کی مسافرت کے بعد ۶۴۳ء میں نانکن سے واپس ہو گیا اور ۸۶ سال کی عمر میں مر گیا۔ ناہیان کا سفر سے دریائے سندھ کے ساحل تک پہنچا اور گندھارا، پشاور، بنوں اور جلال آباد کے معابد کو دیکھا اس نے جلال آباد میں مجمعہ گوتم بدھ بھی دیکھا جہاں گوتم بدھ کی قبر واقع تھی۔

**ہوائے سنگ** | وہ ایک چینی راہب تھا اور بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ وہ تاتاری ملک "تائے ہو" کی طرف سے ۵۵۶ء یا ۵۱۸ء میں سیاحت کے لیے ختن سے مشرق افغانستان پہنچا۔ اس وقت شاہان بیا ملہ میں گولاس یا مہراگولا حکمران تھا۔ اس کے قلمرو کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان میں تربہت یعنی صوبہ بہار کے شمالی ساحل گنگا سے قندھار اور ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہر ممالک محمود اس کے قلمرو میں شامل تھے جس کا نظم و نسق وہ چلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ مجید کیا لام (شاہد مہتر لام) نزد نمان جہاں گوتم بدھ کا عباد (۱۳۰ پارچے) اور گوتم بدھ کا عباد (۱۸ فٹ طول) موجود تھا۔ اسی شہر میں گوتم بدھ کا مقدس دانت اور موسے مبارک بھی محفوظ تھا۔

## فتوحات اسلامی

محمد بن جریر الطبری کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سیستان ۱۱ھ میں فتح ہوا ہوا تھا۔ اسی سال قندھار بھی فتح ہوا تھا۔ ۲۳ھ میں کرمان درہ بولان تک عربوں نے فتح کر لیا تھا۔ ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو عمان اور بحرین کا حکمران مقرر کیا جس نے اپنے سگے بھائی حکم کو بحرین سے کشتی کے ذریعہ ہند کے ساحل پر بھیجا جس نے بند گاہ تھاندہ (دریان گجرات و کوکن بمبئی) پر قبضہ کر لیا بعد اس کے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاصؓ بحری راستے کے ذریعہ دہل (نزد کراچی) پہنچے۔ حکمؓ نے بروص یعنی بہروج (گجرات) پر بھی حملہ کیا اس وقت ملک رائے سندھ پرچ بن سیلا پٹ کے ۳۵ سال حکومت کرتے گزرے تھے جب حضرت مغیرہؓ شہر دیبل کا محاصرہ کیا تو زبردست جنگ ہوئی۔ مغیرہؓ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو جنگ سے منع فرما دیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۴ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر بن کریم سیستان میں اور حضرت عبداللہ بن عمر کرمان میں اور حضرت جاثع بن مسعود کرمان اور جبال قفص یعنی کوہسار کچھ میں برسر پیکار ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دور میں حضرت ثاغر بن دعیسؓ اور حضرت عارت بن مرہ عہدی بہروج کے راستے کیکانان میں کوہ پایا کو تاراج کیا۔ اور ۲۴ھ میں ۲۰ کیکانی مردوں کو گرفتار کیا پھر کرمان واپس آ گئے۔ ۲۵ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن سوار عہدی ۴۰ ہزار سوار کے ساتھ کیکانان پر حملہ آور ہوئے لیکن وہ جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور اس لشکر کو شکست ہوئی بعد ازاں یہ لشکر کرمان واپس آ گیا۔ اس ہزیمت کے بعد خلفاء عرب اس علاقہ کی ہم میں احتیاط بستے لگے۔ اس کے بعد حضرت راشد بن عمرو عہدی نے کیکان سے مالیت وصول کی اور سیستان کے راستے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ۵۰ ہزار کی فوج نے آپ کو گھیر لیا چنانچہ آپ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سنان بن سلمؓ میں ایک بودھ راہب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۲۷ھ میں حضرت ابوالاشعث منذر بن جارد عہدی نے جنگ کی اور

خضدار پر قبضہ کر لیا لیکن طوران میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا حضرت حکم بن منذر کے والی بنے لیکن چھ ماہ بعد واپس ہو گئے۔ ان کی جگہ پر ابن جری باہمی عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے سندھ کے والی مقرر ہوئے۔ ۶۹ھ میں سندھ کا ایک راجہ امل راجہ داہر سے باغی ہو گیا اور راجہ داہر کے خلاف برسر پیکار ہو گیا تھا۔

**فتح قندھار و بنجارا** | بلا ذری فتوح البلدان میں رقم طراز ہے کہ حضرت ریح بن زیاد حضرت معاویہ کے عہد میں زاپہستان اور قندھار پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد عرب قبائل کے درمیان اقتدار کے لیے رس کشی شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت (۶۳ھ تا ۶۴ھ) میں سرداران عرب زریخ آئے اور جنگ وجدال کے بعد زریخ واپس لیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد میں عربوں نے صلح کر لی تھی۔

عبید اللہ بن زیاد ۵۲ھ میں ۲۴ ہزار لشکر عرب کے ساتھ آمو ندی کے جنوب میں بنجارا پر حملہ آور ہوئے لیکن باقیہ خاقون ملکہ بنمار نے ۱۰ لاکھ درہم سالانہ خراج دینے پر رضامند ہو کر صلح کر لی۔ ۵۶ھ میں حضرت سعید بن حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے دریائے آمو کو پار کیا اور بنجارا کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت قشیم بن حضرت عباسؓ منجی شریک تھے جو بعد میں سمرقند میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔

**راجہ رائے سہاسی** | سیستان کا بادشاہ نیمروز سندھ پر حملہ آور ہوا اور کاراجہ رائے سہاسی (شری ہریشے) نے اس کا مقابلہ کیا اور اور کی جنگ میں کام آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رائے سہاسی تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر رام بھی من تھا۔ اس کے بعد پنڈت پیچ بن سیلا پنچ وزیر بنا جو بی بی خود مختار راجہ بن گیا۔ اس کے دور میں سندھ کی سرحد ملتان اور کشمیر تک تھی۔ اس نے ۱۳۵ھ میں ملتان کو سندھ میں شامل کیا تھا۔ ۴۰۰ سال حکومت کر کے ۶۳۵ھ میں ۶۹۰ھ میں ارد میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یعنی پیچ کا بھائی راجہ چندر ۷۰ سال تک حکومت کر کے ۶۴۵ھ میں فوت ہوا۔ وہ بودھ دھرم کا پیرو تھا۔ راجہ داہر اسی پیچ کا چھوٹا بیٹا تھا جو راجہ داہر کے نام سے مشہور ہوا۔

(مسالک والممالک بن خرداد بہر ۵۶)

(تاریخ افغانستان ص ۱۶۹، ۱۷۹، ۲۲۹)

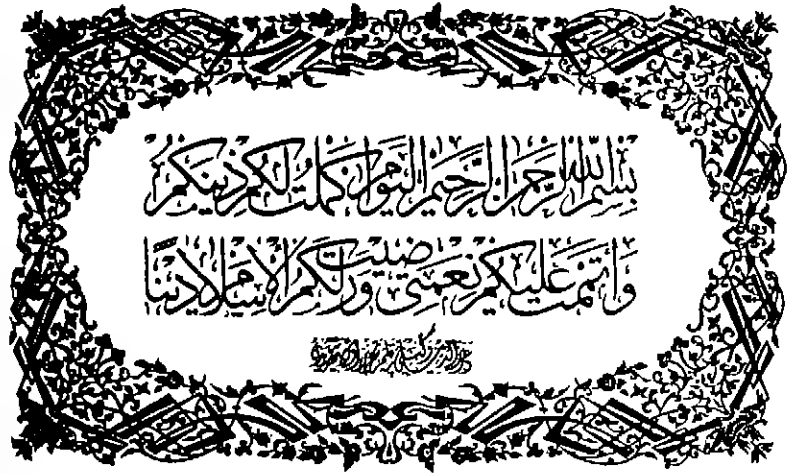
## خوارج

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین ۳۵ھ میں لڑی گئی جو ایک سو دس دن تک جاری رہی تھی جس میں خرقین کے ستر ہزار افراد شہید ہوئے تھے۔ اسی دوران خارجی فرقہ وجود میں آیا تھا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک خارجی ہی نے شہید کیا تھا۔ بعد ازاں خوارج دیگر ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ وہ بنو امیہ کے بھی مخالف تھے چنانچہ وہ فارس کے ذریعہ کرمان خراسان اور سیستان تک پہنچ گئے جن کی اولاد وادعی کرمان اور بلوچستان میں آج بھی پائی جاتی ہے۔ ایک طویل مدت سے خوارج سیستان میں مرکزیت رکھتے تھے اس لیے وہاں ہر وقت مرکز خلافت قائم رہتا تھا۔ جس کا مقصد بغاوت و خروج ہوتا تھا۔ اسی لیے خراسان کی آزادی طلب کرنے والوں اور امارت لڑی سے روگردانی کرنے والوں کو خوارج کہتے ہیں چنانچہ عباسیوں کے عہد میں بھی یہ عبارت اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

امیر حمزہ نے بارہا سندھ کو کرمان اور کرمان کے راستے ہی تاراج کیا تھا۔ شہر خضدار بلوچستان میں خوارج کا پایہ تخت تھا جہاں خوارج کا خلیفہ رہتا تھا ذہ پر امن زندگی بسر کرتے تھے اور کبھی کبھی کشش سے دریائے سندھ تک آتے تھے۔

حمزہ سیستان کا ایک مشہور و معروف مرد مجاہد گورا ہے۔ وہ بڑا متقی اور دیندار مسلمان تھا۔ حالت جنگ میں بھی وہ نیا دق اور مردم آزماری کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ خود کو امیر المومنین کہتا تھا اور خلافت عباسیہ کا مخالف تھا۔ وہ سیستان اور خراسان سے کرمان آیا تھا جہاں اس نے اپنی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ وہ کبھی ایک جگہ قیام نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ اپنے مخالف کے خلاف جہاد میں مشغول رہتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں وہ اپنا دفاع کرتا تھا۔ لوگوں کے ذہنوں میں امیر حمزہ کی جگہوں کی داستان موجود ہے جس نے افسانوی روپ دھاری ہے۔ لوگ اسے نامور سپہ سالاروں میں شمار کرتے ہیں۔ بعد کے مولفوں نے غلطی سے اسے حضور کے چچا حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ غلط کر دیا ہے۔ فطوری کی کتابوں

میں اس کے نئی قصے درج ہیں۔ علماء مل نے اسے فرقہ خوار (حزبیہ) سے تعبیر کیا ہے۔ محدث شہرستانی نے اس طائفہ کو اصحابِ حمزہ بن آذرک میں شمار کیا ہے اور خوارج کہا ہے۔ اس کے خروج کا آغاز ۳۵۸ھ میں ہوا تھا۔ اس کا خروج دراصل دولت عباسی کے خلاف تھا لیکن عرب موزخوں نے اسے خارجی قرار دیا ہے۔ حمزہ ند طہما سب کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ زبردست عالم، بزرگ اور جوان مرد تھا۔ آذرک دراصل اسلاف سبکتگین تھا ۱۹۳ھ میں حمزہ جب کرمان کے راستے سیستان واپس جا رہا تھا کہ عبدالرحمن نیشاپوری بیس ہزار لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ حمزہ کے پاس اس وقت صرف ۶ ہزار کا لشکر تھا۔ سخت مقابلہ ہوا۔ حمزہ کے بیشتر افراد تہ تیغ کر دیے گئے وہ خود بھی جنگ میں کام آیا۔



## باب ۳۸

## مُلّان

ملّان دنیا کا قدیم ترین شہر ہے یہ جتنا قدیم ہے اتنا ہی عظیم ہے۔

ہبوطِ آدمؑ حضرت آدمؑ کا ہبوط بالا تفاق موزخین جزیرہ سراندیپ (لنکا) پر ہوا جہاں پہاڑ کی چوٹی پر قدم گاہ آدم تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مقدس ہے جہاں بے شمار زائرین زیارت کے لیے ہر سال جاتے ہیں اور جس کی توثیق حضرت علیؑ، امام باقرؑ، امام جعفر صادقؑ کی روایات سے ہوتی ہے چنانچہ ابن النقیبہ الہمدانی ترمذی (۷۲۷ھ) نے نقل کیا ہے:

وفي الحديث ان ادم اُهبط بالهند على جبل سراندیپ واهبطت حواء بجدة وابليس اللعين بميسان والحیة باصبهان

نیز حدیث میں ہے کہ آدم ہند میں سراندیپ (لنکا) کے پہاڑ پر اتارے گئے اور حوا جدہ میں اور ابلیس لعین بمیان میں اور سانپ اصفہان میں:

”میان“ دراصل ملّان کا قدیم نام تھا جس کی تصدیق جہانگیر کے ایک امیر خان جہان لودھی اپنی کتاب ”مرآۃ الافاضۃ“ کے پران الفاظ میں کرتے ہیں:

یعنی ہمت بدر ہونے کے بعد حضرت آدمؑ جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں حضرت حواؑ جدہ میں شیطان ملّان میں، سانپ ایران یعنی اصفہان میں اور مور ہندوستان میں اترا اور ملّان کو سب سے پہلے اولاد آدمؑ نے ہی آباد کیا۔

ملّان میں زیادہ تر برہمن آباد ہوئے جن میں اکثریت سفید رنگ کی تھی۔ دوسرا طبقہ رنگت کی اولاد سے تھا جو بعد میں گت، ”یا“ جٹ، ”کھلایا“ موزخین کے مطالبی دس ہزار قبل حبیب آبادی دلوئی سندھ میں وارد ہوئے تو انہوں نے ملّان کو آباد کیا۔

تلمج الدین مفتی کی غیر مطبوعہ تاریخ پنجاب، (مؤلفہ ۱۸۶۶ء) کے مطابق حضرت نوحؑ کے طغقان کے وقت ملّان آباد تھا۔

رگ وید جلد نمبر ۱۳ کی صفحہ ۱۳۰ کے ملّان کے مشرق و مغرب دونوں طرف سند تھا۔



اپریل گریٹر آف انڈیا جلد ۴۲ ص ۲ کی رو سے پرانے زمانے میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ سمندر تھا جسے بحر راجپوتانہ کہتے تھے۔

بہر حال آج سے تین ہزار قبل سکندر اعظم جب چناب سے گزر رہا تھا اس وقت ملتان ایک تاریخی اور قدیم شہر تھا جسے اس نے فتح کیا۔

ملتان سلطان محمد تغلق، سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدلی کی جائے ولادت بھی ہے۔

کرمان کے مشرقی علاقے کو عرب سندھ کہتے تھے۔ سندھ ہندو کرمان کا وہ دریائی حصہ تھا جہاں حضرت نوحؑ کا پڑپوتا پیدا ہوا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ہند، (۲) سندھ کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ٹٹھمہ (۲) ملتان۔ لہذا ملتان ہی حضرت نوحؑ کا وہ پڑپوتا تھا جس کے نام پر ملتان آج تک آباد ہے۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آریوں کی آمد کے وقت ملتان ایک آباد شہر تھا۔ جہاں ڈراوئین قوم آباد تھی جو مشرق کی طرف بھاگ دی گئی۔

مصر میں دنیا کی قدیم ترین سلطنت ۴۸۰۰ سال قبل مسیح میں قائم ہوئی جس کا بادشاہ منیس تھا جس نے ملتان پر قبضہ کیا جسے ایسرس کہا جاتا تھا۔ اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں ہر کے بادشاہ سامرس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا دریائے گنگا تک پہنچ گیا۔ اس نے ملتان میں اپنی فتح کا مینار تعمیر کرایا اور کلدانی علم نجوم رائج کیا۔

جس وقت آریائی ملتان آئے تو اس وقت ملتان ملکہ بابل سامی راس کے زیر نگیں تھا۔ بعد ازاں ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں وحشی تاتاری (سفید بن) سندھ پر قابض ہو گئے جس کا دارالخلافہ ملتان تھا جن کی اولاد آج بھی جٹ کہلاتی ہے۔

شاہان ایران میں سے ہوشنگ، ہنمک اور ہمیشہ بھی ملتان پر قابض رہے بلکہ فریدون بن ہمیشہ نے بھی ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ملتان نے فراڈش اعظم، دارا نوشیروان عادل اور خسرو پرویز کا جہد حکومت بھی دیکھا۔

حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ کا ملتان کے متعلق ایک مشہور شعر ہے۔

ملتان ماہِ جنت اعلیٰ برابر است آہستہ پابند کہ ملک سجدوی کند

پہلی سی ہجری کے دوسرے عشرے میں خیر القرون کے مجاہدین نے ملتان میں اسلام کا پیغام پہنچایا تھا۔ ملتان میں گردیزی سیدوں کا ایک خاندان آباد ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کروڑ میں قریشیوں کا ایک خاندان خوارزم سے آکر آباد ہوا تھا جس میں حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ تولد ہوئے۔ کئی مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان میں حضرت زکریا ملتانیؒ کے ہمان رہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا شیخ حسن طاہر ملتان میں تحصیل علم کے لیے آئے اور ابتدائی تعلیم مکمل کر کے بہار شریف لے گئے جو اس زمانہ میں مشرق کا دارالعلوم دیوبند تھا۔ اسی لیے شامیان بادشاہ نے عالمگیری تعلیم و تربیت کے لیے صوبہ بہار کے عالم دین ملامہن کو بلوایا تھا اور حضرت شاہ سلطان کھمینیویؒ کو اپنے شہزادہ شہساز کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ملتان کے سلسلے میں ایک شعر تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

چہار چیز است تحفہ ملتان گردو گرما، گدا و گورستان  
ملتان

خطہ پاکیزہ ملتان وسند	ہست تصویر عرب در ملک ہند
سے ریگستان و نخلستان نگر	جلوہ خاکِ حجاز آید نظر
می کند اعلان ہر نخل بلند	ایں زمیں از فیض شرب بہر ہند
از خرام اشتران آیم بہر وجد	یاد می آید مرا صحرائے نجد
ہیں کہ در ملتانیان حق پرست	روح اوصافِ حجازی مفرات
اہل ملتان از تکلف بے نیاز	سادہ دل شیریں زباں ہمان نواز
مایہ ناز است بہر ایں زمین	نقش پستے ابن قاسم برجیں
در ضلالتِ خاتمہ ہندوستان	اولیں گہوارۂ اسلامیات
ماندہ است ایں سرزمین اولیاء	قبلاً مقصود اربابِ صفاء

ایں مقدس خاک رائے کردگار

از ہوائے مغربہ بی مغرور دار  
(اسد ملتانی)

**فتح ملتان** احمد بن ہارون والی مکران تھا۔ حجاج بن یوسف کے حکم پر تازہ دم فرج لے کر محمد بن قاسم کی مدد کو آ پہنچا لیکن محمد بن ہارون قبلی یعنی سبیلہ میں انتقال کر گئے ان کا مزار سبیلہ میں آج تک موجود ہے۔ یہی محمد بن ہارون سندھ کے خاصخیلی قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے ۹۵ھ میں محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا تو اسے سونے کے ۴۰ ہرت ہاتھ لگے۔ ہر ہرت کا وزن ۳۳۳ من تھا۔ بلاذری کے مطابق درج ذیل مال قیمت دیبل سے کشتی کے ذریعہ حجاج بن یوسف کے پاس عراق بھیجا گیا۔

۶ کروڑ شاہی درہم۔ ملتان کے بت خاتمہ میں سونے کے چالیس ہرت تھے ہر ہرت ۳۳۳ من کا تھا جو ۱۳۳۲ من سونا کے برابر تھا جس کا وزن ۶۰۰ ۲۳۹ مثقال کے برابر تھا اور اس کی مالیت ۳۵۹۶۳۰۰ درہم تھی۔

تاریخ افغانستان ص ۶۱ پر درج ہے کہ :-

عبداللہ بن طاہر لوہنگی نے خلیفہ بغداد کے پاس ۴۰۰ جواں و دشنیزہ خراسان سے بھیجیں حالانکہ اس کے پاس چار ہزار چار یہ مغول پہلے سے موجود تھیں۔ جعفر برکی کی ماں کے پاس ۴۰۰ کنیزیں تھیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ۲۰۰۰ چار یہ دشنیزا تھیں۔ جن کی قیمت لاکھوں دینار ہوتی تھی۔ خود جعفر برکی نے ایک کنیز ۴۰ ہزار درہم میں خریدی تھی۔

### ایک دلچسپ قصہ

یعقوبی نے اپنی تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۲۸۶ پر ایک دلچسپ قصہ نقل کیا ہے :-  
 ”بعد از آنکہ گردن نینرک و خواہر زادہ امداد و دوسر ہائے بریدہ را بہ حجاج بن یوسف فرستادند قتیہ زن باز ماندہ نینرک را گرفت و چون باو نزدیک جست زن نینرک گفت :  
 ”چہ نادان مردے ! آیا گمان برے کہ من ترا دوست دارم درحالیکہ ہنوز زکشتہ و شاہی مرا گرفتہ ؟ چون قتیہہ ایس سخن را شنیدہ اندوے دودے جست و گفت : چہ جایکہ می خواہی برو“

## سید شاہ یوسف گردیزی

سید ابوالفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی ۱۱۵۵ھ میں گردیز میں تولد ہوئے جو غزنی کے قریب واقع ہے۔ آپ کی والدہ عابدہ، زاہدہ اور خدار سیدہ تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں والد کے زیر سایہ مقامات سلوک طے کیے۔ آپ نے طلب حق کے لیے بلخ، بخارا، سمرقند اور تاشقند کا سفر اختیار کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ حجرہ نشین ہو گئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنے والد کے حکم پر ۳۸۷ھ میں ۳۱ سال کی عمر میں ملتان وارد ہوئے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اہل ملتان کو آپ کی کرامت کا اس وقت اندازہ ہوا جب آپ ایک شیر پر سوار ہو کر ہاتھ میں تازیانہ لیے ملتان میں داخل ہوئے جس کی شہادت آپ کے مزار پر کندہ یہ شعر دے رہا ہے۔

سہ دانی سوار شیر کر در دست مار کردہ مندوم شاہ یوسف این جاقر کر کرد  
 یہ شاہ موج دیا بخاری کا زنا تھا۔ آپ ان کے دست راست بن گئے۔ ان کے وصال پر آپ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتے یا رشد و ہدایت میں۔ جوق در جوق لوگ آپ کے ہاتھ پر شرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ ۵۰ سال تک جاری رہا آپ کا مقبرہ ملتان میں بوہڑ دروازہ کے قریب واقع ہے جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ مزار کے ارد گرد گردیزی خاندان آباد ہے۔

## وادئ بالان

بہار صوبہ بہار کے حوالے رامن اور بہار میں ملتے ہیں۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں مین دھرم کے بانی وردھامن مین اور بدھ مت کے بانی گوتم بدھ نے ہندو دھرم کے آمرانہ تقدس، ذات پات اور پھرت چھات کی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

**مین مت** مین مت کا بانی وردھامن مین تھا جسے ”مہادیر“ یعنی بہادر بھی کہتے تھے چھ سو سال قبل مسیح صوبہ بہار کے علاقہ ویشالی میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ ویشالی کو آج کل مظفر پور کہتے ہیں اور جملے ولادت بنیاساٹھ کہلاتی ہے جو پٹنہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جمہوریہ ویشالی قائم تھا جب کہ شہری ریاست روم میں ۵۱۰ ق م اور ایتھنز میں ۴۱۱ ق م وجود میں آئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے یونان سے ایک صدی قبل بہار میں جمہوریت رائج تھی جسے قدیم ترین کہہ سکتے ہیں۔

**گوتم بدھ** گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۳ تا ۴۸۳ ق م تھا۔ گوتم بدھ کپل دستوں میں پیدا ہوا جو درجہ جنگ کے سلطنت متھلا کی عملداری میں شامل تھا جو آج کل سلطنت نیپال کی حدود میں شامل ہے۔ یہ گاؤں صوبہ بہار کے منٹے گیا میں گیا شہر سے چھ میل جنوب میں لیلان ندی کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جو دنیا سے بدھ کے مقدس ترین مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر پمپل کے درخت کے نیچے گوتم بدھ کو نفلن حاصل ہوا تھا۔

مولانا سیدنا غفر حسن گیلانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے میں کپل کا معرب کفل ہے اسی لیے گوتم بدھ کو ”ذوالکفل“ کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے ”کپل والے“۔  
**چانکیہ کوٹلیہ** ۳۳۰ قبل مسیح میں برہمن سیاستدان چانکیہ نے ”راج نیٹی“ اور اترہ شاستر جیسی مشہور زمانہ کتابیں لکھیں وہ پٹلی پتر کا رہنے والا تھا وہ وشوگپتا کے اعلیٰ ترین خطاب سے نوازا گیا بلکہ اسے وزارت عظمیٰ کا منصب بھی پیش کیا گیا جبکہ اس کے بیش رواہ سطر کو یونان میں اپنی شہرہٴ

خوش : اترہ شاستر کا اردو ترجمہ شان المعنی حقی نے کیا ہے۔

آفاق کتاب ”سیاسیات“ لکھنے پر ایتھنز سے فرار ہو کر کرپولیا میں پناہ لینے پڑی۔  
مسلم بہار محمد بن بقتیار غلبی نے بہار کو ۱۱۹۱ء میں فتح کیا۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط تک اس صوبہ پر مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ قائم رہا۔ جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء اور جنگ بکسر ۱۷۶۴ء سے بہار کے مسلمانوں کا نواں شروع ہو گیا۔

بہار میں تقسیم برصغیر کے وقت مسلمانوں کی آبادی نصف کروڑ تھی جو صوبہ کی مجموعی آبادی کا بارہ فیصد تھی۔

**مونگیر** بہار کے ضلع مونگیر کا قدیم نام ”مگ گیری“ تھا جو نویں صدی کے تہوں پر کندہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کے دور میں یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل تھا اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ اکثر صوبائی گورنروں کی پانگاہ رہا ہے۔ شاہ شجاع نے مونگیر میں ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ ۱۸۶۱ء میں نواب میر قاسم نے مونگیر کو اپنا دارالخلافہ بنایا اس وقت بہار بنگال پراس کی حکمرانی تھی۔ مونگیر کا قلعہ ۱۵۸۰ء سے پہلے کا تعمیر کردہ تھا۔ مونگیر اسلحہ سازی کے لیے بہت مشہور تھا۔ وہاں سگریٹ سازی کی صنعت بھی عروج پر ہے۔  
**متھلا (درجہ جنگ)** متھلا قدیم ہندوستان کی ایک سلطنت تھا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کا دور اس کے عروج کا دور تھا۔ متھلا سلطنت ”ویدیا“ کا پایہ تخت تھا یہ سلطنت شمال بہار اور جنوبی نیپال پر محیط تھی جسے ازگنگ تاسنگ کہتے ہیں۔ رام کی بیوی سیتا متھلا کے راجہ جنگ کی بیٹی تھی جس کی زبان متھلی تھی۔ متھلی زبان میں عظیم زمرید نظم رامائن لکھی گئی۔ ہوبکی شرافت، نزاکت، شیرینی اور غنائیت کے اعتبار سے میٹھلی زبان فرانسیسی زبان سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس زبان میں حقیقی ادب موجود ہے اس کا قدیم ترین ادیب دیا پتی تھا کہ تھا جو پندرہویں صدی میں ترہت (درجہ جنگ) میں واقع سوگاؤنا کے راجہ شیرا سہا کا درباری شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کے حسین نغمات تھے جن میں رادھا اور کرشن کی لازوال محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صوبہ بہار میں متھلی زبان بولنے والوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے جو بالینڈ اور چیکو سلاواکیہ کی آبادی سے زیادہ ہے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں درجہ جنگ کو ”دیر گاہ بن گاہ“ لکھا ہے جس کا مطلب ہے مرکز دانش ہند (آئین اکبری جلد دوم ص ۶۷) بعض نے ”دیران گاہ“ بھی لکھا ہے۔

علمائے بہار | شیر شاہ سوری کا جانشین اسلام شاہ بادشاہ فتویٰ حاصل کرنے کے لیے بہار کے عالم دین ملا حقانی کو دارالافتاء دہلی طلب کرتا تھا۔

شہزادگان دہلی کے لیے اساتذہ کا تقرر صوبہ بہار ہی سے ہوتا تھا جن میں عالمگیر کے استاد ملا مہن اود ملا جیون، اورنگ زیب کی بیٹی شہزادی زیب الفسار کے استاد ملا ابوالحسن اور شاہ عالم کے استاد مولانا سراج الدین صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ ملا ابوالحسن اور ملا جیون کا تعلق درجہنگہ سے تھا۔

شاہ دلی اللہ محدث دہلوی نے علمائے بہار کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

”بلد بہار کہ مجمع علماء بلوہ، (انفاس العارفين ص ۶۲)

حضرت تاج الدین نے قادریہ سلاسل طریقت کو سوڈان میں عام کیا۔ مرزا رحیم اللہ بیگ درویش عظیم آبادی نے بلاد اسلامیہ مثلاً روم، شام، حجاز، عراق، ماوراء النہر اور خراسان میں مجددیہ سلاسل طریقت کو فروغ دیا۔ (تاریخ سوڈان جلد اول ص ۵۷)

مخدوم الملک شیخ شرف الدین بیچمی میری کی تصانیف بالخصوص مکتوبات صدی کے متعلق مختلف آراء:

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ کے مکتوبات نے میرے سوسال کے کفر کو میری ہتھیلی پر رکھ کر دکھلادیا۔

(تجلیات شرف از علی اعظم خاں ص ۱۷۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وہ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور کسی کے محتاج نہیں کہ کوئی ان کی منقبت

کرے۔ ان کی بہت سی اعلیٰ اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ (تجلیات شرف ص ۱۷۱)

اکبر کے وزیر ابو الفضل نے کہا:

آپ کی بہت سی تصانیف یادگار ہیں۔ انہیں میں سے آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو نفیس کشی

میں آرمودہ ہیں۔ (تجلیات شرف ص ۱۷۱)

امام ربانی مجدد الف ثانی نے مخدوم صاحب کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے اور مکتوبات کے

حوالے دیے ہیں۔ (تجلیات شرف ص ۱۷۱)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے بھی اپنے ملفوظات میں مخدوم بہاری کے تعمرات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ (تجلیات شرف ص ۹۶)

واوعی بالان | بالان درجہنگہ کے نام دریاؤں میں دو دریا بالان اور چھوٹی بالان ہیں جن کی وادیوں پر درجہنگہ کا ایک بڑا علاقہ مشتمل ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۷ ص ۱۷۱) اسی لیے درجہنگہ کو عام طور پر وادی بالان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دریائے گندک | اسی دریا کے کنارے سستی پور شہر آباد ہے۔ لفظ گندک دراصل ”خندق“ کی بھڑی ہوئی شکل ہے۔ اس دریا کو خندہ بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا اور سال بھر یکساں طور پر آبی گورگاہ کا کام دیتا ہے۔

دریائے باگمتی | دریائے باگمتی پر درجہنگہ شہر آباد ہے۔ لفظ ”باگ“ دراصل لفظ ”باغ“ کی بھڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ دریا کسی زمانہ میں آم کے ایک بہت بڑے باغ کے وسط سے گزرتا تھا۔ جس کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا میں درج ہے کہ نعل بادشاہ اکبر اعظم کے حکم سے درجہنگہ میں آم کا ایک عظیم الشان باغ لگایا گیا تھا جس میں ایک لاکھ آم کے درخت تھے۔ اس باغ کو نکھا باغ کہا جاتا تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۱۷ ص ۱۷۱ - ایڈیشن ۱۹۶۱)

دریائے کوسی | درجہنگہ کے بہت سے دریاؤں میں سے ایک کا نام کوسی ہے درجہنگہ اور نوگنیر کا علاقہ ساہا سال سے ان تباہ کن سیلابوں کا نشانہ بنا رہتا ہے جو دریائے کوسی کے مستقل اپنا بہاؤ بدلنے کے نتیجہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۷ ص ۱۷۱)

وَلَسْتُ بِعَصِيٍّ وَلَا مُتَعَبٍّ

## متفرقات

نادر شاہ بادشاہ ایران اور سید نجابت خاں باہرہ کے درمیان مکالمہ

جب ساداتِ بارہ کے برادرانِ بادشاہ گردہی کا زوال آیا اور اس کے بعد بچے کچھے، ساداتِ بارہ جنگِ بھینسی میں تہ تیغ کر ڈالے گئے تو ایک سال کے اندر محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کمزوریوں اور بے نظمیوں کے سبب نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی پر نواب کی صورت نازل ہوا اس وقت بادشاہ کے امراء میں ساداتِ بارہ میں سے صرف سید نجابت علی خاں برادرِ زارہ قطب الملک باقی رہ گئے تھے۔ نادر شاہ بادشاہ نے عند الملاقات محمد شاہ سے سادات کا حال دریافت کیا۔ محمد شاہ دیکھانے سادات کی یربادی کا حال سنایا اور سید نجابت علی خاں کا ذکر کیا۔ نادر شاہ بادشاہ نے فرمایا ہم ان کو دیکھیں گے ان کو بلوائیے۔ نجابت علی خاں نے شرط رکھی کہ میں سلام نہیں کروں گا۔ نادر شاہ نے منظور کر لیا اور کہا کہ وہ ساداتِ بنی فاطمہ ہیں اگر سلام دیکھ نہ بھی کریں تو مسئلہ نہیں۔ چنانچہ سید نجابت علی خاں مسلح نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام دیکھ سے پیش آئے۔ چونکہ سید نجابت علی خاں کی ریشہ دار بھی، قعر اور زاریہ تھی۔ نادر شاہ نے پوچھا کہ "اے سید ریشہ راجہ قعر کردی، جواب میں عرض کیا "اگر ہماری ریشہ قائم ہوتی تو حضور الملک سے آگے قدم نہ بڑھاتے، اگرچہ نادر شاہ بادشاہ سید نجابت علی خاں کے رعب و دبدبہ کے سبب خاموش رہا مگر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ افسوس بادشاہ نے ان بہادروں کی قدر نہ کی مغبوں نے تاریخ میں دہلی کے تمام سلاطین کی سلطنت کو استحکام بخشا۔"

## علی وردی خاں

علی وردی خاں کا اصلی نام مرزا محمد علی تھا۔ اس کے والد کا نام مرزا محمد تھا اس کا دادا زیدی القتب تھا اور شہنشاہ اورنگ زیب کا رضاعی بھائی تھا اور اس کے دور میں محل منصب دار کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس کی والدہ خراسان کے توراتی قبیلہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی نسبت سے شجاع الدین کی رشتہ دار تھیں۔ شجاع الدین مرشد قلی جعفر خاں کا داماد تھا اور اڑیسہ کا نائب ناظم تھا۔ مرزا محمد علی افلاس اور ننگہ سی سے جمہور ہر کر شجاع الدین خاں کے دربار کٹک کی طرف گیا وہاں وہ اطمینان بخش اور دانا دارانہ خدمات کے اعتراف میں اڑیسہ کے فوجداروں پر نجان مقرر کر دیا گیا۔ شاہ عالم محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ۱۷۲۳ء میں بہار کو صوبہ بنگال سے الحاق کر دیا جو ۱۹۱۲ء تک رہا اس طرح صوبہ بیارنواب شجاع الدین کے زیر نگین آ گیا جو اس وقت صوبہ بنگال کا صوبہ دار تھا۔ بہار کی نظمت کے لیے اس کی فخر انتخاب علی وردی خاں پر پڑی اسے بہار کا نائب صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نے منصب کے جندی روز پہلے اس کی چھوٹی دختر آمنہ بیگم کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام مرزا محمد رکھا گیا جو آگے چل کر نواب سراج الدولہ کہلائے۔

## چکاروں سے جنگ

علی وردی خاں غلیہ ۱۲، سپنہ کرب سے پہلے بنجاؤں کی سرکوں پر توجہ مبذول کی۔ بنجاؤں نے بہار میں اودھم مچا رکھی تھی اور لوٹ مار ان کا پیشہ بن چکا تھا جس سے شہری تنگ تھے۔ اس نے درجہ جنگ کے افانین کو ہمہ پریمی کر بنجاؤں کی سرکوں کی اودھے سبب مال غنیمت دیا۔ پھر اس نے سرکش زمینداروں کا تان قہ کیا۔ گیارہ ضلع کا راجپوت زمیندار کامگار کے سرکار کے حکم مدولی ہوا بلکہ اس نے، داتہ باز آگاہ

۱۔ علی وردی اور اس کا عہد ص ۱۵ تا ۱۶

۲۔ علی وردی اور اس کا عہد ص ۳ تا ۴، از مکی نکر دتا۔

نوٹ: علی وردی خاں کے دادا زیدی القتب (شجرہ ساداتِ نہرور)

کی جائداد ہڑپ کر لی تھی علی وردی خاں نے فوج بھیج کر اس کو مطیع بنایا دوسری طرف چکواڑوں کو مطیع کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ یہ ایک جنگجو اور طاقتور ہندو جماعت تھی جس کا مرکز موضع سانیہوہ آج سانھو، تحصیل بیگوسرائے ضلع منڈیر میں واقع تھا۔ چکواڑوں کے ظلم و ستم سے سادات سانھو تنگ آپکھے تھے انہوں نے بزرگ شمشیر سادات کی جاگیریں ہڑپ کر لی تھیں۔ اسی موضع کے میر اکبر علی چکواڑوں کے ظلم و تعدی کے خلاف برابر برسر پیکار رہے بلکہ جلال و قتال کے نتیجہ میں بھاگلپور محل خانہ میں اسیر رہے۔ آخر کار میر اکبر علی نے علی وردی خاں کے دربار میں حاضری دی اور علی وردی خاں کو چکواڑوں کی کشتی سے آگاہ کیا۔ چکواڑوں کا عزم اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ خود کو نیم خورد مختار سمجھنے لگے تھے۔ تقریباً دو تین عشرے سے ان کی سرکشی جاری تھی بلکہ جرمال و حساب دریائے گنگا کے ذریعہ مونگیری سے گزرتا تھا اس پر قبضہ کر لیتے تھے۔ یوروپی باشندوں کو اپنا سامان تجارت مختلف شہروں تک لے جانے کے لیے بحری مافوقوں پر بھاری سالانہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ ان کا بوڑھا اور بہادر راجہ ۱۷۲۳ء میں مر گیا۔ اس کا زعم لڑکا جو ۱۰ سال کا تھا اس کا جانشین ہوا وہ بہاؤ کے دوسرے زمینداروں کا حشر دیکھ کر ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے مختصر مقابلہ کے بعد علی وردی خاں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور دہلی کے شہنشاہ اور بہاؤ کے صوبدار کی اطاعت قبول کرنی۔ سالانہ خراج طے ہوا جو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا رہا۔

## علی وردی خاں کی خود مختاری

۱۷۴۹ء میں شجاع الدین خاں کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سرفراز خاں بنگال کے تخت پر متمکن ہوا۔ ۱۷۴۹ء میں جنگ برپا ہوئی جس میں سرفراز خاں مارا گیا۔ میدان خالی ہوتے ہی علی وردی خاں بہار و بنگال کا خود مختار حکمران بن گیا۔

۱۷۰ میرا کبر علی سائے ضلع غونگیر بہاؤ کے جاجینری سید تھے اور اقم کے جد اعلیٰ تھے۔

قنوت: شاہ خانم علی وردی کی سوتیلی بہن تھی احمد میر محمد امین خاں اس کا سوتیلی بھائی۔ امین خاں کے بیٹے کا نام صادق علی تھا جس کی دختر فاطمہ بیگم کی شادی نواب میر قاسم قلعہ ماروئیکر سے ہوئی تھی۔ میر قاسم نے انگریزوں سے چھڑکارہ حاصل کرنے کے لیے جنگ کی آخر کار بکسر کی جنگ میں مارا گیا۔ یہ جنگ جنگ پلاسی کے بعد آخری جنگ ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستان بلا شرکت غیرے انگریزوں کی عہداری میں آ گیا۔

## پھلوا ری کی جنگ

۱۶۴۱ء میں رستم جنگ نے اڑیسہ میں بغاوت کی اس کو فرو کرنے کے لیے علی وردی خاں اپنے بھتیجے سعید احمد، بہام الدولہ و مولت جنگ کے ساتھ دس بارہ ہزار سواروں کی سمیت میں مرشد آباد سے روانہ ہوا اور رستم جنگ کی پیش قدمی کا مقابلہ گولی چلا کر کیا اور اس کی مزاحمت پر قابو پایا اور پھر زبردست قتل عام ہوا۔ رستم جنگ کا داماد مرزا باقر جوش جرائی میں برا فروخت ہو کر اپنے فوجی دستوں کے ساتھ جو سادات بارہ پشتل تھے اپنے لشکر سے نکل کر جھپٹ پڑے اور علی وردی کی فوج پر حملہ آور ہوئے خوزیز جنگ چھڑ گئی۔ پہلے ہی حملہ میں علی وردی نے رستم جنگ کے بارے توپ خانے پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے باوجود رستم جنگ اور اس کی فوج سادات بارہ ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ جنگ کال کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی وردی کے ہاتھوں کا مقابلہ دو میل تک کیا گیا۔ علی وردی زبردست خطرہ میں گھر گیا مگر اچانک بردوان کارا جہر مالک چند جو ایک امدادی فوج لے کر چلا تھا پہنچ گیا جس سے علی وردی کو خاطر خواہ کمک مل گئی۔

رستم جنگ کی فوج میں کچھ دغا باز لوگ بھی شامل تھے مثلاً مخلص علی خان، عابد علی خاں، مغرب خاں اور دیگر افغان سردار بھی موجود تھے۔ دغا دے کر دشمن کی صف میں چلے گئے۔ جس سے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ مجتبیٰ علی، میر اکبر علی اور میر عبدالعزیز جیسے دلیر اور دغا دار سالاروں کو مع اس کے تین سو سید پا ہیوں کے علی وردی کے ”بہلیا“ فوجی دستوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح علی وردی نے یہ جنگ جیت لی۔ ۱۶۲۶ء میں، یعنی کی جنگ میں بھی ۳۰۰ سادات مارے گئے تھے۔

نعت: میرا کرمی موضع لکھری سے تعلق رکھتے تھے جو سادات بارہکی جاجنیری شاخ ہے۔ یہ سید احمد جاجنیری مورت اعلیٰ سادات جاجنیری، بارہکیاں، مونگیر کی گیارہویں پشت میں تھے۔ میرا کرم علی حضرت علی شاہ کی اڑتیسویں پشت میں تھے۔ یہ واقعہ جالاکاھ ۱۷۷۱ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اگر ۳۸ کر ۲۰ سے ضرب کر دیں تو ۱۱۴۰ بنتے ہیں اس میں بیسویں اور چھویں سن کے فرق کے سبب ۶۰۰ جمع کر دیں تو (۱۱۴۰ + ۶۰۰) = ۱۷۴۰ء بنتا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ اس جنگ میں کام آنے والے میرا کرم علی منٹو مونگیر کے تھے جو راقم کے جد اعلیٰ تھے۔ سادات بارہم میں ہمیں ایسے چند نام اور ملتے ہیں مثلاً میر علی اکبر، برادر معز الملک جو اکبر کے دور میں فوج کے سردار تھے اور ان سے پہلے گزر چکے۔ کچھ سینہ بہ سینہ روایتوں سے بھی ان واقعات کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہر حال یہ امر تحقیق طلب ہے۔

ملاحظہ ہو شجرہ مصنف ص ۳۸ (مؤلف)

## علی وردی کی سراج الدولہ کو نصیحت

۱۷۵۹ء میں جب علی وردی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نواب سراج الدولہ کو طلب کیا اور اس طرح مخاطب ہوا:-

”عزیز من جوں کی طاقت بڑھاپے کے ضعف میں تبدیل ہو چکی ہے اور اب فضلے مہرم کا وقت قریب آ گیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک نہایت شاندار ریاست بڑی جاں فشانی سے تمہارے لیے مہیا کر دی ہے۔ اب تمہارے لیے میرے آخری الفاویہ ہیں کہ تم کو صوبے کے دشمنوں کو زیر کرنے اور دوستوں کو سر بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز یہ کہ برائیاں اور بدانتظامیاں دور کر کے تم کو اپنی رعایا کے فلاح و بہبود میں ہر وقت مصروف رہنا چاہیئے۔ اتفاق کا نتیجہ خوش حالی اور نا اتفاقی کا نتیجہ بربالی ہے۔ اگر تم نے ورام کی خیر خواہی پر اس کی بنیاد رکھی تو تباہی حکومت مستحکم رہے گی۔ میرے نقوش قدم پر چلنا تاکہ تمہارے دشمن تم کو زندگی بھر کی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر تم نے کینہ پروری اور خصومت کا راستہ اختیار کیا تو خوش حالی کا باغ خزاں رسیدہ ہو جائے گا“

یہ تھی اس شخص کی کہانی جو انتہائی معمولی درجہ سے ترقی کر کے تین صوبوں بنگال، بہار اور اڑیسہ کا بلا شرکت غیر سے خود مختار حکمران بن گیا۔

## نواب علی وردی خاں کے روزانہ کے معمولات

علی وردی خاں روزانہ کی زندگی میں بڑی باقاعدگی کا عادی تھا اور وہ اپنے اوقات کار کو اس طرح تقسیم کرتا تھا کہ اپنے ہر کار منصبی کو پوری توجہ سے انجام دے سکے۔ وہ نود سحر سے دو گھنٹہ پہلے اپنا بستر چھوڑ دیتا تھا اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز، اودار دو وظائف میں مشغول ہو جاتا تھا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد وہ چند پسندیدہ احباب کی صحبت میں ”کافی“ پیتا تھا۔ وہ اپنے دربار میں امور حکومت کی انجام دہی کے لیے ۷ بجے صبح آ جاتا تھا۔ پھر وہ اپنے اہم ترین غیر فوجی اور فوجی افسران کو باریابی کا موقع دیتا تھا۔ ان کی عرض داشتوں کو بہ تحمل سنا تھا اور سب کو منا سب جوابات دیتا تھا۔ دو گھنٹہ کے بعد وہ خلوت گاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں اس کے مخصوص چند احباب اور اعزہ شریک صحبت ہوتے تھے۔ پورے ایک گھنٹہ وہاں اشعار اور قصے کہانیاں سن کر اپنا دل بہلاتا تھا۔ وہ نفیس اور لذیذ

کھانے کا شوقین تھا۔ کبھی کبھی وہ بہ نفس نفیس غذائیں تیار کرنے کی نگرانی کرتا تھا اور اپنے خانہ میں کو کھانا پکانے کی نئی نئی ترکیبیں سمجھاتا تھا۔ جہانوں کی کثیر تعداد میں موجودگی کے بغیر وہ کبھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ داستان گو حضرات کی خدمت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کے محافظوں کی حاضری باشی میں ایک مختصر مکی سی چھکی لیتا تھا۔ وہ دوپہر چھلے ایک بجے اٹھ بیٹھتا تھا اور بعد نماز ظہر باواز بلند قرآن مجید کا ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ پانی کا ایک کٹورہ جس کو موسم کے مطابق شورو یا برف سے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس کی پیاس بجھانے کو کافی ہوتا تھا۔ پھر متعدد ویندار اور علماء باریاب کھے جاتے تھے۔ وہ ان میں سے ہر ایک کا حسب مراتب خیر مقدم کرتا تھا۔ ان فضلا کے رخصت ہو جانے کے بعد وہ پورے دو گھنٹے مسائل مملکت پر غور و فکر کرتا تھا۔ رات کی آمد پر وہ نماز شب میں مشغول کرتا تھا جس کے بعد اس کی بیگم، سراج الدولہ کی بیگم اور اس کے خاندان کی دیگر بیگمات اس کے حضور پہنچتی تھیں۔ رات کے وقت وہ صرف کچھ پھل اور مٹھائیاں ان بیگمات کے ساتھ کھاتا تھا۔ اس ہلکے عشا ئیہ کے اختتام پر وہ سونے چلا جاتا تھا۔ قند گر اس کو سکون بخش طریقہ سے سلا دیتا تھا اور محافظت کرنے والے ساری رات بیدار اور مستعد رہتے تھے۔

## علی وردی کے دور میں اجناس کی قیمتیں

قیمت	نام اشیاء
۱ روپیہ میں امن دس بیر	۱۔ باریک باسنتی چاول
۱ روپیہ میں ۴۵ من ۲۵ سیر	۲۔ موٹا دیسی چاول
۱ روپیہ میں ۲ من	۳۔ گیہوں (عمدہ)
۱ روپیہ میں ۸ من	۴۔ جو
۱ روپیہ میں ۲۱ سیر	۵۔ تیل سرسوں عمدہ
۱ روپیہ میں ساڑھے دس سیر	۶۔ گھی عمدہ خالص

## علی وردی کے دور میں صنعتی ترقی

علی وردی کے عہد میں ہندو ق سازی کے لیے مونگیر ایک مشہور مرکز تھا۔ یہیں کی بنی ہوئی ایک ہندو ق نواب علی وردی کے استعمال میں تھی۔ کچھ عرصہ بعد نواب میر قاسم نے ”جتنی توپیں اور حقائق

والی بندوبستیں ممکن ہو سکیں منع ہر قسم کے لوازمات کے جنگ کے لیے مونگیر سے حاصل کی تھیں،  
نوٹ:- حاجی معین الدین سیرالساخیرین انہما رلے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ  
ممکن ہے کہ یورپین قانون اس کو تعجب سے سنیں کہ یہ پتھر کا بندوبستیں جو مونگیر  
کی بنی ہوئی تھیں ان بہترین حصار محافظہ بندوبستوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئیں  
جو کمپنی کے استعمال کے لیے ہندوستان بھیجی گئی تھیں اور یہی اس وقت انگریز  
افروں کی رائے تھی جب انہوں نے کلکتہ کونسل کے زیر حکم ان کا اہم مقابلہ  
کیا۔ ان کے چھماق سب کے سب راج محل کے سنگ سیلمانی کے تھے اور ان  
کی دھات زیادہ پختہ تھی۔

۱۷۸۹ء میں ایک فرانسیسی کرنل مارٹن جس نے پہلے بائیس سال انگریزوں  
کی ملازمت میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اس نے ایک کارخانہ کھولا تھا جہاں وہ  
پستول اور ہلکی توڑے دار بندوبستیں تیار کرتا تھا جو گھوڑے اور نال دونوں  
اعتبار سے ان بہترین اسلحہ سے جو یورپ سے آتے تھے بہتر ہوتی تھی۔ ان  
کا مقابلہ متعدد بار ہو چکا ہے اور سب کی یہی رائے ہے۔

سادات بارہ کے بارے میں نواب میر محمد قاسم قلعہ دار مونگیر کا متبرہ  
نواب میر محمد قاسم جو سادات بارہ (باہرہ) اور شاہنواز خاں کا ایک ہمعصر اور ہم نسب  
تھا واضح طور پر دعویٰ کرتا ہے کہ اگر سادات نے حالات کو نہ بھانپ لیا ہوتا تو ان کی جانیں اور  
عزت محفوظ رہتیں۔

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے اشعار اور ان کے جواب

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی آصف جاہ اول کے استاد تھے۔ انہوں نے سادات  
بارہ (باہرہ) کے بارے میں ایک قطعہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں سید عظمت اللہ بے خیر بلگرامی نے

سہ سیدان بادشاہ گرمشہ، سہ سیدان بادشاہ گرمشہ،

نوٹ: نواب میر محمد قاسم قلعہ دار مونگیر مادی نسب نامہ کی رو سے نیدی الواسطی تھا وہ میر سید نعیر الدین  
سکونت پورنیر بہار بن سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھن کی دختر کی اولاد تھا۔ (سادات ہندوستان)

بھی ایک قطعہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

بیدل عظیم آبادی:-

دیدید کہ چہ بادشاہ گرامی کردند صد جو روحا از رہ خسامی کردند  
تاریخ چوا زرد بستم فرمود سادات بسے نک حرامی کردند  
بیخبر بلگرامی:-

بادشاہ جنونی انچہ شاید کردند از دست حکیم انچہ آید کردند  
بقراط خود نسخہ تاریخ نوشت سادات دواشس انچہ باید کردند  
اردو زبان کے ایک شاعر نے بھی کہا ہے

سرخ سیراک گر بہ عن کش تھا  
سادات سے کی نک حرامی اس نے



راسل الحکم مستمخافہ

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف (حدیث نبوی)





## علامہ مناظر حسن گیلانی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی (شجرہ نسب صفحہ ۳۴)

ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی میدان بادشاہ گرجہ صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں :-

”ملاحظہ فرمائیے مناظر حسین گیلانی کی اول یہ جسارت کہ وہ تمام عمر خود کو ساداتِ بارہہ کی جہیزی شاخ سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہے اور پھر نظامِ دکن کا حق نمک ادا کرنے کے خیال سے موقع یا محل دیکھے بغیر اپنے متعصبانہ طوائف انداز میں اس طرح کچھ چلا چلنے میں مصروف رہے کہ تذکرہ شاہ ولی اللہ میں جہاں اس بات کا کوئی عمل نہ تھا۔ ساداتِ بارہہ سے اس طرح تبرا فرماتے ہیں :-

”مغل حکومت بھی مہدِ عالمگیری کے بعد نقول کے جس طوفان میں گھر گئی تھی جاننے والے جانتے ہیں کہ بارہہ سے جتنے سیداب آئے ان کا سرچشمہ بھی اندر ہی تھا۔ جس کا افسانہ طویل ہے۔ اور عام طور سے تنازعِ کتب میں مسطور ہے۔ میرا اشارہ اس اندرونی فتنے کی طرف ہے جس کی تعبیر عام کتبوں میں ساداتِ بارہہ کے فتنے سے کی جاتی ہے“

”تذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۴۸“

**جواب :-** قطع نظر اس امر کے کہ ساداتِ بارہہ کے سیاسی حقائق کے بارے میں علامہ مناظر حسن گیلانی کے خیالات کچھ بھی ہوں حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ مناظر حسن گیلانی ساداتِ بارہہ کی شاخ ساداتِ جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید ابوالفراس کی اولاد ہونے کے ناطہ ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم صدر تھے ملاحظہ ہوا کہ مکمل شجرہ نسب صفحہ

میرے خیال میں اختلافی مسلک یا مختلف سیاسی نظریات سے نسبت تبدیل نہیں ہوتا۔ ساداتِ جاجنیری بہار جو زیادہ تر حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جدید ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے سید ابوالفراس ثانی کے برادر سید علی مسعود کو ان کا پر پوتا بنایا جو تاریخی حقائق کے منافی ہے۔

شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸

## راجہ رام نرائن موزون (متوفی ۱۱۷۷ھ)

راجہ رام نرائن موزوں دیوان رنگ لال کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن موضع کشن پور ضلع سہارن تھا۔ تاریخ ہند میں ان کی بڑی شہرت ہے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد صوبہ بہار کے نائب ناظم ہوئے تھے اور عظیم آباد و بہار پر فرماں روائی کرتے تھے۔ ان کی صوبہ داری ۱۱۶۶ھ تا ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۵۳ء تا ۱۷۶۳ء رہی۔ رنگ لال نواب علی وردی خاں جہاوت جنگ کے ۱۱۷۳ھ تا ۱۱۷۳ھ یعنی ۱۷۶۳ء تا ۱۷۶۳ء تک متوسلین میں تھے رام نرائن لال تو جہاوت جنگ کے پروردہ تھے۔ وہ اپنے والد کی جگہ دیوان بھی رہ چکے تھے۔ لالہ جاگی رام نائب صوبہ دار بہار، عظیم آباد کے مرنے کے بعد یہ صوبہ دار مقرر ہوئے۔

نواب کے جیتے جی ہمارا جہاوت صوبہ داری میں کوئی خرض نہ واقع نہیں ہوا۔ نواب مذکور کے کے بعد ان کا فوسر سراج الدولہ حکمران بن گال دیہار و اڑیسہ ہوا۔ نواب سراج الدولہ کا عہد ۱۱۶۹ھ - ۱۱۷۷ھ تھا۔ اس مختصر عہد میں دربار اور قلعہ کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف تعیش و افترا پر دازی اور سازشوں کا بازار سرگرم تھا۔ جب سراج الدولہ نے وائی پور زیہ شوکت جنگ کے خلاف چڑھائی کی تو راجہ رام نرائن لال نے عظیم آباد کی فوج کے ساتھ نواب کی مدد کی۔ نواب سراج الدولہ کامیاب ہوئے لیکن پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی سازش کے سبب شکست کھا گئے۔ اور جان بچا کر عظیم آباد روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرفتار ہو کر میر جعفر کے بیٹے مرین کے پاس پہنچا دیا گیا جس نے بید دی سے قتل کر دیا۔ بلکہ نواب کی ماں، خالہ، بھائی اور معصوم بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۷ھ جولائی ۱۷۵۷ء کو ہوا۔ رام نرائن سراج کی بالکل مدد نہ کر سکے اور جلد ہی انگریزی فوج عظیم آباد میں متعین ہو گئی۔ علامہ اقبال نے اسی موقع کے لیے کہا ہے -

جھڑا نہ بنگال صادق از دکن تنگ ملت، تنگ دیں، تنگ وطن

شہزادہ عالی گوہر تانی کے بعد شاہ عالم کے لقب سے بادشاہ ہند ہوئے۔ جب بادشاہ عظیم آباد پہنچے تو راجہ رام نرائن اور مرین انگریزوں سے مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گیا۔

ماہارین اردو ادب کا ارتقاء صفحہ ۲۲ تا ۲۳ سیرالتاخرین جلد دوم صفحہ ۳۳۶

انگریزوں نے عاجز آکر میر جعفر کو معزول کر دیا اور میر قاسم کو سند نظامت بہار، بنگال اور اڑیسہ کی اس کو عطا کی۔ میر قاسم کا عہد ۷۸ - ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۱ - ۱۷۶۱ء ہے اسی زمانہ میں بادشاہ شاہ عالم اور انگریزوں میں صلح ہو گئی۔ وہ عظیم آباد بہ نفس نفیس تشریف لائے۔ انگریزی کوٹھی میں تخت نشین کا انتظام ہوا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی آکر ندیں گزاریں۔ راجہ رام نرائن بھی شرف یاب ہوئے بادشاہ کے جانے کے بعد نواب میر قاسم نے راجہ رام نرائن سے پچھلے معاملہ کی حساب طلبی کی۔ خیانتوں کا پتہ چلا۔ راجہ صاحب قید ہو گئے۔ اسی اثنا نواب میر قاسم علی خاں کی انگریزوں سے ٹھن گئی۔ انہوں نے مونگیر کو اپنا مرکز بنایا لیکن جنگ میں شکست کھا گئے۔ نواب میر قاسم عالی جاہ مونگیر سے عظیم آباد کی طرف فرار کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ انہوں نے باڑھ کے قریب نزد مکام گھاٹ مجوسین کو دریائے گنگا میں غرق کر دیا۔ راجہ رام نرائن کے گلے میں ریت سے بھرا گھڑا باندھ کر انہیں دریا برد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۱ء کا ہے۔ ع

راجہ رام نرائن نادی میں بھی اشعار کہتے تھے اور شیخ حوزی کے شاگرد تھے۔ شیخ حوزی رحمہ اللہ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ۱۱۷۳ھ میں دہلی آئے۔ ۱۱۷۳ھ میں بنارس میں ان کا انتقال ہوا۔

نواب سراج الدولہ کی شہادت پر راجہ رام نرائن نے ایک شعر کہا ہے جو بہت مشہور ہوا۔  
غزلاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی  
دوانہ مر گیا آخر کو دیر لانے پہ کسب گزری  
کہا جاتا ہے کہ جس وقت رام نرائن موزوں کو دریائے گنگا میں غرق کرنے کے لیے نشتی پر بٹھا کر لے جانے لگے تو انہوں نے درج ذیل دردناک اشعار موزوں کیے۔

موزیوں کے قول پر ہرگز نیکیئے اعتبار جو تک اگر مٹی ملے تو بھی لہو ہتی ہے  
چادر تقدیر کی ہرگز رفو ہوتی نہیں تا قیامت سوزن تدبیر گر سستی رہے  
بلبل بے درد کو مطلب ہے کیا پڑنے سے وصل میں مرجائے یہ وہ بحر میں جیتی ہے

## فہرست اولیائے کرام، بہار و مواضع سادات جاجنیری

مولانا محمد نعیم نے شہزادہ عظیم الشان کی خدمت میں ایک عرضداشت میں ۵، بشانج بہار کے نقاب کی مرمت کی درخواست کی تھی۔

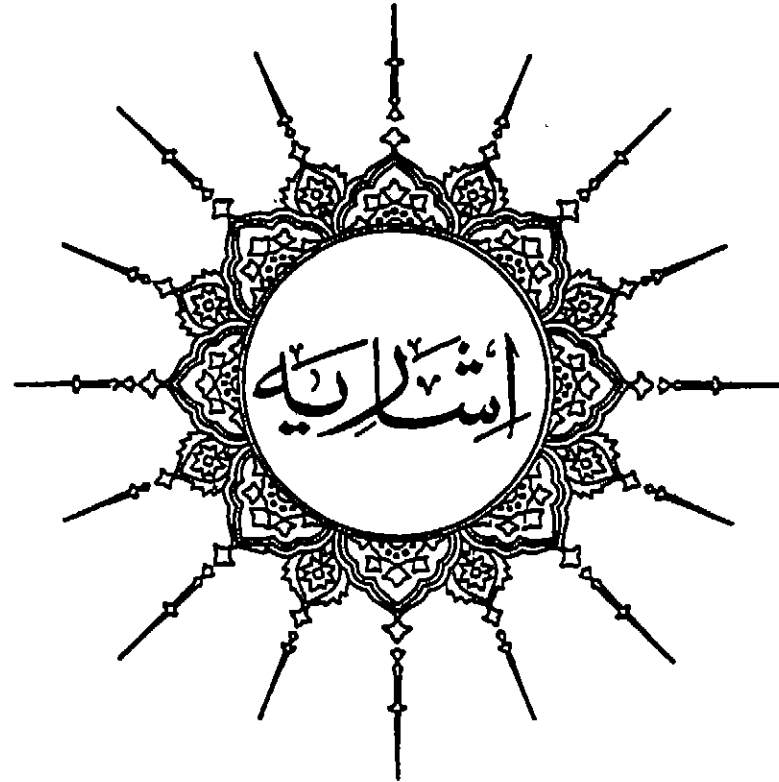
نمبر	اسمائے گرامی	مدن	نمبر	اسمائے گرامی	مدن
۱	شیخ شرف الدین میری	بہار شریف	۱۸	سید فضل اللہ گوسائیں	سہ بہار شریف
۲	شیخ شعیب جلال	مالدہ شیپورہ	۱۹	سید فرید طویلہ بخش	"
۳	سید محمد	عظیم آباد	۲۰	تیم اللہ سفید باز	"
۴	شیخ خلیل شیخ آج	"	۲۱	شیخ سعادت	"
۵	سید سلیم	عالم گنج پٹنہ	۲۲	سید عطار	"
۶	درویش ارزاں	مدگاہ پٹنہ	۲۳	سید البرہم ملک بیا	"
۷	شیخ محمد محمود	لودی کٹہ	۲۴	خواجہ اسحق مغربی	پیرہ پٹاوی
۸	عین الدین حسینی مدار	"	۲۵	شیخ یحییٰ میری	میر شریف
۹	سید شہاب الدین مجبوت	بلوہ حویلی پٹنہ	۲۶	شیخ جلال	میر
۱۰	شیخ آدم صوفی	جیمٹھلی پٹنہ	۲۷	حاجی صفی الدین	شاہ پور نمبر
۱۱	سید محمد	قصبہ بہار	۲۸	حاجی نظام الدین	"
۱۲	سید احمد چرمپوش	بہار شریف	۲۹	شیخ احمد	"
۱۳	شیخ بدر عالم	سہ بہار شریف	۳۰	شیخ دولت	"
۱۴	حسین نوشہ توحید	"	۳۱	شاہ نور (خواجہ قطب الملک کے بار خدود)	کھوکھور سلیم آباد
۱۵	شیخ حمید الدین آدم صوفی	"	۳۲	شیخ فتوہ برہان	"
۱۶	سید یسین دانشمند	"	۳۳	سید فخر الدین	اوکھدی
۱۷	مولانا حسام الدین	"	۳۴	سید صفی	صفی پور

بہار میں اردو کا ارتقاء

نمبر	اساتے گرامی	مدفن	نمبر	اساتے گرامی	مدفن
۳۵	شیخ داؤد شطاریؒ	محب پور	۵۶	شیخ سلطان حسینؒ	درجنگ
۳۶	سید محمد مجتبیٰؒ	ہلسہ	۵۷	شیخ شمس الدین ثمنؒ	"
۳۷	سید منہاج راستیؒ	بھلاری	۵۸	شیخ ظہور (رتن سرائے)	سارن
۳۸	میار الدین سہروردیؒ	چنڈھوس	۵۹	دلادر شیر سوار (لوولی)	"
۳۹	شیخ شمس الدین چنائیؒ	ہلوری	۶۰	میر عبدالملکؒ (بارہ)	"
۴۰	شیخ کمال الدینؒ	ثنایاں	۶۱	شیخ یوسف (قلم دہاس کلاں)	"
۴۱	سید محمدؒ	کیر سارن	۶۲	چندن شہید (سہسرام)	"
۴۲	سید احمد غازیؒ	امر تھہ	۶۳	شیخ عثمانؒ (حسین پور پتس)	"
۴۳	سید فوجؒ	لوح پور	۶۴	شیخ عبدالحکیم (مہی چپارن)	"
۴۴	شیخ سعدؒ	ابراہیم پور	۶۵	سید عرشیدؒ (آؤ شاہ آباد)	"
۴۵	ادریس نافعؒ	موتگیر	۶۶	سید علاء الدین بھائی (وٹن لانی بہار)	"
۴۶	سید چہاری بنباسیؒ	"	۶۷	سید کن الدینؒ	"
۴۷	شیخ مصطفیٰؒ	"	۶۸	سید بخودؒ	"
۴۸	سید ابراہیمؒ	سوجکدھا	۶۹	سید جہانگیرؒ	"
۴۹	شہبازؒ	جہانگیر	۷۰	شیخ ہدیؒ	"
۵۰	سید اولیاءؒ	"	۷۱	بی بی مکہؒ	"
۵۱	شیخ عبدالحیؒ	حاجی پور	۷۲	سید موسیٰؒ	"
۵۲	شیخ قاضی شطاریؒ	حاجی پور	۷۳	قاضی شمس الدینؒ	"
۵۳	ابوالفتحؒ تنگول	"	۷۴	سید عالم شہیدؒ	"
۵۴	مولانا خواجہ علیؒ	"	۷۵	سید محمد سعیدؒ	"
۵۵	شیخ بکرت اللہ قتالؒ (مہینہ کیسور ران)	درجنگ			

## فہرست ماضعات جہاں سادات جاجنیری (بارہ گیاں) آباد ہیں۔

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱	حسین آباد	۲۰	بچنہ	۳۹	تار بیگم	۵۸	کھراٹ
۲	مانہ	۲۱	چربہاری	۴۰	پیر بیگم	۵۹	بازید پور
۳	مدام پور	۲۲	پنڈ	۴۱	مسیاں	۶۰	امر تھہ
۴	فیروز پور	۲۳	بھلی پور	۴۲	ڈومراواں	۶۱	خضر چک
۵	منٹھہ	۲۴	چک مسکن	۴۳	بجیر	۶۲	بارو
۶	محمد پور ایکساری	۲۵	چک مٹھلات	۴۴	قائم پور مدھا	۶۳	بنہو
۷	پیغبر پور	۲۶	شیں پورہ	۴۵	پچپتن	۶۴	ٹھکری چک
۸	ندیاواں	۲۷	اوکھدی	۴۶	ملاواں	۶۵	بڑی بلیا
۹	سیانی	۲۸	مولا نگر	۴۷	ویاؤ	۶۶	لکھنیاں
۱۰	بروٹی	۲۹	سورجکدھ	۴۸	اوکاواں	۶۷	ٹنگھوہ
۱۱	سید پور	۳۰	اورین	۴۹	ہرگاواں	۶۸	جمواواں
۱۲	کنڈھ	۳۱	غوث آباد	۵۰	کونند	۶۹	سرھدا
۱۳	پتھر پٹھ	۳۲	بلتھوا	۵۱	نور پور	۷۰	بہار شریف
۱۴	جموارہ	۳۳	خصمی پور موگیر	۵۲	مان پور	۷۱	کونٹک
۱۵	رسول پور	۳۴	بارہ	۵۳	سیہ	۷۲	باڈھ
۱۶	کشتی کول	۳۵	پہڑیا	۵۴	بھلاری	۷۳	سری بختیار پور
۱۷	سانہاں	۳۶	گیلائی	۵۵	سیدی پور سرائے		اشرف چک
۱۸	جمارہ	۳۷	وہینہ	۵۶	دھیاواں	۷۴	مالہ
۱۹	امام نگر	۳۸	استھانواں	۵۷	میرنگر تھدا		



آتش میر - ۲۹۱،

آدم بنوری - ۲۰۰

آدم نقشبندی - ۴۵۸، ۴۷۷

آغا عابد الدین - ۴۰۸،

آقائے عبد الحمید حبیبی - ۲۰،

آل حسین میاں قادری برکاتی - ۲۲،

آل نبی - ۲۰۵

آل احمد شاہ سید اچھے میاں - ۱۹،

آمل شیخ - ۴۱۷، ۴۱۸

(۱)

ابراہیم ملک بیا - ۹۶، ۸۱

ابراہیم بندوی سید - ۸۸

ابراہیم رضوی سید - ۲۱، ۲۳۱

ابراہیم زندہ دل کاکوی - ۲۲۳،

ابراہیم قاضی - ۲۰۵،

ابوالحسن علی ہجویری - ۸۱، ۹۳،

ابو حفص - ۵۹۵،

ابو علی سندھی - ۵۹۶،

ابوالفرج واسطی سید - ۱۲۷، ۱۳۳، ۲۹۱،

ابوالفراس - ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶،

ابوالعلا سید اکبر آبادی - ۱۴۱،

## قاموس الاسماء (اشاریہ)

ابوالعالی لاہوری - ۲۲۷، ۲۳۰،

ابویوسف ہمدانی - ۲۲۴،

ابوالعلا مشہدی - ۲۰۲،

ابوالقاسم سید - ۲۳۵،

ابوالاعلیٰ مودودی سید - ۲۳۹، ۲۶۳،

ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتی - ۲۴، ۳۱۸،

ابوالبرکات سید شاہ - ۱۵۶،

ابو تراب شاہ گدا - ۱۷۲،

ابوالفضل ہاشم - ۵۲۸،

ابوالقاسم انصاری - ۵۳۰،

ابوالبرکات احمد شرقی - ۶۲۳،

ابوالقاسم سید - ۸۷،

ابوالقاسم عبدالسلام - ۲۳،

ابوالخیر محمد زبیر - ۱۹،

ابوالبرکات - ۶۰۵، ۶۰۴،

ابوالحسن ندوی علامہ - ۸۹، ۱۰۹، ۱۲۵،

احمد علی سید - ۸۲، ۱۲۱،

احمد شہید سید - ۸۹،

احمد سید ہلوی - ۲۳، ۱۱۴،

احمد اللہ ندوی - ۲۱، ۸۲، ۱۵۶،

احمد سید - ۲۹، ۱۲۲،

احمد بخشہ شاہ سید لاہوری - ۱۳۱،

- احمد حسین شاہ سید ۱۴۷،  
 احمد حسین شاہ سید مفتی ۱۵۷،  
 احمد کبیر رفاعی ۱۹۲، ۱۷۰،  
 احمد حسین رمضان قاضی ۱۷۰،  
 احمد چرمپوش سید ۱۸۲، ۱۷۲،  
 احمد خاں سرسید ۲۳۲، ۲۲۶،  
 احمد حسین حسینی پیر (ادبکی) ۲۵۱،  
 احمد جمال عابد حسین بخاری ۲۶۲،  
 احمد سید جاجیزی ۲۸۷، ۲۳۷، ۱۲۷،  
 احمد شیخ سرہندی امام ربانی ۴۹۷،  
 احمد سید ندوی ۲۵،  
 احمد الاحمد پروفیسر شامی ۳۴،  
 احمد قتال رہبری ۲۳۷،  
 احمد رضا خاں بریلوی اعظمیت ۵۹۱، ۵۹۰،  
 احمد عبداللہ دیوبند ۵۹۶،  
 احمد سعید کاظمی سید علامہ ۶۲۳،  
 احمد شجاع ۲۹۲،  
 احمد علی ۲۹۲،  
 احمد نورانی شاہ علامہ ۴۸۶،  
 احمد شعیب ۲۸۹،  
 احسن سید ۲۹۸،  
 اختر محمد حکیم مولانا ۲۳،  
 اختر اورینوی ۲۰،  
 اختر ایس ایم ۱۵۷، ۳۸۰،  
 ارشد علی سید ۳۳۱،  
 ارشد شیخ ۴۱۷،  
 ارتضیٰ حسین زیدی ۲۲،  
 اسرائیل شیخ ۴۲۱،  
 اسماعیل شیخ ۴۲۲، ۴۲۹،  
 اسماعیل شہید ۵۰۹،  
 اسلمی بنگی میاں ۱۵۳،  
 اشرف جاگیر سنانی ۱۶۳، ۱۵۴، ۲۳،  
 اشرف حسین شاہ قتال ۸۴،  
 اشرف عالم مولانا سیالکوٹی ۱۶۷،  
 اشرف علی تھانوی علامہ ۵۱۳،  
 اشرف علی سید عسکری ۲۹۰، ۲۹۱،  
 اشرف الدین حیدر سید ۳۳۷،  
 اشرف علی ۳۹۲،  
 اصغر علی ۳۸۲، ۳۸۱،  
 اظہار اشرف سید ۸۴، ۸۵،  
 اظہار الدین احمد ۲۴۱،  
 اعجاز الحق قدوسی ۲۱،  
 افضل الدین سید امیر مہر اٹھی ۱۵۵،  
 افضل حسین فخری ۲۰،  
 افضل الدین احمد ۲۳،  
 افتخار احمد مولانا پھولادی ۳۴،

- افضل حسین سید مفتی ۶۲۴،  
 افضل شیر میر ۲۰۴،  
 افضل سید محمد ۲۰۵،  
 افضل سید ناظر ۲۳۷،  
 افضل حسین شاہ فقیر ۱۰۸،  
 اقبال علامہ ۳۴،  
 اقبال عظیم سید پروفیسر ۲۵،  
 اقبال حسین سید ۳۴۹،  
 اقبال نعیمی مولانا ۲۰،  
 اقبال علی حاجی سید ۳۸۹، ۳۹۱،  
 اکرام الحق سید ۳۷۴،  
 اکبر علی شیخ ۴۰۳،  
 اکرام الدین احمد ۳۳۹،  
 الیاس مولانا کاندھلوی ۴۵۹، ۴۸۴،  
 اللہ بجاو شاہ ۲۴۳، ۲۶۹،  
 امام محمد بن اسماعیل بخاری ۵۹۸،  
 امیر کبیر علی ہمدانی ۱۳۱، ۱۳۸،  
 امیر علی موسوی نواب ۱۹۴،  
 امیر علی سید حبش ۲۱۲،  
 امیر علی سید اکبر آبادی ۸۳،  
 امان علی جعفری ۴۴۹،  
 امداد اللہ مہاجر کی ۵۱۱،  
 امیر کریم سوری پہلوان ۵۸۱،  
 امیر خسرو ۶۰۲،  
 امجد علی انصاری ۵۴۳،  
 امین سید محمد کٹر ۳۱۹،  
 امان سید محمد ۳۱۹،  
 امداد علی سید ۳۸۷،  
 امام علی سید ۴۹۴،  
 امین میرنگوی ۲۶،  
 امداد الحق ۳۴۰،  
 امام الدین سید ۳۴۰،  
 انور شاہ کاشمیری ۶۰۸،  
 انعام الحق سید ۳۳۰،  
 انیس الرحمن ۲۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴،  
 انور علی سید شاہ راجگیری ۹۰،  
 اوج خورشید حیدر ۲۸۹،  
 اولاد رسول محمد میاں ۲۹۳،  
 ایوب قادری انصاری پروفیسر ۳۳،  
 (ب)  
 باسط علی زید پوری ۲۲۵،  
 باقی باللہ خواجہ دہلوی ۶۰۴،  
 بایزید بسطامی ۵۹۶،  
 بتن ۵۷۳، ۵۷۵،  
 بخت نصر ۵۶۷،  
 بختیار قطب الدین کاکلی ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹،

- بختیار الدین سید ۲۴۴، ۲۳۵، ۲۲۳  
 بدرالدین بدر عالم زاہدی ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۰، ۴۶۱  
 بدیع الدین شاہ مدار ۵۴۶  
 بدر علی سید ۲۹۳  
 بدر الحسن سید ۳۸۱  
 بدر الحسن ملک ۲۴  
 بدر لکھنوی ۶۳۹  
 برہان الدین سید شاہ ۳۲، ۳۴، ۳۵  
 برہان الدین سید خضر پوری ۱۵۱  
 برہان الدین بقا نظامی ۳۲، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹  
 برہان الدین شیخ غریب ۵۴۵  
 برہیا ۵۷۳  
 برکت اللہ شاہ ۱۷۳  
 برکت علی سید ۲۲۱  
 برکت اللہ شاہ سید ۲۱، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹  
 برکات احمد سید لونی میرنگوی ۲۲۹، ۲۵۲  
 بسمل لکھنوی ۶۳۹  
 بشیر الدین سید ۳۸۶  
 بقا سید محمد ۱۸۹  
 بلاول شاہ ۶۰۵  
 بندہ لوا گیسو دراز ۱۲۷، ۱۳۹، ۲۸۸  
 بنیاد علی سید (بارو) ۳۹۸  
 بنیاد علی (دکاری) ۴۶۶  
 بر علی شاہ قلندر پانی پتی ۵۴۴  
 بہار الدین سید خواجہ نقشبندی ۲۴۱، ۲۴۰  
 بہار زکریا ملتانی ۲۵۵  
 بہادر شاہ ظفر ۵۵۷، ۵۵۸  
 بہاری لال فطرت ۱۹  
 بہار علی سید حاجی ۳۸۹  
 بیدل مرزا عظیم آبادی ۴۷۴، ۴۷۵  
 بچہ نظیر حیدر ۲۸۹  
 (پ)  
 پیر پکارا ۱۷۳  
 (ت)  
 تاج فقیہ امام زہری ہاشمی ۴۲۰  
 تاج الدین اولیا ناگپوری ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴  
 ترابی حاجی ۵۷۲  
 تمنا حامدی ۴۵۳  
 تواب اشرف سید ۸۷  
 تیسم اللہ شاہ سید سقید باز ۱۲۸، ۱۳۰  
 تیمور گرگان ۵۹۵  
 (ث)  
 ثمن سرکار بخاری ۲۵۹  
 (ج)  
 جارا اللہ شیخ ۵۱۸  
 جان محمد سید ۳۴۸

- جعفر شاہ پھلواوی ۲۵۰  
 جلال الدین حیدر سید جہانگیر گشت ۲۳۸، ۲۳۷  
 جلال سید ۲۲۲  
 جلال الدین خاں دہوی میر ۲۷۴، ۲۷۵  
 جلال شیخ منیری ۴۵۸  
 جلال الدین دہوی شیخ ۴۶۸  
 جلال شیخ سلیمی ۶۰۹  
 جلال الدین تبریزی ۶۱۱  
 جلال دانشمند ۲۲۳  
 جلال الدین سید دکریا ۳۴۰  
 جلیل اختر سید ۲۱  
 جمال الدین سید انصاری ۸۱  
 جمال الدین سید انصاری ۲۰، ۲۳، ۲۴  
 جماعت علی شاہ علی پوری ۶۱۷  
 جماعت علی شاہ ۲۴۰  
 جمال الدین میان فرنگی علی ۵۳۱  
 جمال الدین سید کافلی علامہ ۳۸، ۱۷۵، ۱۷۶  
 جمال الدین سید شاہ جاجیری ۳۴۲  
 جمیل محمد ملانا انصاری ۲۰، ۵۲۹  
 جمیل سید محمد زیدی ۲۸۹  
 جمیل سید محمد ۲۴۲  
 جواد حسین سید گیدی ۲۰، ۳۲، ۳۳  
 جسوسید ۱۵۵  
 جے گلبرہ پروفیسر (لویان او) ۲۶  
 (ج)  
 چرمپوش میر زیدی ۲۹۱  
 (ج)  
 حافظ شکی پوری ۵۱۸، ۵۴۷  
 حامد علی سید ۱۳۲، ۲۹۲  
 حبیب اللہ ۱۴۵  
 حبیب اللہ قادری ۸۴  
 حبیب الحق سید ڈاکٹر ۳۰۹، ۳۱۴  
 حسام الدین شیخ ۴۸۹، ۴۹۲  
 حسام الدین ۳۳۹  
 حسرت نعمانی ۶۴۸  
 حسن بدر الدین سید ۱۲۱  
 حسن خونی سید ۲۴۱  
 حسن عسکری ۲۰۲  
 حسن محمد سید ۲۸۹  
 حسن امام سید ۳۴۳  
 حسن عبداللہ خاں (بادشاہ گرو) ۲۹۱  
 حسن بخاری ۶۵۱  
 حسن عسکری ۱۹  
 حسن رضا سید ۲۵  
 حسن رضا سید دیروزی ۲۵، ۱۰۸، ۲۳۹  
 حسن شاہ ہاشمی ۲۷۲

- حسن سید محمد ۲۴۲  
 حسین نوشته توحید ۱۲۸  
 حسین احمد سید مدنی ۱۴۴، ۱۳۲  
 حسین احمد شاه سید ۱۴۹  
 حسین سید شهید خشکسار ۲۲۸  
 حسین علی خاں سید دباشاگر ۲۹۱  
 حسین علی شاه ۵۱۷  
 حسین بن منصور صلابی ۵۹۹  
 حسین امام سید علیگ ۳۸۵  
 حسین احمد منشی ابوالعلائی ۵۲۶  
 حسین علی شاه سید ۲۲۳  
 حسین شهید سهروردی ۶۱۵  
 حسین باندی ۵۱۷  
 حفیظ الرحمن سید ۲۵  
 حمزه امیر خارجی ۶۵۷  
 حمید الدین راجگیری مخدوم ۱۲۸  
 حمید رقتانی مخدوم شاه ۲۳۶  
 حیرت باری ۶۴۴  
 (رخ)  
 خان غازی سید ۳۲۹، ۲۹۷  
 خالد یوسف ۲۱  
 خسرو نخت مرزا ۵۶۰  
 خصلت حسین مابری ۱۹  
 خضر خاں سید ۵۶۴  
 خلیل سید شیخپوری ۲۲۲، ۲۲۸  
 خلیل احمد ملانا انصاری ۵۲۹  
 خلیل نیکو سرانی ۶۴۷  
 خلیل خاں برکاتی ۱۹  
 خمارقادی ۲۸  
 خواجه علی سید ۳۸۱  
 خیال مظفرپوری ۶۴۷  
 (د)  
 داراشکوہ ۲۲  
 دانش علی سید ۳۸۸  
 دربار احمد سید دلوی ۱۱۷  
 درویش شاه مخدوم ۱۰۲  
 دعائی ربوی سید ۲۳۷  
 دولت منیری ۴۲۱  
 دیدار علی شاه سید لوری ۶۱۸  
 (د)  
 راجو قال سید اشرفی ۸۴  
 رافق سید مختار ۳۳۷  
 راجہ رام نرائن مخدوم ۶۷۷  
 راشد روضہ دینی پیر لکھارا ۱۹۰  
 رحمت خاں حافظ روہیلہ ۵۸۸، ۵۹۰  
 رحمت اللہ شاہ ملانا ۱۱۳

- رحمت علی سید ۳۹۷  
 رحم علی قانوی ۴۱۱  
 رحیم الدین سید ۲۰۴، ۲۱۱  
 رشید احمد گنگوہی ۵۲۹، ۵۴۱  
 رستم ۵۶۶  
 رشید الرحمن سید قاری ۲۴۲، ۲۶۱  
 رضا کریم سید ۱۷۳  
 رضی الدین لالہ میاں ۱۷۱  
 رضی حیدر خواجہ ۲۳  
 رفیع الدین شاه ۱۴۸  
 رکن الدین رکن عالم شیخ ۴۵۷  
 رکن الدین ۳۳۹  
 روشن علی خاں ۲۹۱  
 روشن علی ۲۲  
 ربیع الحق سید ۳۹۲  
 (ز)  
 زاہد حسین زیدی ۲۹۰  
 زبیرہ سوری ۵۲۶  
 ذکر یا ملانا ۴۵۹  
 زوار حسین شاه ۲۳  
 زینا میر ۲۹۱  
 (م)  
 سالار سعود غازی ۴۱۲، ۴۱۳  
 ساغر باری ۶۴۴  
 سبکتگین ۵۴۷  
 سجاد لیدم ۲۸۹  
 سخی سرود ۶۰۶  
 سراج الدین سید ۳۳۶  
 سراج سلفی شاه ملانا ۱۹  
 سراج حکیم ۵۱۸  
 سرن ۵۷۳، ۵۷۴  
 سرفراز احمد سید ۳۳۷  
 سعد منیر پرنیسر ۲۵  
 سید عباسی ۲۷  
 سعدی شیخ ۳۱  
 سکندر اعظم ۵۶۶  
 سلطان احمد بیڑ ۳۳۴، ۳۶۶  
 سلطان شاه شیخ ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۷۰  
 سلطان باجوہ ۴۹۴  
 سلطان حاجی ۴۰۵  
 سلمان حیدر سید ۱۳۰، ۲۲۴، ۲۹۲  
 سلیمان شاه پهلوانی ۴۵۰  
 سلیمان اشرف ۶۲۰  
 سلیمان علی خاں ۲۲  
 سلیم چشتی شیخ ۴۹۳  
 سمیع سید محمد ملانا راجگیری ۳۲۰

سہراب ۵۶۶  
 سہراب خاں اعظمی ۲۵  
 سیفی مولانا سید ۱۶۷  
 (ش)  
 شاداں فاروقی ۱۹  
 شاہ حسین سید ۲۰۱  
 شاہ حسین اشرف ۱۰۴  
 شاہ غازی ۳۸۱، ۴۱۲  
 شبیر الحسن ۵۱۷  
 شبیر احمد عثمانی علامہ ۵۲۴  
 شبلی نعمانی ۲۲  
 شجاع سید ۱۷۲  
 شرافت علی سید ۱۳۲  
 شرف الدین قوامہ ۲۰۹  
 شریف جرجانی ۱۳۷  
 شرف الدین یحییٰ میری ۲۲۵، ۲۲۴  
 شعیب سید چلواری ۱۹  
 شعیب شیخ ۴۳۳، ۴۳۶  
 شفیع شعور مولانا سید ۱۶۷  
 شفیق رضوی عماد پوری ۲۱۰  
 شمس الدین قلندر ۱۵۲  
 شمس بابا کاظمی سید ۱۷۴  
 شمس الدین شہیدی ۱۸۲

شمس الحسن سید حسینی ۳۲۳، ۳۸۱  
 شمس الضحیٰ پروفیسر ۴۴۳، ۴۶۹  
 شمس تبریز ۵۹۹  
 شمشاد احمد اشرفی ۲۱  
 شمیم احمد سید بخاری ۲۵  
 شمیم حسین سید ۱۱۸  
 شوکت علی ۲۸۹  
 شہباز جہانگیر مولانا ۳۳۴  
 شہاب الدین سہروردی سید پیر مجت ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵  
 شہاب الدین گردیزی سید ۲۳۵  
 شہاب الدین رحمت اللہ ۱۹، ۳۶۷  
 شہاب الدین سہروردی ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۷  
 شہاب الدین حق گر ۶۲  
 شہزادہ عالم سید ۳۳۱  
 شیر قانع ۲۰  
 شیوا بریلوی ۵۱۹  
 شیر شاہ سودی ۵۸۲  
 (ص)  
 صادق محمد شاہ سید اشرفی ۸۶، ۸۷  
 صباح الرحمن دیسوی ۲۰  
 صبیح محسن سید دیسوی ۲۲۰  
 صدر الدین سید شاہ ۱۸۰  
 صدر الدین خطیب سید ۴۳۶

صدر الدین سید راجہ قتال ۲۵۰  
 صدر الدین عارف شیخ ۴۵۷  
 صدیق حسین ۲۲  
 صفیری بگرامی ۳۱۳، ۳۸۷  
 صفیر بی بی ۴۰۵، ۲۳۷  
 صفدر علی شاہ ۸۲  
 صفدر حسین سید ۳۴۱  
 صفدر حسین سید بگرامی ۶۷۶  
 صفیر بگرامی ۲۹۳  
 صلاح الدین سید ۳۴۰  
 (ض)  
 ضیاء الدین علوی ۲۳  
 ضیاء الرحمن سید ۳۳۷  
 (ط)  
 طالب علی شطاری سید ۱۷۹  
 طاہر سید محمد ۲۴۲  
 طاہر گیلانی ۴۰۵  
 طاہر نورانی سید ۱۷۶  
 طاہر طینی ۴۶۰  
 طاہر کمال ۲۱۶  
 طاہر طاہر ۵۶۷  
 طفیل احمد سعیدی ۲۲  
 طیب مونی ۴۱۹  
 طیب گیلانی ۳۳۵  
 (ظ)  
 ظفر احمد عثمانی مولانا ۵۱۷، ۵۲۴  
 ظفر الدین مولانا ۶۲۰  
 ظفر ادگانوی پروفیسر ۲۶  
 ظفر باب حسین سید ترمذی ۱۹  
 ظفر اشرف سید ۸۷  
 ظفر الحسن ۳۳  
 ظہور الحسن شارب ڈاکٹر ۱۹  
 (ع)  
 عاجز صدیقی ۶۵۰  
 عارف مولانا ۱۱۳  
 عاشق حسین دارفی ۳۳۷  
 عاصم تبریز ۳۳  
 عامی چھپروی ۶۵۰  
 عباس صفوی ۱۷۳  
 عباس مشکلی پوری ۵۱۸  
 عبد الباقی قرنگی علی ۳۱، ۵۲۲  
 عبد الجلیل بگرامی ۲۹۳  
 عبد الجلیل حکیم ۸۴  
 عبد الجلیل سید شیکھری ۲۴، ۳۳۱، ۳۳۲  
 عبد الحسین ۲۰  
 عبد الغنیظ ۲۵



عبدالحق محدث دہلوی ۴۹۵، ۴۹۶  
 عبدالحق مولوی بابائے آئودھ ۳۴  
 عبدالحکیم علامہ سیالکوٹی ۶۰  
 عبدالحکیم شرف قادری ۲۱  
 عبدالرب ڈاکٹر ۳۴۶، ۳۴۸  
 عبدالرحمن بخش سید ۳۸۱  
 عبدالرحمن ہاشمی قریشی ۵۹۵  
 عبدالرحمن جامی ۲۲  
 عبدالرحمن خاں ملتان ۲۴  
 عبدالرحمن ڈاکٹر سہدائی ۲۴۰  
 عبدالرحمن سید، سجادہ (باطھ) ۳۳۱  
 عبدالرحمن سید ۳۷۴  
 عبدالرحمن شاہ ۴۷۶  
 عبدالرحیم ۲۱، ۱۶۷، ۱۷۷  
 عبدالرحیم شاہ دہلوی ۵۰۵  
 عبدالرحمن قادری ۸۴  
 عبدالرشید ۱۲۹  
 عبدالرشید ندوی مولانا ۲۸۹، ۲۲۲  
 عبدالرشید سید باروی ۳۹۸، ۳۹۹  
 عبدالرزاق فاطمی پروفیسر ۲۵  
 عبدالسلام نیاز ۲۶۶  
 عبدالشکور انصاری ۵۲۹  
 عبدالشکور منیری ۴۳۳  
 عبدالعزیز محدث دہلوی ۵۰۸  
 عبدالعزیز خاں بریلوی ۲۰  
 عبدالعزیز سید بیرسر ۲۰۳، ۲۱۱  
 عبدالعزیز شاہ ۴۳۳، ۴۳۵  
 عبدالعلیم صدیقی مولانا ۴۸۵  
 عبدالقادر جیلانی ۸۱، ۹۴، ۱۵۲  
 عبدالقادر جیلانی ۸۸، ۱۲۳  
 عبدالقادر جیلانی ۲۲۷  
 عبدالقدوس انصاری ۱۹  
 عبدالقدوس ہاشمی ۴۳۸  
 عبدالقدوس چیراوی ۳۲، ۴۲، ۳  
 عبدالکریم میردادی ۱۵۷  
 عبدالکریم بلہری والے ۱۸۵  
 عبداللہ سیاح ۸۳، ۱۰۱  
 عبداللہ الاشر ۸۱، ۹۱، ۹۲  
 عبداللہ شاہ اسماعیلی ۸۲، ۹۶  
 عبداللہ شطاری ۶۰۵  
 عبداللہ شاہ بخاری ۱۱۴، ۱۱۸  
 عبداللطیف بھٹائی سائیں ۱۶۹، ۱۸۶  
 عبدالنن ۸۱  
 عبدالنن قادری ۸۸  
 عبدالماجد دریا بادی ۲۳  
 عبدالواحد بگرامی ۲۳

عبدالودود ۲۴۱  
 عبدالودود عثمانی ۲۳  
 عبد الوہاب فرنگی محلی ۵۳۱  
 عبد الوہاب سچل سرمست ۴۸۹، ۵۰۷  
 عثمان سید محمد ۴۴۴  
 عزیز باروی ۶۴۴  
 عصمت اللہ ۲۳۶  
 عصمت اللہ صدیقی ۴۶۵  
 عطارد حسین ۵۰۳  
 عطارد حسین عبدالرزاق ۲۳، ۱۵۰  
 عطارد اللہ شاہ بخاری ۸۱، ۱۲۰  
 عطارد اللہ میر چلواری ۴۳۹، ۴۴۱  
 عظیم اللہ ۴۷۶  
 عظیم برخیا ۲۷۱، ۲۷۶  
 عقیل احمد پروفیسر ۲۵  
 علامہ الدین علامہ الحق ۶۱۰  
 علامہ الدین علی صابری ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۹  
 علامہ الدین شاہ سید بخاری ۲۵۷  
 علا بنگالی ۴۳۱  
 علم اللہ قطبی ۱۰۹  
 علی شاہ بغدادی ۶۰۹  
 علی سید محمد منگیری ۸۲، ۱۱۰  
 علی سید ۸۲  
 علی ترندی بابا ۲۷۰، ۴۰۴  
 علی مردان شاہ ۸۴، ۱۱۹  
 علیم الدین سید گیسو راز ۱۵۲، ۱۵۹  
 علی پیردوش ۲۳۵  
 علی مسعود سید ۲۹۳، ۲۹۶  
 علی امام سید بیرسر ۲۴۳، ۳۶۲  
 علی شیر جاجیری ۳۲۸  
 علی ودی خاں ۶۶۹  
 علی امام (کواری) ۴۶۶  
 عماد الدین عماد ۴۷۷  
 عماد الدین آغا ۸۸، ۴۰۹  
 عمیم اشرف ۸۷  
 عنایت علی مولانا ۱۶۷، ۲۱۷  
 عزیز شاہانی پروفیسر ۲۵  
 عیسیٰ البریلوی ۲۸۱  
 عیسیٰ مختار ۳۳۸  
 (غ) غرغشت ۷۷۷، ۷۷۷  
 غریب اللہ حسین دھکڑ پش ۳۲۸، ۳۵۰  
 غلام شرف الدین دہلوی ۱۲۹  
 غلام محشوق شاہ سید ۱۲۹  
 غلام رسول شاہ سید ۲۲۵  
 غلام قادر شاہ ۲۴۳

غلام علی واسطی آزاد بگلرای ۳۱۳  
 غلام رسول مهر ۲۰  
 غلام رسول سجیدی علامه ۲۳، ۲۱  
 غلام مولا شاه سید ۳۳۶  
 فلان الحق سید ۲۹۲، ۱۳۰  
 غوثی شطاری مانندی ۲۳  
**(ف)**  
 فاروق سید شاه حافظ ۱۷۶  
 فاروق سید محمد ۳۸۵  
 فرمان رضا سید ۲۹۲  
 فرزند علی صوفی شاه منیری ۱۷۸، ۱۵۶  
 فرزند علی صوفی سید شاه ۲۳  
 فرزند علی صغیر بگلرای ۲۹۳  
 فرید الدین عطارد سید ۱۷۱  
 فرید طویل بخش مخدوم ۲۳۷  
 فرید الدین گنج شکر ۴۹۱، ۴۸۷، ۴۸۸، ۱۵۵  
 فرید الدین فردوسی بدین ۵۲۲  
 فرید الدین کریم بابا ۱۹  
 فرید الحسنین سید ۱۷۶  
 فرید سید محمد ۴۰۰  
 فروغ احمد ۳۴  
 فضل الله گوساتین سید ۱۰۷، ۸۳  
 فضل علی سید روی ۲۱۵، ۲۰۳

فضل علی شاه قریشی ۴۱۹، ۴۱۷  
 فضل الرحمن گنج مراد آبادی ۴۷۲، ۴۷۹  
 فضل حسین ۲۱  
 فقیر الله سید شاه جاجیری ۳۳۱، ۳۲۹  
 فقیر سید حسین منعمی ۲۰  
 فیروز شاه بهین ۵۵۳  
 فیض بخش لاکوردی ۲۲  
**(ق)**  
 قاسم نانوتوی ۴۶۲، ۴۸۱  
 قاضی شطاری ۴۳۱  
 قائم خان نواب ۵۶۴، ۵۶۲، ۵۶۱  
 قربان علی سید ۲۹۶  
 قرة العین سید ۲۸۹  
 قطب الدین ملا سہاوی ۵۳۰  
 قطب الدین احمد حاجی سید ۱۴۷  
 قطب علی سید ۲۲۱  
 قرالدین چلواری ۴۵۲  
 قمر بیکھروی ۶۴۶  
 قمر الزمان خاں ۲۰  
 قمر الہدی ۳۲۰  
 قنیں قادری ۱۰۶، ۸۳  
 قیام الدین سید ۲۲۹، ۲۲۷  
 قیام الدین شاه ۳۴۰

**(ک)**  
 کامل اردنگ آبادی ۲۲  
 کریم الدین احمد میر دادی ۲۳  
 کریم بخش نظامانی ۲۸۵  
 کلیم محمد ۲۵  
 کمال الدین کیتعلی ترمذی سید ۲۸۸، ۱۳۴، ۱۳۷  
**(گ)**  
 گدشاه سید ۸۲  
 گل حسن (لوری شریف) ۴۶۴  
**(ل)**  
 لال شہباز قلندر ۱۵۸، ۱۵۴  
 لطافت حسین ۲۲۲  
 لطفی صدیقی ۵۲۵، ۵۱۹، ۵۱۷  
**(م)**  
 مبارک شاه ارزانی ۴۱۷  
 مجتبیٰ رضوی ڈاکٹر ۲۱۸، ۳۶  
 مجیب الله شاه چلواری ۴۴۸  
 مجیب الرحمن پروتیسر ۲۰  
 محوی عثمانی ۲۰  
 محب الله ملک قاضی ۹۹  
 محبوب رضوی ۲۳۱، ۲۲۷  
 محبوب الحق حق ۴۹۶  
 محمد سید بونپوری ۱۸۴، ۱۷۱  
 محمد سید ۲۳۵  
 محمد شاه بخاری ۲۴۲  
 محمد سہروردی ۲۹۰  
 محمد شاه ثانی بہین ۵۵۲  
 محمد غازی سید ۲۰۲  
 محمد بن عیسیٰ ۲۸۲  
 محمد بخش ۶۱۶  
 محمود الخیر نقوی ۲۲۴  
 محمود میر سید ۲۰۵  
 محمود سید شہیدی ۲۲۷  
 محمود جاجیری سید ۳۲۰، ۲۸۷، ۱۲۷  
 محمود احمد برکاتی ۳۷۱، ۳۲۹  
 محمد سید محمد باوی ۴۰۶  
 محمد الحسن ۵۱۲  
 محمود غزنوی سلطان ۵۴۸، ۵۴۷  
 محمد گادان ۵۵۵  
 محمود الحق سید ۳۷۴  
 محی الدین شیخ ۸۳  
 مخدوم گنتہ باز ۱۷۲  
 میر الرحمن سید ۳۳۰  
 مسعود احمد برکاتی ۳۲۹  
 مسعود احمد ڈاکٹر ۲۲  
 میر الدین بخاری ۲۵۸

شکور عالم سید ۳۳۱	منیر کھنوی ۳۳۴
مصباح الہدی دینوی ۲۲۱، ۳۶، ۳۲، ۲۵	منہاج سراج ۲۲۰، ۲۰
مصباح الحسن ۲۸۹	موج دریا ۱۲۱
مفتوح عباس نقوی ۲۴۱	موسوی پاک ۱۰۵
مفطر کھینوی ۶۴۰	مومن عارف مونی ۵۳۷
منظر شمس بختی ۱۲۸	مہر علی شاہ پیر گوڑی ۶۱۸، ۸۳
منظر کاظمی ۶۴۸	میاں میر لاہوری ۲۹۴
منظر علی خاں شاکر ۲۰	میر مقیم گیلانی ۳۳۴
منظر گیلانی ۲۳	(د)
منظر چلواری ۴۴۲	نادر شاہ ۶۶۸
معصوم میر بھکری ۱۶۹	ناراد کھینوی ۶۴۰
معصومہ بی بی ۳۵۱	نارعلی حاجی ۳۸۹
معین دردانی علیگ ۲۳	نہایت خاں سید ۶۶۸
معین الدین سید شاہ ۳۸۲	نجم الہدی سید دینوی ۳۲۰، ۲۴
معین الدین چشتی خواجہ اجیری ۱۷۵، ۱۷۱، ۱۷۰	نجم الدین فردوسی ۲۱
معین ڈپٹی ۳۴	نجم الدین سید نواب ۱۹۸
مقصود علی نقوی ۲۲	نجم الدین سید ۱۲۷
ملک فیروز خان لون ۳۴	نجم الحسن شاہ پروفیسر ۲۵
منظر احسن گیلانی ۳۲۷، ۲۵۳، ۶۶	نجم الحسن سید ۲۵
منعم پاکباز ۵۰۰، ۴۸۹	نجیب فردوسی ۴۲۴
منصور الحق مبلغ ۴۸۳	نذر الرحمن شاہ ۲۰۲
منہاج راستی سید ۲۰۹	نذیر بی بی ۳۹۵
منیر الدین شاہ ۱۵۷	نذیر حسین دہلوی ۳۲۷، ۳۲۲، ۳۵۹

نصیب الدین نصیر ۳۳۷	نور العین حیدر ۲۸۹
نصیر الدین سید ۳۸۶، ۳۹۰	نور ہال احمد ۲۸۹
نصیر الدین چراغ دہلوی ۱۰۰	نہال الدین سید ۳۴۰
نظام الدین شاہ بنگی ۲۳۶	نیاز احمد شاہ علوی بریلوی ۴۱۶
نظام الدین ادلیار ۲۳۷، ۲۴۵	نیوہ لال گوجی ۲۵
نظام الدین شیخ بنگی ۵۱۵، ۵۲۰	(د)
نظام الدین ملا سہالوی ۵۳۰، ۵۳۹	وارث شاہ سید رولان بناری ۱۳۲، ۱۳۳
نظام الدین مجددی ۲۳	وارث علی شاہ دیوہ شریف ۲۵۹
نظام الدین شاہ ۲۷۰	وارث کمال ۲۱
نظیر حسین شاہ سید ۲۴۱	وارث علی سید ۳۸۶
نعمت اللہ شاہ ۱۴۸	وامع محمد قاضی ۲۰۱
نعمت اللہ نوری ۲۳۷	وحید اشرف ۲۲۱
نعمت اللہ صدیقی ۴۸۲، ۲۳	وحید الدین چکر کش ۲۲۹
نعمت اللہ شاہ ولی ۶۲۶	وزارت حسین سید مختار ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۰۱
نعمیم الدین سید صدر الافاضل ۶۲۲	وزیر حسن سید زیدی ۳۲، ۳۲
نعمیم ملک لوہنڈوی ۱۰۴	وسیم الدین سید ۲۵
نورج بالائی ۴۵۸، ۴۱۰	ولات علی سید ۱۳۲
نور شیروان عادل ۵۴۷	ولات علی ملانا ۱۶۷، ۴۱۷، ۲۸۸
نواز سید ۲۹۳	ولی اللہ شاہ محدث دہلوی ۵۰۶
نور العین عبدالرزاق ۸۵	ولید بی بی ۴۴۷
نور الحسن طمانی ۱۴۹	ولیم سید ۱۹
نور الدین سید ۱۵۲	(د)
نور الدین خواجہ ۱۷۰	ہاشم شطاری ۲۱

ہاشم سید محمد فاضل شمس ۲۶۷، ۲۳۹

ہدایت اللہ سرمست ۲۳۱

ہر چند مولچند گرجستانی ۱۹

(دی)

یار محمد شاہ خلیفہ ۲۴۳

یحییٰ سید بن زید شہید ۲۸۱

یحییٰ کبیر خواجہ غفر شمس ۶۰۳

یحییٰ ادھی پونیفر ۲۵

یحییٰ میری ۴۲۴

یحییٰ سید محمد ندوی مولانا ۳۸۳، ۳۸۵

یوسف بنوری علامہ ۱۷۰، ۲۰۰

یوسف شاہ سید گردیزی ۶۶۳

یوسف دولہ شاہ ۳۴۷

یوسف قاضی ۵۱۹

یونس ملک ۶۱۳

یقین شاہ سید بخاری ۲۳۷، ۲۵۲



مِلَالِ الْخَوَاتِنِ

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (ہست آں)



## اشاریہ مقامات

۲۶۳ چھرہ

۵۷، ۵۳ احمد

۶۲۶، ۱۳۵، ۱۳۲ احمد آباد

۴۹۰، ۳۸۷، ۲۷۷، ۲۷۴، ۲۷۲ احمد گنج

۲۹۸ اڈا ٹرہ

۱۱۴ ادو بازار

۶۴۰، ۴۶۶ اریہ

۲۸۰ ارغونہ

۶۵۶، ۱۸۰ ارور

۱۲۷ ارول

۶۷۸، ۶۷۷، ۶۶۶، ۲۹۸، ۱۹۶ اڑیسہ

۵۹۸ ازبکستان

۲۷۳ اسد آباد

۶۴۳، ۵۲۵، ۴۲۲، ۳۲۱، ۱۷۷، ۵۰۸، ۳۵۳ اسلام آباد

۵۰۶، ۳۶۹، ۱۶۸، ۱۵۶ اسلام پور

۳۵۵، ۳۵۴، ۳۴۹، ۲۱۱، ۲۰۴ استخوان

۳۸۷، ۸۷، ۸۳ اشرف پیک

۶۷۸، ۶۵۹، ۴۱۸ اسفہان

۵۴۳، ۴۳۸، ۱۶۳، ۱۴۵ اعظم ٹرہ

۴۸۵ افریقہ

آ

۴۰۴، ۲۷۵، ۲۷۳ آبگل

۲۱۸، ۲۱۶، ۲۰۵ آبگرہ

۶۱۱ آدینہ

۱۵۸ آذربائجان

۶۲۴، ۳۶۷، ۳۶۴، ۳۵۷، ۳۴۱، ۱۱۳ آرم

۵۷۹ آریانہ

۶۱۲، ۲۷۲ آسام

۱۶۳ آستو

۳۴۹ آسنول

۵۲۳، ۴۸۸، ۱۰۵ آگرہ

۵۸۸ آزلہ

ا

۴۱۸، ۱۰۲ اباسیر پور

۵۱ ابراہ

۵۸۸ اکہ

۵۴۳، ۵۰۹، ۳۷۱، ۲۲۸، ۱۷۷ اجیر شریف

۶۰۴، ۵۴۶

۴۹۱، ۲۴۵، ۱۵۹ اجودھن

۱۰۰ اجودھیا



نبیلہ ۶۴۴

بنیہار ۶۵۳

نیا بٹھ ۶۶۴، ۶۳۱

لویا ۶۲۲

لودھن دواہی ۵۲۲

برلان ۶۵۵

بونیر ۶۵۳، ۶۰۴، ۶۴۳، ۶۴۰، ۱۱۱۳

بہار ۱۸۱، ۲۰۹، ۶۹۴، ۸۴۴، ۸۶۴، ۸۳۸، ۸۲۸، ۸۱۳، ۶۹۲

۸۴۲، ۶۴۴، ۱۹۴، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۳۸، ۱۲۰

۶۴۸، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۴، ۳۹۱

۵۴۰، ۵۳۴

بہار شریف ۲۰۳، ۱۹۴، ۱۰۴، ۱۰۴، ۹۹، ۹۹، ۹۹

۵۳۴، ۴۰۳، ۳۵۳، ۳۲۱، ۲۲۲، ۲۱۵، ۲۰۲

بہپورہ ۲۱۲

بہرائچ ۶۱۳، ۱۵۵، ۱۰۰

بہرتیرہ ۳۱۳

بہاؤدی ۳۸۴، ۳۴۵، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱

بتیا ۴۸۲

بتیمور شریف ۲۲۵، ۱۰۴، ۱۰۴، ۱۰۴، ۸۵، ۸۲

بیجاپور ۵۵۵

بیدر ۵۵۶، ۵۵۵، ۵۵۱، ۱۸۲

بیرت ۵۹۶

بیٹا ۵۹۹

بنیلو ۲۶۳

بجمر ۳۴۳، ۳۵۴، ۶۴

بجمر پور شہنشاہی ۴۲۲

بلخ ۶۶۳، ۵۴۹، ۵۴۱، ۴۶۸، ۲۴۴، ۱۰۵

بلگرام ۶۱۸، ۳۱۶، ۳۱۴، ۳۱۲، ۲۸۴، ۲۴۴

بلند شہر ۲۴۶، ۱۸۶

بلوچستان ۶۵۴، ۶۰۳، ۵۶۸

بلوچک ۴۰۳، ۳۹۳، ۳۹۲

بلوری ۵۰۰

بلٹھی شریف ۱۸۵

بلیا ۶۳۹، ۳۴۵، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱

بلتھی ۶۵۵، ۴۸۲، ۲۴۰، ۲۶۲، ۲۵۵

بنارس ۶۴۸، ۶۲۲، ۶۱۴، ۳۶۱، ۱۵۰، ۱۴۳، ۱۳۲

بندیل کھنڈ ۵۰۹

بنی ٹیکر ۸۴، ۸۶

بنگل ۵۴۶، ۴۸۲، ۳۴۸، ۲۱۲، ۱۲۵، ۱۱۵، ۱۰۶

۶۴۸، ۶۶۹، ۶۱۱، ۶۰۹، ۶۰۵، ۵۸۲، ۵۵۳

بنگلہ دیش ۶۵۲، ۴۰۵

بیر ۳۱۴، ۲۰۰، ۱۳۳

بیرتی ٹاؤن ۲۶۱، ۲۴۲

بیرلہ ۸۲

بیرلہ ۶۵۴، ۵۴۴، ۵۴۹

بنہرہ ۳۹۴، ۳۹۲، ۳۴۶، ۳۴۳

بگین آباد ۱۶۵

بگوسرائے ۳۴۸، ۳۴۵، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۵۸

۶۴۰، ۶۴۴، ۶۴۰، ۶۳۹، ۴۰۱، ۳۸۵

بنگیمہ ۴۳۵

بیلچی اہراواں ۱۴۳

بیلہ درگاہ ۴۳۰، ۲۲۱

بھ

بھاکپور ۲۹۸، ۱۸۲، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۵۱، ۱۱۳

۶۴۰، ۶۴۰، ۶۱۱، ۲۲۴، ۳۸۳، ۳۶۱، ۳۵۹

بھادلوپور ۲۶۴

بھاسنگھ ۱۲۱

بھٹ شاہ ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۶۹

بھرت پور ۲۰۲، ۱۵۲

بھکر ۳۵۸، ۲۹۴، ۲۶۴، ۲۳۱، ۱۶۹

بھگت پور ۱۸۰

بھوپال ۲۶۱

بھوجپور

بھیرہ ۲۳۰

بھیم نگر ۵۴۹

ب

پاتروڑ ۵۳۵

پاٹلی پتر ۶۶۴، ۳۵۴

پاک پٹن ۴۸۴، ۲۴۶، ۱۲۳

پاکستان ۳۶۹، ۳۵۶، ۳۴۴، ۱۴۹، ۱۲۴، ۱۲۱

۰۵۹۰، ۵۴۹، ۳۴۸

پاکستان کوٹلہ ۳۴۴

پالی ۳۶۶، ۳۳۴

پانی پت ۵۴۸، ۵۴۴، ۴۴۹، ۴۴۶، ۴۳۴، ۱۶۵

پلیاواں ۲۲۹، ۲۱۸

پتھریٹ ۶۸۱

پتھوریہ ۱۹۱

پٹن ۱۴۸، ۱۴۴، ۱۳۵

پٹنہ ۱۵۶، ۱۴۰، ۱۲۹، ۱۲۰، ۱۰۸، ۱۰۴، ۱۰۲، ۱۰۱، ۹۴

۳۴۳، ۳۳۱، ۳۶۴، ۴۰۳، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۶۵

۵۰۰، ۴۴۴، ۴۰۹، ۴۰۱، ۳۹۴، ۳۶۶، ۳۵۹

۶۴۴، ۶۴۰، ۶۳۹، ۶۲۲، ۵۰۳

۶۴۹، ۶۴۸

پٹنی ۶۴۰

پٹنہ ۳۰۱، ۲۹۵، ۲۸۴، ۲۰۰، ۱۳۳

پٹنہ ۶۰۳

پٹنہ کالونی ۲۴۲

پٹنہ کوٹ ۲۶۳

پٹنہ ۴۳۵، ۳۶۹

پٹنہ ۵۰۰، ۴۸۹

پٹنہ ۶۱۱، ۶۱۰، ۱۶۶، ۱۶۵

پرارہ ۱۳۸

پرستاب گره ۵۸۵، ۲۸۸	پرستاب گره ۵۸۵، ۲۸۸
پشاور ۵۴۸، ۵۰۹، ۳۵۸، ۳۲۳، ۲۰۰	پشاور ۵۴۸، ۵۰۹، ۳۵۸، ۳۲۳، ۲۰۰
پشنگ ۵۸۱، ۲۶۵	پشنگ ۵۸۱، ۲۶۵
پشین ۵۷۸	پشین ۵۷۸
پکھول ۳۹۴، ۳۹۰، ۳۸۲، ۳۷۴، ۳۷۰، ۳۶۲، ۳۵۴، ۳۴۶	پکھول ۳۹۴، ۳۹۰، ۳۸۲، ۳۷۴، ۳۷۰، ۳۶۲، ۳۵۴، ۳۴۶
پکورا ۲۲۵	پکورا ۲۲۵
پلاسی ۶۶۵	پلاسی ۶۶۵
پلول ۵۱۹	پلول ۵۱۹
پن پنی ۴۴۵، ۱۶۸	پن پنی ۴۴۵، ۱۶۸
پنجاب ۲۸۳، ۲۷۷، ۱۹۰، ۱۳۳، ۱۲۰، ۱۰۶	پنجاب ۲۸۳، ۲۷۷، ۱۹۰، ۱۳۳، ۱۲۰، ۱۰۶
پنجابی کشر ۳۶۱	پنجابی کشر ۳۶۱
پنجتاور ۵۰۹	پنجتاور ۵۰۹
پنگر ۲۶۰، ۲۵۹	پنگر ۲۶۰، ۲۵۹
پوٹو بار ۶۵۳	پوٹو بار ۶۵۳
پوزیہ ۳۸۷، ۳۷۸، ۳۵۰، ۳۴۳، ۳۳۵، ۳۲۸، ۳۲۰، ۳۱۳	پوزیہ ۳۸۷، ۳۷۸، ۳۵۰، ۳۴۳، ۳۳۵، ۳۲۸، ۳۲۰، ۳۱۳
پورنی ۱۶۶	پورنی ۱۶۶
پوسا ۳۹۹	پوسا ۳۹۹
پوکھریا ۲۷۲	پوکھریا ۲۷۲
پرستاب گره ۱۹۰، ۱۷۳	پرستاب گره ۱۹۰، ۱۷۳

تلک ۵۵۵، ۵۵۳	تلک ۵۵۵، ۵۵۳
تنگول ۲۳۲	تنگول ۲۳۲
توران ۱۶۲، ۱۰۵	توران ۱۶۲، ۱۰۵
تورشہات پور ۵۸۸	تورشہات پور ۵۸۸
تہران ۳۲۲	تہران ۳۲۲
تہن پور ۲۹۵، ۱۳۳	تہن پور ۲۹۵، ۱۳۳
تیگر ۲۷۲، ۲۶۴، ۲۵۶، ۲۴۸، ۲۴۰، ۲۳۲، ۲۲۴، ۲۱۶، ۲۰۸، ۲۰۰، ۱۹۲، ۱۸۴، ۱۷۶، ۱۶۸، ۱۶۰، ۱۵۲، ۱۴۴، ۱۳۶، ۱۲۸، ۱۲۰، ۱۱۲، ۱۰۴، ۹۶، ۸۸، ۸۰، ۷۲، ۶۴، ۵۶، ۴۸، ۴۰، ۳۲، ۲۴، ۱۶، ۸	تیگر ۲۷۲، ۲۶۴، ۲۵۶، ۲۴۸، ۲۴۰، ۲۳۲، ۲۲۴، ۲۱۶، ۲۰۸، ۲۰۰، ۱۹۲، ۱۸۴، ۱۷۶، ۱۶۸، ۱۶۰، ۱۵۲، ۱۴۴، ۱۳۶، ۱۲۸، ۱۲۰، ۱۱۲، ۱۰۴، ۹۶، ۸۸، ۸۰، ۷۲، ۶۴، ۵۶، ۴۸، ۴۰، ۳۲، ۲۴، ۱۶، ۸
تھ ۵۱۱، ۲۸۱، ۲۱۰	تھ ۵۱۱، ۲۸۱، ۲۱۰
تھان لینڈ ۱۲۳	تھان لینڈ ۱۲۳
تھر پارکر ۵۲۸، ۱۲۱	تھر پارکر ۵۲۸، ۱۲۱
ٹ ۲۸۲، ۱۳۴	ٹ ۲۸۲، ۱۳۴
ٹنڈو باگ ۲۶۰، ۲۵۹	ٹنڈو باگ ۲۶۰، ۲۵۹
ٹونک ۵۰۹، ۲۷۱، ۲۵۵، ۲۶۲، ۱۱۲	ٹونک ۵۰۹، ۲۷۱، ۲۵۵، ۲۶۲، ۱۱۲
ٹھ ۱۹۱، ۲۷۷، ۲۵۵، ۲۴۱، ۱۸۷، ۱۸۳، ۱۸۱، ۱۷۹، ۱۷۷، ۱۷۵، ۱۷۳، ۱۷۱، ۱۶۹، ۱۶۷، ۱۶۵، ۱۶۳، ۱۶۱، ۱۵۹، ۱۵۷، ۱۵۵، ۱۵۳، ۱۵۱، ۱۴۹، ۱۴۷، ۱۴۵، ۱۴۳، ۱۴۱، ۱۳۹، ۱۳۷، ۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۱، ۱۲۹، ۱۲۷، ۱۲۵، ۱۲۳، ۱۲۱، ۱۱۹، ۱۱۷، ۱۱۵، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۰۹، ۱۰۷، ۱۰۵، ۱۰۳، ۱۰۱، ۹۹، ۹۷، ۹۵، ۹۳، ۹۱، ۸۹، ۸۷، ۸۵، ۸۳، ۸۱، ۷۹، ۷۷، ۷۵، ۷۳، ۷۱، ۶۹، ۶۷، ۶۵، ۶۳، ۶۱، ۵۹، ۵۷، ۵۵، ۵۳، ۵۱، ۴۹، ۴۷، ۴۵، ۴۳، ۴۱، ۳۹، ۳۷، ۳۵، ۳۳، ۳۱، ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱، ۱۹، ۱۷، ۱۵، ۱۳، ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۳، ۱	ٹھ ۱۹۱، ۲۷۷، ۲۵۵، ۲۴۱، ۱۸۷، ۱۸۳، ۱۸۱، ۱۷۹، ۱۷۷، ۱۷۵، ۱۷۳، ۱۷۱، ۱۶۹، ۱۶۷، ۱۶۵، ۱۶۳، ۱۶۱، ۱۵۹، ۱۵۷، ۱۵۵، ۱۵۳، ۱۵۱، ۱۴۹، ۱۴۷، ۱۴۵، ۱۴۳، ۱۴۱، ۱۳۹، ۱۳۷، ۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۱، ۱۲۹، ۱۲۷، ۱۲۵، ۱۲۳، ۱۲۱، ۱۱۹، ۱۱۷، ۱۱۵، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۰۹، ۱۰۷، ۱۰۵، ۱۰۳، ۱۰۱، ۹۹، ۹۷، ۹۵، ۹۳، ۹۱، ۸۹، ۸۷، ۸۵، ۸۳، ۸۱، ۷۹، ۷۷، ۷۵، ۷۳، ۷۱، ۶۹، ۶۷، ۶۵، ۶۳، ۶۱، ۵۹، ۵۷، ۵۵، ۵۳، ۵۱، ۴۹، ۴۷، ۴۵، ۴۳، ۴۱، ۳۹، ۳۷، ۳۵، ۳۳، ۳۱، ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱، ۱۹، ۱۷، ۱۵، ۱۳، ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۳، ۱
ٹھ ۵۹۵، ۵۶۲، ۴۷۸، ۴۱۴، ۳۵۸، ۲۹۳	ٹھ ۵۹۵، ۵۶۲، ۴۷۸، ۴۱۴، ۳۵۸، ۲۹۳
ٹھکری چک ۳۹۷، ۳۷۴	ٹھکری چک ۳۹۷، ۳۷۴
ج ۵۹۹	ج ۵۹۹

جایانیر ۱۹۵  
جانی ۲۵۵  
جانبیر ۳۵۵، ۳۱۶، ۳۱۲، ۲۷۸، ۱۳۳  
جارجیا ۵۵۳  
جانگان ۶۵۴  
جاندھر ۵۲۶  
جام شرو ۲۶۹  
جادہ ۱۹۲  
جاس ۱۶۳  
جاس ناگور ۵۶۲  
جل ارزق ۲۷۸  
جیلور ۲۶۳  
جہ ۶۵۹  
جرجان ۱۳۷  
جرمنی ۳۳۱، ۳۰۰  
جروہر ۶۲۸  
جزیرہ ۷۹  
جلاب ۹۳  
جلال آباد ۶۵۴  
جواہ ۳۶۵، ۳۶۰، ۳۳۸، ۳۳۷  
جموتی ۲۹۸، ۶۳  
جنت البقیع ۶۷۲، ۶۶۶، ۶۶۰  
جنوبی ایشیا ۴۸۵

چردایان ۲۱۸	جودپور ۵۶۰
چریاری ۳۳۵، ۳۳۴	جونپور ۱۰۲، ۱۱۶۲، ۱۸۲، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۵۴، ۲۲۱
چشتی پور ۵۰۱	۲۲۵، ۲۴۲، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰، ۲۴۰
چک ابابکر ۱۹۳	جرجی ۱۹۱
چک درگاہی ۲۶۶	چکان آباد ۲۴۰
چک مجاہد ۵۰۱	چکانگیر روڈ ویسٹ ۲۸۹، ۲۶۲، ۲۴۲، ۱۱۸، ۲۵۳، ۲۵۳
چک نگری ۲۶۶	۲۹۲، ۲۳۲، ۳۳۲، ۳۸۵، ۲۹۲
چکان ۲۸۲	چچ پور ۲۹۶
چنار گڑھ ۵۶۸	جیون ۵۱
چندن پور ۶۵۰	جیسلیہ ۱۹۵
چندھوسی ۲۳۲	جیرٹلی ۱۴۰، ۱۶۲، ۲۲۵
چندھیری ۱۹۵	جیٹر ۶۸۱
چوبیس پرگنہ ۱۹۶	جھ
چوسہ ۲۱۸	جھڈو گودام ۲۵۹
چورہ شریف ۶۱۷	جمنہانہ ۴۱۰
چوکی ۲۷۰	جھنگ ۵۹۵
چونٹر ۳۶۰	جھوسی ۲۹۴
چوہدر جلال ۲۵۵	جھول ۱۹۱
چیکو سلاکیہ ۶۶۵	چ
چین ۵۵۳، ۲۴۶	چانگام ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۹۸، ۲۷۰
چیسورہ ۲۱۲	چاند پور ۲۲۷، ۲۸۷، ۲۹۱
چیراہ ۳۳۰، ۳۳۵، ۳۵۳	چاند پورہ ۹۹، ۲۶۷
چھ	چپراہ ۶۵۳

چھبرہ ۳۵۷، ۳۱۵، ۴۰۰، ۴۸۲، ۵۰۱	چیرہ ۵۹۶
چھت بنور ۲۹۵	خ
چھوٹی تنیکہ ۲۴۴	خٹکان ۱۳۸
چھوٹی درگاہ ۴۷۳، ۴۰۰	خٹن ۶۵۴
ح	خراسان ۱۰۷، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰
حاجی پور ۱۴۱، ۱۳۸، ۱۳۲، ۱۲۸، ۱۲۴	خسرو پور ۱۳۷، ۲۲۲، ۲۲۸
حبشہ ۵۲	خضر پور ۱۵۱
حجاز ۱۰۹، ۳۶۴، ۴۸۵، ۵۱۱، ۵۲۴، ۵۱۷، ۶۶۶	خضر پک ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۶۶
حرا ۵۲	خضدار ۶۵۷، ۶۵۷
حسن آباد ۵۵۱	خلد آباد ۲۴۴، ۵۴۵
حسن ابدال ۵۶۸	خلیفہ یار محمد ۲۳۳
حسن پورہ ۲۱۸، ۴۹۰	خواجہ ۲۷۶
حسین آباد ۲۳۸، ۲۳۵	خواجہ پھول ۳۶۱
حسینہ ۳۷۶، ۴۰۱	خوارزم ۴۵۵
حصار فیروزہ ۵۶۲	خیبر ۵۳، ۲۸۳، ۵۶۸، ۵۵۳
حضرت ۱۱۵	خیبر آباد ۱۰۱، ۲۳۱
حلب ۷۵	خیبر پور ۱۸۹، ۱۹۱، ۲۸۹
حلم ۵۴۸	خیبر پور ٹامیرالی ۲۴۰
حصہ ۲۳۱	د
حیدر آباد ۹۹، ۱۲۲، ۱۹۱، ۲۳۹، ۲۶۲، ۲۶۷	دادو ۱۵۸، ۱۸۰
۲۶۹، ۲۲۲، ۲۵۵، ۲۸۸، ۵۰۹، ۲۲۵	دارالسلام ۲۶۳
حیدر آباد کلاں ۵۲۳	دانا پور ۸۴، ۱۱۶، ۲۶۱، ۴۴۰
حیدری ۳۶	









کازم چک ۵۰	کازم چک ۲۸۲
کڑا ۹۹	کپورتھل ۲۵۰
کڑا پچر ۲۹۲، ۲۸۹، ۲۸۷	کک ۶۶۹
کشیر ۱۲۰، ۱۳۸، ۲۵۸، ۲۹۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۴۶	کشن کول ۳۹۷، ۳۲۵، ۳۵۲
کشن پد ۶۷۷	کشیہار
کشن گنج ۲۷۳	کجانوان ۲۳۶، ۲۲۲
کعبہ ۵۸	کجرہ ۲۳۶
ککالہ ۲۵۲	کجرہ
ککالہ ۱۷۴	کچوڑھو ۲۵۲
ککالہ ۱۳۳	کچھ ۶۵۵، ۵۵۵، ۵۵۰
ککشن ۵۲۳، ۹۱، ۸۹، ۸۱	کچھو شریف ۱۶۳، ۱۵۳، ۱۰۲، ۸۷، ۸۵، ۸۲
ککتر ۱۹۵، ۲۳۳، ۲۴۷، ۲۲۴، ۳۴۱، ۳۶۶	کراجی ۲۵، ۲۳، ۲۴، ۲۸، ۸۱، ۸۷، ۸۹، ۹۱، ۹۲
۵۲۹، ۴۷۳، ۴۲۸، ۴۰۶، ۳۸۸، ۳۷۸	۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۴۹، ۱۷۵، ۱۹۲، ۲۱۱، ۲۲۲، ۲۲۳
۶۴۸، ۶۴۴، ۶۳۹، ۶۱۳، ۵۶۰	۲۴۸، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۹
ککیر شریف ۱۵۹	۳۶۹، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۵۱، ۵۲۲
ککایوں ۵۸۸	۵۲۵، ۵۲۳، ۵۲۲، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴
ککند ۱۹۲	کراتے پر سرائے ۲۰۹، ۳۶۹
ککٹہ ۶۸۱	ککٹہ ۴۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۲۴۷، ۲۷۸
ککٹر ۲۷۳	ککریا ۲۲۲، ۳۰۰، ۳۹۰
ککاتھ ۳۱۳، ۳۶۲	ککری کوٹ ۶۰۶
ککوری ۳۳۲، ۴۰۳، ۴۶۶	ککمان ۱۹۵، ۵۷۷، ۵۷۷
ککڑہ میکی ۵۲۱	ککٹال ۱۳۲، ۲۲۲، ۵۲۲
ککڑی ۱۸۶	ککڑ ۶۶۱

ککڑ ۱۳۵	ککڑ ۲۷۵، ۲۷۵
ککڑاؤں ۲۹۸	ککڑ نیر شاہ ۶۰۳
ککٹ ۲۰۶، ۱۹۶	ککچک ۶۱۲
ککیم کرن ۲۷۰	ککری ۵۹۵
کک	ککرجی ۳۹۶
ککڑن ۲۴۷	ککچی ۵۰۱
ککڑانہ ۲۹۸	ککڑہ ۱۰۷
ککڑی ۶۶۳	ککڑ ۵۹، ۷۹، ۲۴۷، ۲۷۵، ۵۹۸
ککڑہ ۳۹۲	کککن ۶۵۵
ککڑہوٹ ۲۷۸	ککٹ ۲۰۰، ۵۷۰
ککڑی احمد شاہ ۲۰۰	ککٹاف ۵۵۳
ککڑات ۱۵، ۱۲۰، ۵۲۴، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۵	ککٹل ۱۲۷، ۲۸۸
ککڑ ۵۹۵	ککٹی بندر ۲۵۲
ککڑ شریف ۱۳۹، ۱۸۴، ۲۸۸، ۵۵۱	ککٹیا ۲۸۵
ککڑہار ۶۵۳	ککھ
ککڑا باغ ۶۲۹	ککڑ چان ۲۵۲
ککشن اقبال ۱۲۴، ۱۸۸، ۵۳۰	ککڑیا ۱۲۹، ۲۱۶
ککٹ سیل ۲۳۲	ککڑو ۱۹۱
ککٹ مراد آباد ۲۷۹	ککٹلی ۱۱۰
ککٹیکوٹ ۲۸۶	ککٹاٹ ۱۸۲
ککڑہ ۵۶۱	ککڑپور ۲۹۸
ککڑا ۵۵۲، ۶۱۱	ککڑہ ۲۸۸
ککڑا یار ۵۰۹، ۵۰۵	ککڑیا ۶۴۶





## اغلاط نامہ

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۵	عنون	ہرست	۴۹	اساتذہ	اساتذہ
۶	یو این لے	یو این او	۸۱	صفوہ صفوہ	صفوہ صفوہ
۱۵	منافرجن گیلانی	منافرجن گیلانی	۸۹	(شجرہ صفوہ)	(شجرہ صفوہ)
۱۹	۵	اعجاز خسرو	۹۱	غازی الاشتر	غازی الاشتر
۲۳	۱۹	منظر گیلانی	۹۵	لے جاں گئی	لے جاں گئی
۲۲	۲۲	روار حسین	۹۹	امٹھوی	امٹھوی
۳۲	۶	کے بیڈ ماسٹر	۱۱۹	۱۱۹/۴	۱۱۹/۴
۴۱	آخری	صفوہ	۱۰۸	(شجرہ صفوہ)	(شجرہ صفوہ)
۴۲	پہلی	صفوہ	۱۱۱	کانپور کا	کانپور کا
۴۶	۳	صفوہ	۱۱۶	پاس رکھی	پاس رکھی
۵۰	۳	مانگا	۱۱۴	اب	اب
۵۳	۶	شعبان بیٹے	۱۱۸	سید محمد سے	سید محمد سے
۱۲	۱۲	شعبان	۱۱۹	وضاحت	وضاحت
۱۴	۱۴	وجہ شد	۱۲۳	باطناً	باطناً
۵۵	۲	کنیت	۱۲۳	۱۸ سال	۱۸ سال
۱۶	۱۶	کفانہ	۱۲۴	مسجور	مسجور
۱۸	۱۸	عنبا	۱۴۴	(صفوہ صفوہ)	(صفوہ صفوہ)
۵۷	۲	کچے	۱۵۰	(شجرہ نسب م)	(شجرہ نسب م)
۵۸	۱۵	کفانہ	۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲
۶۰	۸	صبا	۱۵۸	شفقت	شفقت
۶۱	۲	توے	۱۶۰	(م)	(م)
۶۲	۲	زید	۱۶۱	عطار	عطار
۶۳	۵	دس	۱۶۱	برفون	برفون

نورانی شریف ۲۸۹، ۱۱۹، ۸۲

نور پور شاہان ۱۷۲

نور پور ۳۹۶

نور پور ۲۸۲

نہشتہ ۲۹۳، ۱۱۳

نیپال ۶۶۵، ۲۰۹

نیشاپور ۵۹۶، ۲۴۸، ۲۴۲، ۱۹۱، ۱۵۶

نیرہ ۳۶۲، ۲۰۹

و

واسطہ ۵۹۹، ۲۱۶، ۲۸۳، ۲۴۸، ۱۳۲

دہاڑی ۲۴۰

دیشالی ۶۶۲، ۲۳۱

۵

۹۲، ۲۳۶، ۳۱۵، ۲۲۷، ۱۱۵، ۷۹، ۷۵

۵۳۷، ۵۳۶، ۵۳۲، ۵۳۲

ہاجر آباد ۶۵۲

ہارون ۱۷۷

ہار ۲۶۹

ہانسی ۶۲۶، ۵۲۵، ۲۲۶، ۲۰۵

ہبانہ ۱۳۲

ہجر ۵۳۲

ہجیر ۹۳

ہرات ۵۷۱، ۱۸۶، ۱۲۹، ۵۳۲، ۵۳۹، ۱۵۷، ۵۷۱

ہر سنگھ پور ۲۴۵، ۲۰۳

ہریانہ ۲۹۲

ہزارہ ۶۰، ۳۵۵

ہنگی ۳۷۷، ۱۹۲

ہندی ۳۹۲، ۳۷۷، ۳۷۳، ۳۷۱، ۱۵۶

ہمدان ۱۸۲، ۱۳۸

ہندو ۵۵۲، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۳۹، ۵۳۱، ۵۳۴، ۱۳۳، ۱۰۵، ۹۶، ۵۹

ی

یروشلم ۲۸۵، ۲۲۹

یہا ۵۳۲

۶ یمن ۹۲، ۲۳۶، ۳۱۵، ۲۲۷، ۱۱۵، ۷۹، ۷۵

۵۳۷، ۵۳۶، ۵۳۲، ۵۳۲

یوپی ۸۷، ۸۲، ۸۲

یورپ ۲۸۵

یوسف جت ۱۱۲

یونان ۳۵۷

اشتراف عرب کا انگریزی ترجمہ اور جلد دوم زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب

منظر عام پر آنے والی ہے۔ (ادارہ)

(تنویر الکتبات اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی)

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
پرگنہ نوادر	پرگنہ نوادر	۱۶	۲۱۳	مرید ہوئے	مرید ہوئے	۱۶	۱۶۳
حکیم سید مختار احمد	حکیم سید مختار احمد	۱۲	۲۲۹	(ص ۵۱۵)	(ص ۵۱۵)	آخری	۱۶۵
سید محمد نشاط حسن	سید محمد نشاط حسن	۵	۲۲۴	کو ہوئی	کو ولادت ہوئی	۱	۱۶۸
عبد الرشید کفو	عبد الرشید کفو	۵	۲۲۵	۱۲۹۱ء	۱۲۹۱ء	۱۲	"
پوشا	پوشا	۵	۲۲۶	شاعر بھی ہیں	شاعر بھی تھے	۱۱	۱۶۹
جہانگیر سمنانی	جہانگیر سمنانی	۱۱	۲۵۰	(ڈوٹ) لکیر تک	(سید رشید باغی)	۶	۱۹۹
افرات	افرات	۲	۳۶۵	نشان کھینچنا ہے	ڈاکٹر اعجاز	"	"
خلیفہ	خلیفہ	۳	۳۶۱	عبد العزیز	عبد العزیز	عنان	۲۱۱
ملکیت محیں	ملکیت محیں	۱۸	۳۶۵	(عزیز ملت)	(عزیز ملت)	۱۲	۲۱۲
(صفحہ ۲۸۹)	(صفحہ ۲۸۹)	۲	۳۸۱	سید طالب علی	سید ناب علی	۹	۲۱۳
(صفحہ ۳۸۰)	(صفحہ ۳۸۰)	۵	"	گجروں کے	گجروں کی	۸	۲۱۴
غلام مصطفیٰ بن	غلام مرتضیٰ بن	۳	۳۹۲	کا انتقال	کا	۲	۲۱۵
غلام مرتضیٰ	غلام مرتضیٰ	۳	۳۹۲	نماز پڑھی	نماز پڑھی	۲	۲۱۶
سید تقی بن محین	سید تقی بن محین	۲	۳۹۵	ٹنڈو باگو	ٹنڈو باگو	۲	۲۱۷
سید تقی بن محین	سید تقی بن محین	۲	۳۹۵	پتہ چلتا ہے	پتہ چلتا ہے	آخری	۲۱۸
پیران بھوٹا	پیران بھوٹا	۸	۳۹۶	محمود شاہ	محمود شاہ	۱۶	۲۱۹
ہر گام پر	ہر گام پر	۹	۴۰۲	پیر بابا بونیر	پیر بابا بونیر	نوٹ	۲۲۰
مرنا	مرنا	۱۰	۴۰۶	صاحب نے	صاحب تے	۲۰	۲۲۱
البرکات	البرکات	۱۲	۴۱۰	نغش	نغش	۱۳	۲۲۲
واجد علی بن نجف	واجد علی بن نجف	۳	۴۱۱	ذیل ہے	ذیل ہی	۵	۲۲۳
علی تھانوی	علی تھانوی	۳	۴۱۱	ثقفی	ثقفی	۱۰	۲۲۴
بیت المقدس	بیت المقدس	۸	۴۲۵	حاتم ربوی	حاتم ربوی	۵	۲۲۵
بہار میں ہوئے	بہار میں ہوئے	"	"	پشتیں	پشتیں	۱۴	۲۲۶
فیاض	فیاض	۴۳۱	عنوان	سید بدر الدین بن	سید بدر الدین	۱۸	۲۲۷
پٹھانا	پٹھانا	۴	۴۳۵	لاحظ ہو	لاحظ ہو	آخری	"
لکھنویاں	لکھنویاں	۳	۴۳۶	سبب ہو	سبب ہو	۱۶	۲۲۸
				سبب ہو	سبب ہو	آخری	۲۲۹

[illegible]



صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
۵۸۰	۴	پچپن	پچپن	۶۳۶	۳
"	۱۳	طور	طور پر	۶۳۷	آخری
۵۸۴	۱	یافت	یافت	"	"
"	۱۷	شہت بن صلیق	شہت بن صلیق	۶۴۱	۱
۵۸۷	۱۸	محمود غزنوی	محمود غزنوی نے	۶۴۲	آخری
۵۸۸	۴	اصل گا	اصل گاؤں	۶۴۳	صفحہ
۵۸۹	۴	تبدیل ہو گیا	تبدیل ہو گئی	۶۴۴	۸
۶۰۰	۵	آپ جلال الدین رومی	آپ جلال الدین رومی نے	۶۴۶	۱۳
"	۶	شمس تبریز	شمس تبریز سے	۶۴۸	۷
"	"	رومی سے	رومی کو	"	۱۳
۶۰۷	۲	الکتاب	الکتاب	۶۵۱	آخری
"	۴	مہی شاہ جہاں	مہی شاہ جہاں	۶۵۳	۳
"	۹	سیالکوٹی	سیالکوٹی	۶۵۵	۱
"	۱۸	تفسیر	تفسیر	۶۵۶	۸
۶۰۸	۷	صرف و نحو	صرف و نحو	۶۵۷	۱۰
۶۱۳	۵	گولائی	گولائی	۶۵۸	۶
۶۱۴	۹	لندن	لندن میں	۶۵۹	آخری
۶۱۶	آخری	خت جگر	خت جگر	۶۶۳	۱
۶۱۸	۱	محدث	محدث	۶۶۴	۱۶
۶۳۲	۵	خالقانہ	خالقانہ	۶۶۷	۹
۶۳۴	۴	پاکیزہ	پاکیزہ	"	۱۹
"	۸	جوشنا	جوشنا	"	"
"	۱۴	سیات	سیات	"	"
۶۳۵	۱۴	صفوحہ ۲۶۸ تا ۲۶۹	صفوحہ ۲۶۸ تا ۲۶۹	"	"